# مقاماتِ معصومی

جلد چہارم

## تعلیقات و توضیحات

تالیف

محمد اقبال مجددی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی پاکستان

# مقاماتِ معصومی

جلد چہارم

## تعلیقات و توضیحات

تالیف

محمد اقبال مجددی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی، پاکستان

| | |
|---|---|
| نام کتاب | مقامات معصومی جلد چہارم |
| مؤلف | محمد اقبال مجددی |
| کتابت | محمد ریاض اعظمی |
| تاریخ اشاعت | اکتوبر 2004ء |
| تعداد | ایک ہزار |
| ناشر | ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور |
| کمپیوٹر کوڈ | 1Z442 |
| قیمت | -/1200 روپے (کامل سیٹ) |

# ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ملنے کے پتے

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Vist our website:- www.zia-ul-quran.com

لائبریری کیٹلاگ کارڈ

محمد اقبال مجددی :

مقامات معصومی

(احوال ومقامات وملفوظات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی ۱۰۰۷۔۱۰۷۹ھ/۱۵۹۹۔۱۶۶۸ء)

لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء

ا۔ محمد معصوم، خواجہ ۲۔ سلطنت مغلیہ۔ اورنگ زیب عالمگیر ۳۔ تصوف۔۔ ہندوستان

۴۔ جلد اول مجددی تحریک تالیف محمد اقبال مجددی ۵۔ جلد دوم اردو ترجمہ ۶۔ جلد سوم متن کتاب

۷۔ جلد چہارم تعلیقات وتوضیحات تالیف محمد اقبال مجددی ۸۔ محمد اقبال مجددی، (تحقیق وتعلیق وترجمہ) ۹۔ عنوان

۹۲۲،۹۷

# فہرست مندرجات

# تعلیقات

تعلیقات میں سطور کے ساتھ صفحات (صفحہ/سطر) کے نمبر صفحوں کے نیچے درج شدہ ذیلی نمبروں کے مطابق ہیں۔

صفحہ/سطر

٣ / ١٠-١١ وقل الحمد للہ ..... تکبیراً۔ قرآن مجید ١٧/ ١١١

٣ / ١٣-١٤ الذی ارسل ..... المشرکون۔ قرآن ٩/ ٣٣

٣ / ١٤-١٧ مُحَمَّدٌ رسول اللہِ ..... فی الاِنجیلِ۔ قرآن ٤٨/ ٢٩

٤ / ٢ صفر احمد فضل معصومی .....

حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر

٤ / ٣ شیخ محمد فضل اللہ عمری احمدی .....

حالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمۂ کتابِ ہذا

٤ / ٧ "بہ ارذلِ عمر" .....

یہاں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَمِنْکُمْ مَنْ یُرَدُّ اِلیٰ اَرْذَلِ الْعُمُرِ ..... ١٦/ ٧٠

٤ / ١٢ لا تقنطوا ..... ھو الغفور، قرآن ٣٩/ ٥٣

٤ / ١٨ "حضرت شیخ محمد صبغت اللہ"

حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتابِ حاضر و مفتاح ہفتم کنز اول کتاب ہذا

٤ / ٢٠ معدن الجواہر

تالیف شیخ صفر احمد معصومی (مولف مقاماتِ معصومی) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو

مقدمۂ کتاب ہذا تحت عنوان تصانیف شیخ صفر احمد و ضمیمۂ اول کتاب حاضر۔

۹/۵ ".....ایں سفر سعادت ثمر اثر"
اس سفر کی تفصیل کتاب کے مقدمے میں بعنوان احوال مولفِ مقاماتِ معصومی ملاحظہ کریں۔

۲۱/۵ نور چشم ابو داؤد نیاز احمد.....
حالات کے لیے دیکھئے اس کتاب کے مقدمے کا عنوان "مولفِ مقاماتِ معصومی کا خانوادہ"

۱۴/۶ .....شفاعتی لاھل الکبائر من امتی
حدیث، ترمذی (قیامۃ ۱۱)، ابن ماجہ (زہد ۳۷)، مسند امام احمد بن حنبل ۲۱۳/۳۔ [بحوالہ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی ۱۵۱/۳]

۷/۶ .....من رآنی فقد رأی الحق
حدیث، بخاری (تعبیر ۱۰)، مسلم (رویا ۱۰)، دارمی (رویا ۴)
[بحوالہ المعجم المفہرس ۲۰۰/۲]

۵/۷ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ، قرآن ۳۵/۴

۸/۷ واللہ ..... ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ، قرآن ۱۰۵/۲

۲۰/۷ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ، قرآن ۴/۶۸

۴/۸ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ، قرآن ۱۰۷/۲۱

۷/۸ ذٰلِكَ ..... ذوالفضل العظیم، قرآن ۲۱/۵۷

۱۱/۸ "..... ایں سفر خیر الاسفار"
اس سفر کی تفصیل بھی کتاب کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۱۸/۹ اتقوا ..... ینظر بنور اللہ،
حدیث، ترمذی (تفسیر سورۃ ۱۵، ۶)

۱۲/۴-۵ نام ایں نسخہ مقامات و تاریخ عنوان آں "مفتاح اہل السعادات ....."
گویا مقاماتِ معصومی کا سال تالیف "مفتاح (۵۲۹) اہل (۳۶) السعادات" (۵۶۷) ہے جس سے ۱۱۳۲ھ برآمد ہوتے ہیں جو اس کا آغاز تالیف ہے،

(ر۔ک مقدمۂ کتاب حاضر)

۱۲/ ۹ سالِ اوّل از جلوس سلطان الاسلام..... محمد شاہ بادشاہ.....''
محمد شاہ کا پہلا سال جلوس ۱۱۳۱/ ۱۷۱۹ء ہے۔ گویا ۲۸ ستمبر کا دن تھا اور
مولف نے جب یہ کتاب شروع کی تو اگلا سال ۱۱۳۲ھ شروع ہو چکا تھا،
(ر۔ک مقدمۂ کتاب ہٰذا)

۱۲/ ۱۳-۱۴ سُبحان ربک ..... رب العٰلمین ، قرآن ۳۷/ ۱۸۰-۱۸۲

۱۴/ ۱۵-۱۶ وما توفیقی ..... ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، قرآن ۱۱/ ۸۸

---

# مقدمہ

۱۰/۱۵ "روایاتِ والدین شریفین ایں راقم"......
مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت مجدد الف ثانی کے نواسے، اور والدہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی تھیں (ر۔ک بہ مقدمۂ کتابِ حاضر)

۱۶/۱۵ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ، قرآن، ۱۳/۴۹

۱۹/۱۶ ..... "قریب پانزدہ سال است انتقال آں قبلۂ ارباب کمال روی دادہ"..
یہاں مولف نے اپنے والد حضرت خواجہ محمد فضل اللہ کے وصال ۱۱۱۷ھ کی طرف اشارہ کیا ہے (ر۔ک بہ مفتاح ہشتم کنز اول کتاب حاضر) اس وقت ان کے وصال کو تقریباً پندرہ سال گزرے تھے کہ مولف کی والدہ نے سرہند میں گوشہ نشینی اختیار کی یعنی سنہ ۱۱۳۲ھ (۱۱۱۷ + ۱۵) میں۔

۱۰/۱۷-۱۱ "حضرت والدہ ماجدہ را در ایام حیات حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرزند نرینۂ نخستینہ بہ ظہور آمدہ ..... و آں طفل ..... در دو روز ایں بی وفائی دنیای دنی را شناختہ"......
تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاح ہشتم کنز اول کتاب ہذا و مقدمۂ کتاب حاضر

۱۶/۱۷ ...... شیخ عزالدین احمد......
حالات کے لیے دیکھئے اس کتاب کی مفتاح ہشتم و مقدمۂ کتاب بعنوان "خانوادۂ مولف"

۲۰/۱۷-۲۱ ....."ولادت ایں راقم الحروف ..... بعد از ہشت سال از وصال

حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتفاق یافتہ"

یعنی مولف مقاماتِ معصومی کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے آٹھ سال بعد (۱۰۷۹+۸=) ۱۰۸۷ھ کو ہوئی (ر۔ک مقدمہ "احوالِ مولف")

۱۸/۴-۵ ...... "در وقت کثرتِ غلبہ کفار نگوں سار و نانک پرستان بی اعتبار بر مردم آں بلدۂ معظمہ"......

یہاں سرہند شریف پر سکھوں کے لیڈر بندہ سنگھ کا حملہ مراد ہے جو ۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء میں ہوا تھا۔ (ر۔ک مقدمۂ کتاب حاضر بعنوان "سرہند کی تباہی"

۱۸/۹ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا ، قرآن ۳/۹۷

۱۸/۲۰ "آنجناب (والدِ مولف شیخ محمد فضل اللہ) ہمشیرہ زادۂ حقیقی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند"

یعنی شیخ محمد فضل اللہ بن قاضی عبدالقادر بن شیخ محمد امین بن شیخ عبدالرزاق برادر حضرت مجدد الف ثانی (عمدۃ المقامات ص۲۴۳) حضرت خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادے یہی شیخ محمد فضل اللہ تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۸)

(تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر، مفتاح ہشتم کنزِ اول کتاب ہذا)

۱۸/۲۱ ...... مخدومی شیخ عبدالاحد قدس سرہ ......

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے والد بزرگوار تھے، حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ مولف کنزِ دوم پر تعلیقات

۱۸-۱۹/۲۲-۱ قاضی شیخ عبدالقادر، شیخ محمد امین و شیخ عبدالرزاق قدس اسرارھم کے حالات کنزِ دوم مقدمۂ مولف کے تعلیقات میں ملاحظہ کریں۔

۱۹/۵ کتاب منظر اولی الالباب ......

کے بارے میں معلومات کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "تالیفات شیخ صفر احمد" ملاحظہ کریں۔

۱۹/۱۹ ...... "غالب حصولِ روایت ازیں حضرات ثلاثہ ایں است"......

یہاں حضراتِ ثلاثہ سے مراد اس کتاب کے تین اہم راوی ہیں یعنی

والدِ مولف شیخ محمد فضل اللہ، مولف کی والدہ اور حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس اسرارہم ان کے احوال کے لیے کتابِ حاضر کا مقدمہ اور مختلف فصول ملاحظہ ہوں۔

۲۰/۳-۵ "نسبِ انسب حضرتِ ایشاں (خواجہ محمد معصوم) بہ آں خلص اصحاب ....... امیرالمومنین حضرت عمر فاروق ...... بہ بست و ہفت واسطہ بدیں طریق می رسد کہ"......

یہاں حضرت مولف کو سہو ہوا ہے جدید تحقیق کی رو سے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا نسب ۳۳ واسطوں سے حضرت امیرالمومنین عمر فاروق تک واصل ہوتا ہے۔ تفصیل آیندہ حواشی میں ملاحظہ کریں۔

۲۰/۵-۶ "آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) والا منقبت فرزند اوسط و خلف ارشد قطب العرفا (حضرت مجدد الف ثانی) ...... ہستند"۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تیسرے فرزند تھے یعنی اول حضرت خواجہ محمد صادق، دوم حضرت خواجہ محمد سعید اور سوم حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہم۔

۲۰/۱۰ "(حضرت مجدد الف ثانی) صاحبِ منصب القیومیۃ"......

حضرت مجدد قدس سرہ نے اپنے اس منصب کی خود وضاحت فرمائی ہے کہ "حق تعالیٰ نے حضرت مجدد کو ذات قیومیت عطا کی جو عالم کے قیام کا باعث ہے" (زبدۃ المقامات ص۱۹۲ بحوالہ مکتوبات امام ربانی ۳/۷۹) اس امر کی وضاحت شیخ بدر الدین سرہندی نے بھی کی ہے کہ "حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) را بہ نسبتِ قیومیت مشرف ساختند چنانکہ تفصیل ایں در مکتوبات مندرج است" (حضرات القدس ۲/۷۸)، حضرت مجدد الف ثانی نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ان دنوں (آخریں ایام حیات) یہ منصب مجھ سے جدا ہو کر میرے فرزند خواجہ محمد معصوم کو مل گیا ہے (مکتوبات امام ربانی ۳/۱۰۴) ......

۲۰/۲۳ "مخدوم شیخ عبد الاحد کابلی (والدِ حضرت مجدد الف ثانی)"......

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے حضرت مجدد کی زبانی مخدوم شیخ عبد الاحد کے حالات

تحریر کئے ہیں، لکھا ہے:

"شیخ عبدالاحد ایام جوانی میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر تحصیل علوم کے بعد وہاں گئے تو حضرت گنگوہی کا وصال ہو چکا تھا ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین سے منسلک ہو کر سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔ مخدوم شیخ عبدالاحد نے ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء میں وصال فرمایا۔ ان کی تالیفات میں سے کنوز الحقائق اور اسرار التشہد کا ذکر ملتا ہے۔ خواجہ کشمی نے اسرار التشہد کا کچھ حصہ نقل بھی کیا ہے تفصیل کے لیے دیکھئے:

محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ۹۱-۱۲۶

بدر الدین سرہندی: حضرات القدس ۲/۲۸-۳۰ وضمناً

کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱/۲۹-۳۴

۲۰/۲۳ "شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ حبیب اللہ"......

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے شجرۂ نسب کے ان بزرگوں کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے۔ یہاں مقامات معصومی کے دونوں نسخوں میں شیخ عبدالحی کے بعد "شیخ محمد" کا نام نقل ہونے سے رہ گیا ہے' زبدۃ المقامات صہ ۸۹ اور حضرات القدس (۲/۲۸) میں یہ نام موجود ہے جو بالکل صحیح ہے۔

۲۱/۱ "امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان"......

امام رفیع الدین کے والد کا نام حضرات القدس میں نور الدین درج ہوا ہے، جو مولانا زید کے نزدیک مولف کا سہو ہے جبکہ یہ نام فرخ شاہ کے والد کا ہے (مقاماتِ خیر صہ ۲۸-۲۹)

حضرت امام رفیع الدین، حضرت مجدد الف ثانی کے جدِ ششم تھے علم ظاہر و باطن میں جامع اور حضرت سید جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں کے صحبت یافتہ تھے...... ہندوستان آ گئے فیروز شاہ تغلق نے امام رفیع الدین کے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ جو کہ بادشاہ کے مقربین میں سے تھے کو حکم دیا کہ

وہ سرائس اور سامانہ کے مابین ایک شہر آباد کریں، چنانچہ انہوں نے جو شہر آباد کیا وہ یہی شہر سہرند (سرہند) ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے زبدۃ المقامات ۸۹ - ۹۰)۔ سرہند کی بنیاد اور آبادکاری کے سلسلے میں مورخین کی مختلف آراء کے لیے وہرا اور فوجا سنگھ کے مقالات ملاحظہ کریں، دیکھئے :

Sirhind through the Ages, ed. by fuja singh

۲/۲۱ "شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی فاروقی"......

حضرت فرخ شاہ کابلی حضرت مجدد کے پندرہویں جد تھے، حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ کا نسب بھی اسی بزرگ فرخ شاہ کابلی سے واصل ہوتا ہے، سیرالاولیاء میں فرخ شاہ کو کابل کا بادشاہ بتایا گیا ہے (۶۸-۶۹) اور چشتی سلسلے کے متاخر تذکرہ نویسوں نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ جب کہ صاحبِ زبدۃ المقامات نے فرخ شاہ کو "از اجلۂ امرا و اعاظم وزراء سلاطین کابل بودہ (ص۸۸) اور مزید بتایا ہے کہ وہ اس خانوادے کے پہلے فرد تھے جو غزنی و کابل سے ہندوستان آئے (ایضاً ص۸۹) پروفیسر خلیق احمد نظامی کی تحقیق کے مطابق "غزنویوں نے جب کابل کا الحاق کر لیا تو فرخ شاہ کے جانشینوں کی حیثیت ختم ہوگئی۔ تاریخ سے فرخ شاہ کی حیثیت اور منصب پر آج تک کوئی روشنی نہیں پڑسکی اور یہ اب تک ایک راز ہی ہے۔"

Nizami, k.A: Life and Times of sh. Farid-ud-Din Ganj-i-Shakar pp. 11-12

صاحبِ عمدۃ المقامات نے لکھا ہے کہ نواحِ کابل میں جہاں حضرت فرخ شاہ کا مزار ہے "درۂ فرخ شاہ" کے نام سے مشہور ہے (فضل اللہ قندھاری: عمدۃ المقامات ص۹۹) انہیں فرخ شاہ کابلی کی نسبت سے حضرت مجدد کا خانوادہ "کابلی" کہلاتا ہے (زبدۃ المقامات ۸۹)۔

جولائی ۱۹۷۶ء میں ہمیں پروفیسر عبدالحی حبیبی نے کابل میں ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ "صاحبِ زبدۃ المقامات خواجہ محمد ہاشم کشمی کا "فرخ شاہ کابلی" کے حالات پر ایک مستقل رسالہ میری نظر سے گزرا تھا۔"

۳/۲۱ ..... "خواجہ نصیر الدین بن خواجہ محمود" کی والدہ ہرات کے سادات سے تھیں (ہدیۂ احمدیہ، حاشیہ صہ۴)

۳/۲۱ ..... "خواجہ سلیمان بن خواجہ مسعود" کی والدہ "صدیقیہ" تھیں (ایضاً صہ۵)

۳/۲۱ "خواجہ مسعود بن عبداللہ واعظ الاصغر" کا مزار گردیز میں ہے (ایضاً صہ۵)

۳/۲۱ "حضرت عبداللہ واعظ الاصغر" کی والدہ "صدیقیہ" تھیں (ایضاً صہ۵)

۳/۲۱ "حضرت عبداللہ واعظ الاکبر" کا مزار غزنی میں ہے (ایضاً صہ۵)

۴/۲۱ "ابوالفتح بن اسحٰق" کا مزار غزنی و قریہ لوگر کے مابین ہے (ایضاً صہ۵)

۴/۲۱ ..... "ناصر بن عبداللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین".....

حضرت مجدد الف ثانی کے تقریباً تمام معاصر اور متاخر تذکرہ نویسوں سے یہاں ضبط اسماء میں سہو ہو گیا ہے۔ صاحبِ مقاماتِ معصومی کو بھی یہاں اشتباہ ہوا ہے۔ میزان الاعتدال اور تقریب التہذیب میں "عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر" درج ہے۔ یہی نسب کتاب المعرفۃ والتاریخ از ابی یوسف یعقوب بسوی (ف ۲۷۷ھ) ۱/۴۲۹، ۲/۸۲۱ (و باہداد اشاریہ) میں بھی وارد ہوا ہے۔ اہل انساب کا خیال ہے کہ انہیں عبداللہ بن عمر بن حفص کے صاحبزادے کا نام ناصر ہے اور مشابہت کی وجہ سے عبداللہ بن عمر کو ابن الخطاب سمجھ لیا گیا ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نو صاحبزادے تھے ان میں اول کا اسم گرامی عبداللہ ہے اور انہیں عبداللہ کے تیرہ فرزند تھے، تیرھویں صاحبزادے کا نام عاصم ہے۔ لیکن دونوں حضرات میں سے کسی کے فرزند کا نام ناصر نہیں ہے۔ جب کہ حضرت مجدد الف ثانی کے نسب میں حضرت فرخ شاہ کے گیارھویں جد کا نام ناصر ملتا ہے اور ان کو حضرت عبداللہ کا فرزند قرار دیا گیا ہے۔

محمود احمد عباسی، مولانا احمد حسین خان امروہوی اور مولانا ابوالحسن زید کی تحقیق کے مطابق یہ نسب یوں ہونا چاہیے:

"ناصر بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

نسب کی بحث کے لیے دیکھئے :

(۱) فتاویٰ تاتارخانی (فصل سادس عشر)

(۲) فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات (کے حاشیہ ص۹۸ پر حضرت خواجہ عبدالقیوم نے یہی مذکورہ صحیح نسب نقل کیا ہے)

(۳) نظام الدین شکارپوری مجددی : اوج معدد اسرار نقشبند (۱۲۲۸ھ) میں فصل ہشتم دربیانِ نسب حضرت مجدد (قلمی ورق ۵۳ - ا، ب) کے حاشیہ میں اس کتاب کے کاتب اور معروف شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد حسن جان مجددی نے حاشیہ میں یہی نسب مذکور مع اضافہ صحیحہ نقل کیا ہے۔

(۴) محمود احمد عباسی : تاریخ امروہہ (تحقیق الانساب) جلد چہارم

(۵) احمد حسین خان امروہوی : جواہر معصومیہ ۳-۵

(۶) زید، ابوالحسن فاروقی : مقاماتِ خیر ۲۶-۲۳

نوٹ (مقاماتِ خیر میں نسب کے تمام واسطے (اسماء) بہ تحقیق مذکور درج کئے گئے ہیں۔)

۲۱/۸-۱۰ "جنابِ حقائق آگاہ..... خواجہ محمد ہاشم کشمی ..... در مقامات حضرت مجدد الف ثانی ...... مسمی بہ زبدۃ المقامات بہ تفصیل نوشتہ اند و نیز ملا بدرالدین سرہندی کہ مقاماتِ حضرت مجدد الف ثانی نوشتہ بہ حضرات القدس نامیدہ اند".....

خواجہ کشمی اور ملا بدرالدین سرہندی کے حالات اور ان کی تالیفات زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا بعنوان "ماخذ مقاماتِ معصومی"

۲۱/۱۲-۲۳ یہ منقبت حضرت وحدت سرہندی کی تصنیف ہے۔ ان کے پیش نظر شعری مجموعہ چہارِ چمنِ وحدت میں اس منقبت کا صرف پہلا شعر ہی درج ہے (قلمی نسخہ ص۱۰۱) ممکن ہے حضرت وحدت کے کسی دوسرے مجموعۂ کلام میں یہ پوری منقبت شامل ہو۔

۲۲/۲-۵ لیکن مولف نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی "قیومیت اور اصالتِ محبوبیت ذاتی" کے موضوع پر حضرت وحدت کے جو شعر نقل کیے ہیں ان میں سے پہلے دو شعر اسی مذکورہ منقبت میں چہار چمن وحدت (ص۱۰۱) میں (شعر نمبر ۱۴-۵) موجود

ہیں لیکن مولف نے چونکہ حافظ کی بنیاد پر لکھا ہے اس لیے پہلے شعر نمبر ۵ اور پھر چوتھا نقل کیا ہے۔ چوتھا شعر چہار چمن میں یوں ہے ؎

جہاں را بدانش کہ در سر بود
عرض را چہ نسبت بجوہر بود

۹/۲۲ "ملک الشعرای ہندوستان کہ"......

یہاں ملک الشعرا سے ناصر علی سرہندی مراد ہیں ان کے معاصر تذکرہ نویس سرخوش نے انہیں "ملک الشعرای عصر" لکھا ہے (کلمات الشعراء ص۵۷)

۹/۲۲ ......" ولایتین ایران و توران"......

یہاں ایران کے ساتھ ولایت ماوراء النہر مراد ہے۔ توران کا دراصل ماوراء النہر کے تمام بلاد پر اطلاق ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

یاقوت حموی: معجم البلدان ۲/۵۷

یاقوت حموی: المشترک ص۴۶

سمعانی، ابی سعد عبدالکریم: الانساب ۳/۱۰۶-۱۰۷ حاشیۂ معلمی

بارتولد: ترکستان نامہ ۱/۱۶۷-۱۶۸

۲۲/۹-۱۰ ......"اشتہار اسخن رسی او (ناصر علی) تمام بلبلان ولایتین ایران و توران را بی آشیاں ساختہ"......

ناصر علی سرہندی کے کلام نے انہیں واقعی اتنی شہرت دی تھی کہ ان کی شہرت ایران و توران تک پہنچ گئی تھی۔ اس عہد میں تالیف ہونے والے شعراء کے تذکروں میں ناصر علی کو جس طرح خراج تحسین پیش کر کے ان کے کلام کے محاسن بتائے گئے ہیں ان کے معاصرین میں کسی کو کم اتنا مرتبہ ملا ہوگا۔ تذکروں کے اقتباسات کے لیے دیکھئے: راشدی، حسام الدین: تذکرہ شعرائے کشمیر ۲/۹۲۰-۹۶۱

۱۰/۲۲ ......"این قبولیت از یُمن ارادت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ یافتہ"......

صاحب روضۃ القیومیہ (۲/۱۴۶) نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

کے ساتھ ناصر علی کی خصوصی عقیدت کے واقعات لکھے ہیں اور حضرت خواجہ کی شان میں ناصر علی کے کہے ہوئے چند مدحیہ اشعار بھی نقل کیے ہیں، ناصر علی کے دیوان اور مثنوی میں حضرت خواجہ کی مدحیات موجود ہیں۔ بعض اشعار کے لیے دیکھئے:

نورالحسن انصاری: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۸۴

۲۲/۱۱-۱۲ ..... "روزی بہ حضور، ایں ضعیف (مولف) و دیگر مردم شریف بلدۂ طیبۂ سرہند بہ پور مہینۂ خویش کہ درآں ہنگام خرد سالی بودہ"......

یہاں "پور مہینہ" سے مراد ناصر علی سرہندی کے بڑے بیٹے علی عظیم ہیں۔ ناصر علی کے تین لڑکے تھے علی عظیم، علی علیم اور علی کریم، علی عظیم بھی اچھے شاعر تھے۔ عظیم تخلص اور عظیم الدین محمد نام تھا۔ خوش گو نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں ان کے والد نے ایک شعر میں کہا ہے ؎

عظیم الدین محمد صاحب ہوش　　　من و تو ہر دو یک خواب فراموش

لیکن حاکم لاہوری نے ان کا نام عزیز الدین محمد لکھا ہے جبکہ ناصر علی کا مذکورہ بالا شعر بھی نقل کر دیا ہے (مردم دیدہ ص۸۱) حاکم لاہوری اور خوش گو کو علی عظیم کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا جب کہ ناصر علی کے دوسرے بیٹے علی علیم سپاہی پیشہ تھے، اوائل محمد شاہی میں سید قطب الدین بارہہ کی نوکری کی تھی۔ خوش گو نے ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔ ناصر علی کے تیسرے بیٹے علی کریم بھی شاعر تھے ان کا بھی ایک شعر ملتا ہے وہ بیس سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ (سفینۂ خوش گو ص۲۷۳) علی عظیم (ف ۱۲۰۰ھ) کے حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) خوش گو: سفینہ ۲۷۲-۲۷۳

(۲) حاکم لاہوری: مردم دیدہ ۸۱-۸۲

(۳) حیرت اکبرآبادی: مقالات الشعراء ۶۶

(۴) ہندی، بھگوان داس: سفینۂ ہندی ۱۳۲

(۵) اخلاص، کشن چند: ہمیشہ بہار ۱۷۲

(۶) بعض دیگر مراجع کے لیے دیکھئے فرہنگ سخنوران۔

۲۲/۱۶-۱۷ ......"در مثنوی خویش اشعار افادات آثار در مدح آں قبلۂ اخیار آوردہ"......

ناصر علی کی مثنوی کے تین دفتر پائے جاتے ہیں مختلف قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے ، انصاری : فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۹۰ - ۹۴ ، اس مثنوی کی شہرت ایران اور بغداد تک پہنچ چکی تھی، بغداد میں اسے فارسی شاعری کا بہترین نمونہ قرار دیا گیا تھا (آزاد : خزانہ عامرہ ص ۲۳۸ )

۱۶/۲۱ ....." ناصر علی رحمہ اللہ تعالیٰ "....

یہاں ناصر علی سرہندی مراد ہیں ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۷ء میں انتقال ہوا ، مرزا بیدل کے بعد یہ اس عہد کے مشہور ترین شاعر تھے حضرت خواجہ محمد معصوم کے ساتھ خاص عقیدت تھی آپ کے علاوہ انہیں شاہ حمید الدین ساکن جنجی ، شاہ عادل اور نبی شاہ جیسے صوفیہ کے ساتھ بھی عقیدت تھی (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ص ۸۹ ) ناصر علی سرہندی کے حالات اس عہد کے اور مابعد فارسی شعراء کے تذکروں میں درج ہوئے ہیں حسام الدین راشدی نے ایسے دریافت شدہ چند تذکروں سے اقتباسات نقل کئے ہیں ( تذکرہ شعرائے کشمیر ۲/ ۹۲۰ - ۹۶۱ ) بعض مآخذ جن کا ذکر ڈاکٹر راشدی نہیں کر سکے وہ یہ ہیں :

(i) مراۃ العالم ۲/ ۶۲۷ ، ۶۵۹
(ii) فرحت الناظرین ۱۷۴-۱۷۶ ( ترجمہ دحواشی محمد ایوب قادری )
(iii) تاریخ محمدی مع حواشی عرشی ۱۵۰
(iv) روضۃ القیومیہ ۲/ ۱۲۷- ۱۲۸ و بہ بعد
(v) مآثر الامراء ۲/ ۱۰۱ ، ۴۸۷
(vi) نزہۃ الخواطر ۶/ ۳۷۹
(vii) پنجاب میں اردو ( شیرانی صاحب نے ناصر علی کی بعض اردو منظومات کی نشاندہی کی ہے )
(viii) فارسی ادب بعہد اورنگ زیب میں نورالحسن انصاری نے بنیادی اور اہم مآخذ کی بنیاد پر ناصر علی کے بارے میں اہم اور تفصیلی بحث کی ہے ص ۸۰-۹۴

۲۲/۱۸-۲۲ "چراغ ہفت محفل خواجۂ معصوم "......

یہ مدحیہ اشعار ناصر علی سرہندی کی مثنوی سے منقول ہیں خود مولف نے اس منقبت

کے بھول جانے کا اعتراف کیا ہے اور اس طویل مثنوی کے صرف دس شعر نقل کئے ہیں جب کہ روضۃ القیومیہ (۲/ ۱۲۷ - ۱۲۸) میں اس مثنوی کے ۲۶ شعر نقل ہوئے ہیں نیز روضہ اور کتاب حاضر میں منقول اشعار کی ترتیب بھی مختلف ہے۔

تاریخ ناصری مولفہ ناصر علی سرہندی، خطی

اس میں زیادہ تر عہدِ مغلیہ کے حالات مندرج ہیں۔ مملوکہ سید رجب علی شاہ، اپیل نگار فیروزپور، اصلاً باشندہ ڈیرہ میراں شاہ در حدود سرہند، یہ ناصر علی کی اولاد میں سے تھے، تاریخ ناصری میں سرہند کی آبادی کے علاوہ قوم سُوداں کا بھی تذکرہ ہے، رجب علی شاہ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے صاحبزادے امرتسر میں سب انسپکٹر پولیس تھے، یہ مخطوطہ سید رجب علی کی وفات کے بعد ان کے گھر میں موجود ہے۔

(تاریخ سُوداں مؤلفہ سلامت رائے دوساج ترک ہیڑی لدھیانہ، ۱۹۳۵ء صفحہ ۹۷)

۲۳/ ۸-۹ "اعطیت الکنزین الاحمر والابیض"......

یہ حدیث پاک ہے، صحیح مسلم میں یہی الفاظ آئے ہیں ر۔ک ۲/ ۳۹۰ مطبوعہ کراچی، لیکن متون حدیث میں اس حدیث کے الفاظ مختلف صورتوں میں آئے ہیں سنن ابوداؤد (فتن ۱) ترمذی (فتن ۱۴) ابن ماجہ (فتن ۹)، مسند احمد بن حنبل (۴/ ۱۲۳، ۵/ ۲۷۸، ۲۸۴) اور صحیح مسلم (فتن ۱۹، ۲۰) (یہ تمنی حوالے معجم المفہرس ۶/ ۶۷ سے ماخوذ ہیں) میں یہ اختلاف ملاحظہ کریں۔

۲۳/ ۱۴ "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ"......

آیت کریمہ قرآن ۱۷/ ۱۰۱

۲۳/ ۱۵ "فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار"

قرآن ۵۹/ ۲

# مفتاح اوّل

۲۵/۱۲-۱۴ ..... " اَلَمْ نَشْرَحْ ..... وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ " .....

القرآن ۹۴/۱-۸

۲۵/۱۹ " انا نحن نزلنا ..... لحافظون "

القرآن ۱۵/۹

۲۶/۱-۲ ..... " صوفیۂ علیہ در ہر طریقہ کہ باشند سند السند در رنگ اصحابِ حدیث نسبتِ خود ہا بآں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم می رسانند " .....

محدثین کرام نے اپنی اسناد حدیث بکثرت جمع کی ہیں جس سے اس فن پر بہت سے اہم مجموعے مرتب ہوگئے ہیں، ان کتابوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر از علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی

(۲) وثیقۃ الاکابر از علامہ شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری

(۳) فہرس الفہارس از علامہ عبدالحی الکتانی

(۴) الرسالۃ المستطرفۃ از علامہ محمد بن جعفر الکتانی

اسی طرح صوفیۂ کرام کے شجراتِ طریقت بھی کتابی صورت میں مدون ہوکر بکثرت طبع ہوچکے ہیں۔

۲۶/۳ " قُلْ ..... فِی الْقُرْبٰی "

القرآن ۴۲/۲۳

۲۶/۴-۵ " اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ ..... تَطْهِیْرًا "

القرآن ۳۳/۳۳

۲۶/۵-۶ "مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ھلک"

یہ حدیث ہے، علامہ یوسف نبہانی نے اسے مختلف روایتوں سمیت نقل کیا ہے، یہاں مولفِ مقاماتِ معصومی کے درج کردہ الفاظ میں قدرے اختلاف ہے، علامہ نبہانی نے اس طرح نقل کیا ہے:

"مثل اھل بیتی فیکم کسفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ھلک"

(نبہانی، یوسف بن اسماعیل: الشرف المؤبد لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ص ۲۸)

۲۶/۱۲-۲۳ قادریہ سلسلے کا جو شجرہ حضرتِ مولف نے نظم کیا ہے وہ غالباً قوتِ حافظ پر بھروسا کرکے لکھا گیا ہے اس لیے وہ اشعار میں شجرے کے اسماء کی ترتیب ملحوظ نہیں رکھ سکے۔ خود حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا شجرہ قادریہ اس طرح درج فرمایا ہے:

فیقول العبد ..... احمد بن عبد الاحد الفاروقی انہ
لبس الخرقۃ الصوفیۃ القادریۃ للاخ الصالح ......
من ید العارف الکامل الشیخ اسکندر وھو من شیخہ
وجدہ ..... شیخ کمال وھو ..... الشاہ فضیل وھو
..... السید گدا رحمٰن وھو ..... سید شمس الدین الصحرائی
وھو ..... السید عقیل وھو ..... السید بہاء الدین وھو
..... السید عبد الوھاب وھو ..... شرف الدین القتال
وھو ..... السید عبد الرزاق وھو ..... الغوث الصمدانی
..... سید محی الدین ابی محمد عبد القادر الجیلانی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ ..... (مکاشفات غیبیہ ص ۷-۸)

یہ شجرہ شاہ ولی اللہ نے بھی دیا ہے
(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۱۶-۱۷)

۲۶/۱۴ ....."از دستِ شہ گدا درویش"....

اس شعر میں شاہ گدا رحمٰن عباس کی طرف اشارہ ہے جو حضرت شاہ سکندر کیتھلی

کے بڑے صاحبزادے تھے درس و تدریس اور سلوک کی تعلیم دینے میں ساری زندگی بسر کر دی۔ شاہ گدا رحمٰن کا ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء میں وصال ہوا (تذکرۂ شاہ سکندر کیتھلی ص۱۵۶)

۱۵/۲۶ "شاہ سکندر"

یہاں حضرت شاہ سکندر کیتھلی مراد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہونے سے پہلے سلسلہ قادریہ میں انہی سے بیعت کی تھی، حضرت مجدد الف ثانی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے حدود ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں وصال ہوا حضرت شاہ کمال کیتھلی کے نبیرے تھے۔ (زبدۃ المقامات ۱۰۸)

۱۶/۲۶ "شاہ کمال"

شاہ کمال کیتھلی مراد ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے والد گرامی حضرت مخدوم عبدالاحد سلسلۂ قادریہ میں انہیں سے بیعت تھے۔ شاہ کمال نے ۹۸۱ھ/ ۱۵۷۳ء میں انتقال کیا اور کیتھل میں دفن ہوئے قریہ کیتھل (کیتھل) سرہند کے متابعات میں سے ایک قریہ ہے (زبدۃ المقامات ۱۰۸) اس وقت کیتھل مشرقی پنجاب (ہندوستان) کے ضلع کرنال میں ایک تحصیل ہے:

Imperial Gazetteer of India Vol. xiv, pp. 288-89

۱۱/۲۷ ....."شیخ رکن الدین"....

یہاں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (۸۹۷-۹۸۲ھ/۱۴۹۱-۱۵۷۴ء) مراد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) اخبار الاخیار ۲۲۲

(۲) منتخب التواریخ ۳/۵۰

(۳) سیر الاقطاب ۲۲۰

(۴) اقتباس الانوار ۲۵۱

۱۲/۲۷ ....."امیر سید ابراہیم معین الحسنی الحسینی الایرجی القادری"....

یہاں سلسلہ شطاریہ کے معروف صوفی علامہ ابراہیم بن معین بن عبدالقادر

حسنی ایرچی ثم دہلوی مراد ہیں۔ ایرجی (ایرچی) نسبت ہے قصبہ ایرچ سے
ایرچ مالوہ میں ایک گاؤں ہے اب ضلع جالون سے متعلق ہے (تذکرہ علمائے
ہند ۸۴) ۱۹۰۹ء میں یہ قصبہ ضلع جھانسی میں تھا اور اس وقت تک اس کے
تاریخی آثار کھنڈر بن چکے تھے۔

Har.d Gazetteer of India by bartholomen. p.149

بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ ابراہیم ایرچی کو تمام عقلی و نقلی اور رسمی و
حقیقی علوم پر کامل عبور تھا اور عقل و دانش میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔
شیخ بہاء الدین نے رسالہ شطاریہ انہی شیخ علامہ ابراہیم کے لیے تالیف کیا تھا،
علامہ ابراہیم حدود ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء میں دہلی آئے اور ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں
انتقال کیا۔ (اخبار الاخیار ۲۵۰-۲۵۱) نیز دیکھئے:

۱- تذکرہ علمائے ہند ۸۳-۸۴
۲- نزہۃ الخواطر ۴/۴-۵

۱۲/۲۷ "شیخ بہاء الدین انصاری قادری حسینی"۔۔۔۔۔

شیخ بہاء الدین بن ابراہیم بن عطاء اللہ انصاری شطاری جنیدی (ف ۹۲۱ھ/
۱۵۱۵ء) کی ولادت اور تربیت بلدہ جنید (بفتح جیم وسکون التحتیۃ والنون المختفیہ)
میں ہوئی جو سرہند کے مضافات میں ایک قصبہ ہے، حصول علم کے بعد حج کے لیے
گئے اور وہاں طریقۂ قادریہ میں شیخ احمد الشریف الجیلانی الشافعی سے حرم محترم میں
بیعت ہوئے۔ مانڈو، احمد آباد اور بیدر وغیرہ کا سفر بھی کیا۔ شیخ بہاء الدین نے
سلسلہ شطاریہ کے اصول وضوابط اور اذکار و اشغال پر ایک اہم رسالۂ شطاریہ
شیخ ابراہیم بن معین ایرچی کے لیے تالیف کیا تھا (اخبار الاخیار ۱۹۸، نزہۃ الخواطر
۴/۵۹-۶۰) اس اہم رسالے کو محمد ادریس اعوان نے اپنے پی ایچ ڈی کے
مقالہ شرح احوال و آثار شیخ محمد غوث گوالیاری (تہران یونیورسٹی) میں ایڈٹ
کرکے بطور ضمیمہ شامل کیا ہے۔

۱۳/۲۷ ۔۔۔۔۔"سید سند شیخ احمد حلبی قادری وایشاں از شیخ و والدِ خود سید السادات سید
موسیٰ قادری"۔۔۔۔۔

یہاں مولفِ مقاماتِ معصومی سے سہواً ایک نام رہ گیا ہے۔ شیخ احمد جلبی کے والد کا نام شیخ حسن بن موسیٰ ہے۔ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے :

..... شیخ بہاء الدین القادری عن الحسیب النسیب سید السادات ابی العباس احمد بن حسن بن موسیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن ابی نصر بن ابوصالح بن عبد الرزاق بن قطب ابی محمد محی الدین عبد القادر جیلانی .....

(الانتباہ ۱۷)

گویا یہ شجرۂ نسب جسے شاہ ولی اللہ نے نقل کیا ہے صاحبِ مقاماتِ معصومی کے درج کردہ شجرے سے خاصا مختلف اور تحقیق طلب ہے۔

شیخ بہاء الدین انصاری نے رسالہ شطاریہ میں اپنے شیخ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

ھو لقن شیخ السمٰوات والارضین شیخ محی الدین عبد القادر الجیلی ابنہ الشیخ عبد الرزاق ولقن الشیخ عبد الرزاق شیوخًا بعد شیوخ الیٰ شیخی ومرشدی سید احمد الجیلی القادری الشافعی ....

(رسالہ شطاریہ ۲۴۵، یہ اقتباس اخبار الاخیار میں بھی منقول ہے ۱۹۸)

۱۹/۲۷ ....."شیخ ابی سعید مخزومی".....

متن میں یہ نسبت "مخزومی" درج ہے جو سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے اصل میں یہ نسبت "مُخَرِّمی" ہے جو بغداد کے ایک مشہور محلے "مُخَرِّم" کے مقیم کے لیے مستعمل ہے۔

سمعانی نے اس کا تلفظ اس طرح دیا ہے :

"بضم المیم وفتح الخاء المعجمۃ، وتشدید الراء المسکورۃ، ھذہ النسبۃ الی المخرم، وھی محلۃ ببغداد مشھورۃ" الانساب ۱۲/۱۳۱، جزری، ابن الاثیر: اللباب ۳/۱۶۸۔

یاقوت حموی نے وضاحت کی ہے :

(مُخرِم) "ھی محلۃ کانت ببغداد بین الرصافۃ و نھر المعلی "......

(معجم البلدان ۷۱/۵، مراصد الاطلاع ۱۲۳۹/۳)

سمعانی اور یاقوت نے اس محلے کے مقیم رجال کے نام بھی دیئے ہیں اسی طرح حافظ ذہبی نے ابواسحٰق ابراہیم ..... مُخرِّمی بغدادی کے تحت بھی بعض رجال کا ذکر کیا ہے (سیر اعلام النبلاء ۱۹۶/۱۴) - یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نسبت مخزومی دو قبیلوں سے متعلق ہے، جن کا زیر بحث شخصیت شیخ ابوسعد مخرمی سے کوئی تعلق نہیں ہے، دیکھئے :

الانساب ۱۳۵/۱۲-۱۳۶

اللباب ۱۷۹/۳

حضرت شیخ ابوسعد مُخرّمی مبارک بن علی بن حسن بن بندار بغدادی حنبلی کی ولادت رجب ۴۴۶ھ اور وفات ۵۱۳ھ میں ہوئی، ان کی صحیح کنیت ابوسعد ہے ان کی نسبت مخرمی کی طرح یہ بھی برصغیر کے کاتبوں کے تصرف سے "ابوسعید" بن کر مسلمہ ہو گئی، تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱- سبط ابن جوزی : مراۃ الزمان، جلد اول (جز ۸) ۸۸

۲- یافعی، ابومحمد عبداللہ : مراۃ الجنان ۲۰۵/۳

۳- حنبلی، ابن العماد : شذرات الذھب ۴۰/۴-۴۱

شیخ الاسلام ابی الحسن علی القرشی ..... ۱۹/۲۷

شیخ ابوالحسن علی ہکّاری، کی نسبت ہکاری کے تلفظ کے بارے میں سمعانی نے لکھا ہے :

بفتح الھاء والکاف المشددہ وفی آخرھا الراء، ھذہ النسبۃ الی الھکاریۃ، وھی بلدۃ وناحیۃ عند جبل، وقیل جبال وقری کثیرۃ فوق الموصل من الجزیرۃ

(الانساب ۴۱۶/۱۳)

سمعانی نے ہی آپ کا پورا نام مع نسب یوں دیا ہے :

"ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف بن جعفر بن عرفۃ بن المامون بن المؤمل بن الولید بن القاسم بن الولید بن عتبہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی العبشمی الھکاری الملقب بشیخ الاسلام"....

(الانساب ۱۳/۴۱۶)

شیخ ابوالحسن علی ہکّاری (۴۰۹ - ۴۸۶ھ) کے حالات کے لیے دیکھئے:

فرحت، فرح بخش: اذکار قلندری مرتبہ نامی (مقدمۂ نامی ۳۷-۴۹)

شرافت نوشاہی: شریف التواریخ ۱/۶۳۰ - ۶۳۷

۲۷/۲۱-۲۳ از شیخ الاسلام ابی بکر شبلی ..... شیخ الاسلام الداؤد الطائی .....

۲۸/۱-۵ از امام علی بن موسیٰ رضا ..... امیر المومنین علی .....

ان اصحاب کے احوال و مقامات کے لیے ملاحظہ ہو:

سلمی، ابوعبدالرحمٰن: طبقات الصوفیہ

ہروی، خواجہ عبداللہ انصاری: طبقات الصوفیہ

اصبہانی، حافظ ابونعیم: حلیۃ الاولیاء

ابن جوزی: صفۃ الصفوہ

ہجویری، علی بن عثمان: کشف المحجوب

قشیری مکی: رسالۂ قشیریہ

۲۸/۱۲ "بیاض خاصۂ خویش (حضرت محمد فضل اللہ والدِ مولف) بدستِ خطِ شریف نوشتہ اند".....

اس بیاض کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔ (بعنوان "مقاماتِ معصومی کے مآخذ")

۲۸/۱۳ ..... حضرت مجدد الف ثانی کے اس سلسلۂ شطاریہ کے بزرگ شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے میر سید ابراہیم شطاری کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی کیا ہے۔ (اخبار الاخیار ۲۵۱/۷-۹)

۲۸/۲۰ ..... "شیخ عبدالقدوس الغزنوی الحنفی مذہباً و نسباً".....

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (ف ۹۴۵ھ/۱۵۳۸ء حدود) سلسلۂ صابریہ کے سرگرم ترین مشائخ میں سے تھے' ان کے مکتوبات ان کی زندگی میں ہی مدون ہو گئے تھے، لطائفِ قدوسی ان کے ملفوظات کا مجموعہ ہے' ملاحظہ ہو :

۱۔ رکن الدین شیخ : لطائف قدوسی،
۲۔ عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۲۲۱
۳۔ جلال الدین تھانیسری : ارشاد الطالبین طبع مولانا نور احمد' امرتسر ۱۳۱۷ھ
۴۔ غوثی مانڈوی : گلزار ابرار ۲۳۹۔۲۴۰
۵۔ محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات ۹۶۔۱۰۱
۶۔ اعجاز الحق قدوسی : شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات

7- Digby, Simon: Abdul Quddus Gangohi, the personality and attitudes of Medieval sufi, Medieval India (a mise.) vol. III pp. 1-66

8- Iqtidar Alam Khan: S. Abdul Quddus Gangohi's relations with political authoritiion, Medievel India (A. miscellany). Vol. IV pp. 73-90

۲۸/۲۰ ...... شیخ محمد عارف ......

یعنی شیخ محمد بن شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولوی

۸۸۸ھ/ ۱۴۸۳ء میں شیخ محمد کا شہرہ پورے عروج پر تھا (گلزار ابرار ۵۸۲)

غوثی مانڈوی نے شیخ محمد کا ایک مکتوب بھی نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو :

غوثی : گلزار ابرار ۵۸۲۔۵۸۳

الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۲۱۸

محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار ۲۲۱۔۲۲۵

نظامی، خلیق احمد : تاریخ مشائخ چشت ۲۱۸

۲۸/۲۰۔۲۱ "شیخ محمد عارف ردوی را بہ پدرِ خود دیشخ خود شیخ احمد عبدالحق"......

یہاں صاحبِ مقاماتِ معصومی سے سہواً ایک نام نقل ہونے سے رہ گیا ہے یعنی

شیخ محمد کے والد کا نام شیخ احمد عارف اور دادا کا نام شیخ احمد عبدالحق ہے۔ شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبدالحق ایک ہر دلعزیز صوفی بزرگ تھے، شیخ محدث نے ان کے اخلاق حسنہ کا ذکر کیا ہے (اخبار الاخیار ۱۸۶) شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے انوار العیون میں ان کی بہت توصیف کی ہے اور ان کے ساتھ عوام کی عقیدت کا ذکر کیا ہے۔

۲۱/۲۸ ......"شیخ احمد عبدالحق"......

شیخ احمد عبدالحق ردولوی (ف ۸۳۷ھ/۱۴۳۴ء) نے سلسلۂ صابریہ کی عظیم خانقاہ ردولی (ضلع بارہ بنکی) میں بنائی۔ یہ سلسلہ صابریہ کا سب سے پہلا مرکز ہے جسے تاریخ کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے (تاریخ مشائخ چشت ۲۱۷) شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے شیخ احمد عبدالحق کے حالات و ملفوظات پر ایک مستقل کتاب انوار العیون کے نام سے تالیف کی تھی جو کئی مرتبہ چھپ چکی ہے ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحق محدث: اخبار الاخیار ۱۸۲-۱۸۳

(۲) غوثی: گلزار ابرار ۵۸۲

(۳) عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت۔ قلمی ورق ۱۹۵

(۴) الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب ۲۱۵-۲۲۲

(۵) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار ۲۰۶-۲۱۸

۲۱/۲۸ شیخ جلال پانی پتی......

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے خلیفہ تھے، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (خلیفہ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید) انہیں شیخ جلال کی اولاد سے تھے، ملاحظہ ہو:

غوثی: گلزار ابرار ۵۸۳-۵۸۶

عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت، قلمی ورق ۱۹۴ ب

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: رسالہ در احوالِ خود (اقتباس شامل

مقاماتِ مظہری ۴۳۳-۴۳۴)
الہدیہ چشتی : سیرالاقطاب ۱۹۷-۲۱۵
محمد اکرم براسوی : اقتباس الانوار ۱۹۶-۲۰۶

۲۸ / ۲۲ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی .....

خواجہ احمد یسوی (ف ۵۶۲ھ/ ۱۱۶۶ء) ترکستانی کی اولاد میں سے تھے، [خواجہ احمد یسوی کے حالات کے لیے دیکھئے : محمد عالم صدیقی : لمحات من نفحات القدس، مطبوعہ تاشکند ۱۳۲۷ھ، کاشفی : رشحات ۱/ ۱۷-۳۱ بہ امداد اشاریہ، جامی : نفحات ۳۸۲ ]

شیخ شمس الدین ترک، حضرت شیخ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے ۷۱۸ھ / ۱۳۱۸ء میں وصال ہوا، تفصیل کے لیے دیکھئے :

غوثی : گلزار ابرار ۵۸۶

۲۸/ ۲۲ ..... شیخ علاء الدین علی احمد صابر .....

حضرت شیخ فرید گنج شکر کے خلفاء میں سے تھے، سلسلہ صابریہ کے موسس تھے معاصر تذکرے ان کے معاملے میں خاموش ہیں، مؤخر تذکرے اس سلسلے میں کشف وا لہام پر مبنی ہیں، شیخ صابر کے بارے میں جو چند سطور سیرالاولیاء میں درج ہیں ان پر حضرت شیخ محدث نے تردد کا اظہار فرمایا ہے رمباحث کے لیے دیکھئے :

(۱) امیر خرد : سیرالاولیاء ۱۸۵
(۲) نظام غریب یمنی : لطائف اشرفی ۱/ ۳۶۷
(۳) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۶۶
(۴) غلام سرور لاہوری، مفتی : حدیقۃ الاولیاء ۸۰ (حاشیہ میں ہم نے بعض تذکروں کے اقتباسات یکجا کرکے بحث کی ہے۔)

۲۸ / ۲۲-۲۳ شیخ فرید الحق والدین مسعود اجودھنی مشہور بہ گنج شکر .....

حضرت گنج شکر (۵۷۱-۶۶۴ھ/ ۱۱۷۵-۱۲۶۵ء) سلسلۂ چشتیہ کے اجل مشائخ میں سے تھے، حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) امیر حسن سجزی : فوائد الفواد ، بامداد اشاریہ
(۲) امیر خسرو : سیر الاولیاء ۵۴-۸۱
(۳) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۵۰-۵۲
(۴) جمالی : سیر العارفین ۹۰-۹۷
(۵) نظام غریب یمنی : لطائفِ اشرفی
(۶) حمید شاعر قلندر : خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی
(۷) لعل بیگ : ثمرات القدس، تہران، بامداد اشاریہ
(۸) غوثی : گلزار ابرار ۴۸-۵۳
(۹) بدر الدین سرہندی : مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذر، دانش گاہِ پنجاب، لاہور
(۱۰) اصغر علی : جواہر فریدی مطبوعہ (فارسی)
(۱۱) معنی اجمیری : سوانح حضرت بابا فرید الدین

12-Nizami, k.A: Life ad Times of sh. Farid-ud-Din Ganj-i-Shakar Alighar, 1955.

۲۳/۲۸ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی .....

بلدۂ اوش (من بلاد فرغانہ) سے تعلق تھا، نسبت اوشی کے متعلق ماہرین علم انساب کا قول ہے :

"اوشی" بضم الألف والشین المعجمہ المکسورۃ، ھـــذہ النسبۃ الیٰ اوش من بلاد فرغانۃ" (اللباب ۱/۹۴)

خواجہ قطب الدین بختیار (ف ۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء) کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) امیر حسن سجزی : فوائد الفواد ۲۴، ۴۲-۴۳، ۸۷ بہ بعد
(۲) امیر خسرو : سیر الاولیاء ۴۵-۶۶
(۳) جمالی : سیر العارفین ۱۶-۳۱
(۴) عبدالحق محدث : اخبار الاخیار ۲۵
(۵) غوثی : گلزار ابرار ۳۹

(۶) محمد صادق : کلمات الصادقین ۶ - ۱۲

(۷) الہدیہ چشتی : سیر الاقطاب ۱۴۲ - ۱۶۰

(۸) عبداللہ خویشگی قصوری : معارج الولایت قلمی ورق ۱۲ - ۳۵

۲۹/۱-۴ ....." خواجہ معین الدین سجزی اجمیری ..... شیخ حذیفہ مرعشی .....

ان اصحاب کے احوال چشتی سلسلے کے معروف تذکروں میں مندرج ہیں۔ بامداد تاریخ مشائخ چشت

۲۹/۲ ..... شیخ ابو محمد چشتی ودی را بہ ابو اسحاق شامی .....

یہاں مولفِ مقاماتِ معصومی سے ایک نام "ابو احمد چشتی" درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ یعنی شیخ ابو اسحٰق کے مرید و خلیفہ شیخ ابو احمد چشتی اور ان کے خلیفہ شیخ ابو محمد چشتی تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت ۱/۱۹۳، لطائف اشرفی ۱/۳۶۹)

۲۹/۵ "حسن بصری ودی را بہ امیر المومنین علی مرتضیٰ".....

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے الانتباہ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ حضرت خواجہ حسن بصری کے ذریعہ حضرت علی تک نہیں پہنچتا اس لیے کہ خواجہ بصری اس وقت کم سن تھے اور وہ خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (معاصر شاہ ولی اللہ) نے اس خیال کی تردید میں رسالہ فخر الحسن لکھا جس میں خواجہ بصری کا حضرت علی سے خلافت پانا ثابت کیا ہے۔ اس رسالے کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی نے قول المستحسن فی فخر الحسن کے نام سے عربی زبان میں لکھی جو دو مرتبہ دو ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

۲۹/۱۵-۱۸ نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند ..... الخ

یہ اشعار مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہیں صاحبِ رشحات نے کتاب کے خاتمے میں یہ نقل کئے ہیں جو متن مقاماتِ معصومی سے خاصے مختلف ہیں، نیز دیکھئے معیار السلوک ۴۷

۲۹/۲۳ ..... طریقی کہ اقرب است و اسبق ..... طریقۂ علیہ نقشبندیہ است .....

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب ۱/۲۹۰ کا اقتباس ہے جو بہت طویل مکتوب بنام مولانا محمد ہاشم کشمی سے ماخوذ ہے۔

۳۰/۲-۵ "ایں بزرگواران (حضرات نقشبندیہ) بہ واسطۂ التزام متابعت سنت سنیہ ..... نہایت کار در بدایتِ شان مندرج گشتہ است"..... الخ

حضرات نقشبندیہ سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے اور بدعت سے اجتناب میں نہایت راسخ قدم ہیں ہم نے اپنے حضرات کی اس موضوع پر تحریرات کو جمع کرکے کتابی شکل دی ہے۔

۳۰/۹ ....."قبلۃ الاولیا، مؤید الدین الرضی خواجہ محمد الباقی".....

حضرت محمد باقی ملقب بہ باقی باللہ (۹۷۲-۱۰۱۲ھ/۱۵۶۴-۱۶۰۳ء) ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ کے مروج اعظم، صاحبِ مکتوبات ورسائل اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرھما کے شیخِ طریقت تھے حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقامات (فصل اول)
(۲) کشمی : نسمات القدس، قلمی، کتابخانۂ گنج بخش، اسلام آباد
(۳) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس جلد اول
(۴) عبیداللہ بن خواجہ باقی باللہ : زاد المعاد، قلمی
(۵) سید کمال سنبھلی : اسراریہ، قلمی
(۶) نسیم احمد فریدی امروہوی : تذکرۂ خواجہ باقی باللہ۔

۳۰/۹ ..... خواجگی امکنہ .....

مولانا خواجگی امکنگی بن خواجہ درویش محمد، کی وفات ۱۰۰۸ھ/۱۶۰۰ء میں ہوئی ان کی نسبت امکنگی موضع امکنہ سے ہے جہاں یہ مدفون بھی ہیں تحفۃ الزائرین میں ہے:

"روضہ شریف ایشاں در خواجہ امکنہ است در بین شہر سبز و شہر کتاب (کذا)" (۶۵)

صاحبِ حضرات القدس نے قریہ امکنہ کو سمرقند میں بتایا ہے (جلد اول ۲۴۸ قلمی نسخہ عجائب گھر، لاہور، فرہنگ جہانگیری۔ طبع مشہد) مولانا خواجہ امکنگی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) کشمی : نسمات القدس ، قلمی ۱۵۶ - ۱۶۰

(۲) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس۔ جلد اوّل قلمی ۳۴۲ - ۳۴۸ (اُردُو ترجمہ ۲۱۳/۱ میں یہ نسبت امکنہ درج ہے جو غلط ہے)

(۳) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۷۳/۱

(۴) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۸۳-۸۴

(۵) ناصرالدین بخاری : تحفۃ الزائرین، بخارا ۱۳۲۸ھ ۶۴-۶۵ (اس کے مولف نے خواجگی امکنگی کا جو شجرۂ نسب دیا ہے وہ محل نظر ہے)

شہر سبز کو "کش" بھی کہتے ہیں، اس کا صحیح تلفظ "س" سے ہے یعنی "کس" لیکن بقول یاقوت حموی اہل بخارا اس کا تلفظ "ش" سے کرتے ہیں یعنی "کش" شہری است در ماوراء النہر نزدیک نخشب (برگزیدۂ مشترک ۱۶۲) کش، بفتح اوّل وسکون ثانی نام شہری است از ماوراء النہر نزدیک بہ نخشب ومشہور بہ شہر سبز (برہان قاطع ۱۶۴۶/۳ مع تعلیقۂ معین)، فرہنگ جہانگیری ۲۱۸۲/۲، کش (شہر سبز) کا ذکر اکثر کتابوں میں ملتا ہے، دیکھئے : معجم البلدان ۴۶۰/۴، حدود العالم ۱۰۸، آثار البلاد ۵۵۴، صورۃ الارض ۲۲۸، تاریخ بخارا طبع مدرس رضوی بامداد اشاریہ، مہمان نامۂ بخارا ۳۱۹، تاریخ ملازادہ ۵۳، ظرائف وطرائف ۵۴۸، بارتولد : گزیدۂ مقالاتِ تحقیقی ترجمہ کریم کشاورز، بامداد اشاریہ۔

۱۰/۳۰ ..... خواجہ درویش .....

حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کشمی : نسمات القدس، قلمی ۱۵۳- ۱۵۶

(۲) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس ۲۵۶/۱- ۲۵۸

(۳) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۸۳

نسمات القدس میں ہے :

مولانا درویش محمد..... خواہرزادۂ مولانا محمد زاہد بودند و والد و مرشدِ مولانا خواجگی امکنہ ..... از علم ظاہر نیز بہرۂ تمام داشتند عزیزی گفت از ایشاں

رسالہ دیدہ ام در اثبات آنکہ ہستی حق سبحانہ وجود مطلقست سخت نیکو و مولانا امیر علی ہروی ...... در رسالۂ خویش منقبت ایشاں را چنیں برنگاشتہ "حضرت مولانا اعظم وقطب دائرۃ التوحید فی العالم" حضرت مولانای درویش محمد اکنکی (اکنگی) ایشاں کسب کمال در خدمتِ خال بزرگوار خویش نمودہ اند ...... (قلمی ۱۵۴) - مولانا درویش محمد کا مدفن قریہ اسفرار (مضافات کش (شہر سبز) میں ہے) میں مشہور ہے (ایضاً ۱۵۵) موضع کا یہ نام صحیح نہیں پڑھا گیا نسمات کے قلمی نسخہ میں اسفرار، حضرات القدس دفتر اوّل قلمی ۳۴۲ میں "استفزار کہ از قراءِ مشہورہ شہر سبز است" مترجم محمد اشرف نے اسے استفزار اور مترجم مولانا احمد حسین خان امروہوی (۱/۲۱۰) نے قریہ الضرار پڑھا ہے جو محل نظر ہے ۔موخر الذکر نے مولانا درویش محمد کا سال وفات ۹۷۰ھ دیا ہے جبکہ فارسی متن میں سال وفات مذکور ہی نہیں ہے ۔ صاحب تحفۃ الزائرین نے اسے "اسفراز کہ از قرای شہر سبز" لکھا ہے (۶۴) ہمارے خیال میں مولفِ تحفۃ الزائرین اور خواجہ محمد ہاشم کشمی نے اس مقام کا تلفظ "اسفراز" صحیح طور پر درج کیا ہے البتہ نسمات کے پیش نظر نسخے میں "ز" پر نقطہ کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے اور صاحبِ تحفہ تو وہاں کے مقامی مولف ہیں ۔

۱۰/۳۰ ...... خواجہ محمد زاہد ......

حضرت شیخ مولانا محمد زاہد دختواری (وخشی) (ف ۹۳۶ھ/۱۵۲۹ء) کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) کشمی : نسمات القدس، قلمی ۱۵۲-۱۵۳

(۲) سرہندی : حضرات القدس ۱/ ۲۴۸ - ۲۵۵

(۳) محمد مراد قزانی : ذیل رشحات عین الحیات ۵-۶ (حاشیہ رشحات عربی)

(۴) ناصر الدین بخاری : تحفۃ الزائرین ۶۳

مولانا محمد زاہد کی نسبت وخشی موضع وخش سے ہے مولانا کشمی لکھتے ہیں :

"وخش موضعی است از مضافات مملکت حصار آں را وخشوار نیز خوانند"۔ (نسمات، قلمی ۱۵۲)

ملا سرہندی نے لکھا ہے:

"وخش بہ خاء معجمہ ساکن وشین منقوط قریہ ایست از توابع حصار وخشوار نیز گویند"۔

(حضرات القدس ۱/۳۲۵۔ قلمی)

سمعانی نے لکھا ہے:

"وخشی، بفتح الواو وسکون الخاء المعجمة وفی آخرھا الشین المعجمة ھذہ النسبة الیٰ وخش، وھی بُلیدہ بنواحی بلخ من ختلان"..... (الانساب ۱۳/۱۹۱)

یاقوت حموی کا قول ہے:

"وَخشُ، بالفتح ثم السکون، والشین معجمة..... بلدة من نواحی بلخ من ختلان..... وھی علی نھر جیحون"..... (معجم البلدان ۵/۳۶۴)

حدود العالم میں ہے:

"وخش، ناحیتست آبادان و بر کرانۂ وخشاب نہادہ"۔

(طبع تہران) ۱۱۹[ دبرای تعلیقات مینورسکی ر۔ک طبع میرحسین شاہ چاپ کابل بامداد اشاریہ]۔

حصار بھی ترکستان کی امارت بخارا میں ہے (ظرائف وطرائف ۲۵۳، لیسترنج ۴۴۰)

شیخ محمد زاہد کا مزار "موضع وخشوار کہ بدرون کوہ جانب غربی دہنو مسمٰی بہ کوہِ خواجہ" پر ہے۔ (تحفۃ الزائرین ۶۳)

حضرت شیخ محمد زاہد وخشی کے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے ساتھ اتصال پر اختلاف کے لیے دیکھئے:

(۱) مجدد الف ثانی امام ربانی: مکتوبات ۱/۱۸۰ (آمد حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری وبحثِ اتصال)

(۲) سرہندی : حضرات القدس ۱/ ۳۲۶-۳۳۰ [ تنقید برافتادگی رشحات ] ، قلمی
(۳) محمد مراد قزانی : ذیل رشحات ۴-۶ (حاشیۂ رشحات عربی ترجمہ)

حقیقت یہ ہے کہ مولف رشحات فخر الدین علی کاشفی سے حضرت مولانا محمد زاہد دخشی کے احوال و کمالات کے اندراج میں کوتاہی ہوگئی ہے۔ صرف یہی ایک بزرگ نہیں بلکہ ماوراء النہر اور عربستان و ہندوستان سے بہت سے اصحاب نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ سے فیض پایا لیکن اگر ان کے ذکر سے رشحات خالی ہے تو یہ اتصال کسی طرح بھی مشکوک نہیں ہو سکتا، حضرت خواجہ احرار کے حالات پر مولانا محمد قاضی نے سلسلۃ العارفین کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی ہے، اس میں بھی تمام فیض یافتگانِ حضرت احرار کے احوال و کمالات درج نہیں ہو سکے۔

۱۱-۱۰/۳۰ ناصر الدین خواجہ محمد عبیداللہ احرار .....

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ (۸۰۶-۸۹۵ھ/۱۴۰۳-۱۴۹۰ء) سلسلۂ نقشبندیہ کے سب سے معروف شیخِ طریقت اور مصلح بزرگ گذرے ہیں، حالات کے لیے دیکھئے :

۱- فخر الدین علی کاشفی : رشحات عین الحیات بامداد اشاریہ
۲- محمد قاضی، مولانا : سلسلۃ العارفین (درحالات خواجۂ احرار) قلمی نسخہ
عارف نوشاہی : احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار، تہران، ۱۳۸۰ ش
۳- خواندمیر : حبیب السیر (رجال حبیب السیر ۱۴۸-۱۴۹)
۴- فضل اللہ بن روز بہان خنجی : مہمان نامۂ بخارا ۲۵۱
۵- جامی، عبدالرحمٰن : نفحات الانس ۴۰۶-۴۱۳
۶- علی شیر نوائی فانی : نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۵۶-۲۵۸
۷- بابر، ظہیر الدین : بابر نامہ (ترجمہ بیورج بامداد اشاریہ مشروح)
۸- مرزا حیدر دغلات : تاریخ رشیدی (انگریزی ترجمہ بامداد اشاریہ)
۹- نثاری بخاری : مذکر احباب، بامداد اشاریہ

۱۱/۳۰ ..... خواجہ یعقوب .....

حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی ثم چرخی ثم سرزی،

معروف بہ خواجہ یعقوب چرخی (ف ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء) کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) جامی : نفحات الانس ۳۹۸

(۲) نوائی، علی شیر : نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۵۰-۲۵۱

(۳) فخر الدین علی کاشفی : رشحات، بامداد اشاریہ

(۴) مولانا یعقوب چرخی کی وطنی نسبتوں "غزنوی، چرخی اور سرزی" کی تفصیل کے لیے استاد خلیلی کا نی نامۂ چرخی مطبوعہ کابل کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۱۱/۳۰ ..... خواجہ بہاء الدین نقشبند.....

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد نقشبند بخاری (۷۱۷-۷۹۱ھ/ ۱۳۱۷-۱۳۸۸ء) موسس سلسلہ نقشبندیہ کے حالات کے چند بنیادی ماخذ یہ ہیں۔

(۱) محمد پارسا بخاری، خواجہ : رسالۂ قدسیہ طبع احمد طاہری عراقی۔ تہران، ملک محمد اقبال، اسلام آباد

(۲) صلاح بن مبارک بخاری : انیس الطالبین فارسی مطبوعہ لاہور

(۳) ابوالحسن محمد باقر بن محمد علی : مقامات حضرت خواجۂ نقشبند، مطبوعہ بخارا ۱۳۲۸ھ

(۴) فضل اللہ بن روزبہان خنجی : مہمان نامۂ بخارا ۴۳

(۵) جامی : نفحات الانس ۳۸۴-۳۸۸

(۶) نوائی، علی شیر : نسائم المحبۃ (ترکی) ۲۳۹-۲۴۳

(۷) کاشفی : رشحات بامداد اشاریہ

۱۲/۳۰ امیر سید کلال .....

حضرت سید امیر کلال بن حمزہ سوخاری (ف ۷۷۲ھ/ ۱۳۷۰ء) ان کی نسبت "سوخاری" موضع سوخاری سے ہے جو شہر بخارا سے صرف ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے (رشحات ۱/۷۵)، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) شہاب الدین بن بنت امیر حمزہ بن امیر کلال : مقامات امیر کلال، مطبوعہ بخارا ۱۳۲۸ھ

(۲) کاشفی : رشحات ۱/۷۵-۷۷

(۳) سرہندی : حضرت القدس ۱/۱۶۱-۱۶۲ (اردو ترجمہ)

(۴) جامی : نفحات ۳۸۲

(۵) نوائی : نسائم المحبۃ ۲۳۶-۲۳۷

۱۲/۳۰ ..... خواجہ محمد بابا سماسی .....

حضرت شیخ محمد بابای سماسی (ف ۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) کی نسبت موضع "سماس" سے ہے جو قصبہ رامتین میں ہے۔ قصبہ سماس کے محل وقوع کے لیے دیکھئے رشحات ۱/ ۴۳، ۴۷، ۶۷۔ کلمہ "سماس" کو ملا عبدالغفور لاری (شاگردِ مولانا جامی) نے یوں ضبط کیا ہے :

"بفتح سین مہملۂ اولی وکسر ثانیہ" (مشکلات نفحات الانس قلمی بحوالہ مقدمۂ احمد طاہری عراقی بر رسالۂ قدسیہ ۳۸ حاشیہ)

شیخ سماسی کے حالات کے لیے دیکھئے :

۱- کاشفی : رشحات بامداد اشاریہ

۲- جامی : نفحات ۳۸۰-۳۸۱

۳- نوائی : نسائم المحبۃ ۲۳۵-۲۳۶

۴- صالح بن مبارک بخاری : انیس الطالبین، فارسی مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ

حامد الگار : بابا سماسی، دانشنامہ جہان اسلام ۱/ ۴۴

۱۲/۳۰ خواجہ علی رامیتنی .....

حضرت خواجہ علی عزیزان رامیتنی (ف ۷۱۵ھ/۱۳۱۵ء) کا مولد قصبہ "رامیتن" ہے جو بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے (رشحات ۶۰، ۶۲، ۷۳) خواجہ رامیتنی، معروف عالم وصوفی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی (۷۳۶ھ/۱۳۳۵ء) کے معاصر تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے مابین خط وکتابت بھی تھی (رشحات ۱/۶۳)

خواجہ رامیتنی کے احوال کے لیے دیکھئے :

۱- جامی : نفحات ۳۸۰

۲- نوائی : نسائم المحبۃ ۲۳۴

۳۔ کاشفی : رشحات ۱/ ۶۲-۷۳ و بامداد اشاریہ

۱۳/۳۰ ..... خواجہ محمود انجیر فغنوی .....

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی (ف ۶۸۵ھ/۱۲۸۶ء باختلاف) ان کا تعلق قصبہ "انجیر فغنی" سے ہے جو وابکنی کے مضافات میں ہے وابکنی بخارا سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے (رشحات ۵۹) حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

۱۔ جامی : نفحات ۳۸۰

۲۔ نوائی : نسائم المحبۃ ۳۳۴

۳۔ کاشفی : رشحات ۵۹-۶۲

۱۳/۳۰ ..... خواجہ محمد عارف ریوکردی

کی نسبت ریوکردی "ریوکر" سے ہے جو مضافات بخارا میں چھ فرسنگ کے فاصلے پر ایک دیہہ ہے (رشحات ۵۸-۵۹، تحفۃ الزائرین ۴۳) حالات کے لیے دیکھیے :

۱۔ مقامات شیخ عبدالخالق غجدوانی و شیخ عارف ریوکری۔ بتصحیح سعید نفیسی فرہنگ ایران زمین ۲/ ۱۳۳۳ ش

۲۔ جامی : نفحات ۳۸۰

۳۔ نوائی : نسائم ۲۳۳-۲۳۴

۴۔ کاشفی : رشحات ۱/ ۵۸-۵۹

۱۳/۳۰ شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی .....

ان کی نسبت غجدوانی، قصبہ غجدوان سے ہے جو بخارا سے چھ میل کے فاصلے پر ہے (رشحات ۳۴) سمعانی نے اس کا تلفظ اس طرح بتایا ہے :

بضم الغین وسکون الجیم وفتح الدال والواؤ بعد الألف نون (الانساب ۱۰/ ۱۷-۱۸، اللباب ۲/ ۳۷۵)

یاقوت حموی نے بھی اس کے تلفظ کو ضبط کیا ہے (معجم البلدان ۴/ ۱۸۷) نیز سیاحوں کے مختلف بیانات کے لیے دیکھئے مقدمۂ احمد طاہری عراقی بر رسالہ قدسیہ ۳۲ حاشیہ خواجہ غجدوانی کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) مقامات خواجہ عبدالخالق غجدوانی ویشخ ریوگری طبع سعید نفیسی حوالہ مذکورہ بالا
(۲) جامی : نفحات ۳۷۷-۳۷۹
(۳) نوائی : نسائم ۲۳۲-۲۳۳
(۴) کاشفی : رشحات ۴۴-۵۰ و بامداد اشاریہ

۱۴/۳۰ خواجہ یوسف ہمدانی .....

امام، عارف ربانی ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی (۴۴۰-۵۳۵ھ/ ۱۰۴۸-۱۱۴۰ء) کے حالات کے لیے دیکھئے :
(۱) محمد پارسا بخاری، خواجہ : رسالہ قدسیہ (بامداد اشاریہ)
(۲) محمد پارسا بخاری، خواجہ : فصل الخطاب ۲۲۱-۲۲۵ مطبوعہ تاشکند ۱۳۳۱ھ
(۳) جامی : نفحات ۳۷۵-۳۷۷
(۴) نوائی : نسائم ۲۳۰-۲۳۲
(۵) کاشفی : رشحات ۱/۱۳-۱۵
(۶) عطار نیشاپوری : تذکرۃ الاولیاء (طبع استعلامی بامداد اشاریہ)
(۷) سبط ابن جوزی : مرآۃ الزمان ۸/۱/۱۸۰
(۸) یافعی، عبداللہ : مراۃ الجنان ۳/۲۶۴
(۹) حنبلی، ابن العماد : شذرات الذہب ۴/۱۱۰-۱۱۱

۱۴/۳۰ ..... خواجہ ابوعلی فارمدی .....

خواجہ ابوعلی فضل بن محمد بن علی فارمدی (از فارمد من مضافات طوس) ۴۰۷-۴۷۷ھ/۱۰۱۶-۱۰۸۴ء شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابوالحسن خرقانی سے فیض یاب تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے :
(۱) سمعانی : الانساب (بسلسلۂ فارمد)
(۲) ابن اثیر : اللباب ۲/۲۰۵
(۳) ہجویری، علی بن عثمان لاہوری : کشف المحجوب ۲۱۱-۲۱۲ (طبع ژوکوفسکی)
(۴) عطار نیشاپوری : تذکرۃ الاولیاء ۲، ۷۵۷، و بامداد اشاریہ
(۵) سبکی، تاج الدین : طبقات الشافعیہ ۴/۹-۱۰

(۶) جامی : نفحات ۳۶۸

(۷) نوائی : نسائم ۲۲۶ - ۲۲۷

(۸) یافعی : مراۃ الجنان ۱۲۲/۳

(۹) حنبلی : شذرات الذہب ۳۵۵/۳

۱۵/۳۰ خواجہ شیخ ابوالقاسم گرگانی

شیخ ابوالقاسم گرگانی (ف ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) کی نسبت گرگان سے ہے، شیخ علاء الدولہ سمنانی نے لکھا ہے :

"گُرّکان، بہ ضم کاف بہ فتح رای مشدد دیہی است از دیہای طوس۔"

سمنانی : خرقۂ ہزار میخی طبع محمد تقی دانش پژوہ، مجموعہ سخن رانیہا۔ ۱۵۷

حالات کے لیے دیکھئے :

ہجویری : کشف المحجوب ۲۱۱ و بامداد اشاریہ

۱۵/۳۰ ..... خواجہ ابوالحسن خرقانی .....

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) نورالعلوم (درحالات شیخ خرقانی) متن قدیم شامل "تصوف و ادبیاتِ تصوف" از برتلس ۳۱۹ - ۳۶۶ مع مراجع دیگر

(۲) ہجویری : کشف المحجوب بامداد اشاریہ

۱۵/۳۰-۱۶ سلطان العارفین بایزید بسطامی .....

شیخ ابویزید، طیفور بن عیسٰی بن سَرُوشان (ف ۲۶۱ھ/۸۷۴ء) ان کی نسبت بسطامی (زبر سے آئے گی) اللباب ۱۵۲/۱، شیخ بسطامی کے مناقب، صوفیہ کے اکثر تذکروں میں ملتے ہیں نورالدین شریبہ نے طبقات الصوفیہ ۶۷ کے حاشیہ میں بنیادی ماخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

۱۶/۳۰ ..... امام جعفر صادق فلا امام نسبتان .....

یعنی حضرت امام جعفر صادق کو دو نسبتیں حاصل تھیں اوّل اپنے آبای کرام سے یعنی امام جعفر بن محمد صادق، محمد بن علی الباقر، علی بن حسین زین العابدین،

حسین بن علی، حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسری نسبت جعفر بن محمد صادق، قاسم بن محمد بن ابوبکر، سلمان فارسی، امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلی نسبت میں امام جعفر صادق کے بعد اسمائے شجرہ یوں ہیں:

امام جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ رضا، معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی، ابوعلی رودباری، ابوعلی کاتب، ابوعثمان مغربی، ابوالقاسم کرکانی، ابوعلی فارمدی (یہاں یہ شجرہ پھر شیخ ابوالحسن خرقانی سے مل کر دوسری نسبت سے واصل ہو جاتا ہے)

یہی شجرہ تیسری نسبت سے بھی واصل ہوتا ہے یعنی شیخ معروف کرخی، داؤد طائی، حبیب عجمی، حسن بصری، امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مقدمہ احمد طاہری عراقی بر قدسیہ "شجرہ نامہ")

۱/۳۱ ..... بسیط .....

"بسیط" نام کی مختلف الموضوع کئی کتابیں ہیں، تفصیل کے لیے دیکھیے:

حاجی خلیفہ: کشف الظنون ۱/۲۴۵، سرکیس: معجم المطبوعات العربیہ (بامداد اشاریہ) لیکن یہاں کتاب بسیط سے مراد امام ابی الحسن علی بن احمد شافعی واحدی نیشاپوری کی تصنیف "بسیط" ہے جو علم التفسیر سے متعلق ہے (حاجی خلیفہ ۱/۲۴۵)

امام واحدی (ف ۴۶۸ھ/۱۰۷۶ء) کے حالات کے لیے دیکھیے:

کحالہ: معجم المولفین ۷/۲۶

۱/۳۱ وسیط .....

یہ امام محمد غزالی (۴۵۰ - ۵۰۵ھ/۱۰۵۸-۱۱۱۱ء) کی علم فقہ میں تصنیف ہے۔

ھمائی، جلال الدین: غزالی نامہ ۲۶۸ - ۲۶۹ و بامداد اشاریہ

۱/۳۱ ..... اسباب نزول .....

اسباب النزول نام کی علم تفسیر میں کئی ایک کتابیں ہیں حاجی خلیفہ نے ان کی تفصیل دی ہے (۱/۷۶-۷۷) لیکن یہاں سابق الذکر مولف امام واحدی کی تالیف مراد ہوگی (حاجی خلیفہ ۷۶)

۲/۳۱ ..... تفسیر بیضاوی

یہاں انوار التنزیل واسرار التاویل از امام ناصرالدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی کی کتاب تفسیر مراد ہے جو تفسیر بیضاوی کے نام سے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور بہت متداول ہے۔

۲/۳۱ ..... منہاج الاصول وغایۃ القصویٰ .....

یہ دونوں کتابیں امام بیضاوی مذکور کی تصانیف ہیں پہلی کتاب کا پورا نام منہاج الوصول الی علم الاصول ہے (حاجی خلیفہ ۲/۱۸۷۸) اور دوسری کا نام الغایۃ القصویٰ فی درایۃ الفتویٰ ہے جو فقہ شافعیہ کے موضوع پر ہے (حاجی خلیفہ ۲/۱۱۹۲)

۲/۳۱ صحیح امام بخاری .....

حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی علم حدیث میں معروف و متداول کتاب ہے۔

۳/۳۱ ثلاثیات .....

ثلاثیات البخاری بھی امام بخاری مذکور کی تالیف ہے بقول حاجی خلیفہ:

"والمراد به ما اتصل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الحدیث بثلاثۃ وتنحصر الثلاثیات فی صحیح البخاری فی اثنین وعشرین حدیثاً ..... (کشف الظنون ۱/۵۲۲)

۳/۳۱ ....."ادب مفرد"

الادب المفرد بھی امام بخاری کی تالیف ہے۔ اخلاق وآداب کے موضوع پر احادیث کا مجموعہ ہے، اسے امام بخاری سے احمد بن محمد بن الجلیل البزار روایت کرتے ہیں۔ متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۳/۳۱ ....."افعال العباد".....

اس کا نام "خلق افعال العباد" ہے۔ امام بخاری کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں فرقہ باطلہ جہمیہ اور معطلہ کا رد ہے۔ (محمد عبدالسلام مبارکپوری: سیرۃ البخاری ۲/۱۴)

۳/۳۱ ..... تاریخ .....

امام بخاری کی "التاریخ الکبیر" مراد ہے، یہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رواۃِ حدیث کے حالات پر مشتمل ہے۔ جرح و تعدیل بھی اس کا موضوع ہے، طبع ہو چکی ہے اس کے علاوہ امام صاحب کی التاریخ الاوسط اور التاریخ الصغیر بھی رجالِ حدیث کے موضوع پر ہیں۔

۴/۳۱ ..... مشکوٰۃ تبریزی و شمائل ترمذی .....

مشکوٰۃ المصابیح حدیث پاک کی معروف و متداول کتاب ہے۔ شمائل ترمذی، امام ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الامام الترمذی کی کتاب ہے جس کا موضوع "شمائل النبویۃ والخصائل المصطفویۃ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

۴/۳۱ ..... جامع صغیر سیوطی .....

"الجامع الصغیر من حدیث البشیر والنذیر" شیخ حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء کی تالیف ہے، علم حدیث پر یہ معروف اور متداول کتابوں میں سے ہے۔

۴/۳۱ "قصیدۂ بردہ شیخ سعید بوصیری"

قصيدة البردة الموسومة بالكواكب الدرية في مدح خير البرية (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شیخ شرف الدین ابی عبداللہ محمد بن سعید الدولاصی ثم البوصیری (ف ۶۹۴ھ/۱۲۹۵ء) کی تصنیف ہے جو بہت مقبول اور متداول ہے۔

۳۱/۵-۷ ..... "روایت حدیث رحمت ..... از والدِ ماجدِ خود ..... و ایشاں از عالم ربانی قاضی بہلول بدخشی ..... کہ یکی از مخلصان و مریدان آنحضرت (حضرت مجدد الف ثانی) بود، یافتہ" .....

یہ عبارت بتصرف زبدۃ المقامات ۱۲۸ سے منقول ہے۔
شیخ بہلول بدخشی کے بارے میں صاحبِ زبدۃ المقامات نے لکھا ہے:
" قاضی مذکور اجازت ایں کتب مزبور را باں حدیث مسلسل از شیخ معظم

عبدالرحمٰن بن فہد داشتہ"..... (۱۲۸)

کتابِ حاضر مقاماتِ معصومی سے پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوا ہے کہ قاضی بہلول بدخشی حضرت مجدد الف ثانی کے مرید مخلص تھے۔ یہی بات بغیر حوالے کے صاحب عمدۃ المقامات (۱۳۰) نے بھی لکھی ہے لیکن جیسا کہ انہوں نے اپنے مآخذ میں وضاحت کی ہے ان کا سب سے بڑا ماخذ یہی مقامات معصومی ہے۔ مولف نزہۃ الخواطر (۹۴/۵) نے ایک عظیم محدث شیخ بہلول دہلوی (ف ۱۰۰۷ھ/ ۱۵۹۸ء) کا ذکر کیا ہے، نیز بدایونی نے بھی لکھا ہے" علمِ حدیث راخوب درزیدہ" (منتخب التواریخ ۱۱۳/۳ کلکتہ ۱۸۶۹ء)۔ ہمارا قیاس ہے کہ یہی شیخ بہلول بدخشی ہیں لیکن ان کی اصل شکار پور بتائی گئی ہے، اگر ان کا سال وفات ۱۰۰۷ھ درست ہے تو حضرت مجدد الف ثانی اپنے والد گرامی مخدوم عبدالاحد کے وصال ۱۰۰۷ھ سے پہلے ہی شیخ بہلول دہلوی کے حلقۂ حدیث سے استفادہ کر چکے تھے۔ ممکن ہے مولانا بہلول لاہوری (استاذ قاضی محمد اسلم کابلی معاصر حضرت مجدد الف ثانی) جن کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے یہی قاضی بہلول ہوں۔

۹-۸/۳۱ ....." شیخ معظم عبدالرحمٰن بن فہد داشتہ کہ او و آبائی او از کبار محدثین بلادِ معظم عرب بودہ"

یہ جملہ بھی بتغیر زبدۃ المقامات (۱۲۸) سے منقول ہے۔

حضرات القدس میں ہے:

" اجازت درسِ کتبِ تفسیر و حدیث..... بیک واسطہ از قدوۃ المحققین و زبدۃ المحدثین شیخ عبدالرحمٰن کہ از کبراءِ اہل حدیث و اکابر علماءِ عصر بودہ داشتند" (۳۲/۲)

آزاد بلگرامی نے سُبحۃ المرجان (۱۲۴/۱) میں لکھا ہے کہ" شیخ عبدالرحمٰن ہندوستان کے کبار محدثین میں تھے"، محض غلط فہمی ہے آزاد کا اتباع صاحبِ تذکرہ علمائے ہند (۸۸) نے بھی کیا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے۔ تعجب ہے کہ سُبحۃ المرجان کے مصحح ڈاکٹر فضل الرحمٰن ندوی نے حاشیہ میں شیخ عبدالرحمٰن کو شیخ یعقوب صرفی کشمیری کیونکر سمجھ لیا اور اس پر ایک طویل حاشیہ کیوں لکھ دیا؟

نیز دیکھئے:

(i) برہان الدین ابراہیم کردی کورانی : الامم لایقاظ الھمم طبع دکن ۱۳۲۸ھ ص۶۹ ، ۸۲ ، ۱۰۳

(ii) عبداللہ بن سالم بصری : الامداد بمعرفۃ علو الاسناد ۵۵، ۵۹، ۶۴

۳۱/۱۱ ..... "حافظ جار اللہ بن فہد"......

شیخ جار اللہ بن عبدالعزیز بن عمر بن محمد بن محمد بن فہد الہاشمی المکی معروف بہ "ابن فہد" (۸۹۱-۹۵۴ھ/۱۴۸۶ء) محدث و مورخ تھے اپنے شیوخ کی فہرست مرتب کی تھی، اس کے علاوہ تحفۃ اللطائف فی فضائل ابن عباس (کشف الظنون ۱/۳۷۲) اور تحفۃ اللطیفہ فی انباء المسجد الحرام والکعبۃ الشریفۃ (ایضاً ۱/۳۷۳)، حافظ جار اللہ بن فہد کے لیے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) العیدروسی، عبدالقادر : النور السافر ۲۴۱-۲۴۲

(۲) الغزی، نجم الدین : الکواکب السائرہ ۲/۱۳۱

(۳) حنبلی، ابن العماد : شذرات الذہب ۸/۳۰۱

(۴) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۱/۳۰۶، ۳۷۲، ۳۷۳

(۵) کحالہ، عمر رضا : معجم المولفین ۳/۱۰۷

(۶) ایضاً : التاریخ والجغرافیہ ۱۵۰

(۷) (مجلہ) العرب، ریاض، ج ۱-۲ س ۱۸ رجب ۱۴۰۳ھ ۷-۴۹ [مقالہ "حسن القری شیخ جار اللہ]

۳۱/۱۲-۱۳ ..... حافظ عز الدین عبدالعزیز بن فہد.....

حافظ عز الدین عبدالعزیز (۸۵۰-۹۲۰ھ/۱۴۴۶-۱۵۱۴ء) بن عمر بن محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن فہد بن..... (غزی : کواکب ۱/۲۳۸) محدث اور مورخ تھے، متعدد کتابوں کے مولف بھی، حافظ ذہبی کی طبقات القراء کو بصورت معجم ترتیب دیا تھا، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) غزی : کواکب السائرہ ۱/۲۳۸-۲۳۹

(۲) حنبلی : شذرات الذہب ۸/۱۰۱-۱۰۲

(۳) کتانی، عبدالحی فاسی : فہرس الفہارس ۲/۴۷-۴۸

(۴) کحالہ، عمر رضا : معجم المولفین ۵/ ۲۵۵

(۵) معرفت القراء الکبار للذھبی مقدمۂ محققون ۱۴

(۶) (مجلہ) العرب، ریاض ج ۱-۲ س ۱۸، رجب ۱۴۰۳ھ ۵-۷

۱۴/۳۱ ..... حافظ تقی الدین محمد بن الفہد الہاشمی العلوی .....

حافظ تقی الدین محمد (۷۸۷-۸۷۱ھ/۱۳۸۵-۱۴۶۶ء) بن محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن فہد التقی ابوالفضل ..... متعدد کتابوں کے مولف تھے۔ تذکرۃ الحفاظ للذھبی کا ذیل بھی لکھا جو طبع ہو چکا ہے، ملاحظہ ہو :

(۱) سخاوی، شمس الدین محمد : الضوء اللامع ۹/ ۲۸۱-۲۸۳

(۲) شوکانی : بدر الطالع ۲/ ۲۵۹-۲۶۰

(۳) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۱۹۸۷

(۴) کحالہ : معجم المولفین ۱۱/ ۲۹۱

(۵) (مجلہ) العرب، (ریاض) ج ۱-۲ س ۱۸- رجب ۱۴۰۳ھ ۲-۳

۱۶/۳۱ ..... علامہ برہان الدین الابناسی .....

علامہ ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب ابرہان ابواسحاق وابو محمد الابناسی ثم القاہری المقسی الشافعی (۷۲۵-۸۰۱ھ/۱۳۲۵-۱۳۹۸ء) ان کی نسبت ابناسی (بفتح الھمزہ وسکون الموحدہ بعدھا نون وفی آخرھا سین، شذرات ۷/ ۲) قریہ ابناس سے ہے جو قاہرہ کے مضافات میں ہے۔ کئی اہم کتابوں کے مولف تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) سخاوی : الضوء ۱/ ۱۷۲-۱۷۵

(۲) حنبلی : شذرات الذھب ۷/ ۲-۳

(۳) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۱۵۳، ۱۰۲۸، ۱۸۳۶

(۴) کحالہ : معجم المولفین ۱/ ۱۱۷

۱۸/۳۱ خطیب صدر الدین ابوالفتح محمد بن المیدومی .....

خطیب المیدومی (۶۶۴-۷۵۴ھ/۱۲۶۵-۱۳۵۳ء)، سلامی نے لکھا ہے :

"المسند المعمر صدر الدین ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم

بن ابی القاسم المیدومی المصری ..... ودفن بالقرافۃ "..... (الوفیات ۲/۱۶۱)
ان کی نسبت "میدومی" بلدہ میدوم سے ہے، نجوم الزاہرۃ میں ہے :
"بلدۃ میدوم احدی قری مرکز الواسطی مدیریہ بنی سُویف ،
وہی من القری المصریۃ القدیمۃ " (الوفیات ، حاشیہ ۲/۱۶۱)
کتاب الوفیات لتقی الدین ابی المعالی محمد بن رافع السلامی کے محقق صالح مہدی عباس نے اس کتاب کے حاشیہ میں "خطیب المیدومی" کے حالات کے تمام معاصر مآخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

۳۱/۲۰ ..... شیخ نجیب الدین عبد اللطیف الحرانی .....

شیخ نجیب الدین ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد المنعم بن الصیقل الحرانی الحنبلی (۵۸۷-۶۷۲ھ/۱۱۹۱-۱۲۷۳ء) محدث و مولف کتب متعددہ، ملاحظہ ہو:

(۱) ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۹۱
(۲) سلامی، تقی الدین محمد : منتخب المختار ۱۱۷-۱۲۰ [ترجمۂ مفصل]
(۳) سلامی : الوفیات ۱/۱۳۲ (حاشیۂ محقق) و بامداد اشاریہ
(۴) حنبلی : شذرات الذہب ۵/۳۳۶
(۵) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۵۲۳، ۹۷۵
(۶) کحالہ : معجم المولفین ۶/۱۲

۳۱/۲۱ حافظ ابو الفرج ابن الجوزی .....

حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ..... بن جعفر الجوزی (ف ۵۹۷/۱۲۰۱ء) استاد عبد الحمید العلوجی نے کتاب "مولفات ابن جوزی" میں بڑی تحقیق سے ابن جوزی کی ۴۰۲ تالیفات کی نشاندہی کی ہے چھٹی صدی ہجری کے تذکروں اور کتب تاریخ (الکامل فی التاریخ ۱۲/۱۷۱) میں ابن جوزی کے حالات مندرج ہیں (الوفیات ۱/۲۴۰ حاشیۂ محقق)

۳۱/۲۲ ..... ابو سعید اسماعیل بن ابی صالح النیسابوری .....

رجال و تراجم کی اکثر کتابوں میں ان کی کنیت ابو سعد درج ہے، طبقات الشافعیۃ میں ہے :

اسماعیل بن احمد بن عبدالملک بن علی بن عبدالصمد النیسابوری ابوسعد ابن ابی صالح المؤذن ...... (۴۵۱-۵۳۲ھ/۱۰۵۹-۱۱۳۷ء) ملاحظہ ہو :

سبکی، تاج الدین : طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/۲۰۴

ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۷۷

حنبلی : شذرات ۴/۹۹

۲۳/۳۱ ...... ابوصالح احمد بن (عبد) الملک المؤذن ......

مقاماتِ معصومی کے دونوں نسخوں میں "الملک المودن" ہے جو درست نہیں بلکہ "عبدالملک المؤذن" ہونا چاہیئے، ابن العماد حنبلی نے لکھا ہے :

ابوصالح المؤذن احمد بن عبدالملک بن علی النیسابوری الحافظ محدث خراسان ..... (ف ۴۷۰ھ)

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) حنبلی : شذرات ۳/۳۳۵

(۲) شاہ ولی اللہ دہلوی : اتحاف النبیۃ تعلیقات عطاء اللہ حنیف ۸۱

(۳) ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۱۶۲-۱۱۶۵ [ترجمۂ مفصل]

۳۲/۱-۲ ...... ابوطاہر محمد بن محمش الزیادی ......

حافظ ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش (بمیم مفتوحہ وحاءِ مھملۃ ساکنۃ بعدھا میم مکسورۃ ثم شین معجمۃ) ...... (۳۱۳-۴۱۰ھ/۹۲۵-۱۰۱۹ء) ملاحظہ ہو :

(۱) فاسی، عبدالغافر : تاریخ نیسابور ۸

(۲) ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۵۱

(۳) سمعانی : الانساب (ضمن زیادی)

(۴) جزری : اللباب ۲/۸۴

(۵) حنبلی : شذرات ۳/۱۹۲

۳۲/۳-۴ ...... عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم العبدی نیسابوری .....

حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) عسقلانی، ابن حجر: تہذیب التہذیب ۶/۱۴۴

۳۲/۵ ..... سفیان بن عیینۃ .....

حضرت سفیان بن عیینۃ بن ابی عمران ابو محمد (۱۰۷-۱۹۸ھ/۷۲۵-۸۱۳ء) تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) سلمی: طبقات الصوفیہ ۸۹ و بامداد اشاریہ

(۲) اصبہانی، ابونعیم: حلیۃ الاولیاء ۷/۲۷۰-۳۱۸

(۳) ابن جوزی: صفۃ الصفوۃ ۲/۲۳۱-۲۳۷

(۴) انصاری: طبقات الصوفیہ طبع سرور مولائی بامداد اشاریہ

(۵) ہجویری، علی بن عثمان لاہوری: کشف المحجوب ۱۲۲، ترجمۂ نکلسن ۹۸، ۱۱۸

۳۲/۸-۹ ..... الراحمون ..... فی السمآء

حدیث، بخاری، الادب المفرد، ابوداؤد، ترمذی (بامداد معجم المفہرس)۔ حدیث کی یہ سند زبدۃ المقامات (۱۲۸-۱۲۹) سے ماخوذ ہے۔ زبدہ کے مولف نے اس سند کو شیخ ابن حجر عسقلانی کے واسطے سے بھی بیان کیا ہے (۱۳۰)

۳۲/۱۱ ..... سید زین العابدین المحدث المدنی .....

حضرت سید زین العابدین مدنی قدس سرہ، حضرت خواجہ محمد معصوم کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو گئے تھے۔ روضۃ القیومیہ کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درس و تدریس چھوڑ کر سرہند آئے اور بیعت و خلافت یاب ہو کر واپس مدینہ منورہ چلے گئے (۲/۲۴۴)

۱۰۸۶ھ/۱۶۷۵ء میں معروف عالم شیخ بہلول گول بن مرزا خان برکی جالندھری نے حدیث کی اجازت انہیں سے لی تھی خود لکھتے ہیں:

"اجازت حدیث بسند صحیح ..... در سنہ یک ہزار و ہشتاد و شش بابویم از جانب محمد زین العابدین و علی الطبری ساکنین مکہ معظمہ ..... و واسطہ میاں او میاں ایشاں شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی متورع حاجی حرمین الشریفین شیخ عبدالکریم است و نیز ..... اجازت حدیث بسند از

مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہرندی تعمیم و تخصیص از مشکوٰۃ و صحیح بخاری وغیرہما از صحاح ستہ و اجازت مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشاں را اجازت از جانب شیخ علی طبری و والدِ شریف ..... (فوائد الاسرار ۔ قلمی ورق اول)

شیخ زین العابدین مدنی کے حالات کتب رجال و تراجم میں ہمیں نہیں مل سکے حضرت خواجہ محمد معصوم نے ان سے حدیث کی یہ سند اپنے قیام حرمین ۱۰۶۸ھ کے دوران لی تھی۔ تفصیل کے لیے کتاب حاضر کا مقدمہ بعنوان "سفرِ حرمین" ملاحظہ کریں۔

۱۳/۳۲ "در مکتوبات (معصومیہ) جلد ثانی مکتوبِ فصیح بہ زبان تازی بنام مشارٌ الیہ ثبت گردیدہ"

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد دوم کا مکتوب نمبر ۴۱ ہے جو فصیح عربی زبان میں لکھا گیا ہے۔ مکتوب کا موضوع "فناء العارف" ہے، خود حضرت خواجہ نے شیخ زین العابدین کے لیے جو القاب لکھے ہیں وہ قابل توجہ ہیں:

بکمال العز والاحترام اخص بہ الجناب العالی والکواکب المتلالی بھجۃ الایام واللیالی السید الفاضل الکامل المحدث العالم العامل لازال شموس ھدایۃ طالعۃ وما انفک انوار افادتہ ساطعۃ .....

(مکتوبات معصومیہ ۲/۴۲)

میر شرف الدین حسین ہروی جامع مکتوبات معصومیہ نے سید محدث کے لیے یہ شاندار الفاظ لکھے ہیں:

اسوۃ العلماء المحدثین السید ..... (ایضاً)

۳۲/۱۸-۲۲ ....."بیعت ہم حضرتِ ایشاں را بہ شش واسطہ بہ جناب سید المرسلین امام النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) می رسد بدیں طریقہ کہ آنحضرت مصافحہ بہ حضرت مجدد الف ثانی"...

ملا بدر الدین سرہندی نے حضرات القدس (۳۰/۲) اور سلوات الاتقیاء میں اس مصافحہ کی تفصیل درج کی ہے۔

۱/۳۳ ..... حاجی عبدالرحمٰن رمزی بدخشی کابلی .....

حضرت حاجی بدخشی کے متعلق مولفِ نزہۃ الخواطر کا بیان ہے :

الشیخ العالم المحدث عبد الرحمٰن البدخشی الکابلی المعروف بحاجی رمزی کان من العلماء الصالحین، سافر الی البلاد فحج وزار واخذ المسلسل بالمصافحۃ عن الشیخ السلطان علی الدوسی عن ...... (۵/۲۱۵)

عبدالحی حبیبی کا بیان غلط فہمی پر مبنی ہے، لکھتے ہیں :

"از مشاہیر علمی بدخشان است کہ حضرت مجدد کابلی بیک واسطہ از وی علم حدیث را تحصیل فرمودہ بودند"

(تاریخ افغانستان کابل ۱۳۴۱ ش ۲۶۳)

حبیبی کی اس عبارت میں حقائق کی دو غلطیاں ہیں :

اوّل یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی ایک واسطے سے حاجی رمزی سے منسلک ہیں حالانکہ معاصر مآخذ حضرات القدس اور سنوات الاتقیاء نے براہِ راست تعلق بتایا ہے۔

دوم یہ کہ حضرت مجدد نے حاجی رمزی سے علم حدیث کی تحصیل کی، حالانکہ یہ نسبت تو محض مصافحہ کی ہے۔

حبیبی نے دو رسائل رسالہ در "اثباتِ نبوت" اور رسالہ در "ردِ شیعہ" حاجی رمزی کی تصنیف بتلائے ہیں۔ (ایضاً ۲۶۳)

ممکن ہے کہ یہ رسائل حاجی رمزی کے نہ ہوں بلکہ حبیبی کی محولہ کتاب چراغ انجمن کے مولف کو غلط فہمی ہوئی ہو کہ یہ رسائل تو حضرت مجدد الف ثانی کی تالیف ہیں، گویا آقای حبیبی کا تمام تر بیان مشکوک ہے دراصل انہیں ۱۳۰۹ھ ش/۱۹۳۰ء میں تالیف ہونے والی ایک کتاب "چراغ انجمن" سے اخذ کیا ہے جو حال ہی کی تالیف ہے۔ معاصر شواہد کی موجودگی میں اس کے مندرجات بے بنیاد ہیں۔

ملا بدرالدین سرہندی نے لکھا ہے کہ یہ بھی روایت ہے کہ حاجی رمزی نے مولانا محمد حاجی سے مصافحہ بھی کیا اور انہوں نے حاجی محمد جنوشانی سے .....

(سنوات ۲۴۲-ا)

۱/۳۳ ..... حافظ سلطان ادہی

سنوات الاتقیاء میں ان کا نام سلطان علی ادہی (۲۴۲-۱) اور نزہتہ الخواطر میں "الشیخ السلطان علی الدوسی" (۲۱۵/۵) روضۃ القیومیہ (بحوالہ حضرات القدس) میں حافظ سلطان ادہمی (۶۱/۱) درج ہوا ہے جو غلط ہے کیونکہ محولہ کتاب حضرات القدس (۳۰/۲) میں صاف "ادہی" تحریر ہے سنوات اور نزہتہ کے بیان کے مطابق ان کا پورا نام "شیخ سلطان علی ادہی دوسی" قرار پائے گا، مصافحہ کے وقت ان کی عمر ایک سو دس سال تھی (سنوات ۲۴۲-۱) لیکن یہاں نسبت "ادہی" بھی مشکوک ہے۔ البتہ اگر یہ "ادبری" ہو تو مناسب ہوگا "ادبر" بلخ کا ایک قریہ ہے (اللباب ۹۲/۱) یہ یوں بھی صحیح ہے کہ ان دونوں حضرات حافظ سلطان علی ادبری (بلخ) اور شیخ محمود اسفزاری (ہرات) کا تعلق افغانستان کے مذکورہ قصبات سے تھا۔

۲/۳۳ ..... شیخ محمود اسفزاری .....

ان کے حالات متعارف تذکروں میں نہیں ملتے ان کی نسبت مقامات معصومی کے نسخہ "م" میں اسفرازی اور نسخہ "د" میں اسفراری درج ہے یہ دونوں نسبتیں کتب انساب کے مطابق غلط ہیں ظاہر ہے کہ یہ ناقلین کا تصرف ہے اصل نسبت "اسفزاری" ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے "اسفزاری" بکسر الالف وسکون السین المهملة وکسر الفاء وفتح الزای وفی آخرها الراء بعد الالف هذه النسبة الی "اسفزار"، وهی مدینة بین هراة وسجستان" (اللباب ۵۵/۱)

۲/۳۳ ..... شیخ سعید معمر حبشی .....

حضرات القدس کے مولف ملا بدر الدین سرہندی نے سنوات الاتقیاء میں اس مصافحہ کی تفصیل دی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ سعید معمر حبشی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک دن حضرت عیسٰیؑ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کر رہے تھے کہ شیخ سعید حبشی اسقدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے حضرت عیسٰیؑ سے اپنی درازی عمر کے لیے دعا کی درخواست

کی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فرد بن سکیں حضرت کی دُعا قبول ہوئی، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ مبارک پایا اور مصافحہ کیا، شیخ سرہندی کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

"شیخ سعید معمر حبشی رضی اللہ عنہ، گویند کہ وی در وقتِ حضرت عیسٰی [۴]...... بود و بہ وی ایمان آوردہ و داخلِ اصحابِ وی گشتہ، روزی حضرت عیسٰی فضائل و کمالاتِ حضرت (رسالت) خاتمیت علیہ السلام و بزرگیہای اُمتِ سیدِ بشر بیان نمود اورا شوقِ دیدارِ پُرانوار سید انوار علیہ السلام دامن دل گرفت ...... و التماسِ دعا از حضرت رُوح اللہ کرد ...... خدای تعالٰی مرا عمری دراز دہد کہ بہ دیدارِ فائض الانوار ...... بہ درگاہِ الٰہ نالید کہ خداوندا شوقِ بندۂ تو بہ دیدنِ حبیب تو بہ کمال است اورا عمرِ دراز دہ تا بہ شرفِ دولتِ صحبتِ خیر البشر بہ رسد و ...... بہ سعادت صحبت حضرت خاتمیت علیہ السلام والتحیۃ در خندق مشرف گشت ...... آنسرور علیہ السلام از غایتِ رضامندی اورا پیشِ خود طلبید و بہ مصافحۂ خاصۂ خود مستسعد گردانید و فرمود علیہ السلام من صافحنی صافحتہ یوم القیامۃ و وجبت علی شفاعتہ وکذا لک من صافح بمن صافحنی الی سبعہ مراتب صافحۃ یوم القیامۃ و وجبت علی شفاعۃ ۔ بار سعادت خطابِ مستطاب اورا مشرف ساختہ فرمود علیہ السلام الی صافحتک لستۃ وقیل بسبع لم تمسہ النار وفی روایۃ دخل الجنۃ رواہ الشیخ سعید الحبشی ۔ عمرِ او بقولی یک ہزار و سیصد سال بود و بعد از ارتحال سید کائنات علیہ افضل الصلوات زیادہ از ہشت صد سال ماندہ ...... در سنہ ہشت صد و پانزدہ وقیل دہ بآخرت شتافتہ ......

(سنوات الاتقیاء قلمی ورق ۲۴۱۔ا ۲۴۲۔ب)

ملا بدر الدین سرہندی خود بھی اس مصافحہ کی سعادت میں شریک تھے وہ دیگر سعادت مندوں کے نام بھی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں :

..... میر سید علی ہمدانی و ابو عبداللہ حسام الدین و امیر حیدر اصفہانی و شیخ محمود اسفزاری باری مصافحہ کردند و حافظ سلطان علی او ہی با شیخ محمود اسفزاری مصافحہ کردہ و میر عبداللہ برزشں آبادی صاحبِ کتاب مونس العشاق وغیرہ کہ از خلفای شیخ اسحاق ختلانی است و شیخ یعقوب کشمیری و حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی ........ و قیل حاجی رمزی با مولانا محمد جامی مصافحہ کردہ و او با شیخ حاجی محمد خبوشانی و او با شاہ علی بید بازی (کذا) و او با امیر عبداللہ البرزش آبادی و او با امیر حیدر اصفہانی و او با سعید حبشی ..... و حضرت خواجہ محمد باقی کابلی دہلوی نقشبندی و شیخ تاج الدین خلیفۂ حضرت خواجہ و حضرت میر محمد نعمان بدخشی با حاجی رمزی مصافحہ کردند و فقیر حقیر مولفِ ایں سنوات اتقیا بدر الدین عفی عنہ بشرفِ مصافحہ حضرت میر محمد نعمان سلمہ اللہ المنان مستسعد گشتہ و اجازتِ مصافحہ با دیگران از آنحضرت (میر محمد نعمان) یافتہ ایں حقیر در مرتبہ پنجم است طریق مصافحہ نبویہ مرویہ از شیخ سعید معمر حبشی چنانکہ حضرت میر..... (ورق ۲۴۲ - ا)

ہاں یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی سے کہاں مصافحہ کیا؟ ممکن ہے کبھی حضرت بدخشی ہندوستان تشریف لائے ہوں تو حضرت مجدد الف ثانی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہوئے ہوں کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی خود کبھی ہندوستان سے باہر نہیں گئے۔

۹-۷/۳۳ "ہر کمال کہ در نوعِ بشر ممکن است ..... مستمعان نمایم"....

یہ عبارت زبدۃ المقامات سے ماخوذ ہے۔ غالباً مولفِ مقامات معصومی نے اسے حافظ کی بناء پر لکھا ہے اس لیے الفاظ میں قدرے کمی بیشی ہو گئی ہے،

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایامِ حیات میں فرمایا تھا:

"ہر کمالی کہ در نوع بشر ممکن است مرا اعطا فرمودند و بہ وراثت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام بداں متحقق ساختند داگر خواہم آں را بہ مقدمات معقولہ معقول مستمعان نمایم" (۱۹۲)

۱۱-۱۰/۳۳ "بعدازاں خواجہ محمد ہاشم ...... پی نبرد"

زبدۃ المقامات ۱۹۲ / ۹

۷-۶/۳۴ ...... "دورِ بعث اولوالعزم بود کہ ہزار سال را در تغیر امورِ دخلی است عظیم، چنانچہ ایں معنی بر متتبع کلام مجدد الف الثانی واضح وہویدا است"......

صاحبِ حضرات القدس (۲/ ۶۸-۶۹) نے مکتوبات حضرت مجدد کے اقتباسات کی بنیاد پر اس موضوع پر بحث کی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مولف مقاماتِ معصومی کے پیش نظر اس وقت حضرات القدس کا یہی دفتر تھا۔

۱۸-۱۷/۳۴ كل حِزْبٍ ...... فَرِحُونَ

قرآن ۲۳/ ۵۳

۲۳/۳۴ وانّ له ...... مَآب

قرآن ۳۸/ ۲۵

۱/۳۵ تِلْكَ الرُّسُلُ ...... بَعْضٍ

قرآن ۲/ ۲۵۳

۳/۳۵ "قبیلہ علیہ احمدیہ"......

یہاں قبیلہ احمدیہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کا خانوادہ مراد ہے۔ آپ کے اسمِ گرامی "شیخ احمد" کی مناسبت سے اس خاندان کے افراد خود کو "احمدی" اور پورے خاندان کو "احمدیہ" کہا جاتا ہے۔

۴/۳۵ اِنَّ رَبِّی رَحِیْمٌ وَّدُوْد

قرآن ۱۱/ ۹۰

۱۰-۹/۳۵ "ہر جلد مکتوباتِ (معصومیہ) اندازم کہ ہر دفتر شرح آں دفاتر ہر سہ جلد حضرت مجدد الف ثانی است"......

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات کے تینوں دفتر مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی توضیحات وشرح سے بھرے پڑے ہیں اگر ان تمام مقامات کو یکجا کر دیا جائے تو "شرح مکتوبات امام ربانی بزبان حضرت خواجہ" کا ایک عمدہ دفتر تیار ہو جائے، اس سلسلے میں مولوی نصر اللہ ہوتکی نے اچھی کوشش کی ہے،

ان کی کتاب شرح مکتوبات قدسی آیات میں .... دو جلدیں مطبوعہ کابل ۱۹۷۷ء مکتوبات معصومیہ کے بہت اقتباسات شامل ہیں۔ دیگر شارحین نے بھی شرح و توضیح کے لیے اقوالِ حضرت خواجہ کو سند کا درجہ دیا ہے۔

۱۴-۱۳/۳۵ "مولانا عبدالغفور سمرقندی کہ از یارانِ حضرت مجدد الف ثانی بود".....

یہ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری کے والد بزرگوار تھے، حالات کے لیے دیکھئے: مفتاحِ نہم (کنز دوم) کتابِ حاضر صفحہ ۴۳۲ کے تعلیقات۔

۱۱-۱۰/۳۷ ....." برادر اصغرِ خود..... شیخ محمد یحییٰ قدس سرہ".....

یہاں آپ کے برادر اصغر حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے،

تعلیقاتِ حاضر ۶۰۳/۳۶۱

۱۳/۳۷ ....." سرشارانِ شرابِ احمدی از کاساتِ جذباتِ معصومی نشاء دوبالا سازند".....

یہاں "شرابِ احمدی" سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے معارف اور "کاساتِ معصومی" سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہما کے عارفانہ اقوال ہیں۔

۱۳/۳۹ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے اپنے بہت سے مکاتیب میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں بعض مندرجات کی تلخیص کر دی ہے۔

۱۷-۱۶/۳۹ ..... حضرت مروج الشریعت ..... شیخ محمد عبید اللہ جیو .....

حضرت مروج الشریعت کے حالات کے لیے کتابِ حاضر کی مفتاحِ ہفتم کی تیسری کنز ملاحظہ کریں اور اس کنز پر ہمارے مفصل تعلیقات بھی دیکھئے۔

۵-۴/۴۰ ....." معارفِ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسہ قسم انقسام یافتہ است".....

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی تین قسمیں گنوائی ہیں یعنی:

..... قسمی آں بود کہ ہرگز از دل بر زبان نمی آورد نہ چہ بہ محرمانِ اسرار و چہ بغیر ایشاں از اخبار..... قسم دوم آں بود کہ بہ محرمانِ خاص

دہم نشینانِ زاویہ اختصاص در خلوات درمیان می آوردند وقت بیان آں ضبط می فرمودند کہ جز چند تن کہ لائق استماع دیدہ طلب نمودہ اند دیگری داخل نہ شود ...... قسم دیگر از معارف مفاضۂ آں بود کہ بالتماس سائلان یا بہ نیت افادہ طالبان عموماً وشمولاً بہ تقریر و تحریر می رسید....

(زبدۃ المقامات ۲۲۱-۲۲۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار کی غایت درجہ اطلاع تھی خود فرماتے ہیں :

"قبلۃ الاولیاء امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے مجھے اسرارِ خفیہ سے آگاہ کیا تھا اور میں اپنے میں ہر چند ان معاملات کو پاتا تھا اور ان اسرار و معاملات کے انتہائی بلند ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی ندامت ہوتی تھی اور تردد بھی، اللہ تعالیٰ کا شُکر ہے کہ " حجرۂ منورۂ مطہرہ " (در مدینہ طیبہ) میں ان اسرار سے نقاب ہٹا دیا گیا اور ظاہر کردیا گیا کہ " مطلوب " تک پہنچنے کے لیے میرے لیے دو طریقے ہیں اوّل وہ طریقہ ہے کہ اصالت کے اعتبار سے جس کا حصول ممکن ہے اور وہ " طریقۂ احساء " ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی کے " توسط اور ضمنیت " سے سلوک کی منازل طے کی جائیں اسے " طریقۂ انابت " کہتے ہیں لیکن پہلا طریقہ جیسا کہ ظاہر ہے وصول کے قریب ترین ہے اور طریقہ ثانی میں حضرت خیرالبریہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف و عنایات حد سے زیادہ ہیں"۔

(حسنات الحرمین ۲۴۳)

خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں :

"ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) را غایت اطلاع است بر اسرار و معارف پدرِ بزرگوارِ خود ..... از اسرارِ خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت (مجدد الف ثانی) شنودہ اند"....

(زبدۃ ۳۱۸، حسنات الحرمین ۹۴، حاشیہ)

۱۳/۴۰ ..... زعفراں گرچہ صد دریا رواں کرد .....

یہ شعر حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی اس مثنوی سے منقول ہے جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی منقبت میں لکھی تھی یہ مثنوی صاحب حضرات القدس نے نقل کی ہے جس میں یہ شعر بعینہٖ درج ہے (۲/۲۸۰)

۱۵/۴۰ ..... اظہار تاویل مقطعات قرآنی است کہ .....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر مقطعاتِ قرآنی کے اسرار پر بحث کی ہے۔ ایک مکتوب میں لکھا ہے:

از مقطعات و متشابہاتِ قرآنی ..... کہ باخص خواص بندگانِ خود درمیان آوردہ است و بہ رمز و اشارات سخن کردہ و از نامحرمان مستور ساختہ ..... (مکتوبات معصومیہ ۲/۱۸۳/۲۳۲)

۶/۴۱ مکتوبات دویست و سی و ششم است از مکتوباتِ (معصومیہ) جلد اوّل .....

لیکن مکتوباتِ معصومیہ کے مطبوعہ نسخوں میں یہ مکتوب ۲۳۷ نمبر پر درج ہوا ہے یعنی ایک عدد کا فرق ہے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلفِ مقاماتِ معصومی کے پیش نظر مکتوبات کا جو خطی نسخہ تھا اس میں ترتیب یہی تھی۔

۱۹/۴۱ ..... الحمد للہ ..... شکور

قرآن ۳۵/۳۴

۷/۴۲ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) را بہ منصب قیومیت مناسبت تمام یافتند.....

منصبِ قیومیت کے مفہوم اور اس سے متعلق مباحث کے لیے کتابِ حاضر کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۱۲-۱۱/۴۲ ..... مخدوم زادہ ..... شیخ محمد اشرف .....

مخدوم زادہ کے حالات کے لیے دیکھئے اسی کتاب کی مفتاح ہفتم (رکنِ چہارم) اور اس کے تعلیقات۔

۱۱/۴۲ مکتوب دویست و بیست و ہشتم از جلد اوّل .....

لیکن مکتوبات معصومیہ کے مطبوعہ نسخوں میں یہ مکتوب ۲۲۹ نمبر پر درج ہوا ہے۔

۱۳/۴۲ ..... هٰذَا كِتٰبُنَا..... تَعْمَلُوْنَ

قرآن ۲۹/۴۵

۲۱-۲۰/۴۲ ذالک فضل الله ..... العظیم

قرآن ۵۴/۵

۲۴-۲۳/۴۲ الله یتوفی ..... موتها

قرآن ۴۲/۳۹

۲۱-۲۰/۴۳ ....." فضلِ روضۂ مقدسۂ حضرت مجدد الف ثانی نیز متصل ہمیں مذکور سازد".....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی کے روضۂ انور کے فضائل کے بارے میں اپنے مکاتیب میں بہت کچھ تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو: مکتوباتِ معصومیہ ۸۲/۴۸/۲ (آخری پیراگراف)، ۱۰۷/۶۵/۳، ۱۲۵/۸۱/۳، ۱۳۲/۹۰/۳، ۳/۱۴۴/ ۱۹۸، ۱۹۶/۱۴۲/۳۔

۲۲/۴۳ ..... ملا محمد افضل ولد بدر الدین سرہندی.....

ملا محمد افضل سرہندی، صاحبِ حضرات القدس ملا بدر الدین سرہندی کے صاحبزادے تھے ان کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے، ملا بدر الدین کے تین صاحبزادے ملا محمد شاکر (مترجم حسنات الحرمین)، شیخ محمد اور ملا محمد افضل کے اسماء ملتے ہیں۔ یہ صاحبزادگان حضرات کے ہمراہ حج کے لیے ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں گئے تھے (حسنات الحرمین، مقدمہ ۶۰) شیخ کمال الدین محمد احسان نے ملا محمد افضل کو حضرت خواجہ محمد معصوم کے "بڑے خلیفہ اور اولیائے وقت" میں شمار کیا ہے (روضۃ القیومیہ ۲۴۵/۲)، ان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب بھی ہیں (مکتوباتِ معصومیہ ۷۰/۱، ۱۹۴) حضرت خواجہ کے حلقہ میں ایک صاحب خواجہ محمد افضل بھی تھے جن کے ہاتھ حضرت شیخ محمد یحییٰ (شاہ جیو) بن حضرت مجدد الف ثانی نے اپنا ایک مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں ارسال کیا تھا (مکتوبات معصومیہ ۱۱۸/۲) ممکن ہے کہ خواجہ محمد افضل ملا محمد افضل سرہندی سے مختلف شخصیت ہوں۔ (نیز ر۔ک ۱۷/۵۰۴)

۱/۴۴ "القبر روضة من رياض الجنة"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

إنّما القبر روضة من رياض الجنة ، ترمذی (قیامۃ ۲۶) ،

[ بحوالہ ، المعجم المفہرس ۲/۳۱۹ ]

۴۴/۴-۵ "ما بين قبري ومنبري روضة من رياض الجنة "

حدیث ، مسند امام احمد بن حنبل ۳/۶۴ (بحوالہ المعجم المفہرس ۲/۳۲۰)

۴۴/۱۰ حضرت مجدد کا قول ہے "مرا محاذی قبر فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق قدس سرہ مدفون خواہند ساخت کہ آنجا روضۂ از ریاضِ جنت دیدہ ام (حضرات القدس ۲/۱۰۲) و نیز مکاشفہ نمبر ۲۵

۴۴/۲۵ ..... حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوباتِ جلد ثانی نوشتہ کہ .......

۴۵/۱-۷ ..... "فوقِ مقام رضا مقامی نیست مگر خاتم الرسل علیه وعلىٰ آله الصلوٰة والسلام "......

یہاں حضرت ایشاں سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہیں، حضرت مجدد کے مکتوبات کی جلد دوم کے ساتویں مکتوب کا آخری پیراگراف حضرت خواجہ محمد معصوم نے یہاں نقل کیا ہے "فوق مقام رضا مقامی نیست مگر خاتم الرسل علیه و علیه الصلوات والتسلیمات مگر ازاں مقام خبر دادہ کہ فرمودہ "......

یہی بات حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات کے باب میں درج ہے

(حضرات القدس ۲/۱۰۸-۱۰۹)

۴۵/۱۰ ..... حضرت ایشانِ ما رضی اللہ تعالیٰ عنہ می فرمودند کہ روزی در حلقۂ فجر نشستہ بودم......

یہاں حضرت ایشانِ سے مراد حضرت مجدد الف ثانی ہیں، یہ حضرت مجدد کا مکاشفہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے بہ تغیر قلیل اپنے اس مکتوب میں نقل کیا ہے (ملاحظہ ہو حضرات القدس ۲/۱۰۰)

۴۵/۱۵ ..... ابراہیم نخعی ......

حافظ ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود کوفی فقیہ۔

حالات کے لیے دیکھیے :

ذھبی : تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۳-۷۴

۱۸-۸/۴۶ ..... حضرت ایشان ما رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند کہ در نماز چاشت بودم دیدم بلائ عظیم از سینہ من برآمد و آشیانہ او را".....

یہ بھی حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مکاشفہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے اس مکتوب (۱/۱۹۰) میں نقل کیا ہے۔ یہ مکاشفہ حضرات القدس (۲/۹۹-۱۰۰) میں موجود ہے لیکن الفاظ قدرے مختلف ہیں، مثلاً وہاں حضرت مجدد کے سینہ مبارک سے "مرغی عظیم الجثۃ..... خناس" کے نکلنے کا ذکر ہے جبکہ اس زیر بحث مکتوب میں اسے "بلای عظیم" کہا گیا ہے۔

۱۹/۴۶ شاہ خواجہ .....

مکتوب الیہ شاہ خواجہ کے حالات تذکروں میں نہیں ملتے ہیں ان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کا ایک اور مکتوب (۱/۱۲۶/۲۸۰) بھی ہے جہاں ان کا نام "شاہ خواجہ ترمذی" لکھا گیا ہے۔

۱۱/۴۷ ..... محمد یوسف خادم .....

یہ مکتوب الیہ حضرت شیخ محمد یوسف گردیزی ملتانی (ر۔ک مفتاح نہم، کنز ۱۶ کتاب حاضر) سے مختلف شخصیت ہیں جن کے حالات ہمیں نہیں مل سکے۔

۷/۴۸ ..... ہفت رسائل .....

مولف مقامات معصومی نے حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل کی تعداد سات کی قید معلوم نہیں کس بنیاد پر لگائی ہے حالانکہ زبدۃ المقامات میں تو یہ تعداد اس سے زیادہ بنتی ہے بہر حال اب تک ۲۲ رسائل کے نام معلوم ہوئے ہیں۔ (محمد مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی ۲۶۴-۲۶۸)

۹/۴۸ "جلد اول مکتوبات (حضرت مجدد الف ثانی) مخدومی مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی جمع نمودہ است"

مولانا یار محمد جدید، حضرت مجدد الف ثانی کے "مخصوص" خلفاء میں سے تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۳۵) ان کو جدید اس لیے کہا گیا کہ ان کے ہم نام و ہموطن مولانا یار محمد طالقانی حضرت مجدد الف ثانی سے منسلک تھے۔ ان دونوں

میں فرق کرنے کے لیے پہلے کو قدیم اور انہیں "جدید" کہا گیا (زبدۃ المقامات ۳۷۷)
مولانا یار محمد جدید کے حالات دونوں معاصر کتابوں زبدۃ المقامات اور حضرات القدس
میں موجود نہیں ہیں مولف روضۃ القیومیہ اور صاحب نزہۃ الخواطر (۵/۴۴۳)
نے کوئی قابل ذکر بات نہیں لکھی۔ حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مکتوب
(۱/۱۶۰) ان کے نام ہے۔

۴۸/۹-۱۰ "و جلد ثانی را خواجہ عبدالحی حصاری ...... مرتب ساختہ اند"

ان کا تعلق حصار شادمان سے تھا یہ علاقہ "جانب شمال جیحون بخارا میں
واقع ہے" شرف الدین علی یزدی نے ظفر نامۂ تیموریں "قلعہ حصار شادمان"
کا ذکر کیا ہے۔ (لی سترنج : جغرافیۂ خلافت شرقی ۴۶۸، ظرائف وطرائف ۲۵۳)۔
مولانا عبدالحی حصاری، حضرت مجدد الف ثانی کے خلفائے کبار میں سے تھے،
انہیں پٹنہ میں طالبوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کیا گیا تھا، حضرت مجدد نے
اپنے مکاتیب میں بھی ان کی بہت تعریف کی ہے (۲/۸۵) حضرت خواجہ محمد معصوم
کے حکم سے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی یہ دوسری جلد
مرتب کی تھی (زبدۃ ۳۷۶ و دیباچہ مکتوبات جلد ثانی ۵) انہوں نے اس جلد
کے دیباچے میں اپنا نام اس طرح لکھا ہے:

"کمترین خاکروبانِ ایں درگاہ اضعف عباد اللہ الباری عبدالحی بن خواجہ چاکر
حصاری"

حالات کے لیے دیکھئے:

۱۔ زبدۃ المقامات ۳۷۵-۳۷۶

۲۔ حضرات القدس ۲/۳۶۶-۳۶۸

۴۸/۱۰ جلد ثالث (مکتوبات) را خواجہ ہاشم کشمی قدس سرہ مرتب ساختہ اند .....

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارا
مفصل مقدمہ بعنوان "حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ"

۴۸/۱۰-۱۱ "نام جلد اول (مکتوبات) و تاریخ اختتام آں" در المعرفت" است"

یعنی جلد اول کا تاریخی نام در المعرفت (در = ۲۰۴ + ال = ۳۱ + معرفت = ۷۹۰ = ۱۰۲۵ھ)

ہے جس سے اس کا سال ترتیب ۱۰۲۵ھ برآمد ہوتا ہے، یہ مادۂ تاریخ مکتوبات کی جلد سوم کے جامع اور زبدۃ المقامات کے مولف کا تجویز کیا ہوا ہے جسے خود حضرت مجدد نے پسند اور قبول فرما لیا تھا (زبدہ ۲۴۰ دیباچہ جلد ثالث مکتوبات ۴، ۲۷)

۱۱/۴۸ نام جلد ثانی (مکتوبات) باتاریخ اختتام آں "نور الخلایق" است

اس جلد میں ۹۹ مکاتیب "اسمائے حُسنیٰ" کی تعداد کے مطابق رکھے گئے ہیں "نور الخلایق" اس جلد ثانی کا مادۂ تاریخ ترتیب ہے (دیباچہ مولانا کشمی بر جلد ثالث ۴، ۲۷) اس مادے نور الخلایق (نور=۲۵۶+ال=۳۱+خلایق=۷۴۱ = ۱۰۲۸ھ) [یعنی اعداد و شمار میں لفظ "خلایق" میں ہمزہ کی بجائے "ی" کے دس عدد شمار کئے گئے ہیں] سے ۱۰۲۸ھ برآمد ہوتے ہیں جو اس جلد کا سال ترتیب و اختتام ہے۔

۱۲/۴۸ "نام جلد ثالث (مکتوبات) "بحر المعارف" مقرر گشتہ و تاریخ اتمام آن از لفظ "ثالث" ظاہر و ہویدا است"

یہاں مولفِ مقاماتِ معصومی کو سہو ہوا ہے جلد ثالث کا نام "بحر المعارف" نہیں ہے بلکہ "معرفۃ الحقائق" ہے اور لفظ "ثالث" سے ۱۰۳۱ھ اس کا سال ترتیب برآمد ہوتا ہے (مکتوبات جلد ثالث، دیباچۂ جامع مولانا کشمی ۲۷۵/۸) فریڈمان یوحنا کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ "معرفت الحقائق" بھی تاریخی نام ہے (شیخ احمد سرہندی ۱-۲ حاشیہ نمبر ۶) "معرفت الحقایق" کے عدد ۱۰۴۰ ہوتے ہیں۔

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے یہ تینوں دفتر بخارا اور پاک و ہند سے متعدد مرتبہ طبع ہو چکے ہیں، حضرت مولانا نور احمد امرتسری نے مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر اس کا نہایت تحقیقی متن مرتب کر کے شائع کیا تھا۔

۱۵/۴۸ "مبداء و معاد"

حضرت مجدد الف ثانی کے اس رسالہ مبداء و معاد کو آپ کے خلیفہ شیخ محمد صدیق ہدایت بدخشی کشمی نے ۱۰۱۹ھ/ ۱۶۱۰ء میں آپ کے مسودات میں سے مرتب کیا (خاتمۂ جامع ۶۴)۔ مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کا ایڈیشن

بہت معتبر ہے۔ نیز دیکھئے : مکتوبات معصومیہ ۲/۱۱۶/۲۰۰

۱۵/۴۸ "معارف لدنیہ"

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ رسالہ سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک (۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء) ہونے کے بعد تالیف کیا تھا۔ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔

۱۵/۴۸ "مکاشفات غیبیہ"

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفات کا مجموعہ ہے جسے حضرت خواجہ محمد معصوم نے ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں حضرت مجدد کی تحریرات سے مرتب کر کے اس پر خطبے کا اضافہ کیا۔

۱۵/۴۸ "ردِ شیعہ"

یہ رسالہ حضرت امام ربانی نے ۱۰۰۱ھ/۱۰۰۲ھ/۱۵۹۲-۱۵۹۳ء کے مابین تالیف کیا، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تصحیح سے طبع ہو چکا ہے۔

۱۵/۴۸ "اثبات نبوۃ"

اثبات نبوت کے موضوع پر حضرت امام ربانی کا یہ رسالہ بھی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے بیعت ہونے سے پہلے تالیف کیا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے طبع کروایا ہے۔

۱۵/۴۸-۱۶ "شرح رباعیات حضرت خواجہ بیرنگ"......

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے بعض رباعیوں کی شرح خود فرمائی تھی، اس شرح کی حضرت مجدد الف ثانی نے یہ شرح لکھی ہے۔ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۷/۴۸ رسالہ تہلیلیہ......

اس رسالے میں حضرت امام ربانی نے لفظ "اللہ" کی تحقیق، اس لفظ کے لطائف اور کلمہ طیبہ کے فضائل بیان کئے ہیں۔ یہ رسالہ آپ نے اپنے والد گرامی مخدوم عبدالاحد کے وصال ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء کے بعد تالیف کیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے ۱۳۸۴ھ میں شائع کر دیا تھا۔

۱۷/۴۸-۱۹ "مکاشفات غیبیہ را حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) در مبدا و معاد را

خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہ جمع نمودہ اند یعنی خطبۂ آنہا از خود ساختہ در رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت عبارت از حضرت مجدد الف الثانی است "....

یعنی ان مکاشفات کی زبان و بیان خود حضرت مجدد الف ثانی کا ہے اور حضرت خواجہ نے انہیں خواجہ محمد صدیق بدخشی کے مرتبہ رسالہ مبداء و معاد کی طرح مرتب کرکے اس پر اپنے خطبے کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس طرف اشارہ کیا ہے:

"در آخر مرض (حضرت مجدد) ایں ذرۂ حقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم) را وصیت بنوشتن بعض ازیں اسرار کہ قابل اظہار بودند نمودند چنانچہ ایں فقیر بمقتضای وصیت در ایام عزای آنحضرت بحسب فہم قاصر خویش با چشم گریاں و دل ریش مواجہ روضۂ منورہ نشستہ آں دُرہای ناسفتہ را در سلک نظم کشیدہ در داخل مکتوبات قدسی آیات آنحضرت گردانید چنانچہ ختم مکتوبات جلد ثالث بہماں مرقومات مقرر گشت"

(مکتوبات معصومیہ ۱/ ۱۹۳)

اس اقتباس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے آپ کے مکاشفات و اسرار آپ کے وصال کے سال (۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) میں ہی تحریر کر لیا تھا اور اس رسالے کا یہی نام یعنی مکاشفاتِ عینیہ رکھا گیا تھا کیوں کہ اس رسالے کا خواجہ کشمی نے زبدۃ المقامات (۲۴۰) میں ذکر کیا ہے زبدۃ المقامات ۱۰۳۷-۱۰۴۰ھ تک معرضِ تالیف میں تھی، اس کے بعد حضرت خواجہ نے جیسا کہ خود اس کے خطبے میں لکھا ہے ۱۰۵۱ھ/ ۱۶۴۱ء میں اس پر خطبے کا اضافہ کیا یا خطبہ لکھنے سے پہلے ہی یہ مجموعہ مخلصین میں رائج ہو گیا یا مطبوعہ نسخہ میں ۱۰۵۱ھ کتابت کی غلطی ہے یا خطی نسخوں میں یہ غلطی ناقلوں کی کم علمی کے باعث نقل ہوتی چلی گئی۔ یہ رسالہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان نے "مکاشفات عینیہ مجددیہ" کے نام سے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مجموعہ میں درج ایک اجازت نامہ (۱۵) برائے خواجہ محمد ہاشم کشمی سے اسے خود خواجہ کشمی کا مرتبہ مجموعہ قیاس کر لیا، جو سہو صریح ہے جس کے قرائن

مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) اگر یہ خواجہ کشمی کا مرتبہ مجموعہ ہوتا تو وہ زبدۃ المقامات میں اس کے نام کے ساتھ اپنی اس سعادت مندی کا حسب عادت ضرور ذکر فرماتے۔

(۲) خود حضرت خواجہ نے اپنے درج بالا مکتوب میں اس مجموعے کو اپنی ترتیب بتایا ہے۔

(۳) حضرت خواجہ کے نواسے اور کتاب حاضر (مقاماتِ معصومی) کے مولف شیخ صفر احمد کے منقولہ بالا بیان کے سامنے آجانے کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہ جاتی — ۱۹۶۵ء سے لے کراب تک (۱۹۸۶ء) اس موضوع پر لکھنے والوں نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی اتباع میں غلطی کی ہے اور اس کا انتساب خواجہ محمد ہاشم کشمی سے کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ نے مکتوبات حضرت مجدد کی جلد ثالث کے آخر میں بطور ضمیمہ اسے شامل کرنے کا ذکر فرمایا ہے لیکن جو مطبوعہ یا قلمی نسخے ہماری نظر سے گزرے ہیں ان میں یہ مجموعہ الگ منقول نہیں ہے۔ غالباً اس مکتوب کے بعد اسے الگ کتابی صورت دینے کا فیصلہ فرمایا ہوگا۔ (نیز ر۔ک مقدمہ)

۲۱-۱۹/۴۸ "دو جلد مقامات یکی از خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ تالیف فرمودہ مسمیٰ بہ زبدۃ المقامات گردانیدہ وجلد دیگر را ملا بدر الدین سرہندی مرتب ساختہ مسمیٰ بہ حضرات القدس نمودہ اند"

زبدۃ المقامات اور حضرات القدس ــــ کے مولفین کے حالات کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر پر ہمارے مقدمے کا عنوان "حیات حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ" ملاحظہ کریں۔

۷/۵۰ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

قرآن ۸۸/۱۱

۱۱-۱۰/۵۰ مخدوم زادۂ ثالث ..... شیخ محمد عبید اللہ .....

کے حالات کے لیے کتابِ حاضر کی مفتاح ہفتم (کنز سوم) ملاحظہ کریں۔

۱۲/۵۰ "تاریخ اتمام آں (مکتوباتِ معصومیہ جلد اول) "جمع کمالات نبوۃ" یافتہ اند ونام

تاایں نیز ایں کلمہ تاریخ را مقرر نمودہ اند"

یعنی اس کی جلد اول کے نام "درۃ التاج جاوید" اور "جمع کمالاتِ نبوۃ" دونوں تاریخی مادے ہیں جن سے ۱۰۶۳ھ برآمد ہوتا ہے (دیباچہ جلد اول ۵۶)

۱۳/۵۰ "میر شرف الدین ہروی سرہندی"

میر شرف الدین ہروی کے حالات کے لیے اس کتاب کی مفتاح ہنم کی کنز ۳۰ کا ذیل بعنوان "خاندان میر عماد الحسینی" ملاحظہ کریں۔

۱۷/۵۰ حاجی محمد عاشور بخاری

حاجی بخاری کے حالات بھی اسی کتاب کی مفتاح مذکورہ کی کنز ۳۰ کے ذیل پر ہمارے تعلیقات ملاحظہ کریں۔

۵۰/۲۰-۲۳ ....."حضرت ایشاں سہ دفتر مکتوبات..... و ہفت رسائل نہ نوشتہ اند تا وجہش چہ باشد".....

حضرت خواجہ محمد معصوم کی تالیفات کا ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں مفصل تعارف کرایا ہے۔

---

# مفتاحِ دوم

۱۳-۱۱/۵۱ اِذَا جَآءَ ..... كَانَ تَوَّابًا

قرآن ۱۱۰/۱-۳

۱۷/۵۱ ....."اسرار و دقائق قیومی"....

اس سے حضرت مجدد الف ثانی کے اسرار مراد ہیں۔

۱۹-۱۸/۵۱ دائرۂ ظلال ..... ولایت ثلاثہ .....

ان اصطلاحاتِ تصوف کے مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو :
سجادی : فرہنگ معارفِ اسلامی، فرہنگ و لغات ..... عرفانی

۵-۴/۵۲ "بستی ملک حیدر کہ قریب بہ دو میل خام از بلدۂ متبرکہ دارالاشاد حضرت سرہند"....

یہ بستی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی جائے ولادت ہے کتاب حاضر کی بدولت پہلی مرتبہ آپ کے مقام ولادت کا نام معلوم ہوا ہے ورنہ دیگر تذکرہ نویسوں نے جائے ولادت کا ذکر نہیں کیا (مقامات خیر ۵۹) "بستی ملک حیدر" اب "بسی پٹھاناں" کہلاتی ہے۔ ۱۷۶۳ء کے بعد یہ گاؤں مہاراجہ پٹیالہ کے قبضے میں آگیا اور اب تک یہ پٹیالہ کی حدود میں ہے۔ سرہند سے صرف تین میل کے فاصلے پر ہے (یہی تین میل منقولہ اقتباس میں دو میل خام ہے) امپیریل گزٹیئر میں اسے شمال میں سرہند سے چھ میل کے فاصلے پر بتایا گیا ہے (۹۵/۷) شیر شاہ سوری کے عہد میں ایک افغان ملک حیدر خان عمر زئی نے یہ بستی ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء میں آباد کی اور اسی کے مسکن کے طور پر "بستی ملک حیدر" کہلائی لیکن جیسا کہ عام ہندوستانی مزاج ہے کہ کثرتِ استعمال سے طویل نام مخفف ہو

جلتے ہیں یہ نام بھی "بستی" کی بجائے "بسی" بن گیا۔ ۱۷۶۳ء میں اس بستی پر سکھوں (سردار دیوان سنگھ) کا قبضہ ہوگیا۔ سردار مذکور کا قلعہ وہاں مدتوں موجود رہا۔ اس بستی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا ایک بال بھی محفوظ تھا جس کی عیدِ میلاد کے موقع پر زیارت کروائی جاتی تھی یہ مقدس بال تقسیم ہند کے بعد مسلمان پاکستان لے گئے ۱۹۴۷ء۔ "بستی ملک حیدر" کے بارے میں یہ تمام معلومات پنجابی پٹیالہ یونیورسٹی کے پٹیالہ کے بارے میں شائع کردہ کتابچے سے بتغیر قلیل ماخوذ ہیں،

ملاحظہ ہو:

1. patiala and its historical surroundings, patiala, 1967. p.69

2. Imperial Gazetteer of India, Oxford, 1909, vol. vii, p. 95

برطانوی عہد میں "بستی ملک حیدر" کی آبادی ۱۳۸۱۰ نفوس پر مشتمل تھی نیز اس کے رقبے کے لیے دیکھئے:

Burgess: Hand Gazetteer of India, p.47

اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کا مسکن شہر سرہند سے دو میل خام بطرف موجودہ پٹیالہ اس "بستی ملک حیدر" میں تھا۔

۴/۵۲ "ولادتِ باسعادتِ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ..... در ماہ شوال سنہ یک ہزار و ہفت ہجری اتفاق افتاد۔"

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ سال ولادت (۱۰۰۷ھ/ ۱۵۹۹ء) معاصر ماخذ زبدۃ المقامات (۳۱۵) کے عین مطابق ہے۔ وہاں گیارہ شوال کی تاریخ بھی درج ہے اور سنہ کے ساتھ لفظ حدود کا اضافہ ہے۔ دوسرے معاصر ماخذ حضرات القدس (۲/ ۲۶۲) کے مولف نے سال ولادت ۱۰۰۹ھ دیا ہے جو سہو صریح ہے۔ اس کے قرائن حسب ذیل ہیں:

(۱) صاحب حضرات القدس نے سال ولادت کے متصل خود ہی لکھا ہے کہ اس ولادت پر حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ محمد معصوم کی ولادت

میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی کہ اس سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی (۲۶۲/۲) حضرت مجدد کی اس مسرت کا اظہار انہی الفاظ میں مولفِ زبدۃ المقامات نے بھی کیا ہے (۳۱۵)

(۲) مولف حضرات القدس نے خود ہی حضرت مجدد الف ثانی کے اپنے والدِ گرامی کے وصال ۱۰۰۷ھ/ ۱۵۹۹ء کے سال ہی حج کے ارادہ سے سفر اختیار کرکے دہلی پہنچے اور یہیں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمت کی خدمت میں حاضری کے اشتیاق کا بھی ذکر کیا ہے (۳۴/۲) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت اسی سال یعنی ۱۰۰۷ھ میں ہوئی اور حضرات القدس کے بزرگ مؤلف سے سہو ہوگیا ہے۔

(۳) مقاماتِ معصومی کے چند سال بعد تالیف ہونے والے تذکرہ روضۃ القیومیہ (۲/۱-۲) میں آپ کا یہی سال ولادت (۱۰۰۷ھ) درج ہے۔

اس لیے حضرات القدس کی بلا تحقیق اتباع کرنے والے تذکرہ نویسوں یعنی :

(۱) رافت، رؤف احمد مجددی : جواہر علویہ

(۲) محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ ۳۰

(۳) غلام سرور لاہوری : خزینۃ الاصفیاء ۶۴۲/۱

کے مندرجات غلط ہیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سال ولادت ۱۱ر شوال ۱۰۰۷ھ ہے۔

..... ماہِ تاب در الکۂ ہند قدم نہاد ..... ۸/۵۲

اس جملے میں "الکۂ ہند" سے مراد سرزمین ہند ہے۔ لفظ "الکا" کے تحت ڈاکٹر محمد معین نے لکھا ہے :

الکا، زمین، بوم، ناحیہ، قسمتی از ایالت، الکا، الکہ، الگہ (فرہنگ فارسی) "الکا" بضم اول وسکون ثانی و کاف بالف کشیدہ، ملک و بوم و زمین را گویند۔ (برہان قاطع ۱۵۹/۱) ڈاکٹر محمد معین نے اس پر ایک عمدہ حاشیہ بھی دیا ہے۔ انندرام مخلص نے "الکہ" کو اسی مفہوم سے استعمال کیا ہے :

"چوں آبادی و معموری الکۂ پنجاب و آرام و آسودگی سکنۂ آں".....

(بدائع وقائع، اقتباس مشمولہ مقالات مولوی محمد شفیع ۵/۲۹۰)

۵۲/۲۰ ....." افاغنۂ بستیٔ مذکور کہ اکثر شان بہ تہور و شجاعت مشہور اند وبعضی از آنہا در اعتقاد و محبت ایں حضرات عالی درجات معمور از استماع طلوع ..... بدرِ سپہرِ ولایت بستی خود ہا آرزوی دیدن بلاتوقف".....

ہم نے تعلیقاتِ حاضر (۵۲/۴-۵) میں اس بستی میں حضرت مجدد کے قیام پر جس قیاس کا اظہار کیا تھا وہ اس اقتباس سے یقین میں بدل گیا ہے کہ اس بستی کے بانی ملک حیدر خان عمرزئی سمیت سارے افغان آپ کے معتقد تھے۔ اس سے اگلے جملوں (۵۳/۱-۴) سے ان افغانوں کی حسن عقیدت کا ثبوت ملتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی کے اس بستی میں قیام کا اصل سبب معلوم ہوتا ہے۔

۵۳/۷-۹ ....."این شیر جبار (حضرت خواجہ محمد معصوم) است کہ بعد از رفتن دو عزیز صاحبِ کمال ..... یعنی ہر دو جدِ اشرفِ حضرت ایشاں جد پدری و جدِ مادری کہ دو در ہماں سال بہ شہادت رسیدہ بودند و الم جد شریف ایشاں عارف باللہ الصمد مخدوم عبدالاحد است".....

یعنی جس سال (۱۰۰۷ھ) حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت ہوئی اسی سال آپ کے جدِ پدر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ کا وصال ہوا۔

(تعلیقات حاضر ۵۲/۴)

۵۳/۹-۱۰ ....." در ہماں سال بہ شہادت ..... جدِ مادریٔ ایشاں شیخ سلطان محمد تھانیسری است یکی از ظالمانِ جابر ایشاں را بر مقدمۂ اسلام شہید نمودہ بودند"

اسی سال حضرت خواجہ محمد معصوم کے جدِ مادری یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے خسر شیخ سلطان کو اکبر نے اہل تھانیسر کی شکایت پر پھانسی دے دی ۱۰۰۷ھ کے واقعات کے تحت اکبر نامہ میں لکھا ہے:

"دریں روز شیخ سلطان را از حلق کشیدند، در گروہِ عمامہ داران می زیست آرزوی عمل گزاری او را کالیوہ ساخت، تھانیسر (کہ بنگاہِ او بود) بدو

سپردند۔ از بدمستیٔ دنیا کہن کینہا را تازہ برساخت، و بجان گزائی نیکوان برخاست (چوں داد خدا را بدان شہر گذارہ شد۔ و لختی ستمگاری او خاطر نشین گشت) بسزای کردارِ خود رسید"

(ابوالفضل: اکبرنامہ ۳/۴۸، چاپ کلکتہ، و انگریزی ترجمہ بیورج ۳/۱۱۸)

یہاں ابوالفضل نے شیخ سلطان کو ملنے والی سزا کی اصل وجہ بتانے سے چشم پوشی کی ہے جیسا کہ دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے بھی اکبر ان سے تھانیسر میں گاؤکشی (ذبح گاؤ) پر ناراض ہوا تھا اور اس نے انہیں بھکر جلاوطن کر دیا تھا خانِ خانان کی سفارش سے دوبارہ تھانیسر کے کروڑی مقرر ہوئے تو انہوں نے اکبر کے احکام کی پروا کئے بغیر پھر فریضۂ اسلام کے تحت گائے ذبح کروائی تھانیسر چونکہ ہندو احیاء کا مرکز تھا اس لیے اکبر نے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے انہیں گائے کی قربانی دینے کے جرم میں سزائے موت دی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ فارسی ۳/۱۱۸-۱۱۹ و انگریزی ترجمہ بامداد اشاریہ

(۲) محمد شریف معتمد خان: اقبال نامۂ جہانگیری ۲/۴۵۹

(۳) ابوالفضل: اکبرنامہ ۳/۴۸، مطبوعہ کلکتہ

اس لیے مقامات معصومی کے یہ الفاظ کہ شیخ سلطان کو "بر مقدمۂ اسلام شہید نمودہ بودند" اسی خلافِ اسلام اکبر کے حکم یعنی گاؤکشی پر پابندی نہ کرنے کے جُرم میں پھانسی دینے کی طرف اشارہ ہے۔ ورنہ حضرت سلطان تھانیسری اکبر کے مقربین میں سے تھے اور مہا بھارت کے ایک حصّے کا اکبر کے حکم سے فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔

۵۳/۱۱-۱۲ قصۂ بزرگی و خوبی و کمالات این صاحبین در ہر دو جلد مقامات حضرت مجدد الف الثانی خواجہ محمد ہاشم و ملا بدرالدین بہ تفصیل بیان کردہ اند۔

یہاں دو صاحبین سے مراد حضرت مخدوم عبدالاحد اور شیخ سلطان تھانیسری

ہیں۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے زبدۃ المقامات میں مخدوم صاحب کا مفصل حال (۹۳-۱۲۵) لکھا ہے۔ اسی طرح ملا بدر الدین سرہندی نے حضرات القدس میں مخدوم عبد الاحد کا ذکر کیا ہے (۲/۳۱-۳۳)

۵۳/۱۸-۱۹ درہماں سال (۱۰۰۷ھ ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم) جناب امام ربانی مجدد الف الثانی را صحبت پیرِ بزرگوارِ خود حضرت خواجۂ بیرنگ خواجہ محمد باقی دست داد"۔۔۔۔۔

اسی سال ۱۰۰۷ھ (۱۱ر شوال) حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت کے چند ماہ بعد حضرت مجدد الف ثانی کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تعلیقاتِ حاضر ۴/۵۲)

۵۳/۲۲-۲۳ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود می فرمایند کہ قدوم میمنت لزوم فرزندی محمد معصوم برما بسی ہمایوں آمد کہ بعد ولادتِ وی بہ چند ماہ بہ ۔۔۔۔۔

حضرت مجدد کا یہ قول انہیں الفاظ میں زبدۃ المقامات (۳۱۵) اور حضرات القدس (۲/۲۶۲) سے یہاں منقول ہے۔

۵۴/۳-۵ "ایں فرزندِ ارجمندِ ما دو سالہ بود کہ ۔۔۔۔۔ گفت کہ ایں منم و آں منم"

حضرت مجدد کے حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں یہ جملے حضرات القدس (۲/۲۶۲) سے ماخوذ ہیں غالباً مولف نے حافظہ سے کتاب دیکھے بغیر تحریر فرما دیا ہے اس لیے فقرات میں قدرے تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ حضرات القدس میں عمر دو سال کی بجائے تین سال تحریر ہے۔ حضرت خواجہ کی عمر یقیناً تین سال ہی تھی جب یہ مشاہدہ ہوا خواجہ محمد ہاشم کشمی نے بھی یہی لکھا ہے:

"نیز بر زبان شریف راندند کہ ۔۔۔۔۔ در ایام سہ سالگی بجامعیت استعداد در حقیقت تجلی ذاتی و حرف توحید لب کشود و می گفت من آسمانم و من زمینم و من فلانم و من فلانم دیوار حق ست"۔۔۔۔۔ (زبدۃ المقامات ۳۱۶)

۵۴/۱۶ مُلا دو پیازہ ۔۔۔۔۔

ملا دو پیازہ اکبر کے نو رتنوں میں سے تھا تفصیل کے لیے دیکھئے:

Smith, V.A: Akbar, the great Mughal, Delhi, 1966, p.260, 362

البتہ تاریخ میں یہ بات پہلی مرتبہ کتاب حاضر (مقاماتِ معصومی) کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے کہ ملا دو پیازہ حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدتمند اور سرہند شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔

۲۳/۵۴ خالِ اکرم حضرت حجۃ اللہ.....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم مولف کتاب ہذا کے ماموں تھے تفصیل کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "احوال و آثارِ مولف" اور مفتاح در احوال ابنای حضرت خواجہ محمد معصوم ملاحظہ کریں۔

۵/۵۵ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ ..... اَتْقٰکُمْ

قرآن ۴۹/۱۳

۱۰/۵۵ "لقبِ آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) مجدالدین است"

آپ کا یہ لقب "مجدالدین" کئی دوسرے مآخذ میں بھی ملتا ہے۔ جامعینِ مکتوباتِ مجدد نے بھی آپ کے نام کے ساتھ یہی لقب تحریر کیا ہے۔

(دفتر اول ۳۰۰، ۳۰۲)

۱۶/۵۵ ..... "مریم مکانی حضرت والدۂ ماجدہ سلمہا و بہا می فرمایند کہ"....

یہاں مولفِ مقاماتِ معصومی کی والدہ ماجدہ مراد ہیں ان کے حالات و مناقب کے لیے کتاب حاضر پر مولف کے مقدمے کی کنز اول ملاحظہ کریں۔

۲۲/۵۵ ..... "بہ قمچۂ شہتوت و اشجار"

یہاں لفظ "قمچہ" تازیانہ کے طور پر آیا ہے یعنی ہندوستانی استاد کی وہ چھڑی جسے وہ طالب علموں کو سزا دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہ دراصل ترکی لفظ "قمچی" سے بنایا گیا ہے جو تازیانہ اور شلاق کی بجائے استعمال ہوتا ہے (فرہنگ فارسی معین ۲/۲۶ ۲۷ نیز دیکھئے ابراہیم اولغون: فرہنگ ترکی استانبولی بہ فارسی ۱۷۳)

یہاں آپ کے ابتدائی تعلیم کے اس استاد محترم کا نام نہیں لکھا گیا جیساکہ تعلیقاتِ مابعد میں وضاحت کی جائے گی کہ آپ ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت شیخ طاہر بندگیؒ لاہوری کی خدمت میں حصولِ علم کے لیے حاضر ہوئے تھے

یہ کوئی مدرسہ سرہند کے ہی استاد ہوں گے۔

۱۲-۱۱/۵۶ ..... زہرای عصر والدۂ ماجدۂ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم)

آپ کی والدہ محترمہ حضرت شیخ سلطان تھانیسری (۹/۵۳-۱۰) کی صاحبزادی تھیں حضرت مجدد کے مکتوبات (۲/۳) سے اس رابعۂ عصر خاتون کی استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرات القدس (۲/۵۰) میں بھی اس عفت مآب خاتون کے زہد و تقویٰ کا ذکر ہے۔ اس خاتونِ محترمہ کا وصال شب دوشنبہ ۷ ذی الحج ۱۰۵۰ھ کو ہوا خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے ایک مکتوب میں خواجہ محمد حنیف کابلی کو اطلاع دی ہے:

شب دوشنبہ ہفتم ماہِ حال کہ ماہ ذی الحجہ سنہ یک ہزار و پنجاہ ہجری است حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیو سفر آخرت گزیدند و پسماندگان را جگر کباب و دیدۂ پُر آب گذاشتند وجودِ شریف شاں وسیلۂ سعادات کونین و در یچہ رضامندی رب المشرقین بودہ ..... (مکتوبات معصومیہ ۲/۱۳/۴۱)

۵/۵۷ فضلِ مسجد کلاں حضرت سرہند از آنحضرت عالی منزلت (خواجہ محمد معصوم) نمودہ .....

حضرت خواجہ نے لکھا ہے:

درباب فضل و شرافت و باہت و عظمت ایں مسجد و تضاعف حسنات دراں چیزہا دیدہ اند و مشاہدہ نمودہ کہ تفصیل آں گنجائش وقت نیست .....

(مکتوبات معصومیہ ۲/۱۱۹/۲۰۶)

۷-۶/۵۷ تفصیل ایں معنی در مکتوبات جلد ثانی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مکتوب دوم کہ بنام شیخ مذکور (عبدالاحد وحدت) صدور یافتہ مسطور است .....

یہاں مکتوب کا نمبر غلط درج ہو گیا ہے مکتوباتِ معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب ۱۱۹ ہے جس کا موضوع بھی عین اسی کے مطابق ہے یعنی: "سالک در عین نماز بچہ چیز متوجہ شود ..... و در باہت و بزرگیٔ مسجد سرہند"۔ .....

حضرت وحدت نے اپنے ایک رسالہ میں سرہند کی شرافت و بزرگی بیان کی ہے رسالۂ وحدت ورق ۱۱، ا قلمی

۸/۵۷ "بادشاہِ خلد مکان کہ مریدِ مخصوص حضرت ایشاں بودند"

بادشاہ خلد مکان سے مراد اورنگ زیب ہے۔ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے حضرت خواجہ اور اورنگ زیب عالمگیر کے تعلقات کو جس مبالغہ آمیزی سے پیش کیا ہے محققین اس سے پریشان ہو کر اس امر میں شک کرنے لگے ہیں کہ آیا اورنگ زیب حضرت خواجہ کا مرید تھا بھی یا نہیں ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں "اورنگ زیب کے حضرت خواجہ کے ساتھ تعلقات" کے موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔

۱۴-۱۱/۵۷ ....." ازبارِ گراں ..... وخوف الآخرۃ"

یہ حضرت خواجہ کے اورنگ زیب عالمگیر کے نام ایک طویل مکتوب کا اقتباس ہے دیکھئے مکتوباتِ معصومیہ (۳/۲۲۷/۳/۲۷۳)

۲۲-۲۰/۵۷ "حضرت مجدد الف ثانی باآنحضرت (خواجہ محمد معصوم) خطاب کردہ فرمودند کہ "بابا از تحصیل ..... چارہ نہ بود"

حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں موجود ہے، یہاں عبارت قدرے آگے پیچھے ہوگئی ہے:

می فرمودند کہ چوں علم مبدء حال ست از تحصیل آں چارہ نہ بود .....
می فرمودند بابا زود از تحصیل ..... (زبدہ ۳۱۶)

حضرات القدس (۲/۲۶۳) میں صرف موخر الذکر جملہ ہی درج ہے۔

۱/۵۸ "درسنِ شانزدہ سالگی بہ انجام (تحصیل علوم) رسانیدہ مجمع البحرین علم حال و قال گردیدند".....

یہ جملہ زبدۃ المقامات (۳۱۶) کے اس بیان پر مبنی ہے:
"درشانزدہ سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت واگرچہ درضمن تحصیل قال درتحصیلِ حال وتنویر حال سرگرم می بود".....
نیز دیکھئے حضرات القدس (۲/۲۶۳)

۳/۵۸ عالمِ ربانی عارف سبحانی برادر کلاں خود خواجہ محمد صادق قدس سرہ خواندہ

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے اس جواں سال صاحبزادے کو خود

انہی صفات "عالم ربانی و عارف سبحانی" سے یاد فرمایا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی ۱/۲۳۴، ۲۶۷ و ۳۰۶

۴/۵۸ "پارہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعاظم خلفاء مجدد الف الثانی بود حاصل نمودہ"

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی نے خود مخدوم زادگان کی زبان سے بارہا یہ سنا تھا کہ حضرت شیخ محمد طاہر کے احسانات اور حقوق ہم پر ہیں:

در تعلیم و تفہیم صاحبزادہای کبار سلمھم اللہ سبحانہ جہد بلیغ و سعیٔ تمام مبذول داشت چنانکہ از زبان مبارک مخدوم زادہا مکرر شنودم کہ فرمودند حقوق حضرت شیخ طاہر بر مایان نہ آں قدر ست کہ از عہدہ شکر آں توانیم بردں آمد ..... (زبدۃ ۳۴۰)

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری حضرت مجدد الف ثانی کے اکابر خلفاء میں سے تھے ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں وصال ہوا زندگی کا بیشتر حصہ لاہور میں درس و تدریس اور تبلیغ و ارشاد میں گذارا شاہ جہاں بادشاہ نے انہیں لاہور میں مدرس مقرر کیا تھا (طبقاتِ شاہ جہانی ورق ۲۱۴ بحوالہ مقالہ محمد سلیم اختر) حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے حالات کے چند بنیادی مآخذ یہ ہیں:

(۱) کشمی: زبدۃ المقامات ۳۴۰-۳۴۶

(۲) سرہندی، بدر الدین: سنوات الاتقیاء، قلمی مخزونہ خانقاہ حضرت غلام محی الدین۔ قصور

(۳) سرہندی: حضرات القدس ۲/۳۱۹-۳۲۶

(۴) آدم بنوڑی شیخ: خلاصۃ المعارف ۲/۲۵۹ ب قلمی

(۵) محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین، جلد سوم قلمی

(۶) محمد صادق کشمیری: طبقاتِ شاہ جہانی (بحوالہ مقالہ ڈاکٹر محمد سلیم اختر بعنوان:

(۷) عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری : اخبار الاولیاء ورق ۱۵۶ اب ،
۱۵۴ اب قلمی

(۸) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱ / ۳۲۶ ، ۳۲۸

(۹) عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی : مفتاح العارفین۔ قلمی نسخہ ذخیرۂ شیرانی دانش گاہ پنجاب ۔ لاہور

(۱۰) محمد بن غلام غوث : شرائفِ غوثیہ۔ قلمی نسخہ خاندان فاضلیہ، لاہور

(۱۱) احمد علی : قصرِ عارفاں (بامداد اشاریہ)

(۱۲) شاہ محمد قریشی : مخزن ہدایت و مرات المعرفت ورق ۵۰ ب ۵۱۔ا

ہم نے حدیقۃ الاولیاء ۸۴ کے حواشی میں حضرت شیخ محمد طاہر کے حالات کے مآخذ میں اصغر علی کی جواہر فریدی کو شامل کر دیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ "محمد طاہر" کوئی اور شخصیت ہیں۔

۵۸/۷۔۸ "ملا بدر الدین در مقدماتِ حضرات القدس دربیانِ احوال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ برنگاشتہ اند کہ کارخانۂ حال بر قال غالب گشت"

ملا بدر الدین سرہندی نے لکھا ہے :

جمع میانِ تحصیل قال و حال نمودہ بعد حصولِ ملکۂ مولویت ہر چند بدرسِ علوم و افادۂ طلبۂ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانۂ حال بر قال غالب گشت (۲ / ۲۶۳)

ملا بدر الدین علیہ الرحمت کے اس جملے پر کتاب ہذا کے مولفِ بزرگ نے گرفت کی ہے۔

۵۸/۱۶ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ

قرآن ۶ / ۷۷

۵۸/۱۷ اِنِّیْ وَجَّهْتُ ..... مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قرآن ۶ / ۸۰

۵۸/۱۸ العلماء ورثۃ الانبیاء

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

"وانّ العلماء (هم) ورثۃ الانبیاء" ـــ بخاری (علم ۱۰) ابوداؤد (علم ۱) ابن ماجہ (مقدمہ ۱۷)، سنن دارمی (مقدمہ ۳۲)، مسند امام احمد ۵/ ۱۹۶
[بحوالہ معجم المفہرس ۴/ ۳۲۱]

۱/۵۹ سعد اللہ خان

علامی سعد اللہ (ف ۱۰۶۶ھ/ ۱۶۵۶ء) شاہ جہان بادشاہ کے مقربین میں سے تھا اس عہد کی کتبِ تاریخ میں اس کے حالات ملتے ہیں۔ دیکھئے:
صمصام الدولہ شاہنواز خان: مآثر الامراء ۲/ ۴۴۴ - ۴۵۲

۱/۵۹ داراشکوہ .....

داراشکوہ بن شاہ جہان بادشاہ کے احوال و افکار کے لیے اس کتاب پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۵۹/۱-۳ "از داراشکوہ منقول است مکتوبات قدسی آیات حضرت مجدد الف الثانی مطالعہ نمودہ بسیار محظوظ گشتہ بر زبان آورد کہ بندگی شیخ احمد منشیٔ بے نظیر گذشتہ اند"

داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء (۱۹۷ - ۱۹۸) میں حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر کیا ہے لیکن اس قسم کے تاثرات کا اظہار نہیں ملتا۔ ممکن ہے یہ بیان علامی سعد اللہ خان کا ہو۔

۹/۵۹ درآں جا درس فصوص .....

یہاں شیخ محی الدین ابن عربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم کی طرف اشارہ ہے۔

۵۹/۸-۱۰ "در محفلِ یکی از امرای روزگار از مخلصانِ خاصی است ..... باوجودیکہ شیخ برہان معتقدانِ ایں طائفہ علیہ می دانستہ "؛.....

شیخ برہان، برہان الدین تونی ملقب بہ فاضل خان، ملا علاء الملک علاء الدین تونی کے بھتیجے تھے، کئی مناصب پر فائز رہے۔ کشمیر کے بھی والی بنائے گئے (تاریخ کشمیر ۱۹۰)، مآثر الامراء میں ہے "وہ اکثر کمالاتِ روحانی سے آراستہ، بہت باوقار اور مستقیم الاحوال تھا" (۳/ ۳۰) ۱۱۱۳ھ/ ۱۷۰۲ء میں برہان پور میں انتقال ہوا، ملاحظہ ہو:

(۱) صمصام الدولہ شاہ نواز خان : مآثر الامراء ۳/ ۳۰-۳۳
(۲) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/ ۴۷-۴۸
(۳) محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر ۱۹۰-۱۹۱

مقاماتِ معصومی سے نواب فاضل خان برہان الدین کی علم پروری اور اس کے ہاں درس و تدریس کتبِ تصوف کا اندازہ ہوتا ہے غالباً کتابِ حاضر کے مولف صفر احمد معصومی کے شیخ برہان فاضل خان کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اور اس کے لشکر میں بھی رہے ۔

تفصیل کے لیے اس کتاب پر ہمارے مقدمے میں مولف کے احوال کا مطالعہ کریں ۔

۱۴/۵۹ "پیرزادۂ خود خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خرد"

خواجہ عبیداللہ معروف بہ خواجہ خُرد بن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرھما کی ولادت ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء اور وصال ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء میں ہوا۔ بہت سی کتبِ سلوک کے مولف ہیں۔ ذخیرۂ دہلی انڈیا آفس لائبریری لندن میں ان کے عربی و فارسی کے کئی اہم رسائل بصورت مخطوطات محفوظ ہیں۔ خواجہ خُرد کے ملفوظات کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے ۔ انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد سے بھی فیض پایا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی سے روحانی تربیت لی، خواجہ خُرد کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) سلام اللہ بن خواجہ خرد : ملفوظاتِ خواجہ خرد (تلخیص شامل تذکرہ خواجہ باقی باللہ از نسیم احمد فریدی ص ۶۸-۸۳
(۲) کمال اسماعیل سنبھلی : اسراریہ قلمی نسخہ
مخزونہ کتابخانہ ندوۃ العلماء ، لکھنؤ
(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی : انفاس العارفین (بامداد اشاریہ)

۲۴/۶۰-۲۵ " مسئلة وحدة الوجود و بيان الاتحاد الذاتى بين الخلق والحق تعالىٰ "..... الخ

اس طویل عربی مکتوب میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے خواجہ خُرد کے

وحدت الوجود کے متعلق سوالات کے جواب دیئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خواجہ خُرد کا میلان طبع وحدت الوجود کی طرف تھا، ان کے معاصر تذکرہ نویس اور مرید سید کمال اسمٰعیل لکھتے ہیں :

"علوم صوفیہ اور اس راہ کے معارف ان کے دل پر کھل گئے اور اسقدر تصانیف علم توحید و معرفت کے اندر عربی و فارسی زبان میں ان کے قلم سے نکلیں کہ اگر شیخ ابن عربی اسوقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لاکر فرماتے مرحبا مرحبا اے خواجہ خرد آج تم جیسا علم جاننے والا کوئی نہیں۔"

(تذکرۂ خواجہ باقی باللہ ۵۳)

۱۹-۱۸/۶۱ حضرت امام ربانی ..... ایں فرزندِ ما محمدی المشرب است .....

حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول حضرات القدس سے ماخوذ ہے :

"می فرمودند کہ ایں فرزند با استعداد ولایت محمدی دارد و محمدی المشرب است" (۲۶۲/۲)

۲۵-۲۱/۶۱ "از فرزندان محمد معصوم چہ نویسد کہ ..... اتمام تالیفہ مع انجام حفظی"

حضرت خواجہ محمد معصوم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول زبدۃ المقامات میں مولف نے خود روایت کیا ہے :

راقم فقیر گوید روزی ..... (زبدۃ ۳۱۷)

حضرات القدس (۲۶۳/۲) میں ہے :

"حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) در خلوتی بحضور اصحاب خلص فرمودند کہ اقتباس فرزندی محمد معصوم نسبتہای "....

۵-۱/۶۲ حضرتِ وحدت کے یہ اشعار" مجدد بہ توصیفِ او لب کشاد" مولف اس سے پہلے بھی نقل کر چکے ہیں ملاحظہ ہو تعلیقاتِ حاضر

۱۰-۶/۶۲ حضرت ایشاں در سنہ چہاردہ سالگی بودند کہ بہ عرض حضرت مجدد الف الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسانیدہ بودند کہ من نوری می یابم .....

اس واقع کا تعلق حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کی طرف

سے قطبیت کی بشارت ملنے سے متعلق ہے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں :

"حضرت والد بزرگوار در تعبیر آں اشارتی بمرتبۂ قطبیت یافتہ ..... وآں واقعہ ایں است کہ بہ عرض اشرف حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) رسانیدہ اندکہ من از خود نوری یافتم کہ"..... (زبدۃ المقامات ۳۱۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس واقعہ کی خود تصریح کی ہے :

"آں درویش ہنگامِ در حوالی چہاردہ سالگی بود بعرض اشرف رسانیدہ بود کہ من از خود نوری می یابم کہ تمام عالم ازاں نور منور است وآں نور در ہر ذرہ از ذراتِ عالم ساری است چوں آفتاب اگر آں نور فرود رود عالم ظلمانی است آں عالی حضرت وی را بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطبِ وقت خویش می شوی وایں سخنِ من یاد دار"..... (مکتوبات معصومیہ ۱/۸۶/۲۲۴)

۱۰/۶۲ "تفصیل ایں مقدمہ (بشارت قطبیت وقیومیت) در مکتوبی کہ نقل بشارت قیومیت".....

تفصیل کے لیے دیکھئے : مکتوباتِ معصومیہ ۱/۸۶

۶۲/۱۲-۲۰ نیز در ہنگام خُرد سالی حضرت ایشاں ..... حضرت مجدد الف الثانی در آرام شدند"

یہ روایت حضرات القدس (۲/۲۶۲-۲۶۳) سے ماخوذ ہے مولفِ حضرات القدس سے یہ روایت ایک ایسے خادم نے بیان کی تھی جو سفر دحضر میں حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ رہتا تھا۔

۱۳/۶۲ "دارالاولیا حضرت دہلی"

دہلی واقعی اس عہد میں "دارالاولیاء" تھی۔ بعض شواہد کے لیے دیکھئے : مقامات مظہری، مقدمہ (۱۰۰-۱۰۶)

۱۳/۶۲ "مسجد فیروز آبادی"

"حضرات القدس (۲/۲۶۲) میں جہاں سے یہ روایت منقول ہے اسے "مسجد فیروزی" لکھا گیا ہے۔ اس مسجد کی عمارت کی تفصیل آثار الصنادید میں ملاحظہ کریں (۱۹۸)

۶۳/۸-۹ شرح مواقف

علی بن محمد بن علی سید الزین ابو الحسن حسینی جرجانی حنفی معروف بہ سید شریف جرجانی (۷۴۰ - ۸۱۶ھ) کی تالیف ہے کئی مرتبہ چھپ چکی ہے آج تک حنفی مدارس میں نصاب درس ہے۔

۶۳/۱۱-۱۲ الحمد للہ الذی ..... ربنا بالحق

قرآن ۷/۴۳

۶۴/۲ "سرفراز نامہ عالی کہ بہ مصحوب ممریز خان مرسل بود"......

ممریز خان حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب الیہم میں سے تھا۔ اس کے ایک عریضے کے جواب میں جس میں غالباً اس نے اپنے منصب میں ترقی کے لیے دُعا کی درخواست کی ہوگی، حضرت مجدد نے تحریر فرمایا:

بہ ممریز خان افغان در نکوہش رجوع از فقر بہ غنا..... اخوی میاں ممریز خان از تنگیہای فقر گریختہ التجا باغنیا آوردند .....

(مکتوبات ۳/۵۵/۳۹۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم کا بھی ایک مکتوب اس کے نام ہے جو ترغیب بر تحصیل فنا کے موضوع پر ہے (مکتوبات معصومیہ ۱/۲۱۶/۳۹۲-۳۹۳) میاں ممریز خان افغان کے حالات ہمیں تذکروں میں نہیں مل سکے۔

۶۴/۱۰ اخوی خواجہ محمد ہاشم .....

حضرت مجدد نے اپنے "مکتوبات و معارف جدیدہ" خواجہ محمد ہاشم کے ہاتھ آگرہ سے حضرت خواجہ محمد معصوم کے پاس ارسال فرمائے۔ غالباً یہ ان ایام کا واقعہ ہے جب آپ جہانگیر کے لشکر میں قیام فرما کر لشکر کے ساتھ سفر پر جایا کرتے تھے۔ یقیناً یہ "خواجہ محمد ہاشم" حضرت مجدد الف ثانی کے معروف سوانح نویس یعنی مولف زبدۃ المقامات کے علاوہ شخصیت ہیں۔ زیر بحث بزرگ بھی حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے اور خاص خدمات ان کے سپرد تھیں، اس وجہ سے ان کا عرف ہی "محمد ہاشم خادم" ہو گیا تھا۔ حضرت مجدد ان پر بہت مہربان تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۳۹) حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے مکاتیب

میں "انوی اعزی معارف آگاہی محمد ہاشم" کا ذکر اور ان کے روزگار کے لیے سفارش کی ہے (۲/۱۳، ۳/۲۵۵) یقیناً یہ کوئی تیسری ہم نام (محمد ہاشم) شخصیت ہیں۔ "مولانا محمد ہاشم خادم" حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال میں جبکہ نزع کا عالم تھا، حاضر تھے۔ (وصالِ احمدی ۲۴)

۱۰-۹/۶۵ حتّٰی اذا ..... نصرنا۔ قرآن ۱۱۰/۱۳

۱۵/۶۵ اس عریضۂ اولیٰ کا آخری پیراگراف مولفِ مقاماتِ معصومی نے نقل نہیں کیا۔

۶۶/ ۱۶-۱۷ "امشب کہ شبِ شنبہ بیست و ششم ربیع الثانی است میاں شیخ مزمل ازیں دار رحلت نمودند"

میاں شیخ مزمل، حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء اور مکتوب الیہ تھے، آپ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں اپنے ایک عریضے میں میاں شیخ مزمل کی تعریف کی ہے (مکتوب ۱/۱۱) سفر و حضر میں حضرت مجدد کے ساتھ رہتے تھے۔ حدود ۱۰۲۶ھ میں وصال فرمایا (زبدۃ المقامات ۳۶۴)

حضرت مجدد الف ثانی کے چند مکاتیب ان کے نام ہیں۔ (مکتوبات ۱/ ۸۷، ۱۱۷، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۹۷)

زبدۃ المقامات میں میاں شیخ مزمل کا صرف سال وصال (حدود ۱۰۲۶ھ) درج ہے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس عریضہ بنام حضرت مجدد سے ان کی تاریخ وفات شبِ شنبہ ۲۶ ربیع الثانی بھی واضح ہو جاتی ہے۔

نیز اس سے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس مکتوب کی تاریخ و سنۂ تحریر ۲۶ ربیع الثانی ۱۰۲۶ھ متعین ہو جاتا ہے۔ میاں شیخ مزمل کے حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) کشمی: زبدۃ المقامات ۳۶۳-۳۶۴

(۲) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۳۰

۱۰/۶۷ ..... "سرفراز نامۂ گرامی کہ از "سرای ہودل" مرسل بود رسید"

حضرت خواجہ محمد معصوم کو حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب "سرائے ہودل" سے موصول ہوا یعنی حضرت مجدد ان ایام میں اس سرائے میں قیام فرما تھے

"سرائے ہودل" ایک چھوٹے سے گاؤں "ہودل" میں تھی۔ یہ گاؤں دہلی سے متھرا جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ دہلی سے ۵۴ میل، متھرا سے ۳۶ میل، گڑگاؤں کے جنوب مشرق میں ۵۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۹۱۰ء تک اس سرائے کے کھنڈرات موجود تھے:

1. Gurgaon District Gazetteer, 1910. p. 249

2. Imperial Gazetteer of India. Vol. xiii, p.158

3. Qanungo, K.R: History of the Jats, p.75

۱۲/۶۷ ..... سفری کہ مولانا محمد صدیق اختیار کردہ بودند .....

یہاں مولانا محمد صدیق سے مراد خواجہ مولانا محمد صدیق ہدایت بدخشی جامع رسالہ مبدا و معاد ہیں (ر۔ک بہ تعلیقاتِ حاضر) یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ شیخ محمد صدیق پشاوری (ر۔ک مفتاح در احوالِ خلفای حضرت خواجہ محمد معصوم کتابِ حاضر) مراد نہیں ہیں۔

۷۰/۱-۲ اِنِّیْ وَجَّهْتُ ..... مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قرآن ۶/۸۰

۱۳/۷۰ ..... چند دانہ برنج افتاد .....

"برنج" اردو میں چاول کو کہتے ہیں (فرہنگ عامرہ ۷۸)، فرہنگ روستائی میں ہے:

"برنج" مہمترین غلہ ہندوستان شرقی و ژاپن و چین وغیرہ می باشد (۱/۲۴۵)

نیز دیکھئے: فرہنگ فارسی معین ۱/۵۱۳، برہان قاطع (معین) ۱/۲۶۴

۵/۷۱ ..... شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از اعاظم خلفاءِ .....

حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری قدس سرہ کے حالات انہی تعلیقات میں ملاحظہ کریں (۴/۵۸)

۸/۷۱ میر صفر احمد ولد میر رمضان

حضرت میر صفر احمد رومی حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سے تھے مولفِ کتابِ حاضر کے جدِ مادری اور مولف کا نام انہی میر صفر احمد کے نام پر

رکھا گیا تھا، تفصیل کے لیے دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "خانوادۂ مولف"

۷۱/۱۶-۱۷ ..... "والدِ شریف ایشاں (میر صفر احمد) میر رمضان بودہ اند قدس سرھما از روم تشریف آوردہ بہ دار السلطنت لاہور کہ قطب البلاد است سکونت اختیار فرمودند" .....

روضۃ القیومیہ (۱/۱۱۹) کے مولف نے میر صفر احمد (میر نصیر احمد یقیناً سہو کتابت ہے) کے روم (براستہ مدینہ منورہ) سے لاہور وارد ہونے کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں مولفِ روضۃ القیومیہ کی زیادہ تر روایات مقاماتِ معصومی سے ماخوذ ہیں۔ لاہور جسے اس اقتباس میں "قطب البلاد" کہا گیا ہے واقعی ان ایام میں اولیا کا مرکز تھا حضرت مجدد الف ثانی نے لاہور کو "نزدِ فقیر ہمچو قطب ارشاد ست" لکھا ہے (مکتوبات ۱/۷۶)

۷۱/۱۸-۱۹ "درآں مرتبہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصتِ ارشاد اجازت تعلیم طریقہ مر سالکان نیک نہاد را از پیر بزرگوارِ خویش یافتہ اول بہ لاہور تشریف بردہ بودند"

یہ اس زمانے کی طرف اشارہ ہے جب حضرت مجدد الف ثانی اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرھما کے حکم کے مطابق لاہور میں مصروف ارشاد و تبلیغ تھے۔ یہاں حضرت مجدد حدود ۱۰۱۰ سے ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۱-۱۶۰۳ء تک مقیم رہے (سیرت مجدد الف ثانی ۸۱)

۷۱/۱۹-۲۱ ..... جمع کثیر از علماء و صلحاآں دیار و امرای ذو الاعتبار و فقرای اولی الابصار سعادتِ خود دانستہ چنگ بہ دامنِ دولت آنحضرت (مجدد الف ثانی) والامنزلت زدہ بودند و داخل طریقہ .....

یہ بھی اسی مذکورہ قیامِ لاہور کے دوران کے واقعات ہیں جس میں خانِ خاناں، مرتضیٰ خان، مولانا محمد طاہر لاہوری، حاجی محمد لاہوری، ملا جمال تلوی وغیرہ جیسے اکابر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہوئے (رک روضۃ القیومیہ ۱/۱۱۶-۱۲۰)

۷۱/۲۲ برادرِ ایشاں میر مظفر حسین .....

یہیں قیامِ لاہور کے دوران میر صفرا احمد رومی کے بھائی میر مظفر حسین بھی حضرت مجدد کے حلقۂ مریدین میں شامل ہوئے۔ حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر "خانوادۂ مولف"

۳/۷۲ عزای مخدوم زادہ ہای عالی مقدار بہ حضرت دہلی رسیدند......

یہاں مخدوم زادوں سے مراد حضرت خواجہ باقی باللہ کے صاجزادگان ہیں حضرت خواجہ کے دو فرزند تھے خواجہ عبداللہ معروف بہ خواجہ کلاں اور خواجہ عبید اللہ معروف بہ خواجہ خرُد، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی دو بیگمات تھیں، دونوں کے بطن سے یہ دونوں صاجزادے ایک ہی سال ۱۰۱۰ھ میں تولد ہوئے ان صاجزادوں کے حالات و کمالات کے لیے دیکھئے :

فریدی، نسیم احمد امروہوی : تذکرۂ خواجہ باقی باللہ ۳۹-۸۳

۳/۷۲ "در اسفارِ دیگر کہ جناب امام ربانی بہ لاہور تشریف فرمودہ عالمی را گرداب ضلالت برآوردہ"

حضرت مجدد الف ثانی کی "تحریک احیائے دین" کے مراکز میں سے لاہور اہم ترین مرکز تھا۔ یہاں آپ کی متعدد بار تشریف آوری کا ذکر ملتا ہے' ۱۰۱۰-۱۰۱۲ھ/۱۶۰۱-۱۶۰۳ء تک آپ کے قیامِ لاہور کا ذکر کیا جا چکا ہے تعلیقات حاضر (۱/۷۱-۱۸-۱۹) پھر حضرت خواجہ محمد معصوم کی شادی کے بعد بھی کئی سال تک قیام فرمایا جہانگیر بادشاہ کے ساتھ اس کے لشکر میں رہتے ہوئے آپ ۱۰۲۹-۱۰۳۴ھ/۱۶۱۹-۱۶۲۴ء کسی سال میں پھر لاہور میں مقیم اور مصروف ارشاد تھے خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے آپ کے خواجہ قاسم کی حویلی اور پھر وہاں سے گذر طلا میں واقع حویلی میں منتقل ہونے کا ذکر کیا ہے :

حضرتِ ایشان ما قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس دراں ہنگام کہ بتقریب سلطان وقت در بلدۂ لاہور تشریف داشتند اول یک دو ماہے در گذر حاجی سوای در حویلی کہنۂ خواجہ قاسم تشریف داشتند دراں جا اسرار و معارف بی شمار کہ اکثر آن تعلق بہ کمالاتِ فنا و عدمیت اشیاء .....

(مکتوباتِ معصومیہ ۱/۲۵)

۷۲/۴-۵ ..... میر مشارٌ الیہ توجہاتِ فراوان یافتہ از خلفاءِ عالی مقدار گردیدہ اند

یہاں میر سے مراد حضرت میر صفر احمد رومی ہیں۔ گویا میر صفر احمد حضرت مجدد الف ثانی کے پہلے سفر و قیام لاہور ۱۰۱۰-۱۰۱۲ھ کے دوران صرف حاضر خدمت ہو کر "شرفِ ارادت سے مشرف ہوئے تھے" (روضۃ القیومیہ ۱/۱۱۹) اور حضرت مجدد حضرت خواجہ محمد معصوم کی شادی سے پہلے بھی کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے جس میں دیگر اصحاب کے ساتھ میر صفر احمد رومی بھی حاضر ہو کر خلافت یاب ہوئے۔

۷۲/۶-۷ ....." بعد چندیں روز تعین عقد نمودہ بآرائش تمام ..... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

حضرت خواجہ محمد معصوم کی دخترِ میر صفر احمد کے ساتھ شادی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ شادی حدود ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں ہوئی (روضۃ القیومیہ ۱/۱۷۴، ۱۵ سال قیومیت) ان مباحث کی تفصیل اس کتاب کے مقدمے میں بعنوان "خانوادۂ مولف" ملاحظہ کریں۔

۷۲/۲۱-۲۲ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

قرآن ۶۵/۳

۷۲/۲۳ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ

قرآن ۳/۱۵۹

۷۳/۷ آں عفیفۂ روزگار را در عقدِ خود آوردند .....

یہاں حضرت میر صفر احمد رومی کی دختر کے ساتھ حضرت خواجہ کے نکاح کی طرف اشارہ ہے اس عفیفہ کا اسم گرامی رقیہ تھا یہ میر صفر احمد کی دوسری صاجزادی تھیں حضرت خواجہ کی ساری اولاد اسی خاتون کے بطن سے ہے۔ (روضۃ ۲/۴-۵ سال تزویج ۱۰۲۱ھ دیا ہے جو مولف کے سابقہ بیان کے خلاف ہے)

۷۳/۱۸-۱۹ "بعد رخصت دخترِ خود در خانہ مایم تمام نشستہ بودند کہ یکایک خبرِ وفات برادر خود میر منظفر حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ شنیدند"....

یعنی اسی سال جس میں یہ شادی اور رخصتی ہوئی میر صفر احمد کے بھائی میر مظفر حسین کا بھی انتقال ہوا۔ اگر کتبِ تاریخ سے میر مظفر حسین کا سال وفات مل جائے (کیوں کہ میر مظفر حسین منصب دار تھے) تو اس شادی کا سال بآسانی متعین ہو سکتا ہے لیکن افسوس کہ کتبِ تاریخ میر مظفر حسین کے ذکر سے خالی ہیں۔

۴/۷-۵-۶ "وصالِ ایشان (میر صفر احمد رومی) در حدود سنہ ہزار و سی و ہشت در بلدۂ لاہور اتفاق افتاد".....

کمال الدین محمد احسان نے میر صفر احمد رومی کا سال وصال ۱۰۴۱ھ (۷ + ۱۰۳۴ = ۱۰۴۱ھ سال ہفتم قیومیت حضرت خواجہ محمد معصوم) لکھا ہے (روضۃ ۲۶/۲) جو مقاماتِ معصومی کے مقابلہ میں غلط محض ہے دراصل مولف روضۃ القیومیہ سے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے سنین متعین کرنے میں بہت سی فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں (ر۔ک مقدمہ خانوادۂ مولف)

۴/۷-۶-۷ "متصل شہر اما خارج بلدہ (لاہور) راہِ ملتان مزار شریف ایشاں (میر صفر احمد رومی)"

یہ حضرت میر صفر احمد رومی کے مدفن اور مزار کے محل وقوع کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا مدفن شہر لاہور کی فصیل سے باہر ملتان روڈ کے کنارے واقع ہے۔ لیکن اس وقت اس مزارِ مبارک کا اس محل وقوع کے مطابق کہیں نشان نہیں ہے' لاہور کی تاریخ پر لکھی جانے والی کتابیں بھی ان کے ذکر سے خاموش ہیں۔ کتاب حاضر کی تالیف ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء سے ستاون سال قبل عبداللہ خویشگی قصوری نے ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۶ء میں اخبار الاولیا لکھی تو اس وقت "دریائے راوی کی طرف" اس مزار کا وقوع تھا:

"شاہ سفر از مجاذیب بود خوارق بسیار از وی نقل می کنند و قبرِ وی در لاہور بجانب رود راوی ست یزار و یتبرک بہ"

یہاں شاہ سفر (صفر) کو عبداللہ خویشگی نے مجاذیب میں بتایا ہے جو اس کی غلط فہمی ہے اگر خویشگی کی مراد یہی شاہ میر صفر احمد رومی ہیں تو ممکن ہے دریائے راوی کے رُخ تبدیل کرنے کے دوران یہ متبرک مزار دریا برد ہو گیا ہو

تاہم مقاماتِ معصومی کی تالیف ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء تک موجود اور مرجع خلائق تھا۔ ہمیں تعجب ہے کہ حضرت سید زوار حسین صاحب نے میر صفر احمد کا وصال روضۃ القیومیہ کے حوالے سے سرہند میں بتایا ہے۔ حالانکہ روضۃ القیومیہ میں مقام وصال کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے (روضہ ۲/۲۶) یقیناً انہیں سہو ہوا ہے۔

۹-۸/۷۴ "نام ایں راقم سیاہ کار ہم محض بہ مناسبت نام ایشاں (میر صفر احمد) تیمناً گذاشتہ اند کہ ایشاں والدہ فقیر را جدِ مادری می شوند"

یعنی کتابِ حاضر کے مولف کا نام صفر احمد معصومی انہیں بزرگ صفر احمد رومی کے نام پر تبرکاً رکھا گیا تھا (ر۔ک مقدمہ "خانوادۂ مولف")

۱۵-۱۴/۷۴ ....."روزی حضرت ایشان ما مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش ازاں کہ بہ سفرِ اجمیر روند ہمراہ خلیفۂ عصر در صوبۂ پنجاب بالای آب چناب در ایام تشریق موسمِ اعتدال خریفی بود"......

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک مکتوب (۱/۲۳۸) کا اقتباس ہے،
یہاں "حضرت ایشانِ ما" سے مراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اور "خلیفۂ عصر" سے جہانگیر بادشاہ مراد ہے گویا حضرت مجدد کے جہانگیر کے لشکر میں قیام کے زمانے ۱۰۲۸-۱۰۳۴ھ/۱۶۱۸-۱۶۲۴ء کا یہ واقعہ ہے کہ لشکر کے اجمیر روانہ ہونے سے پہلے حضرت مجدد جہانگیر کے ساتھ "بالای آبِ چناب" مقیم ہوئے۔ جہانگیر ایسے تفریحی مقامات پر سفر کے دوران بھی نو روز کے جشن منایا کرتا تھا چنانچہ اس نے حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کے ایک سال بعد "ساحل دریای چناب" پر اپنے ۲۱ سال جلوس کی رسم ادا کی تھی۔

(جہانگیر نامہ ۲۸۵)

۱۸-۱۷/۷۵ "مکتوبی ست کہ قبیل آخرین مکتوبات جلد ثالث است متصل بہ آں بنام مولانا حسن دہلوی".....

یعنی مولانا حسن دہلوی کے نام جلد ثالث کے چند آخری مکاتیب میں سے مکتوب ۱۲۲ ہے۔ جس کے مندرجات کے بارے میں حضرت خواجہ نے یہاں وضاحت کی ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد اور اس سے متعلق اختلافات

کے لیے دیکھئے :

محمد موسیٰ امرتسری : مقدمۂ مکتوبات حضرت مجدد جلد اول ترجمہ از محمد سعید احمد

یہ مولانا حسن کشمیری ثم دہلوی وہی عارف و عالم ہیں جن کی "دلالت" پر حضرت مجدد الف ثانی سفرِ حج کو ملتوی کر کے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں فیض یاب ہوئے تھے، حضرت مجددؒ الف اسے مولانا حسن دہلوی کا بہت احسان مانتے تھے آپ نے اس کا اعتراف خود مکاتیب میں اس طرح فرمایا ہے :

(بنام ملا حسن کشمیری) ..... فقیر در اداءِ شکر نعمت دلالت شما اعتراف بقصور دارد و در مکافات آں احسانِ شما معترف بہ عجز۔ ایں ہمہ کار و بار مبتنی بر آں نعمت است و ایں ہمہ دید و داد مربوط باآں احسان بحسنِ توسطِ شما..... و بہ یُمن توسل شما آں بخشیدہ اند کہ کم کسی چشیدہ است ..... (مکتوبات ۱/۲۷۹)

نیز ملاحظہ ہو زبدۃ المقامات ۱۳۸ صاحب نزہۃ الخواطر (۵/۱۳۲) نے کمال اسماعیل سنبھلی کی کتاب اسراریہ کے حوالے سے مولانا حسن دہلوی کا سال وفات ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء لکھا ہے۔ مولانا حسن کے حالات و مراجع کے لیے دیکھئے :

M. Saleem Akhtar: Maulana M.Sadiq and M. Hasan Kashmiri, J. Pakistan Historical Society, Karachi, July 1977. pp- 202-11

۱۸/۷۵ "در آں مکتوب (۳/۱۲۲) فوق تعین وجودی تعین حبی اثبات نمودہ اند و ترقی ازاں منع فرمودہ اند"۔.....

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد الف ثانی کے اس اہم مکتوب کا جوہر اصل بتایا ہے۔ مولانا ابوالحسن زید فاروقی نے رسالہ وحدت الوجود از

ملا عبد العلی بحر العلوم کے حواشی میں اس مکتوب کے بعض مندرجات کی مزید تشریح مکتوبات کے دیگر اقتباسات کی روشنی میں کی ہے (رسالۂ وحدت الوجود ۳۳ و بر بعد)

۷۶/۱ "حضرت مخدومی میاں جیو"

یہاں "میاں جیو" سے مراد حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرھما ہیں۔

۷۶/۱۱-۱۲ ..... شما ہر دو برادر در مقام با من ہمراہیان .....

یہاں ہر دو برادر سے مراد حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال میں حاضر آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھما ہیں۔ شیخ بدر الدین سرہندی کی کتاب وصال احمدی (جو ایام وصالِ حضرت مجدد کے واقعات پر مشتمل ہے) میں ان دونوں مخدوم زادوں کی حاضری کا تواتر سے ذکر کیا گیا ہے۔

۷۶/۲۱-۲۲ ..... حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ

حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر (۳۵۷-۴۴۰ھ/۹۶۷-۱۰۴۸ء) خراسان کے معروف عارف و محدث تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے:

محمد بن منور میہنی: اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، مرتبہ ذبیح اللہ صفا۔ تہران ۱۳۵۴ ش۔ و مقدمۂ دکتر صفا بر "اسرار التوحید" مذکور

۷۷/۸ ....."مکتوب بسیار است و کثیر الاسرار است بہ موافق مقدار دریں جا نقل برداشتہ شد"

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ مکتوب (۱/۱۸۳) ساڑھے چھ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں سے مولف نے بقدر ڈیڑھ صفحہ یہاں نقل کیا ہے۔

۷۷/۱۳-۲۳ ....."بقیہ کہ از خلفت سرور دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والبرکات العلیٰ ماندہ بود"......

حضرت مجدد الف ثانی کے اس مکتوب کی کچھ تشریح زبدۃ المقامات (۱۹۲) میں بھی ملتی ہے۔

۷۸/۱۵ عارف سریع السیر قطب الکاملین شیخ محمد زبیر سلمہ ربہ .....

حضرت شیخ محمد زبیر کے حالات کے لیے کتاب ہذا کے مقدمے کا عنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی" ملاحظہ کریں۔

۷۸/۲۱-۲۲ ..... جناب امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند کہ در انبیاءِ ہند بمناسبت وطنی جای نشستن یافتم .....

انبیائے ہند کے بارے میں حضرت مجدد کا مکتوب (۱/۲۵۹) ملاحظہ کریں۔

۷۹/۶-۷ ..... تخمیر طینت تمام بدن مطہر از بقیہ طینت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بودہ ..... وحضرت ایشاں را بپر دکردن محمر بآں تخمیر پاک بشارت عنایت فرمودند .....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد کے بارے میں خود تحریر فرمایا ہے:
"خلقتِ حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) از بقیۂ طینت نبی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام سِرّیست عظیم از اسرار آنحضرت
(مکتوبات معصومیہ ۳/۱۹۸)

۷۹/۱۴ ..... مخدوم زادۂ اصغر ..... شیخ محمد صدیق جیو قدس سرہ

حضرت شیخ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے دیکھئے کتابِ حاضر کی مفتاح ہفتم کنزِ ششم، وعنوان مقدمہ "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۷۹/۱۵ مخدوم زادۂ گرامی شیخ محمد اسماعیل سلمہ ربہ

یعنی شیخ محمد اسماعیل بن خواجہ شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو اسی کتاب کی مفتاح ہفتم کی کنز اول و مقدمے کا عنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۸۰/۱۷ ..... "نقلِ عبارت مکتوبی است از مکتوبات جلد ثالثِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" .....

مکتوبات حضرت مجدد کی جلد ثالث کا یہ مکتوب نمبر ۱۰۴ بنام مخدوم زادۂ گرامی خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم "در بشارت حصول بعضی مقامات عالیہ"

ہے جس میں آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو منصب قیومیت کی بشارت دی ہے، نیز دیکھئے مکتوبات معصومیہ (۳/۲۹/۵۹)

۹/۸۱ ..... اعملوا آل..... الشکور
قرآن ۳۴/۱۳

۸۲/۱۹-۱۷ ..... "این مقولہ (بشارت قطبیت و قیومیت) گرنہ نسل وہ خاطر تزئین ایں مسکین گردید بعد ازیں ماجرا یک سال و سہ ماہ چند روز کم واقعہ (وصال) آنحضرت (مجدد الف ثانی) روی نمود"۔
ہمارا قیاس ہے کہ اس فقرے میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد کے مکتوب (۲/۳-۱۰۲) کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضرت مجدد نے حضرت خواجہ کے لیے "خلعت قیومیت" ملنے کی بشارت دی ہے کہ یہ منصب مجھ سے جدا ہو کر حضرت خواجہ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اس سے حضرت مجدد کے اس مکتوب کا سال تحریر اواخر عشرہ اول ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ متعین ہو سکتا ہے۔

۸۲/۲۲-۲۵ ..... "آں عالی حضرت (مجدد الف ثانی) وی (حضرت خواجہ محمد معصوم) را بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت ..... چہ قطبیت یکی از شعب قیومیت است"
حضرت مجدد الف ثانی کی اس بشارت کی تفصیل انہیں تعلیقات (۹۲/۹-۱۰) میں ملاحظہ کریں۔

۸۳/۲۱-۲۲ ..... "در مکتوب دویست و سی و پنجم از جلد اول کہ ....."
لیکن مکتوبات معصومیہ کے مطبوعہ نسخوں میں اس مکتوب کا نمبر ۲۳۸ ہے۔

۸۴/۹-۱۵-۱۹ ..... "مراد از "مخدومی و استادی" کہ دریں رقیمہ مرقوم گشتہ برادر بزرگ ایشاں حضرت خازن الرحمت اند"......
"حضرت خازن الرحمت" آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید کا لقب ہے چونکہ آپ نے ان سے تحصیل علم بھی کی ہے اس لیے انہیں "مخدومی" کے ساتھ "استادی" بھی لکھا ہے۔

۸۴/۱۸-۱۹ ..... ھکذا سمعت من شیخی و والدی و امامی .....

یہاں "شیخی ووالدی وامامی" سے مولف مقاماتِ معصومی کے والد گرامی حضرت شیخ فضل اللہ مراد ہیں۔

۲۰/۸۴ ....." بشارت دنیای ترا (حضرت خواجہ محمد معصوم) آخرت گردانیدند نیز عنایت کردہ اند"

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ بشارت اپنے دونوں صاحبزادوں کے لیے فرمائی تھی، حضرات القدس (۲/۲۳۸) میں ہے:

"حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) درباب آں ہر دو مخدومزادہ فرمودند کہ دنیای شمارا آخرت گردانیدند"

۸-۵/۸۵ ..... جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند کہ "ہر قطب را دو امام می باید ..... صاحبِ یمین شد"

حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول حضرات القدس (۲/۲۳۶) میں بعینہٖ موجود ہے۔

۱۲-۱۱/۸۵ ....." خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ چوں بہ ولایت ابراہیمی مستسعد بودند و اصلِ ولایت حضرت خازن الرحمت ہم ہمیں ولایت است اگرچہ".....

حضرات القدس (۲/۲۳۶) میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول درج ہے:

"روزی فرمودند کہ محمد سعید دائرۂ نفی حضرت ابراہیم را تمام قطع نمودی واکنون در اثبات شریک منی".....

۱۵/۸۵ ..... مکتوبی باں خواجہ (محمد ہاشم کشمی) نوشتہ اند.....

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کے اس مکتوب کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے ان کے نام لکھا تھا جو مکتوبات معصومیہ (۱/۲۰۶/ ۳۸۵-۳۸۶) میں موجود ہے۔

۲۱/۸۶ معرفت دستگاہی مرحومی شیخ محمد ہادی.....

شیخ محمد ہادی بن حضرت مروج الشریعۃ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارھم کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح ہفتم کنزِ سوم ملاحظہ

کریں۔ نیز دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے میں عنوان "حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ"

۸۶/۲۲ "(شیخ محمد ہادی) ...... مقاماتِ حضرت ایشاں در چہل سال در پنج جلد طویل بہ تفصیل تمام نگارش فرمودہ اند" .....

پانچ جلدوں پر مشتمل سلسلہ مجددیہ کے اس ضخیم وجسیم تذکرے کی تفصیل کے لیے دیکھئے اس پر ہمارا مقدمہ بعنوان "حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ" (کواکبِ دُریہ)

۸۶/۹ ...... شیخ بدیع الدین نواسۂ دختری حضرت خازن الرحمۃ ......

شیخ بدیع الدین کے حالات اسی کتاب کی مفتاح ہشتم کے خلتے اور ہمارے انہی تعلیقات میں ملاحظہ کریں۔

۸۸/۹ کما ورد "فضحك الرحمٰن حتی بدت نواجذہ"

یہ حدیث متون سے کافی مختلف صورت میں ہمیں ملی ہے۔ یعنی "فضحك (النبی، رسول اللہ) حتی بدت نواجذہ" بخاری (تفسیر سورہ ۳۹، توحید ۱۹)

دیگر متون کے حوالوں کے لیے دیکھئے، معجم المفہرس ۳/۴۸۳
ممکن ہے اس حدیث پر مبنی یہ کسی کا قول ہو۔

۸۹/۱-۲، ۵-۶ "ایں قصہ چناں ست کہ عارف سبحانی شیخ محمد صادق کہ فرزند اکبر ...... واقعات اہل سرہند را شنیدہ باشند" .....

یہاں اس "وبای عظیم" کی طرف اشارہ ہے جو ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں پنجاب میں پھوٹی تھی اس میں حضرت مجدد الف ثانی کے صاجبزادگان حضرت خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد فرخ و خواجہ محمد عیسیٰ نے وصال فرمایا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی کا خانوادہ اس حادثے سے بہت متاثر ہوا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر اس عہد کی کتبِ تاریخ میں بھی درج ہے، جہانگیر خود اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا اس نے اپنی توزک میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے دسویں سال جلوس (۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء) میں ہی یہ وبا پھوٹی اور گیارہویں سال

جلوس تک جاری رہی لاہور کے بعد سرہند کے خاص طور پر اس سے متاثر ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"دریں سال (نوروز یازدہم از جلوس ہمایوں ربیع الاول ۱۰۲۵ھ/۱۹ مارچ ۱۶۱۶ء) بلکہ دراثنای سال دہم جلوس وبای عظیم در بعضی از جاہای ہندوستان ظاہر گشت و آغاز ایں بلیہ از پرگنات پنجاب ظہور نمودہ رفتہ رفتہ بہ شہر لاہور سرایت کرد و خلق بسیاری از مسلمانان و ہندو بدیں علت تلف شدند و بعد از آں بہ سرہند و میانِ دوآب تا دہلی و پرگناتِ اطراف آں رسیدہ دھہا و پرگنھا را خراب ساخت دریں ایام تخفیف تمام دارد از مردم دراز عمر و از تواریخ پیشینان ظاہر شد کہ ایں مرضی دریں ولایت ہرگز نہ نمودہ سبب آں از حکما و دانایان پرسیدہ شد چوں دو سال پی در پی خشکی روی داد و باران برساتی کمی کرد بعضی گفتند کہ بہ واسطہ عفونت ہوا کہ از ممر خشکی و کمی باران بہم رسیدہ ایں حادثہ روی داد بعضی حوالہ بہ امورِ دیگر می کردند" (جہانگیر نامہ طبع محمد ہاشم چاپ تہران ۱۳۵۹ش ۸۶-۱۸۷ و نیز دیکھئے انگریزی ترجمہ روجرز و بیورج ۱/۳۳۰)

اس وبای عظیم کی مزید تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱- معتمد خان: اقبال نامۂ جہانگیری ۳/۸۸-۸۹ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۵ء)

۲- کامگار حسینی: مآثر جہانگیری طبع عذرا علوی۔ علی گڑھ ۱۹۷۸ء ۲۲۲

3-Elliot: History of India as told by its own Historians, Vol.vi. p.346-47

۴- کشمی: زبدۃ المقامات ۳۲۴

۵- سرہندی: حضرات القدس ۲/۲۳۳، ۲۹۷، ۲۹۸

۵/۸۹ اخوی ملا صالح .....

یہ حضرت مجدد الف ثانی کے مشہور خلیفہ اور مکتوب الیہ تھے حضرت مجدد کے مکتوبات میں ملا صالح کولابی اور بدخشی دونوں نسبتیں درج ہوئی ہیں۔ دراصل کولاب بدخشاں ہی میں واقع ہے اس کے دیہات میں سے ایک

کلاب بھی ہے (حدود العالم ۴۲، ۲۰۵ مطبوعہ کابل) مولانا محمد صالح کولابی حضرت مجدد الف ثانی کے قدیم اصحاب میں سے تھے ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں وصال ہوا (زبدۃ المقامات ۳۷۲)، انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے شب و روز کے معمولات پر مخدوم زادوں کے ایما پر ہدایت الطالبین کے نام سے ایک عمدہ رسالہ بھی حضرت مجدد کے حین حیات تالیف کیا تھا (زبدہ ۳۷۱-۳۷۲) اس رسالے کا اردو ترجمہ لاہور سے چھپ چکا ہے۔ ان کے نام حضرت مجدد کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں:

دفتر اول ۱۶۱، ۱۷۷، ۱۸۲، ۲۲۴، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۴۵، ۳۰۶

دفتر دوم ۳۳ دفتر سوم ۸۷، ۹۵

۹۰/۱۰-۱۲ "تا حال در شہر یا قریہ اگر آفت ..... نام شریف ایشاں (خواجہ محمد صادق) نوشتہ بر در خانہ چسپانند آں"

۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء کو دہلی میں اسی قسم کی وبا پھوٹی تو حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی نے حضرت خواجہ محمد صادق کا نام لکھ کر یہی عمل کیا تھا۔
(روضۃ القیومیہ ۴/۱۴۱)

۹۱/۱۳ "عمر مبارک حضرت ایشاں بہ حضور لامع النور مجددی بیست و ہفت سالہ بود" ......

یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے وقت حضرت خواجہ محمد معصوم (متولد ۱۰۰۷ھ) کی عمر ۲۷ سال (۱۰۳۴ - ۱۰۰۷ = ۲۷) تھی۔

۹۱/۱۷ ....." تواریخ وصال آنحضرت بیارا ند در مقامات حضرات القدس ...... مفصل آوردہ"

ملا بدر الدین سرہندی نے حضرات القدس میں حضرت مجدد کے وصال کے چند قطعاتِ تاریخ نقل کیے ہیں (۲/۲۱۲-۲۱۹)

۹۱/۱۸-۲۰ "رباعی حقائق و معارف آگاہی خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ کہ حروف معجمہ ہر مصراع آں معلم سال انتقال"......

خواجہ کشمی خود لکھتے ہیں :

تواریخ انتقال مشغول گردانیدم شصت وسہ فقرہ برطبق عمر گرامی ایشاں در غایت فصاحت وایجاز بلاغت روی داد کہ ہر فقرہ تاریخ انتقال آنحضرت بود کذلک رباعیات وقطعات بطریق ....

(زبدہ ۳۰۰)

خواجہ کشمی کے دیوان میں "حروف معجمہ" یہ پوری مثنوی موجود ہے ۔

۲-۱/۹۲ تِلْكَ اُمَّةٌ ..... كَانُوا يَعْمَلُونَ

قرآن ۱۳۴/۲

---

# مفتاحِ سوم

۹۳/۱۱-۱۳ اِنّا فتحنا لكَ ..... عَزِيزًا

قرآن ۴۸/۱-۳

۹۳/۱۸-۱۹ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ..... عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

قرآن ۲/ ۱۴۷

۹۴/۱۹ "در دو دریا ظلمات و عسکر و اکبر آباد ذکر حضرتِ ایشاں آب حیات دانستہ"

یہاں کتابِ حاضر کے مولف نے اکبر آباد میں اپنے لشکر میں قیام کا ذکر کیا ہے گویا اس کتاب کی تالیف کے دوران ہمارے مولف اکبر آباد میں مقیم تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے اس کتاب کے ہمارے مقدمے میں مولف کے احوال و آثار۔

۹۵/۱۱ سُبحانك ..... الحَكِيم

قرآن ۲/ ۳۲

۹۵/۱۸-۱۹ "مسجدِ کبریٰ دارالاشاد حضرت سرہند"

یہاں روضۂ حضرت مجدد الف ثانی کے قریب واقع مسجد مراد ہے، کیوں کہ سدانہ قصائی (قصاب) کی مسجد (تعمیر ۹۰۶ھ/۱۵۰۰ء) یہاں سے فاصلے پر واقع ہے (سرہند مرتبہ فوجا سنگھ ۱۳۸)، نیز دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۵/۵۷)

۹۶/۷ "..... ہیچ ولی بہ مرتبۂ صحابی نہ رسد اگرچہ اویس قرنی باشد"

یہ حضرت مجدد الف ثانی کا قول ہے۔ آپ کا ایک مکتوب (۱/ ۲۴۸)

اسی موضوع پر ہے کہ ..... "ہیچ ولی بہ مرتبۂ ہیچ نبی نہ رسد"......

حضرت اویس بن عامر (ابن عمرو) القرنی (نسبۃ الی قرن، بفتح القاف والراء) بطن من مراد۔ الیمنی العابد، تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱۔ جزری، ابن اثیر: اللباب ۲/۲۵۶

۲۔ الذہبی: میزان الاعتدال ۱/۱۲۹۔۱۳۱

۳۔ شریبہ، نورالدین: (تعلیقہ بر) طبقات الصوفیہ ۴۴۲ (حاشیہ)

۹۶/۱۲ گنج علی خان......

گنج علی کے حالات کے لیے دیکھئے

تعلیقات حاضر ۴۳۶/۲۳

۹۶/۱۲-۱۳ ..... در بلدۂ فاخرہ دارالملک کابل جنت نشان بہ دیدن ایں آوارہ (مولف) در فقیرخانہ بہ شوق فوق الوفوق رسیدہ.....

اس فقرے سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے مولف اور ان کا خانوادہ کابل میں مقیم تھا، تفصیل کے لیے کتابِ حاضر پر ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات ملاحظہ کریں۔

۹۷/۱۵-۲۳ ....."خزینہ داری رحمت ..... حوالۂ حضرت خازن الرحمت ..... مقرر گشت چنانچہ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایشاں بشارت دادہ اند..... حاصل روزگار شد"

حضرت خواجہ محمد سعید (خازن الرحمت) کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی یہ بشارت حضرات القدس میں ان الفاظ میں درج ہے:

روزی فرمودند کہ "فردا افاضۂ رحمتِ رحمانی باحوالہ فرمایند و بخشش آں تحویل محمد سعید ما نمایند" ایں بشارت علیا از آنحضرت (مجدد الف ثانی) در باب آں والا گوہر (خازن الرحمت حضرت خواجہ محمد سعید) از اعظم عنایات است ...... (۲/۲۳۶)

۹۸/۱۴-۱۵ ذالک فضل اللہ ...... العظیم

قرآن ۵۷/۲۱

۹۸/۲۲ ..... سیادت پناہ ارشاد دستگاہ میر محمد نعمان قدس سرہ .....

حضرت میر محمد نعمان بدخشی (۹۷۷-۱۰۶۰ھ/۱۵۶۹-۱۶۵۰ء)

حضرت مجدد الف ثانی کے اجل خلفاء میں سے تھے مکتوباتِ حضرت مجدد کے تینوں دفتروں میں ان کے نام بہت سے مکاتیب ہیں۔ ان کے خانوادے کے دیگر افراد بھی حضرت مجدد سے منسلک تھے ان کی ایک بیٹی مولفِ زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی زوجہ تھیں (زبدہ ۱۹) حضرت میر محمد نعمان کا ایک مختصر رسالۂ سلوک ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے شائع کیا تھا، حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) کشمی: زبدۃ المقامات ۳۲۶-۳۴۰

(۲) سرہندی: حضرات القدس ۲/۲۹۹-۳۱۱

(۳) میر محمد نعمان بدخشی: رسالۂ سلوک طبع غلام مصطفیٰ خان۔ حیدر آباد،

(۴) عبد الفتاح بن محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین

(۵) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱/۳۲۰-۳۲۴

(۶) عبد الحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۳۹۳

۹۸/۲۳ "عرفت ربی بجمع الاضداد"

حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت مجدد کے معارف کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"عرفت ربی بجمع الاضداد در آنحضرت (مجدد الف ثانی) جمع اضداد ست و احکام متضادہ باہم آمیختہ اگر عارف متخلق ہم مورد احکام متضاد گردد چہ مستبعد باشد"

(مکتوباتِ معصومیہ ۳/۱۴۳/۱۹۷، ۱۴/۲/۳۲، ۱۸۱/۲۳۲)

حضرت خواجہ محمد سعید نے "عرفت ربی بجمع الاضداد" کے مفہوم پر ایک مستقل مکتوب تحریر فرمایا ہے (مکتوباتِ سعیدیہ ۳/۲-۳)

۹۹/۱۸ "بظاہر مدعیٔ محبت است و بہ حقیقتِ معاملۂ او معاملۂ کافر فرنگ است"

حضرت خواجہ نے اپنے اس قول کی کئی مقامات پر تشریح کی ہے، لکھتے ہیں:
(برای سالک) پیش ہر مخلوقی از مخلوقاتِ خود را خوار دبی اعتبار می یافت که کافر فرنگ را از خود بہتر می دانست .....
(مکتوباتِ معصومیہ ۲/۱۳۳/۲۲۴-۲۲۶)

نیز حضرت مجدد الف ثانی کے ملفوظات میں بھی اس قول کی تشریح موجود ہے کہ:
"معرفتِ خدائے برآنکس حرام کہ خود را از کافرِ فرنگ بہتر داند"
(حضرات القدس ۲/۸۸)

نیز حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں کا ایک مستقل مکتوب اس موضوع پر ملاحظہ کریں۔
(مقاماتِ مظہری ۴۸۸-۴۸۹ مع تعلیقات)

۱۰۰/ ۱۷ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
قرآن ۹۳/ ۱۱

۱۰۵/۹-۱۰ ..... مَا اَصَابَكَ ..... نَفْسِكَ
قرآن ۴/ ۷۹

۱۰۶/۱۵-۱۸ ..... "حضرت ایشاں را مبشر ساختہ اند و ملہم گردانیدہ کہ غَفَرْتُ لَكَ .....
وہمیں معاملہ بر حضرت مجدد الف ثانی شدہ بود چنانچہ در رسالۂ مبداء و معادِ خود تصریح باآں فرمودہ اند و در ہر دو جلد مقامات نیز"۔۔۔۔۔

حضرت مجدد الف ثانی نے مبداء و معاد میں تحریر فرمایا ہے:
ایں درویش روزی در حلقۂ یارانِ خود نشستہ بود و نظر بر خرابیہای خود داشت و ایں نظر غالب آمدہ بود بحدیکہ خود را بی مناسبت تام بایں وضع می یافت دریں اثنا بحکم من تواضع للہ رفعہ اللہ ایں دور افتادہ را از خاکِ مذلت برداشتند و ایں ندا در سراد در دادند کہ غفرت لك ..... (مبداء و معاد ۹)

زبدۃ المقامات میں ہے:
روزی ایشاں در حلقۂ مراقبہ بودہ اند و بانکسار و دید قصورِ اعمال زرفتہ کہ ندای در رسیدہ کہ غفرت لك ..... (زبدہ ۱۷۹)

حضرات القدس میں ہے :

روزی در حلقۂ بامداد مراقبہ داشتند و دید قصور اعمال غالب گشتہ بود و انکسار و تضرع استیلا یافتہ ..... (۱۰۴/۲)

۱۰۷/۲۲-۲۳ وَلَقَد ..... الغٰلِبُون

قرآن ۳۷/۱۷۱-۱۷۳

۱۰۸/۳-۵ حضرت ایشاں را رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فناءِ اتم و بقاءِ اکمل کہ تحقیق آں در مکتوبات جلد ثالث حضرت مجدد الف الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ وضع مخصوص .....

مکتوبات حضرت مجدد کی جلد سوم کے مکتوب نمبر ۶۴ بنام حضرت خواجہ محمد معصوم کا موضوع ہی " در فنای اتم کہ مربوط بہ زوال عین و اثرست با تحقیق وجود واجب سبحانہ" ہے۔ نیز اسی دفتر کے مکتوب ۶۳ کے جملے :

در حصولِ ایں فنا کہ اتم و اکمل ست زوال وجودی فانی ہیچ در کار نیست

..... صاحبِ حضرات القدس نے بھی مکتوباتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے حوالے سے آپ کو اس بشارت کے ملنے کا ذکر کیا ہے (۲۶۸/۲)

۱۰۸/۶ حضرت ایشاں را رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ خطاب عروۃ الوثقیٰ مشرف و ممتاز فرمودہ اند .....

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں تشریف لا کر آپ کو "عروۃ الوثقیٰ" کا خطاب عنایت کیا (۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء۔ روضہ ۲/۱۵-۱۶)

۱۰۸/۸-۱۶ ..... جناب امام ربانی مجدد الف الثانی در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی .....

اعلم ایھا الاخ الصدیق ..... انسان الکامل الجامع

مکتوباتِ حضرت مجدد کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ۱۵ ہے لیکن مولفِ مقاماتِ معصومی نے یہ عربی عبارت غالباً حافظہ کی بنیاد پر نقل کی ہے یا پیشِ نظر نسخہ زیادہ صحیح نہیں تھا اس لیے قدرے مختلف ہے۔

۱۰۸/۲۴-۲۵ "کمالاتِ حضرت مجدد الف ثانی و معارفِ خفیہ و جلیۂ آنحضرت از حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ منصۂ ظہور آمدہ چہ آں قدر اطلاع کہ ایشاں را بر اسرارِ والدِ بزرگوارِ خویش حاصل ".....

یقیناً حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی بدولت جس قدر معارف و کمالات سے اہل سلوک واقف ہوئے ہیں کسی دوسرے سے اس قدر روایات منقول نہیں ہوسکیں۔ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں حضرت مجدد کے اکثر معارفِ خفیہ آپ ہی سے منقول ہیں۔ آپ کو حضرت مجدد کے اسرار کی غایت درجہ اطلاع تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۴۰/۴-۵)

۱۰۹/ ۳ برای ارباب فتوت .....

فتوت، در اصطلاح عبارت از ایثار است کہ غیر را بر نفسِ خود ایثار کند..... (فرہنگ معارف اسلامی ۳/ ۴۲۶)

"الفتوۃ احتقار النفس و تعظیم حرمۃ المسلمین" (طبقات الصوفیہ ۴۳۶)

ڈاکٹر جعفر محجوب نے فتوت نامۂ سلطانی (از حسین واعظ کاشفی) پر اپنے مقدمے کے ۹۴ صفحات اصطلاح "فتوحات" اور "ارباب فتوت" کی تفصیل کے لیے وقف کئے ہیں۔

۱۰۹/ ۱۳-۱۴ "یکی از مستشرشدان بواسطہ در ہفت روز از ابتدای تعلیم طریقہ از فنای قلبی در خود نشان می داد"....

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ (حضرت خواجہ) کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوکِ باطنی اور کمالاتِ ولایت حاصل کر کے خلافت حاصل کر لیتا (۲/ ۲۳۳)

یہاں مکتوبات معصومیہ کی جلد اول مکتوب ۲۳۴ کا اقتباس درج ہے، مکتوب کا یہی نمبر روضۃ القیومیہ میں بھی لکھا ہوا ہے لیکن مکتوبات معصومیہ طبع ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان میں اس خط کا نمبر ۲۳۵ ہے۔ صاحبزادگانِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکاتیب میں آپ کے خلفاء کے مناقب اور عروجِ باطن کا حال نہایت شرح و بسط سے لکھا گیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کا ایک مکتوب "در احوالِ بعض کمل اصحاب حضرت پیر دستگیر" (۲۴/ ۳۹-۴۶) اسی طرح انہوں نے مکتوب نمبر ۵۳ میں بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مریدین و خلفاء کے مقامات بیان کئے ہیں تفصیل کے لیے کتابِ حاضر کی مفتاح ہم ملاحظہ کریں

اور صاحبزادگان کے بیانات کو ہم نے اس مفتاح کے تعلیقات میں ملخصاً درج کر دیا ہے۔

۱۱۰/۱-۲ ربنا اغفر لنا ..... الکفرین

قرآن ۳/۱۴۷

۱۱۰/۱۱-۱۷ ..... "روزی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشستہ بودند می بیند کہ نزول ملائکہ ..... شدن گرفت ..... ملہم کردند کہ ایں ہمہ کائنات برای نظارۂ محبوبیت تو آمدہ اند"

اس نوعیت کے مکاشفات حسنات الحرمین میں منقول ہیں (۱۶۶، بہ بعد)

۱۱۰/۲۰-۲۱ ینزل ربنا الی السماءِ الدنیا

یہ حدیث پاک ہے۔ معجم المفہرس (۶/۴۱۴) میں اس کے الفاظ اس طرح درج ہوئے ہیں: ینزل ربنا اللہ [کل لیلۃ] [.....] الی السماء، سماء الدنیا"

بخاری (تہجد ۱۴)، صحیح مسلم (سافرین ۱۶۸-۱۷۰)، سنن ابوداؤد (سنۃ ۱۹) .....

۱۱۱/۳-۱۰ ..... "مخدوم زادۂ اصغر ..... شیخ محمد صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ می فرمودند کہ در آں ہنگام کہ تشریف حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ جانب حرمین شریفین اتفاق افتادہ دمردمان آں جای کہ".....

حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم سفرِ حرمین میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمراہ حج کے لیے گئے تھے، تفصیل کیلئے حسنات الحرمین کا مقدمہ، کتابِ حاضر پہ ہماری تحقیقات اور اس کتاب کی مفتاحِ ہفتم کی کنزِ ششم ملاحظہ کریں۔

۱۱۱/۱۱ صوفیہ کبار از مشائخ ماوراء النہر کہ .....

"ماوراء النہر" وہ سرزمین ہے جو دریائے جیحون کے شمال اور دریائے سیحون و دریائے جیحون کے درمیان واقع ہے اس میں بخارا، سمرقند، خجند، اشرسنہ اور ترمذ وغیرہ شامل تھے (ر۔ک بہ ابن حوقل: صوۃ الارض

۱۹۱-۲۴۸، جغرافیہ خلافت شرقی ۲۶۱-وغیرہ) ماوراءالنہر اس وقت ازبکستان میں ہے جو رُوس میں واقع ہے۔

۱۱۱/۱۰-۱۳ "مشائخ کبار در مواضع خودہا زبان را در مدائح آنحضرت شکر فشاں نمودہ بہ موافق استعداد و حوصلہ خود ولایت و قطبیت ایشاں در سلک تحریر کشیدہ"

سلسلۂ نقشبندیہ کو اسی ماوراءالنہر میں فروغ ہوا اور دنیائے اسلام میں اس کی اشاعت ہوئی یہیں سے ہندوستان پہنچا اور سرہند اس کا مرکز بنا اور حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد مبارک نے اسے اتنی ترقی دی کہ انہیں ماوراءالنہری مشائخ کی اولاد اپنی مسند مشیخت کو چھوڑ کر سرہند حاضر ہو کر فیض یاب ہوئی۔

۱۱۱/۱۴ مخدومیٔ اعظم قدس سرہ

حضرت سید احمد بن جلال الدین بن جمال الدین بن برہان الدین خواجم بن میر دیوانہ معروف بہ خواجگی احمد و مخدوم اعظم کاسانی (متوفی ۹۴۹ھ / ۱۵۳۴ء) دہ بیدی۔ کاسان، فرغانہ کے مضافات میں اور دہ بید، سمرقند سے ایک فرسنگ کے فاصلے پہ ہے (سمریہ ۱۱۲، ۱۱۳) عبیداللہ خان شیبانی حضرت مخدوم اعظم سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ مخدوم اعظم حضرت خواجہ عبیداللہ احرار (ر۔ک بآن) کے خلیفہ تھے، مخدوم اعظم کے رسائل عرفانی کا ایک بیش قیمت قلمی نسخہ (دوسرا نسخہ ناقص بھی) کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقاتِ فارسیٔ ایران و پاکستان، اسلام آباد میں ہے۔ مخدوم اعظم کی اولاد حضرات سرہند سے منسلک ہوگئی تھی اور خواجہ موسیٰ خان دہ بیدی مخدوم اعظمی کا تعلق حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید سے تھا (مقامات مظہری بامداد اشاریہ) مخدوم اعظم کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) دوست محمد بن نوروز احمد الکیشی: سلسلۃ الصادقین و انیس العاشقین (خطی نسخہ کتابخانہ تاشکند بحوالہ سمریہ تعلیقاتِ ایرج افشار ۱۲۳)

(۲) مقاماتِ مخدوم اعظم (بسال ۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء) [بحوالہ سٹوری: ادبیاتِ فارسی ج ۱-ح ۲ ص ۹۷۳]

(۳) ابوالبقا بن بہاء الدین بن مخدوم اعظم : جامع المقامات (بسال ۱۰۲۶ھ)
قلمی نسخہ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد نمبر ۴۸۳
(۴) نفیسی، سعید : تاریخ در نظم و نثر فارسی در ایران ۱/۴۰۰
(۵) احمد منزوی : فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ گنج بخش
(۴ جلد امداد اشاریہ)

حضرت مخدوم اعظم کے صاحبزادے خواجہ اسحاق ولی (متوفی ۱۰۰۷ھ / ۱۵۹۸ء) کاشغر کے نامور صوفیہ میں سے تھے سمرقند میں مدفون ہیں، خواجہ اسحاق کے حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد عوض : ضیاء القلوب قلمی نسخہ تاشکند (بحوالہ سمریہ ۹۰)
(۲) مقامات شیخ اسحاق (بحوالہ سمریہ تعلیقات ایرج افشار ۹۰)
(۳) معین الدین بن خواجہ خاوند محمود لاہوری : کنز السعادت - قلمی ۳۴۷

۱۱۳/۱۲ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ
قرآن ۹۴/۱۱

۱۱۵/۸ ابیت یطعمنی ربی و یسقینی
اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :
انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی
بخاری (صوم ۴۹، ۵۰ ..... صحیح مسلم (صیام ۵۷ .....)، مسند امام حنبل ۲/۲۳ ..... [بحوالہ معجم المفہرس ۲/۴۸۱]

۱۱۵/۱۴-۱۵ سرشتند از نور حق خاک او .....
ان اشعار کی اس سے پہلے بھی تخریج کی جا چکی ہے۔

۱۱۶/۲-۶ ..... رسالۂ یاقوتیہ بہ زبان عربی ..... دو نسخۂ متبرکۂ عربی و فارسی خود .....
حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں حج کے لیے گئے تو صاحبزادگان بھی ہمرکاب تھے۔ صاحبزادہ مروج الشریعت محمد عبید اللہ نے قیام حرمین الشریفین کے دوران آپ کے مکاشفات و ملفوظات کو عربی زبان میں قلم بند کر لیا۔
واپس سرہند پہنچ کر ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۰ء میں صاحبزادہ موصوف کے حکم سے

یخ محمد شاکر بن ملا بدر الدین سرہندی نے اس کا شرح فارسی میں حسنات الحرمین کے نام سے ترجمہ کیا جو ہمارے مفصل مقدمے و تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۱ء میں طبع ہو چکا ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارے مقدمے کا عنوان "تصانیف حضرت خواجہ محمد معصوم"

۱۱۶/۹-۱۷ حضرت ایشاں دامت برکاتہ در ایام اقامت ..... اقدام دارند
حسنات الحرمین، فصل دوم ۱۷۳

۱۱۶/۱۸! حضرت ایشاں دامت برکاتہ بتاریخ سوم محرم .....
حسنات الحرمین فصل دوم ۱۷۴

۱۱۷/۱۳-۱۷ ..... بعدہ بر قبر شخصی کہ مستسعد باخذ طریقۂ انیقۂ در دیار ہند از آنحضرت (مجدد الف ثانی) شدہ بود لکن رجعت بر عقل کوتہ .....

یہ واقعہ حسن خان افغان کے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ تو بخارا میں ارتداد کے جرم میں قتل ہوا تھا (وکیل احمد سکندر پوری: ہدیۂ مجددیہ ۱۰۵) روضۃ القیومیہ کے مولف نے یہاں مبالغہ سے کام لیا ہے کہ جس شخص کی قبر پر حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تھا وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا، لکھا ہے:

بعد ازاں بر قبر شخصی کہ در ہند مرید آنحضرت شدہ بود باز شیطان او را در غلا ئیندہ از آں جناب مردود شدہ بقوم دیگر پیوستہ فاتحہ خواندہ فرمودند ہر چند بروی توجہ کردیم اما ہیچ اثر نہ شد ہمچناں معذب و سرنگوں بود۔

(روضہ ۲/۳۱۱ قلمی)

حالانکہ روضۃ القیومیہ کا ماخذ حسنات الحرمین ہی ہے حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں مکہ مکرمہ میں میرزا امان اللہ برہان پوری کا میر منصور (خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی) کی قبر پر جانے اور ان کے تاسف و ندامت کے ساتھ ظاہر ہونے کا مکاشفہ لکھا ہے۔

(مکتوبات معصومیہ ۳/۷۰/۱۱۴)

۱۱۷/۱۹-۲۳ "می فرمودند کہ سحر شب پنج شنبہ ..... ایں خلعت عبودیت است".....
حسنات الحرمین ۱۸۰

۱۱۷/۲۴ حضرت ایشاں دامت برکاتہ روزی در مصلائ مالکی .....

حسنات الحرمین ۱۸۰

۱۱۸/۱ ....." آں قدر خود را بہ مرتبۂ ارشاد مناسب یافتم کہ زیادہ برآں متصور نہ باشد"

حضرت خواجہ محمد معصوم کو گیارہ ربیع الاول کو چاہِ زمزم کے قریب کشف ہوا کہ " تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے" (روضۃ القیومیہ ۲/۹۸)

۱۱۸/۷-۹ ....." برای دفع مرضِ برادر کلان خود ...... حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ درآں ایام آنحضرت را مرض صعب رو دادہ بود توجہ گماشتند"

حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمت کے مرض کی تفصیل کے لیے لطائف المدینہ اور اس پر ہمارا مفصل مقدمہ ملاحظہ کریں، نیز حسنات الحرمین ۱۷۹

۱۱۸/۱۴ حضرت ایشاں سلمہ اللہ سبحانہ ودامت برکاتہ بتاریخ روز شنبہ ہشردہم رجب المرجب .....

حسنات الحرمین ۱۸۵

۱۱۸/۲۱-۲۲ ..... درحدیثِ قدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔

ابوداؤد (لباس ۲۵) ابن ماجہ (زہد ۱۶) مسند امام احمد بن حنبل ۲/۳۷۶ وبعد (بحوالہ معجم المفہرس ۴/۲۷۹)

۱۱۹/۱ "حضرت ایشاں دامت برکاتہ درراہ مدینہ منورہ تجسس تمام در دریافت آثار و مشاہد متبرکہ چہ".....

حسنات الحرمین (فصل سوم) ۱۸۶ - ۱۸۸

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں حرمین الشریفین کے مقدس مقامات کے لیے لفظ "مشاہد" استعمال کیا ہے (۱۶۰ بعد)

۱۱۹/۱۴ ....." بعضی مردم از اہل مدینہ منورہ خواستند کہ داخلِ طریقۂ آنحضرت شوند ایشاں ازکمالِ ادب دریں امور .....

حضرت خواجہ محمد معصوم کے سفرِ حج اختیار کرنے سے پہلے بھی بعض علمائے حرمین سے روابط تھے اور کئی ذی علم حضرات سلسلۂ نقشبندیہ میں آپ سے ارادت کے خواہاں تھے۔ ان امور اور داخلِ سلسلہ علمائے حرمین کے حالات

کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح نہم اس کتاب پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں ۔ نیز حسنات الحرمین پر مقدمہ میں اختصار کے ساتھ ان امور کا تذکرہ کیا جا چکا ہے ۔

۱۲۰/۲۰ روزی در ایام اقامتِ مدینہ منورہ شخصی اصحاب آں عالی حضرت .....

حسنات الحرمین ۱۸۹

۱۲۱/۴ روزی آنحضرت نماز عشا را بہ جماعتِ شافعی ادا نمودند .....

حسنات الحرمین ۱۸۹-۱۹۰

۱۲۱/۴-۵ امام اجل ..... محمد بن ادریس الشافعی

حضرت امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹ء)

۱۲۱/۷ ازمواہب عالیہ کہ آنحضرت بآں ممتاز کردند آنکہ .....

حسنات الحرمین ۱۹۰

۱۲۱/۱۹ در اوائل جمادی الاول چوں بہ زیارت بقیع رفتند .....

حسنات الحرمین ۱۹۰-۱۹۱

۱۲۲/۱۶ حضرت ایشاں طالت حیٰوۃ ..... والسلام وتحیۃ

حسنات الحرمین ۱۹۱-۱۹۲

۱۲۲/۲۴ دربیان عظمت جناب سرور داستغناء ومحبوبی در رحمت عامہ او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم .....

حسنات الحرمین ۱۹۲

۱۲۳/۱۱ بتاریخ روز دوشنبہ ششم جمادی الاخریٰ حضرت ایشاں بہ زیارت اہل بقیع رفتند....

حسنات الحرمین ۱۹۴-۱۹۷

۱۲۴/۱ امام اجل مالک بن انس رسیدیم .....

حضرت امام مالک (۹۳-۱۷۹ھ/۷۱۱-۷۹۵ء)

۱۲۴/۸ بر سر تربتِ عارف ربانی خواجہ محمد پارسا قدس سرہ رسیدیم .....

حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری (ف ۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء) کے حالات کے لیے ملاحظہ کریں :

احمد طاہر عراقی : رسالۂ قدسیہ ، مقدمہ ، تہران ۱۹۷۰ء

۱۲۴/۱۳-۱۷ ...... "احوالِ حقائق آگاہ شیخ آدم را در رسالہ ...... درباب غور بسیار فرمودند"
تفصیل کیلئے دیکھئے اس کتاب پر ہمارے مقدمے کا عنوان "حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے تعلقات، ایک غلط فہمی کا ازالہ"

۱۲۵/۹ حضرت مخدوم زادہ ہای عالی درجات اعنی خواجہ محمد نقشبند د خواجہ ......
حسنات الحرمین ۲۰۱-۲۰۲

۱۲۶/۴-۵ "از قسم خلعت بوی ہم عنایت شد چناں دراں وقت بر دستار او ممتاز نمود"
اس یاقوت کے الفاظ حسنات الحرمین کے ہمارے مطبوعہ نسخے (۲۰۱-۲۰۲) سے قدرے مختلف ہیں۔

۱۲۶/۶-۱۱ می فرمودند کہ اعطای خلعت عبارت ست از افاضۂ نسبتِ خاصہ ......
حسنات الحرمین ۲۰۳

۱۲۶/۱۲ ولنختم مواهب الحرمين الشريفين ......
حسنات الحرمین ۲۰۷-۲۰۸

۱۲۷/۱۱-۱۲ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ...... الْكٰفِرِيْنَ
قرآن ۳/۱۴۷

۱۲۷/۱۶ ...... واسلل سخيمة صدری
حدیث، سنن ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ (باب جامع الدعاء)

---

# مفتاح چہارم

۱۲۹/۱۰-۱۱ مایفتح اللہ ...... الحکیم
قرآن ۳۵/۲

۱۲۹/۱۱ اللّٰھم الھمنی رشدی ...... حدیث، ترمذی (دعوات ۶۹)
[بحوالہ معجم المفہرس ۳/۲۶۱]

۱۲۹/۱۴-۱۷ اس پیراگراف میں نسبتیں "اسرارِ صدیقی، انوارِ فاروقی، وارث کرار سبحانی، نقشبندی، کمالات احمدی اور آستان پاک معصومی" کا مفہوم اس طرح ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واصل ہے۔ انوارِ فاروقی حضرت مجدد الف ثانی کے نسب مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نسباً فاروقی یعنی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، وارث کرار سبحانی دراصل مولف نے اپنے نسبِ مادری کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی زوجہ محترمہ حضرت میر صفر احمد ردمی قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں اور مولف حضرت خواجہ کے نواسے تھے یہ کنایۃ "حیدر کرار" حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ نقشبندی سے مراد اس سلسلہ کے موسس حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری ہیں، "کمالات احمدی" اشارہ ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے اسم گرامی "شیخ احمد" کی طرف "آستان پاک معصومی" سے مراد خود صاحبِ سوانح ہذا حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں۔

۱۲۹/۲۱-۲۳ ...... بہ تبعیت و وراثت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طریقت و حقیقت را خادمان شریعت دانستہ و نبوت را افضل از ولایت .....

اس امر کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر "پابندی شرع شریف اور حضرات نقشبندیہ" و مقدمہ کتاب ہذا۔

۱۳۱/۳ رَبَّنَا افْتَحْ ..... خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

قرآن ۷/۸۹

۱۳۱/۱۲-۱۴ عن ابی هریرہ ...... ارأیتم ...... بهن الخطایا

حدیث ، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۱۳۱/۱۵-۱۸ عن ابن مسعود قال سالت ..... لزدنی

حدیث، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۱۳۱/۱۸ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ..... انه .....

حدیث ، مشکوٰۃ (کتاب الصلوٰۃ)

۱۳۲/۲-۴ ایں قدر فضائل نماز و کمالات آں را کہ حضرتین ما ..... در دفاتر مکتوبات .....

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرھما نے اپنے مکتوبات اور تحریرات میں پابندیٔ شرع شریف کے تحت نماز کے جس قدر فضائل بیان کئے ہیں اگر وہ مواد یکجا کر دیا جائے تو مستقل دفتر سے کم نہیں ہوگا۔

۱۳۲/۱۱ ..... مولفانِ مقاماتِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ شروع کلام از نماز تہجد می فرمایند .....

صاحبِ حضرات القدس (۲/۸۱) نے لکھا ہے :

"دو رکعت خفیف می گذارند و باقی نماز تہجد را بطول قرأت ادا می کردند" ...

۱۳۲/۱۲-۱۳ ایں عاصی دور از کار ..... در رسالۂ معدن الجواہر در احوال عالی حضرت .....

یہاں عالی حضرت سے مراد حضرت خواجہ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم مراد ہیں۔ مولف کے رسالہ معدن الجواہر کی تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات

۱۳۲/۱۴-۱۵ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ..... مَشْهُوْدًا

قرآن ۱۷/۷۸

۲۳/۱۳۲ ..... امتی ..... ھذین الوقتین .....

حدیث، مشکوٰۃ (باب المواقیت)

۱۶-۱۵/۱۳۳ در وقتِ رفتن مکانِ ضرور اللّٰھم انی اعوذبك ..... الخبائث خوانده

اس دعا کی تفصیل اور امام ابن حجر کے بیان کے لیے دیکھئے :

(۱) محمد قطب الدین : وظیفۂ مسنونہ (تلخیص و تحقیق حصنِ حصین)، مطبع احمدی دہلی ۳۰

(۲) محمد معصوم، خواجہ : اذکارِ معصومیہ ۱۸

۱۷-۱۶/۱۳ وقتِ برآمدن غُفْرَانَكَ ..... وَعَافَانِی

حضرت خواجہ نے اذکارِ معصومیہ (۱۸) میں بھی اسے نقل کیا ہے۔

۱/۱۳ سراج الامۃ امام ابی حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت امام اعظم (متوفی ۱۵۰ھ)

۱/۱۳ ..... امام محمد

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) [مولف کتاب الآثار] شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ و قاضی امام ابو یوسف

۴/۱۳ بسم اللہ العظیم والحمد للہ علیٰ دین الاسلام

اذکارِ معصومیہ ۱۸

۶-۵/۱۳ ان اللہ سبحانہ کما یحب ان یاتونی بالعزیمۃ یحب ان یاتونی بالرخصۃ فیہ۔

حدیث، قدرے مختلف الفاظ سے مسند امام احمد بن حنبل (۳/۱۰۸) میں آئی ہے دیکھئے : معجم المفہرس ۲/۲۴۲

۱۴/۱۳ ..... لا قوۃ الا باللہ

قرآن ۳۹/۱۷

۱۸/۱۳ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

قرآن ۳۱/۷

۴/۱۳ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

مسجد میں داخل ہوتے وقت اس قسم کی دعاؤں کی تفصیل کے لیے دیکھیے:
محمد قطب الدین : وظیفۂ مسنونہ (حصن حصین) ۴۸

۱۳۶/۲۰ ..... لا شریك له ، له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير
قرآن ۶/۱۶۴ ، ۶۴/۱

۱۳۷/۶-۷ جناب قبلہ گاہی اقطاب دستگاہی قدس سرہ شرح وقایہ را در خدمت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ اند..... شیخ سیف الحق والملۃ والدین ..... شریک سبق بودم"

یہاں "قبلہ گاہی" سے مراد مولف کتاب حاضر کے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد فضل اللہ ہیں ، گویا وہ حضرت خواجہ سے شرح وقایہ کے سبق میں ہم سبق تھے تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاح ہشتم کنز اول کتاب ہذا

۱۳۷/۷ شرح وقایہ

یہ وقایۃ الروایہ مولفہ امام برہان الشریعت محمود بن صدر الشریعۃ حنفی کی شرح ہے جسے مولف کے نواسے امام صدر الشریعت ثانی عبید اللہ بن مسعود محبوبی حنفی اصولی (متوفی ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء) نے ۷۴۲ھ/۱۳۴۱ء میں تالیف کیا یہ شرح بہت مقبول اور مدارس میں شامل درس ہے (عبد الاول جونپوری : مفید المفتی ۲۳۷-۲۳۸) اس شرح وقایہ پر کئی حواشی لکھے گئے اور وقایہ کی بہت سی شروح بھی علماء نے تالیف کی ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) حاجی خلیفہ : کشف الظنون ۲/۲۰۲۰-۲۰۲۴
(۲) محمد عبد الحی لکھنوی : عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ پر مقدمہ

۱۳۷/۱۰ "بیضادی"
تفسیر بیضاوی (ر-ک تعلیقات حاضر ۳۱/۲)

۱۳۷/۱۰ "عضدی"

الایضاح فی النحو مولفہ امام ابی علی حسن بن احمد فارسی نحوی (متوفی ۳۷۷ھ) عضد الدولہ کے لیے تالیف کی گئی (حاجی خلیفہ ۲/۱۱۴۲)

۱۳۷/۱۰ "شرح مواقف"

المواقف مولفہ عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد الایجی القاضی (متوفی ۷۵۶ھ) علم کلام کے موضوع پر ہے۔ علماء نے اس کی بہت سی شروح لکھی ہیں۔ سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) کی شرح بہت مقبول اور متداول ہے۔

(ر۔ک تعلیقات حاضر ۸/۶۳)

۱۶/۱۳۷ در بیڑۂ تنبول روپیہ ہا و اشرفیہا پیچانده مرحمت می فرمودند .....

بیڑا، ہندی زبان کا لفظ ہے جو پان کی گلوری کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تنبول، بروزن مقبول برگی باشد کہ در ہندوستان "پان" گویند و با آہک و فوفل خورند (برہان قاطع، طبع محمد معین ۵۱۶/۱) تاریخ اکبری ۱۵۸ مع تعلیقات

۱۸-۱۷/۱۳۷ اِنۡ تُبۡدُوۡا ..... خَیۡرٌ لَّکُمۡ

قرآن ۲۷۱/۲

۱۶-۱۵/۱۳۸ رحم اللہ امرأ صلی قبل العصر اربعا

حدیث ..... مشکوٰۃ (باب سنن وفضائلھا)

۱۱/۱۳۹ صحیح بخاری

ر۔ک تعلیقات حاضر (۲/۳۱)

۱۱/۱۳۹ صحیح مسلم

صحیح مسلم، امام ابی الحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) نے حدیث پاک کا مجموعہ مرتب کیا تھا صحاح ستہ میں شمار ہے۔

۱۱/۱۳۹ مشکوٰۃ المصابیح

ر۔ک تعلیقاتِ ہذا (۴/۳۱)

۱۳-۱۱/۱۳۹ بدرس ..... مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ..... و جلد اول مکتوباتِ خود کہ از مدتِ مدید بہ حضور پُر نور ترتیب یافتہ استماع می نمودند .....

یعنی خود حضرت خواجہ محمد معصوم مکتوبات حضرت مجدد کا درس دیتے تھے اور حضرت خواجہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد بھی پڑھوا کر سنتے تھے یہ جلد ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۲ء میں مرتب ہو کر متداول ہو چکی تھی۔

۱۵/۱۳۹ گاہی مقاماتِ مجددی شنودند .....

یعنی حضرت خواجہ مکتوبات کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی کے حالات پر دو معاصر کتب یعنی زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کی سماعت بھی کرتے تھے۔

۵-۴/۱۴۰ دربیان ایں ادعیہ ماثورہ موقتہ وغیر موقتہ خود رسالہ تالیف فرمودہ .....

حضرت خواجہ نے اذکار کے موضوع پر رسالہ تالیف کیا تھا، خود تحریر فرماتے ہیں:

"بعضی ازیں قسم وظائف اوراد و اعمال را ایں فقیر جمع نمودہ است"

(مکتوبات ۱/۱۴)

مکتوبات معصومیہ کے دفتر اول میں ہی لکھا ہے کہ یہ رسالہ "ہنوز مسودات بربیاض نہ رسیدہ است سالہاست کہ مسودات افتادہ است توفیق بہ بیاض آں نمی یابد ..... (۱/ ۱۸۲ /۳۵۵) جس سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جمع ہوتے یعنی ۱۰۶۳ھ تک یہ رسالہ مکمل نہیں ہوا تھا لیکن مکتوبات کی جلد دوم کی ترتیب سے پہلے یعنی (۱۰۷۲ھ) یہ رسالہ مرتب فرما چکے تھے اور اس کی ایک نقل مرزا خان کو ارسال کی تھی (مکتوبات ۲/۱۰۱/۱۵۹) جس سے اس رسالے کا سال تدوین یعنی حدود ۱۰۶۳ —— ۱۰۷۳ھ میں کسی سال مسودے سے مرتب شکل اختیار کرنا متعین کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے ایک مکتوب (۲/۱۰۴/۱۶۳-۱۶۴) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اذکار کے موضوع پر آپ نے دو رسالے تالیف کئے تھے (ر۔ک مقدمہ کتاب حاضر بعنوان" تالیفاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم)"۔

۹-۸/۱۴۰ اللھم عافنی فی بدنی ..... لا الٰہ الا انت

اذکارِ معصومیہ ۱۳

۱۱-۹/۱۴۰ بسم اللہ الذی لا یضرُّ ..... وھو السمیع العلیم

اذکار معصومیہ ۱۳

۱۱-۱۰/۱۴۰ بسم اللہ علیٰ نفسی و اھلی و مالی

اذکار معصومیہ ۱۴

۳/۱۴۱ حاجی محمد عاشور بخاری .....

حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح نہم

۵/۱۴۱ بدوں اجازت حاجی مذکور ہیچ کس بار یاب درآں سراپردہ ہای نور نمی گردید۔

یہاں حضرت خواجہ کی "محفلِ یارانِ مخصوص" کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ "سراپردہ" خود حضرت خواجہ نے بھی استعمال کیا ہے، لکھتے ہیں :

اللہ تعالیٰ بجمعیت و عافیت دارد و برجادۂ شرع ..... و ..... در سُرادقاتِ معرفت و سراپردۂ قربِ خویش انس و الفت دہد این معنی در عالم اسباب وابستہ بہ سلوکِ طریقۂ صوفیہ علیہ است .....

(مکتوبات ۳/۲۲/۴۷)

۱۴۱/۹-۱۰ ..... چہ طالبین و طالبات برآں قبلۂ ارباب کرامات (خواجہ محمد معصوم) مثلِ مور و ملخ می شتافتند .....

"مور و ملخ"، مور، بمعنی چیونٹی اور ملخ، ٹڈی کو کہتے ہیں گویا طالبانِ حق تعلیم سلوک کے لیے حضرت خواجہ کی خدمت میں ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد اور مختلف بیانات کے لیے اس کتاب پر ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۱۶/۱۴۲ ..... شیخ رکن الدین قدس سرہ

حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ ہذا (۱۱/۲۷)

۱۴۲/۱۷-۲۱ ..... "امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود زبان دادہ اند در جای کہ نگارش فرمودہ اند۔ این درویش را توفیق عباداتِ نافلہ خصوصاً ادای صلوٰۃ نافلہ ..... مراد ازیں کلام بندگی شیخ رکن الدین است" .....

مولفِ مقاماتِ معصومی نے حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ رکن الدین کے بارے میں یہ الفاظ غالباً اپنے حافظہ کی مدد سے لکھے ہیں اس لیے قدرے متغیر ہو گئے ہیں، حضرت مجدد کے الفاظ اس طرح ہیں :

این درویش را توفیقِ عباداتِ نافلہ خصوصاً ادای صلوٰۃ نافلہ مددی از پدر دیست و پدر بزرگوارِ او را این سعادت از شیخ خود کہ در سلسلۂ چشتیہ

بودہ اند حاصل شدہ بود ..... (مبداء و معاد ٥)

٢٣/١٤٢ ..... شیخ عبدالقدوس (گنگوہی) قدس سرہ
حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقاتِ حاضر (١٠/٢٨)

٤/١٤٣ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ
قرآن ٢٠/١٤

٨/١٤٣ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى
قرآن ١/٨٧

٩/١٤٣ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ
قرآن ١/١٠٩

٩/١٤٣ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
قرآن ١/١١٢

١١/١٤٣ سبحان الملک القدوس (ثلاث مرات)
حدیث، ابوداؤد (وتر ٦) نسائی (قیام اللیل ٣٧، ٤٧ .....)،
مسند امام احمد بن حنبل ٣/٤٠٦، ٤٠٧، ٥/١٢٣ [بحوالہ معجم المفہرس ٥/٣٢٠]

١٢-١١/١٤٣ رب الملائکۃ والروح
حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح
صحیح مسلم (صلوٰۃ ٢٢٣) ابوداؤد (صلوٰۃ ١٤٧)، نسائی (تطبیق ١١، ٧٥)،
مسند امام احمد بن حنبل ٦/٣٥ بہ بعد [بحوالہ معجم المفہرس ٢/٣١٧]

١٥/١٤٣ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ
قرآن ١/٩٩

٢/١٤٤ ..... ایام وجع مفاصل کہ .....
حضرت خواجہ کے (مرض) وجع مفاصل کی تفصیل کے لیے دیکھئے مفتاحِ
ششم کتاب حاضر

١٣-١٢/١٤٤ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبِّيْ شَيْئًا
قرآن ٦/٨٠

۱۶/۱۴۴ زین المستورات ..... ام المریدین بی بی جیو قدسنا اللہ سبحانہ بسرھا الاقدس یعنی زوجۂ محترمۂ حضرت خواجہ محمد معصوم۔

۱۸/۱۴۴ بروایت مریم مکانی حضرت خالہ کبیرہ قدس سرھا

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم کی سب سے بڑی صاحبزادی اُمۃ اللہ مراد ہیں (روضۃ القیومیہ ۲۳۳/۲) نیز ملاحظہ ہو مقدمہ کتاب ہذا بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۱۴۸/۱-۲ ان فی خلق السمٰوات والارض ..... انک لا تخلف المیعاد

قرآن ۲۶۴/۲ ، ۱۹۴/۳

۶/۱۴۸ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

قرآن ۱/۱۰۹ ، ۱/۱۱۲

۹/۱۴۸ و للہ مافی السمٰوات ..... الاُمُوْر

قرآن ۱۰۹/۳

۱۰/۱۴۸ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

قرآن ۱۱۰/۳

۱۴۸/۱۱-۱۲ من الذین ..... صٰغِرُوْنَ

قرآن ۲۹/۹

۱۴۸/۱۳-۱۴ وقالت ..... ابن اللہ

قرآن ۳۰/۹

۱۴۸/۲۰-۲۱ اُولٰٓئِكَ ..... المفلِحُوْن

قرآن ۵/۲

۲۲/۱۴۸ وَلَا تَجْهَرْ ..... سَبِيْلًا

قرآن ۱۱۰/۱۷

۵/۱۴۹ عمہ محترمہ بی بی اسلمہ مرحومہ قدس سرھا کہ ہمشیرہ زادۂ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ اند .....

اس خاتونِ محترمہ کا نام ام سلمہ ہے جو حضرت خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی

کی دختر تھیں، حضرت خواجہ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچتا ہے" ام سلمہ کی صرف ایک لڑکی تھیں جو شیخ محمد جعفر بن شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسوب تھیں۔

(روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۹، ۲۸۰)

٢٠/١٤٩ آت محمدن الوسیلة والفضیلة .....

حدیث، بخاری (اذان ۸، تفسیر سورہ ۱، ۱۱)، ابوداؤد (صلوٰۃ ۳۷)، ترمذی (صلوٰۃ ۴۳)، نسائی (اذان ۳۸)، ابن ماجہ (اذان ۴)

[بحوالہ معجم المفہرس ۵/۱۶۳]

١٥٠/١٥-١٦ ابراھیم ..... المشرکین

قرآن ۳/۹۵

١٥٢/٢١-٢٢ تاریخ تحریر این سطور ہم مخرج از آں در سفر اتفاق یافتہ .....

گویا مولف نے کتاب حاضر سفر کے دوران غالباً لشکر میں ملازمت کے دوران تالیف کی (ر۔ک مقدمہ "احوالِ مولف")

١٥٥/١٦-١٧ برادر زادۂ خود عالم نحریر شیخ محمد فرخ کہ مولوی وقتِ خود بودہ اند .....

مولوی محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتابِ حاضر کی مفتاح، ہشتم کنز سوم۔

١٥٦/١٤ خیر من الف شھر

قرآن ۹۷/۳

١٥٦/١٨ من کان ..... لآتٍ

قرآن ۲۹/۵

١٥٧/١٥-٢٢ "بر تقلیدِ صوفیۂ موحدین مجوز نہ بودند ..... کہ در مقدمۂ شیخ نوشتہ اند کافی می فہمیدند" .....

ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں "وحدت الوجود" اور دیگر متعلقہ عنوانات کے تحت ان امور پر مفصل بحث کی ہے۔

١٥٨/٨-١٥ "درمیان علماء امام ابوحنیفہ رحمھم اللہ را افضل و اکرم آنہا می دانستند و بعد

ایشاں شافعی را رحمہ اللہ تعالیٰ می فہمیدند ..... حتی الامکان جمع بین المذہبین می فرمودند ..... در رنگ والد بزرگوار خویش صاحبِ مذہب بودہ اند اما ....

حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکاشفے کی شرح لکھتے ہوئے اس امر کی ان لفظوں میں وضاحت کی ہے :

حضرت ایشان ما (مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ می فرمودند کہ روزی در حلقۂ فجر نشستہ بودم ..... دیدم کہ امام ہمام حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با جمیع تلامذۂ خویش بلکہ با جمیع علماء و مجتہدان کہ در مذہب ایشاں اند گردِ من جمع آمدند و مرا احاطہ نمودند ..... می بینم کہ گویا انوار ہمۂ ایشاں در من در آمدند و من بآں انوار تعین و بقایا فتم ..... ہماں قسم تعین و بقائی بہ علمای شافعیہ متحقق گشت چنانکہ دیدم کہ حضرت امام شافعی با جمیع علماء و مجتہدانِ مذہبِ خویش گردِ من جمع اند محسوس گشت کہ علمای حنیفہ از من بیرون آمدند ایں زمان بانوار علمای شافعیہ متحقق گشتم ..... بعد ازاں مشہود گشت کہ آنچہ از من رفتہ بود باز بمن عود نمود ..... ازیں جہت اگر آنحضرت (مجدد الف ثانی) را حنفی الشافعی گویند گنجائش دارد ..... (مکتوبات معصومیہ ۱/۲۳۱/۲۲۲)

۲۳-۱۸/۱۵۸ "منازعات و مشاجرات کہ در صحابۂ کرام ..... واقع شدہ بر محالِ نیک فرود می آوردند ..... حضرت امیر را کرم اللہ وجہہ دریں محاربات و مشاجرات محق می داشتند و جانبِ دیگر را مخطی اما خطای اجتہادی کہ از طعن دور است ".....

حضرت خواجہ نے خود ان امور سے وضاحت فرمائی ہے، ملاحظہ ہو : مکتوبات معصومیہ ۲/۳۶/۶۳ - ۶۵ سوال نہم

انہیں خیالات کا اظہار حضرت مجدد نے فرمایا ہے :

کم و بیش آدھے صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملے میں شریک ہیں پس اگر حضرت امیر (علی) کے ساتھ لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق ہوں تو نصف دین سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے جو ان کی تبلیغ کے ذریعے

ہم تک پہنچا ہے (مکتوبات حضرت مجدد ۱/۲۵۱)

صحابہ کے مابین جو تنازعات ہوئے ہیں انہیں نیک محل پر محمول کرنا چاہیئے، تعصب سے دُور رہنا چاہیئے کیوں کہ وہ تاویل اور اجتہاد پر مبنی تھے، یہی اہلِ سنت کا عقیدہ ہے (ایضاً ۱/۲۵۱)

حضرت علی کے خلاف لڑنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی کی طرف تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا، خطای اجتہادی تھی اس لیے ملامت سے دُور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے..... حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں حضرت معاویہ خلافت کے حق دار نہیں تھے۔

(ایضاً ۱/۲۵۱)

خطای اجتہادی سے مراد یہ ہے کہ ایک عالم صالح و متقی اپنی پوری کوشش حق بات کی تلاش میں صرف کر دیتا ہے لیکن اس کی رسائی حق تک نہیں ہوتی بلکہ وہ غلط نتیجے تک پہنچتا ہے (دستور العلماء ۲/۸۹)

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید کا ایک مکتوب اس موضوع پر ہے نیز اسی مکتوب پر تعلیقات کے لیے دیکھئے:

مقاماتِ مظہری ۵۰۶-۵۰۸ ، ۵۴۹-۵۵۱

۱۵۹/۷-۸ "اگر چہ در طریقۂ قادریہ و چشتیہ ہم بر مریدان آں طریقین را نیز تربیت می فرمودند"

ممکن ہے حضرت خواجہ نے اپنے آخری ایامِ حیات میں طالبوں کو ان کے مذاق کے مطابق چند ایک کو طریقہ قادریہ و چشتیہ میں تربیت کی ہو، کیونکہ حضرت خواجہ نے نہایت واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہم نے طریقہ چشتیہ میں کسی کی تربیت نہیں کی، لکھتے ہیں:

"فقیر طریقہ چشتیہ را بہ کسی نمی گوید و خرقہ ہم نمیدہد تا واضح باشد"

(مکتوباتِ معصومیہ ۳/۱۳۰)

۱۵۹/۱۲-۱۳ خُذِ العَفوَ ..... الجٰھِلِینَ

قرآن ۷/۱۹۹

۱۶۰/۶-۷ مَثَلُ اُمّتِی ..... اَم آخِرہ

حدیث ، سننِ ترمذی (ادب ۹۱) [بحوالہ معجم المفہرس ۱/۹۴]

شیخ عبدالرحمٰن سلمی نے طبقات الصوفیہ میں یہ حدیث نقل کی ہے، طبقات کے مصحح نورالدین شربیہ نے اس حدیث کی متون حدیث کے حوالوں سے بحث کی ہے (طبقات ۲ متن وحاشیہ) یہی حدیث حضرات القدس میں بھی نقل ہوئی ہے (۲/۲۶) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تالیف کے وقت صاحبِ مقاماتِ معصومی کے پیشِ نظر متون حدیث کی بجائے حضرات القدس کا نسخہ تھا جہاں یہ حدیث پاک قدرے مختلف الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔

۱۶۰/۷ ...... حدیث ...... مَثَل اُمتی ...... اشارت بہ وجودِ مسعود حضرت مجدد الف ثانی می دانستند ......

حضرت مجدد الف ثانی کی سوانح عمریوں میں اس "اشارہ" کی تفصیلات درج ہیں، حضرات القدس میں ہے:

..... بعد از ہزار سال از ارتحال محبوب ذوالجلال علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات بکمال اتباع آں سرور بکمال وراثت شدہ مجدد بعد الف آمدہ اند وآنچہ آنسرور علیہ السلام فرمودہ مثل اُمتی ...... تواند کہ اشارہ بہ وجودِ مسعود آنحضرت (مجدد الف ثانی) بود، چہ آخریت ایں امت از مضیٔ الف است

(۲/۲۶)

۱۶۰/۱۱-۱۴ از خلیفۂ عصر باوجودیکہ مرید ہم بودہ بہ صد آرزو خواستہ کہ قریہ یا معاشی یا یومیہ برای خرچ خانقاہِ ملائک پناہ بہ گزرانند اصلا در معرضِ قبول نیفتاد ...... بہ قسمی یاد آں قبلۂ حاجات می رسید الیہ ......

یہاں خلیفۂ عصر سے مراد اورنگ زیب عالمگیر ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں حضرت خواجہ کے اورنگ زیب کے ساتھ روابط اور اس کی اس خانوادے سے عقیدت کے واقعات کو یکجا کر دیا ہے۔

۱۶۰/۲۰ ذکرِ خفی را افضل از ذکرِ جہر می دانستند ....

حضرات نقشبندیہ مجددیہ نے ذکرِ خفی کو ہی ترجیح دی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے ذکر جہر سے منع فرماتے ہوئے اسے بدعت قرار دیا ہے (مکتوبات ۱/۲۲۱)۔ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید کا ایک مکتوب اسی موضوع پر ہے دیکھئے:

مقاماتِ مظہری (۴۹۲ - ۴۹۴)

۱۶۰/۲۰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة

قرآن ۷/۵۵

۱۶۱/۱۰-۱۱ ..... اعتکاف در سرای دوہیری کہ یک فرسنگ از بلدۂ طیبۂ حضرت سرہند واقع است، در باغ آں می نشستند.....

"سرائے دوہیری" کا جو محل وقوع یہاں بتایا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ایک باغ بھی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں باغ سے مراد "باغِ عام خاص" ہے۔ یہ مغل عہد کی وہ سرائے ہے جسے انہوں نے اپنے سفر کے دوران آرام کرنے کی غرض سے آگرہ سے براستہ سرہند و دہلی، لاہور جانے کے لیے تعمیر کروائی تھی۔ اٹلس آف انڈیا نقشہ نمبر ۴۸ (۱۸۶۱ء) میں اس مقام کو "عام خاص" کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کنگھم نے آثارِ قدیمہ کی رپورٹ (۱۸۶۲ - ۱۸۶۵) میں سرائے کا تفصیلی ذکر کیا ہے:

Kirpal Sigh: Monuments of Sirhind. (Sirhind through the Ages. pp. 141-42, 148-149)

لیکن کسی نے اس سرائے کا نام "دوہیری" نہیں لکھا یہ مقاماتِ معصومی میں ہی آیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کا مقامی تلفظ کیا ہے تاہم ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے سرہند کی صرف اسی ایک سرائے کا ذکر کیا ہے:

۱۶۱/۱۶ وما ارسلناک الا رحمة للعٰلمین

قرآن ۲۱/۱۰۷

۱۶۱/۲۱ شرزہ خان مرحوم کہ بہ قلعہ داری بلدۂ کابل سرافراز بودہ و بی واسطہ مرید جناب حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر در مدح آنحضرت.....

شرزہ خان کے حالات کے لیے کتاب حاضر کے متن کا عنوان "سلاطین و

امراء از مریدانِ حضرت خواجہ محمد معصوم" (مفتاح نہم) ملاحظہ کریں۔

۶/۱۶۲ اربابِ سکر را در مقاماتِ شطحیہ مثل انا الحق و سبحانی معذور می داشتند .....

ہم نے کتاب کے مقدمے میں "تعلیماتِ حضرت خواجہ محمد معصوم" کے تحت اس کی تفصیل دی ہے۔ انا الحق اور سبحانی صرف حسین منصور حلاج نے ہی نہیں کہا کئی دیگر صوفیہ سے بھی یہ کلمات سکریہ سرزد ہوئے ہیں روزبہان بقلی نے شرح شطحیات میں ان امور کی توضیحات پیش کی ہیں۔ (بامداد اشاریہ)

۳-۱/۱۶۳ ادب برادر بزرگ خود حضرت خازن الرحمت ...... آں قدر می فرمودند کہ .....

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت کے مناقب اپنے مکاتیب میں جا بجا لکھے ہیں آپ کا ایک مستقل مکتوب حضرت خازن الرحمت کے فضائل و مناقب پر ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۳/۱۳-۱۵)

۲/۱۶۴ حافظ محمد شریف .....

حضرت حافظ محمد شریف لاہوری مراد ہیں جو آپ کے خلیفہ اور آپ کے مکتوب الیہ بھی ہیں، ان کے حالات کے لیے کتابِ حاضر کی مفتاح نہم کا ذیل ملاحظہ کریں۔

۱۵/۱۶۵ مکتوب ہشتم از جلد اول کہ بنام شیخ عبداللطیف لشکر خانی صدور یافتہ .....

شیخ عبداللطیف لشکر خانی کے حالات اس کتاب کی مفتاح نہم کے ذیل میں ملاحظہ کریں۔ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول میں یہ مکتوب نمبر ۹ ہے۔

۲۲/۱۶۶ ...... وردفی الحدیث" اول ما خلق اللہ نوری"

اس حدیث کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں نقل کر کے اسے سند کے اعتبار سے حدیثِ حسن بتایا ہے۔

۱۷/۱۶۸ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ

قرآن ۳۷/۱۱۳

۱۹-۱۸/۱۶۹ تفصیل بعض امور کہ دریں جا باجمال ذکر یافتہ است از مکتوباتِ قدسی آیات حضرت ایشانِ ما (مجدد الف ثانی) باید طلب نمود .....

حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرتے ہوئے احادیث نقل کی ہیں بعض مراجع ملاحظہ ہوں :

مکتوبات ۳/۱۰۰ ، ۶۴ ، ۹۶ ، ۸۰ ، ۱۷ ، ۱/۲۰۹ ، ۲/۶۷ ، ۱۰

۱۶۹/۲۰ مرزا امان اللہ برہانپوری .....

حضرت مرزا امان اللہ برہانپوری، حضرت خواجہ کے مکتوب الیہ اور خلیفہ تھے، حالات کے لیے دیکھئے کتابِ ہٰذا مفتاح نہم کنز سوم۔

۱۷۱/۸ ..... خواجہ محمد حنیف کابلی

حالات کے لیے دیکھئے کتابِ حاضر مفتاح نہم کنز اول

۱۷۱/۹ سورۂ قل اعوذ برب الناس .....

قرآن ۱۱۴

۱۷۲/۵ ربنا اٰتنا ..... رشیداً

قرآن ۱۸/۱۰

۱۷۲/۷ ..... میر محمد نعمان قدس سرہ

حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات انہیں تعلیقات میں ملاحظہ کریں (۹۸/۲۲)

۱۷۲/۸ یٰاَیُّھَا الذین .....

قرآن ۳/۱۰۲

۱۷۲/۱۳ تبتل الیہ تبتیلا

قرآن ۷۳/۸

۱۷۳/۱۷ بہ فتح اللہ در جواب اسولۂ او کہ .....

مکتوباتِ معصومیہ (۱/۱۱/۶۸) میں اس مکتوب الیہ کا نام "قلیج اللہ" درج ہے لیکن مقامات معصومی کے خطی نسخوں میں "فتح اللہ" ہی لکھا ہوا ہے۔ ہاں مکتوب الیہم میں سے ایک ملا فتح اللہ (۳/۲۳۰) بھی ہیں۔

۱۷۴/۲-۴ ورحمتی وسعت کل شیئٍ ..... الزکوٰۃ

قرآن ۷/۱۶۵

۱۶-۱۵/۱۷۴ لَا یَعْصُوْنَ ..... یُؤْمَرُوْنَ

قرآن ۶/۶۶

۲۱/۲۰/۱۷۴ وَمَا یَعْلَمُ ..... اِلَّا هُوَطْ

قرآن ۳۱/۷۴

۲۵/۱۷۴ البدور السافرۃ

البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، امام جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، ہندوستان میں ۱۳۱۱ھ میں طبع ہوئی تھی۔

۴/۱۷۵ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ

قرآن ۶۲/۶

۹/۱۷۵ وَکَانَ ..... عَسِیْرًا

قرآن ۲۶/۲۵

۱۱/۱۷۵ لَا یَحْزُنُهُمُ ..... الْمَلٰئِکَةُ

قرآن ۱۰۳/۲۱

۲۲/۱۷۵ ان اصحٰب ..... فَاکِهُوْنَ

قرآن ۵۵/۳۶

۲۳/۱۷۵ اصحٰب الجنة ..... مَقِیْلًا

قرآن ۲۴/۲۵

۱۴/۱۷۶ فی یومٍ ..... الف سَنَةٍ

قرآن ۴/۷۰

۱۹-۱۸/۱۷۶ فی یوم کان ..... تعدون

قرآن ۵/۳۲

۱۶/۱۷۶ تفسیر الکواشی

یہ موفق الدین احمد بن یوسف الموصلی الشیبانی الشافعی (ف ۶۸۰ھ) کی تصنیف ہے (حاجی خلیفہ ۴۵۷/۱)

۹/۱۷۷ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ

قرآن ۲۹/۵۵

۱۰/۱۷۷ وَيَمْحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ

قرآن ۳۹/۱۳

۱۵/۱۷۷ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَاب

قرآن ۳۹/۱۳

۵/۱۷۸ شیخ عطار فرموده .....

شیخ ابوحامد محمد بن ابوبکر ابراہیم مشہور بہ فریدالدین عطار نیشاپوری (ف ۶۱۸ ھ)، حالات کے دیکھئے:

۱۔ فروزانفر، بدیع الزمان: شرح احوال و نقد و تحلیل آثار عطار۔ تہران

۲۔ محمد استعلامی: (مقدمۂ) تذکرۃ الاولیاء۔ تہران ۱۳۶۰ش

۱۲-۱۳/۱۷۸ کلمینی یا حمیرا

یہ حدیث ہے۔ احیاء العلوم ۳/۴، میں "کلمینی یا عائشۃ" نقل ہوئی ہے۔ طبقات الشافعیہ (۱۶۳/۴) میں بھی اسی طرح ہے۔

(فروزانفر: احادیثِ مثنوی ۲۰)

۱۵-۱۶/۱۷۸ مولوی گوید ؎

ایں تکلفہای من در شعرِ من
کلمینی یا حمیرای من ست

مولانا روم نے یہ حدیث ان اشعار میں استعمال کی ہے:

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی کلمینی یا حمیرا کلمی

(احادیث مثنوی ۲۰)

آنکہ دنیامست گفتش آمدی کلمینی یا حمیرا می زدی

(ایضاً ۲۳)

لیکن مولفِ مقاماتِ معصومی نے جو شعر نقل کیا ہے وہ منقولہ بالا دونوں شعروں سے خاصا مختلف ہے۔

۱۵/۱۷۹ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باقٍ

قرآن ۹۶/۱۶

۱۸۰/۱۳-۱۵ عزیزی از بزرگان بہ ہمیں قسم مقامات تالیف فرمودہ اند..... و زیادہ از سی سال آرا بانجام رسانیدہ اند.....

یہاں کواکب الدریہ تالیف شیخ محمد ہادی کی طرف اشارہ ہے جو مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا ضخیم تذکرہ ہے، تفصیل کے لیے "مآخذ حیات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی" (کتاب حاضر) ملاحظہ کریں۔

۱۸۰/۲۱ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ..... الْکٰفِرِیْنَ

قرآن ۳/۱۴۷

---

# مفتاح پنجم

۱۸۳/۷ عبارتی از رسالۂ معدن الجواہر در دیباچۂ معدنِ سوم در بیانِ تصرفات و .....
معدن الجواہر، مولفِ مقاماتِ معصومی کی تالیف ہے جو حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات پر مشتمل ہے تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات

۱۸۳/۱۰ لقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات بیّنات
قرآن ۱۰۱/۱۷

۱۸۳/۱۵ قطب المحققین ..... خواجۂ نقشبند قدس سرہ
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند (رک تعلیقاتِ حاضر ۱۱/۳۰)

۱۸۳/۱۷ کرامات وخرقِ عادات بر پنج قسم است، قسمی .....
کرامات اولیاء اللہ کے اثبات واقسام پر صوفیہ نے بہت کچھ لکھا ہے، اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی تالیف ہو چکی ہیں، ملاحظہ ہو:
۱- محمد امین بدخشی (خلیفۂ شیخ آدم بنوڑی): کراماتِ آدمیہ، قلمی ۱۰۹۲ھ
۲- یوسف نبہانی علامہ: جامع کرامات الاولیاء، بیروت

۱۸۴/۸-۹ اتقوا ..... بنور اللہ
حدیث، سنن ترمذی (تفسیر سورۃ ۱۵، ۶) [بحوالہ معجم المفہرس ۲۹۸/۷] لیکن متن مقاماتِ معصومی میں "اتقوا من فراستہ" ..... آیا ہے یعنی اس میں لفظ "من" زاید ہے۔

۱۸۴/۱۰ (کرامت) ..... قسمی است از کفار ..... مثل جوگیہ ابراہم ..... آں را

استدراج می دانند..... استدراج، امرِ خارق العادۃ است کہ از دست کافر مدعی صادر شود.....

"من علامۃ الاستدراج العمی عن عیوب النفس" (طبقات الصوفیہ لسلمی ۵۴) اصطلاح "استدراج" کے بارے میں مختلف بیانات کے لیے دیکھیے:

جعفر سجادی: فرہنگِ معارفِ اسلامی (۱/۱۶۶)

۱۲/۱۸۴ ..... وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

قرآن ۳/۵۴

۲۱/۱۸۵ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

قرآن ۳۹/۵۳

۱۸۶/۷-۱۰ ..... بعد عہد کہ پنجاہ و چہار سال از انتقال آں ہادیٔ کمال (خواجہ محمد معصوم) ازیں دار پُرملال گذشتہ.....

گویا مولف اس کتاب کی تالیف کے دوران سرہند شریف سے دُور اور مسافر تھے اور مفتاح ہذا (پنجم) ۱۱۳۳ھ = [۱۰۷۹ + ۵۴ = ۱۱۳۳ھ] میں زیر تالیف تھی۔

۱۸۶/۱۴ اعطیت الکنزین.....

حدیث، (رک تعلیقات حاضر ۲۳/۸-۹)

۱۸۷/۸-۱۰ ....." بر جناب علیہ (والدۂ مولف) ایشاں ہموم و غموم و مصائب بسیار بوقوع آمدہ..... الحال ہمیں زیست راقم سیاہ کار از اعاظم نعم تصور نمودہ".....

یہاں مولف نے اپنی والدہ پر آنے والے مصائب کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی مولف سے بڑے دو بھائیوں کا انتقال اور طویل مدت کے بعد مولف کی ولادت کا ذکر کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے کتاب حاضر مفتاح ہشتم کنز اول و مقدمہ مرتب" احوالِ خانوادۂ مولف"۔

۱۸/۱۶-۱۷ وَلَا يَنْفَعُكُمْ ..... تُرْجَعُوْنَ

قرآن ۱۱/۳۴

۱۸/۱۸۷ عمِ شریف ..... شیخ عبداللطیف کہ ہمشیرہ زادہ حضرت ایشاں بودہ .....

حضرت شیخ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح ہشتم کنز دوم۔

۲۲-۱۹/۱۸۷ "حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعیّناتِ خمسہ را بہ موافق اصطلاح شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کہ تعین وحدت واحدیت د" .....

شیخ ابن ابی عربی کے مرتبہ تعینات خمسہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

جامی، عبدالرحمٰن : نقد النصوص، طبع ولیم چیتیک۔ تہران، باہداد اشاریہ ۲۲۴

۶-۵/۱۸۸ حضرت جدہ محترمہ راقم سیاہ کار قدس سرہ کہ ہمشیرہ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ اند .....

یہاں مولف کی جدہ محترمہ سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم کی بہن یعنی حضرت خدیجہ بنتِ حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں (روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۹، ۲۸۰، نیز دیکھئے تعلیقاتِ حاضر ۵/۱۴۹)

۷/۱۸۸ مرحومی ..... نواب مکرم خان .....

نواب مکرم خان کے حالات کے لیے کتاب حاضر کی مفتاح نہم کا ذیل بعنوان "سلاطین و امراء از مریدانِ حضرت خواجہ" ملاحظہ کریں۔

۱۶-۱۳/۱۸۸ "بادشاہِ جنت آرام گاہ خلد مکان را کہ از مریدانِ خاص حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ اند، از تعظیم کفار ..... و خطاب دادن آں ..... ووالی گردانیدن بر بلادِ مسلمین بمبالغہ تمام منع فرمودند" .....

یہاں بادشاہ خلد مکان" سے مراد اورنگ زیب عالمگیر ہے ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے حضرت خواجہ کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں ان امور کی تفصیل درج کی ہے۔

۱۷/۱۸۸ "حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مدح برادر اصغر خود حضرت شاہ جیو قدس سرہ پیش بادشاہِ مذکور فرمودند کہ" .....

حضرت شاہ جیو سے مراد حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی ہیں

اور بادشاہ مذکور سے اورنگ زیب کی طرف اشارہ ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے نقشبندی مشائخ کے ساتھ روابط کی تفصیل کے ضمن میں حضرت شیخ محمد یحیٰی کا بھی ذکر کیا ہے۔

۶/۱۸۹ شیخ محمد عابد نبیرۂ حضرت خازن الرحمت .....

حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا، بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۲۰-۶/۱۸۹ ..... استفسار نمودند کہ حضرت غوث الثقلین را کمالات نبوت بود یا نہ .....

عارفِ کامل شل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ کمالات نبوۃ بہ طریق وراثت نواختہ .....

حضرت مجدد الف ثانی نے کئی مقامات پر حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں، لکھا ہے کہ ائمہ اثناء عشر کے بعد مقام قطبیت حضرت غوث اعظم کو عطا ہوا اور تا دم تمام واصلین کو انہیں کے ذریعے فیض پہنچتا ہے اور میں (حضرت مجدد) آپ کا نائب ہوں (مکتوبات ۳/۱۲۳) نیز آپ کے اظہارِ عقیدت کے لیے دیکھئے وصال احمدی ۱۲-۱۳

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید کا ایک مکتوب اسی موضوع پر ہے (مقاماتِ مظہری ۴۸۶-۴۸۷)، نیز ملاحظہ ہو:

فقیر اللہ علوی شکارپوری: مکتوبات، لاہور ۱۹۰۹ء (۴۹/۲۰۲-۲۲۱)

۲۱/۱۸۹ ذٰلک فضل اللہ ..... العظیم

قرآن ۵۷/۲۱

۲۲/۱۸۹ ..... مخدوم زادہ ..... شیخ محمد اسمٰعیل .....

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے دیکھئے کتابِ حاضر، مفتاح ہفتم کنز اول و مقدمہ کتاب بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۴/۱۹۰ مخدوم زادۂ مذکور از والدِ بزرگوار و مرشدِ عالی مقدارِ خود .....

یعنی مخدوم زادہ شیخ محمد اسمٰعیل کے والد حضرت شیخ صبغۃ اللہ بن

حضرت خواجہ محمد معصوم۔

۸/۱۹۰ یکی از خالاتِ معظمات ایں احقر البریات لاولد بودند .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی پانچ صاحبزادیوں میں سے ایک لاولد تھیں، یہ آپ کی دخترِ ثانی یعنی عائشہ بیگم تھیں جن کا عقد حضرت شاہ لطف اللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی سے ہوا تھا (ہدیۂ احمدیہ ۳۶)، حضرت خواجہ محمد سعید کے ساتویں فرزند صاحبِ اولاد تھے لیکن شاہ لطف اللہ لاولد رہے (ہدیۂ احمدیہ ۸ انساب الانجاب ۱۲)

۱۸/۱۹۰ روزی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از نماز فجر در حلقۂ ذکر با اصحاب پیش از طلوع آفتاب نشستہ بودند، مشہود گردید کہ جماعت بسیار .....

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ مکاشفہ حسنات الحرمین (۱۶۶-۱۶۷) میں درج ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس ملفوظ کا تعلق آپ کے سفر و قیام حرمین الشریفین سے ہے۔ مولف مقاماتِ معصومی نے بہ تغیر اس ملفوظ کو حسنات الحرمین سے نقل کیا ہے۔

۱۹۱/۱-۲ "ہمیں معاملہ (ورودِ کعبہ) بہ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی ہم گذشتہ بود چنانچہ در مقامات حضرت مشروح و مبین است"......

یہاں مقامات سے مراد حضرات القدس ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ:

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی نماز فجر کے بعد اسی طرح قبلہ رو بیٹھے رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اپنے خاص مریدین سے فرمایا کہ آج زیارت کعبہ کا شوق اور حرمِ محترم کا اشتیاق ہوا میں نے دیکھا کہ کعبۂ مکرمہ آیا اور میرا طواف کیا، تعجب ہے کہ اصحابِ کشف اس واقعہ سے غافل رہ گئے، ورنہ وہ بھی ضرور میرے گرد پھرتے اور میرا طواف کرتے۔

(حضرات القدس ۲/۱۰۶)

۶/۱۹۱ عالی حضرت قدس سرہ .....

یعنی حضرت شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم

۱۹۱/۸ شیخ عبدالقادر (جد بزرگوار مولف)

حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح ہشتم کنز اول

۱۹۱/۸ ..... پدرِ عبدالملک کہ از خلفای غوث گوالیاری .....

"پدرِ عبدالملک" سے مراد شیخ عبدالملک کے والد شیخ فرید کہروال ہیں، جو شاہ محمد غوث گوالیاری کے خلیفہ تھے (بختاور خان: مراۃ العالم ۴۱۸)، شیخ فرید کہروال کو سلطان الموحدین شاہ فرید ثانی اور ان کے والد کو شیخ بایزید ثانی کہا جاتا ہے۔ (سلیمان بن سعداللہ: احوالِ مشائخ کبار، قلمی ورق ۱۴ ب، محمد اشرف شطاری لاہوری: جامع الفوائد، قلمی ورق ۱۹-ا)، شیخ فرید ثانی کا مزار سرہند میں ہے اور خلاصۃ التواریخ کی تالیف ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۶ء تک موجود تھا (سجان رائے: خلاصۃ التواریخ ۳۵) مقاماتِ معصومی کے اس اقتباس میں "غوث گوالیاری" سے مراد سلسلہ شطاریہ کے مشہور شیخ شاہ محمد غوث گوالیاری ہیں۔

شیخ فرید ثانی کہروال کے بیٹے عبدالملک، معروف شیخ زمانہ تھے، بختاور خان نے لکھا ہے:

شیخ عبدالملک مرید و جانشینِ والدِ خود شیخ فرید کہروال است، بہ زہد و تقویٰ و علم و فضل اتصاف دارد، بہ رفاقت شیخ محمد اشرف (شطاری لاہوری) مکرر بہ ملازمت بادشاہِ خدا آگاہ مستسعد شدہ، کامیاب گشتہ والحال در بلدۂ سہرند اقامت دارد۔

(مراۃ العالم ۲/ ۴۱۸)

شیخ فرید ثانی کے حالات عام تذکروں میں نہیں ملتے، شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری مذکور (خلیفۂ شیخ فرید ثانی) اپنی کتاب جامع الفوائد میں اور شیخ سلیمان بن سعداللہ نے احوال مشائخ کبار میں شیخ فرید ثانی کے جو احوال و معارف لکھے ہیں ان سے ان کے ایک غالی وحدت الوجودی اور اپنے پیر شاہ محمد غوث گوالیاری کے افکار کے علم بردار معلوم ہوتے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) محمد اشرف شطاری لاہوری : جامع الفوائد ، قلمی
(۲) سلیمان بن سعد اللہ : احوال مشائخ کبار ، قلمی
(۳) تحفۃ السلاسل (بسال ۱۰۴۹ھ در احوال مشائخ شطاریہ) قلمی
(۴) بختاور خان : مراۃ العالم طبع ساجدہ علوی ۔ لاہور ۱۹۷۹ء
(۵) محمد اسلم پسروری : فرحت الناظرین ۸۲-۸۳

۱۹۱/۹ "مفاسدِ اعتقادِ او در رسالۂ معراجیہ کہ از مصنفات اوست واضح ولائح است"

یہاں شاہ محمد غوث گوالیاری کے "رسالہ معراجیہ" کی طرف اشارہ ہے جس میں انہوں نے حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ "مجالسہ و مکالمہ" کا ذکر کیا ہے، ان کے ان افکار پر اس عہد کے علماء نے سخت گرفت کی معروف عالم دین شیخ علی متقی نے ان کے خلاف فتویٰ جاری کیا۔ تفصیل کے لیے کتاب ہذا کے مقدمے میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے افکار کا مطالعہ کریں۔

۱۹۱/۱۰ چوں نسبت ہم وطنی درمیان ست باید کہ گاہی در ایام جمع مجالس .....

یہاں نسبت "ہم وطنی" سے مراد شیخ فرید ثانی اور شیخ عبد الملک کا مسکن سرہند ہے۔ کیونکہ یہ بھی سرہند ہی میں رہتے تھے۔ (تعلیقات ہذا ۱۹۱/۸)

۱۹۱/۱۵-۱۹ سمعت من بعض الثقات جناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در رسالۂ معارف لدنیہ بسی تفصیل نوشتہ اند و ہر کلمہ را از کلمات او نوشتہ می نویسند کہ انصاف باید داد کفر ہست یا نہ .....

یعنی حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے رسالہ معارف لدنیہ میں شاہ محمد غوث کے رسالۂ معراجیہ میں سے قابل اعتراض کلمات پر گرفت کی ہے اور ان عقائد کو کفر قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے معارف لدنیہ میں نہ تو شاہ محمد غوث گوالیاری کا نام لیا ہے اور نہ ہی ان کے رسالہ معراجیہ کا لیکن حضرت مجدد نے نام لیے بغیر جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ یقیناً اسی رسالہ معراجیہ کی ہیں دوسرے مقاماتِ معصومی کے مولف نہایت معتبر اور محقق بزرگ ہیں اگر معارف لدنیہ میں شامل رسالہ معراجیہ کے اقتباسات کا اصل رسالہ سے تقابل کر کے دیکھا جائے تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ واقعی اسی رسالہ پر گرفت ہے لیکن افسوس

کہ رسالہ معراجیہ ہمیں نہیں مل سکا تاہم معاصر کتب میں اس کے جن مندرجات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ بعینہٖ وہی ہیں جو اقتباسات حضرت مجدد نے نقل کئے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :

"از بعضی درویشانِ خام ناتمام کہ کشف خیالی خود را اعتبار نمودہ بانکار ومخالفتِ ایں شریعت باہرہ اقدام می نماید وحال آنکہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام باں کلیمی وقرب اگر زندہ می بود غیر از متابعت ایں شریعت امر دیگر نمی گردد وایں فقیرانِ بی سر وبرگ را چہ رسد کہ مخالفت آں نمایند ..... ایں فقیر بعضی از معتقدات کشفیہ آں جماعت راند کوری سازد انصاف باید کرد کہ مخالف شریعت اند ..... شیخ ورئیس آں جماعت در کتابِ خود می نویسد کہ روح انسانی بخصوص عین ذات است تعالیٰ وتقدس"..... (۵۳-۵۴)

حضرت مجدد الف ثانی نے اس رسالۂ معراجیہ میں سے جس قدر فقرات نقل کرکے ان کا رد کیا ہے ان خیالات کو "کفر صریح" بتایا ہے، آخر میں لکھتے ہیں :

"سخنی چند از سخنان فاسدۂ او دریں رسالہ آورد تا مردم بہ شناعت کار او مطلع شوند وبہ تعلید در زمرۂ اہل الحاد نہ درآیند اگر باوجود آں را در تعلید آں جماعت را پیش گیرند حجت بر ینہا تمام شدہ باشد"۔

گویا علمی دُنیا میں پہلی مرتبہ کتابِ حاضر (مقاماتِ معصومی) کی بدولت اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ حضرت مجدد کے رسالہ معارف لدنیہ کے آخر میں "شیخ ورئیس آں جماعت در کتاب خود می نویسد" سے شیخ ورئیس یعنی شاہ محمد غوث گوالیاری، آں جماعت یعنی سلسلہ شطاریۂ گوالیاریہ، اور کتاب خود یعنی ان کا رسالہ معراجیہ مراد ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مجدد نے واقعی یہ سب کچھ شاہ محمد غوث گوالیاری کے خلاف لکھا ہے۔

١٩١/٢٢-٢٣ رَبَّنَا لَا تُزِغْ ..... اَنْتَ الْوَهَّابُ
قرآن ٣/٨

۵/۱۹۲ میوۂ ولایتی .....

ولایت، اصطلاحاً ماوراء النہر اور افغانستان کے لیے استعمال ہوتا ہے (حبیبی، عبدالحی : رفع یک اشتباہ قدیم ..... یادنامہ منورسکی ۱) چونکہ ان علاقوں میں حضرت خواجہ کے عقیدت مند کثیر تعداد میں تھے وہ بھی ان خطوں سے پھل بطور نذر لاتے تھے۔

۵/۱۹۲ میوۂ ولایتی مثل سیب و ناشپاتی و انگور و بہی .....

ان میوہ جات میں سیب، ناشپاتی اور انگور بہت مشہور ہیں لیکن "بہی" کے بارے میں ہمارے مآخذ خاموش ہیں، برہان قاطع میں ہے :

"بہی" بکسر اول و ثانی بتحتانی رسیدہ ـ نام میوہ ایست مشہور (۱/۳۲۹)
نیز ر.ک تعلیقات محمد معین بر برہان قاطع

قاسم ہروی نے لکھا ہے :

بہی، بر دولانہ و سیب پیوند می شود و سیب بر بہی و بعضی بہی را بر بید و مشک بید پیوند جہت آنکہ اشجار مذکور آب بسیار جذب می نماید و بہی آب بسیار می خورد پیوند آں اشجار مذکور مناسب است۔

(ارشاد الزراعۃ ۹۲۱ھ طبع محمد مشیری ۱۳۱-۲۳۲)

۹/۱۹۲-۲۲ روزی حضرت ایشاں بزیارت حضرت مخدوم کہ جد بزرگوار آں جناب ولایت بودہ اند .....

یہاں "حضرت مخدوم" سے مراد "حضرت مخدوم عبدالاحد" ہیں۔
(ر.ک تعلیقات ہذا ۲۰/۲۳)

۱/۱۹۳ ..... حضرت جدۂ محترمۂ راقم سیاہ کار قدس سرھا

مولف کی جدۂ محترمہ یعنی حضرت خدیجہ بنت حضرت مجدد الف ثانی
(ر.ک تعلیقاتِ ہذا ۵/۱۴۹، ۵/۱۸۸-۶)

۱۰/۱۹۳-۲۲ ..... در یکی از کوچہ ہای حضرت سرہند ..... بہ تقریبی از تقریبات افتادہ عمارات مرتفعہ و کوشکہای عالیہ بنظر مبارک در آمدند ..... تا امروز ہزار خانہ کم و بیش بر شوکت و .....

ان سطور سے سرہند کی آبادی کی کثرت اور وہاں عالی شان عمارات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ شاہ جہان نے سرہند میں جو محل تعمیر کروایا تھا اس کا ذکر بھی کتابوں میں ملتا ہے (روضۃ القیومیہ ۲/۱۲۰) نیز خود حضرات مجددیہ کے عالی شان آستانوں اور مساجد اور حویلیوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

روضۃ القیومیہ ۳/۱۲۹

۱۹۴/۷ ..... خواجہ عبداللطیف کہ از یاران مقبول آنحضرت بودہ .....

خواجہ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کی مفتاح نہم کا ذیل۔

۱۹۴/۱۰ صالحہ از مخلصان آں قبلۂ ارباب کرامات (خواجہ محمد معصوم) کہ اہل خانۂ حضرت شاہ جیو قدس سرہ .....

یہاں "شاہ جیو" سے مراد حضرت شیخ محمد یحیٰی بن حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔

۱۹۵/۵ لَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

قرآن ۳/۶۰

۱۹۵/۶ اشعار ناصر علی کہ در منقبت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ .....

شیخ ناصر علی کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۲۲/۱۶، ۱۱-۱۲)

۱۹۵/۸ اشعار حضرت وحدت قدس سرہ

حضرت وحدت سرہندی کے حالات اسی کتاب کی مفتاح ہشتم (کنز چہارم) ملاحظہ کریں۔

۱۹۶/۴-۲۳ در رسالۂ یاقوتیہ می نویسد چوں در کلام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ در تحقیق حقیقت کعبۂ حسنا عبارات مختلفہ واقع شدہ است .....

یہ پورا ملفوظ (راحم) رسالۂ یاقوتیہ (حسنات الحرمین) سے بلفظہ منقول ہے۔

(حسنات ۱۷۷-۱۷۸)

۱۹۶/۲ ..... کعبۂ مکرمہ ہرچند کہ اعتبار مقام اصلی تفوق بر جمیع افراد عالم دارد .....

حقیقتِ کعبہ کی تفصیل اور مکاشفاتِ حضرت مجدد کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) مکتوبات حضرت مجدد ۳/۱۲۴

(۲) مجدد الف ثانی : مبدا و معاد ۴۸

(۳) محمد سعید، خواجہ : مکتوبات ۶۸/۱۲۷-۱۲۹

(۴) بدر الدین سرہندی : حضرات القدس ۲/۱۲۶

(۵) محمد معصوم، خواجہ : مکتوبات ۱/۲۴/۹۸، ۲/۱/۲۰، ۲/۱۰۲/۱۶۰، ۱۵۴/۲۵۲، ۳/۱۵۵/۲۰۹

(۶) محمد امین بدخشی : المفاضلہ بین الانسان والکعبہ، قلمی

(۷) محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین جلد سوم قلمی (طویل مباحث)

(۸) محمد معصوم، خواجہ : حسنات الحرمین، مطبوعہ موسیٰ زئی، مکتبہ سراجیہ۔

۱۹۸/۹-۱۰ ..... "بعد از وصالِ حضرت خازن الرحمت قدس سرہ چوں فرزندان و نیازمندانِ ایشاں رجوع ارادت بہ جناب حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ کمال نیازمندی افتادہ".....

مولف روضۃ القیومیہ نے دفتر دوم میں حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت کی اولاد و مریدین کا حضرت خواجہ محمد معصوم کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔

۱۹۸/۱۷-۲۲ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ در روزی کہ بارادۂ سفر حج از مردمان قبیلہ مرخص گردیدہ ..... چوں استخارۂ ام المریدین زہراءِ عصر قدس سرہا مساعدت نہ نمودہ ایشاں را با دو مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف و شیخ محمد صدیق قدس سرہما و سائر بنات و دیگر ..... اجازت دار الاشاد حضرت سرہند دادہ .....

ان مخدوم زادوں میں سے شیخ محمد اشرف کو تو آپ نے اورنگ زیب کے کہنے پر اورنگ زیب کی باطنی تربیت کے لیے ہندوستان ہی رہنے دیا، تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارے مقدمے میں "حضرت خواجہ کا سفرِ حج"

۱۹۹/۷-۱۰ حقوق شاہ جہان بادشاہ ..... بر سائر مسلمین ہندوستان تا قیام قیامت باقی خواہد ماند کہ اسلام ازیں ملک رفتہ را باز بہ صد عز و ناز آوردہ .....

ہم نے اس کتاب کے مقدمے کا ایک بڑا حصہ اس عہد کے سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات کے لیے مختص کیا ہے جہاں ان امور کی تفصیل ملاحظہ

کی جا سکتی ہے۔

۱۹۹/۱۱-۱۲ ...... در سواریٔ بہل کہ بہ سیرِ باغ بادشاہیٔ حضرت سرہند تشریف می بردند..... سرہند کے اس باغ شاہی کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا (۱۶۱/۱۰-۱۱)

۱۹۹/۱۳-۱۷ ...... "اصالت کہ عبارت از تخمیرِ طینت است نمودم، فرمودند کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریں امتِ مرحومہ بایں کرامت ممتاز بودند ...... و حضرت مہدی موعود را علیہ الرضوان ایں دولت از راہِ حضرت عیسیٰ است"......

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس امر کی خود اس طرح وضاحت فرمائی ہے:

"حضرت ایشان ما (مجدد الف ثانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ می فرمودند کہ بقیہ از خلقتِ سرورِ دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والبرکات العلیٰ ماندہ بود و آں را الوش گویاں بیک فردی از دولت مندان امت او عطا فرمودہ اند و تخمیرِ طینتِ او ازاں نمودہ و ازیں راہ آں فرد را از اصالت بہرہ ور ساختہ ازاں بقیہ بعد تخمیرِ طینت آں فرد نیز بقیہ قلیلی ماندہ بود آں بقیہ نصیبِ یکی از منتسبان آں فرد آمدہ است ...... مانا کہ نصیبی کہ حضرت مہدی موعود را علیہ الرضوان از اصالت از راہِ حضرت عیسیٰ است ......" (مکتوبات ۱/۱۹۲/۳۶۸)

۱۹۹/۲۳ ...... فضلِ انبۂ ہندوستان و ......

"انبہ" (آم) بفتحِ ثالث و خفای ہا میوہ ایست معروف در ہندستان (برہانِ قاطع طبع محمد معین ۱/۱۶۵)

۲۰۰/۱ خربزۂ ولایت واثر گردیدہ کہ ......

یہاں ولایت سے مراد ماوراء النہر کے مردم خیز خطے یعنی بخارا و سمرقند وغیرہ ہیں۔ بخارا کے خربزے کے متعلق لکھا ہے:

خوبیٔ خربزہ بر تمام وراء النہر رجحان دارد (ظرائف و طرائف ۹۳)

یاقوت حموی نے لکھا ہے:

"خربزہ اش (بخارا) بسیار معروف است ونام ایں خربزہ است کہ در شیرینی وطعم ولطافت بی نظیر است" (ایضاً ۹۶، ۲۹۲، ۴۵۳، ۱۵۲، ۳۸۴، ۳۹۳)

خربزے، ہندوستان میں عراق، خراسان اور ہرات سے آتے تھے، مغلوں کی ان پھلوں سے خصوصی رغبت کے واقعات کے لیے دیکھیے:

صباح الدین عبدالرحمٰن: ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے

۳۸۸، ۴۰۱ بہ بعد

۶/۲۰۰ طاہر خان کہ مقرب سلطانی وسنیٔ تورانی ومرید آں قبلۂ دوجہانی بودہ.....

طاہر خان کے حالات کے لیے دیکھیے کتاب حاضر کی مفتاح نہم کا ذیل بعنوان "سلاطین وامراء از مریدان حضرت خواجہ" مع تعلیقات

۱۷-۱۵/۲۰۰ ..... حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمقدمۂ موی شریف خیر الانبیاء سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والبرکات کہ در بلدۂ شریفۂ حضرت سرہند کہ گذر قصدا ریہا.....

سید الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا بال بستی ملک حیدر (بسی پٹھاناں) میں موجود تھا، عید میلاد کے موقع پر اس کی زیارت کروائی جاتی تھی، یہ بستی ملک حیدر وہی مقام ہے جہاں حضرت خواجہ کی ولادت ہوئی تھی (رک تعلیقاتِ حاضر ۵۲/۴-۵)

۲۲/۲۰۰ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

قرآن ۱۱/۸۸

۲۵/۲۰۱ بادشاہِ اسلام حضرت خلد مکان

یہاں "خلد مکان" اورنگ زیب عالمگیر کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

۱۶-۱۵/۲۰۳ ..... می فرمودند کہ یافت حضرت خواجہ احرار قدس سرہ ہر سال یک لک و پنجاہ ہزار بودہ وخرج خانقاہِ شریف ایشاں یک لک.....

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ نہایت باثروت بزرگ تھے، رشحات میں ہے:

مال ومنال وضیاع وعقار وگلہ ورمہ ومواشی واسباب واملاکِ حضرت ایشاں (خواجہ احرار) ازحد واندازہ افزون بود (رشحات ۳۲۸)
..... مزرعہ ہای آنحضرت (خواجہ احرار) ازہزار وسیصد درگذشتہ است' ..... (مالیات وعشر مزارع سمرقندش) بہ" ہشتاد ہزار ہزار من غلہ بہ سنگ سمرقندی رسیدہ است (رشحات ۲۲۸)

یہ تمام تر تفصیل احمد طاہری عراقی کے رسالہ قدسیہ پر مفصل مقدمے سے ماخوذ ہے۔ (۱۳-۱۴)

۲۰۳/۲۱-۲۳ برآنحضرت (خواجہ محمد معصوم) مکشوف ساختند کہ بعد برآمدِ تو ازیں دیار در آمد بآں دیار پُر انوار بہ بلاہای مختلفہ سرزمینِ ہند را مبتلا خواہند نمود .....

اس واقعے کو مولفِ روضۃ القیومیہ نے قدرے تفصیل سے لکھا ہے کہ وبا بھی ایسی بے ڈھب پھوٹ پڑی کہ ہزارہا آدمی روزمرہ مرنے شروع ہوئے ..... (۲/۸۸-۸۹)

۲۰۴/۱-۵ ..... اختلاف سلطنت کہ موجب تقاتل عام باشد وتغیر وتبدل امور عظام بہ وقوع پیوست کہ ہلاکت .....

یہ شاہ جہان بادشاہ کے بیٹوں کے مابین تخت نشینی کی جنگ اور اس کے نتائج کی طرف اشارہ ہے۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں ان واقعات کا تجزیہ کیا ہے۔

۲۰۴/۶ بلدۂ دارالسرور برہانپور .....

برہانپور، وسطی ہند (سی۔پی) میں ایک قدیم اور معروف شہر ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) خلیل الرحمٰن: تاریخ برہانپور، دہلی ۱۳۱۷ھ
(۲) قندھاری، محمد عارف: تاریخ اکبری، ۲۹۲ (تعلیقۂ عرشی)
(۳) امپیریل گزیٹیر آف انڈیا۔ ۹/۱۰۴-۱۶

۲۰۶/۱-۴ شیخ محمد باقر لاہوری .....

شیخ، حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے۔ حالات کے لیے دیکھئے

کتاب حاضر مفتاح نہم، کنز ششم۔ حضرت شیخ سیف الدین کے اس طویل مکتوب کی یہ صرف دو سطریں ہیں جو مولف مقاماتِ معصومی نے نقل کی ہیں۔

(مکتوبات سیفیہ ۱۴۱/۱۶۸)

۲۰۷/۲ بادشاہ زادۂ علیۃ الالقاب ..... گوہر آرای بیگم می گفت .....

گوہر آرا بیگم شاہ جہان کی ساتویں اولاد تھی، (محمد صالح کنبوہ لاہوری: عمل صالح ۱/۳۷۵) مآثر عالمگیری ۵۵، ۱۰۸، ۱۲۵، ۴۹۳، ۵۱۲، تاریخِ محمدی ۱۸۔

۲۰۷/۶-۷ بشارتِ سلطنتِ ہندوستان را حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ عالمگیر مرحمت فرمودہ بلکہ برای اطمینان خاطر ایشاں بدستخطِ انور نوشتہ حوالہ ایشاں نمود .....

ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں حضرت خواجہ کے اورنگ زیب سے روابط کے سلسلے میں اس امر کی تفصیل دی ہے۔

۲۰۷/۱۱-۱۲ ..... سعد اللہ خان تکذیب حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ حضور شاہ جہان نمودہ فی الفور بہ دردِ قولنج مبتلا گردیدہ .....

علامی فہامی جملۃ الملک سعد اللہ خان کا تعلق چنیوٹ (از دیہاتِ پنجاب ضلع جھنگ) سے تھا۔ عہدِ شاہ جہانی میں اس کو بڑے بڑے منصب ملے، ۱۰۶۶ھ/۱۶۶۵ء میں انتقال ہوا۔ اس کے مرضِ قولنج سے مرنے کا ذکر کتبِ تاریخ میں بھی ملتا ہے:

"تیسویں سال جلوس شاہ جہانی میں اُسے یہ مرض لاحق ہوا، علاج سے افاقہ نہ ہو سکا۔" (مآثر الامراء ۲/۴۵۱)، نیز دیکھئے مکتوبات حضرت مجدد کے سلسلے میں سعد اللہ خان کا قول، تعلیقاتِ سابقہ

۲۰۷/۱۸ شیخ الاسلام ہروی قدس سرہ .....

شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی (متوفی ۴۸۰ھ/۱۰۸۷ء)

۲۰۷/۱۸ شیخ الاسلام ہروی ..... فرماید" الٰہی ہر کہ خواہی براندازی با ما در اندازی"

لیکن مناجات خواجہ ہروی میں یہ الفاظ اس طرح ہیں:

الٰہی ہر کرا خواہی بر افتد گوئی با دوستان تو در اُفتد

(مناجات، طبع حامد ربانی ۱۲)

معلوم ہوتا ہے کہ مولفِ مقاماتِ معصومی نے یہ قول رسالہ مناجات سے براہ راست نقل نہیں کیا۔

..... " عداوتِ داراشکوہ با متشرعان خصوصاً منتسبانِ سلسلۂ علیہ نقشبندیہ سیما بہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی اظہر من الشمس و پیوستہ در " ..... ۲۰۸/۱-۳

یہ جملے حسنات الحرمین سے ملخصاً ماخوذ ہیں، لکھا ہے:

دریں اثنا بہ خاطر مبارک حضرت ایشاں رسید کہ ولدِ اکبر سلطانِ وقت کہ دشمنِ شریعت غراء واہل آں بودہ خصوصاً بہ منتسبان ایں سلسلۂ علیہ سیما بہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی ....  (حسنات ۲۰۳-۲۰۴)

ہم نے کتابِ حاضر کے مقدمے میں داراشکوہ کے اس خاندان سے عداوت کی تفصیلات کے دوران اس امر کی وضاحت کی ہے۔

..... از بلدۂ کابل .....! ازجملہ نیاز کاردہای ولایتی ہم می گذرانند ..... ۲۰۸/۹-۱۰

"کارد" اس "چاقو" کو کہتے ہیں جو روزمرہ استعمال میں رہتا ہے۔ پھل یا گوشت وغیرہ کاٹنے کے لیے۔ "کارد" کی مختلف اقسام کے لیے دیکھئے:

محمد معین: فرہنگ فارسی ۳/ ۲۸۰۳

یکی از خالاتِ منظمات ایں فقیر کہ بنتِ وسطی حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم بودہ ہمیشہ در آرزوی آں ماندند کہ فرزندی از ذکور یا اناث بہ ظہور آید ..... ۲۰۸/۱۳-۱۴

یہاں "بنتِ وسطیٰ" سے مراد عائشہ بیگم بنت حضرت خواجہ ہیں۔

(تعلیقاتِ حاضر ۱۹۰/ ۸)

شیخ لطف اللہ فرزند حضرت خازن الرحمت داماد حضرت ایشاں بودہ ..... ۲۰۸/۲۳

شیخ لطف اللہ، حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے فرزند تھے، اپنے زمانے کے صالح و عارف تھے تعلیم سلوک اپنے والدِ گرامی سے لی، حضرت خواجہ محمد معصوم کی دختر ثانی یعنی حضرت عائشہ بیگم ان کی زوجہ تھیں ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۶۸ء میں جب حضرات صاحبزادگان حج کے لئے گئے تو شیخ لطف اللہ کا انتقال ہوگیا۔ یہ لاولد تھے، ملاحظہ ہو:

(۱) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۱/ ۲۹۴

(۲) وحدت سرہندی : لطائف المدینہ، قلمی

(۳) احمد ابوالخیر : ہدیۂ احمدیہ ۸، ۳۶

(۴) محمد حسن جان مجددی : انساب الانجاب ۱۲

۵/۲۰۹ سیادت پناہ نعمان خان نبیرۂ حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ

میر نعمان خان بدخشی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کا مقدمہ "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۶-۵/۲۰۹ ...... دریں سفر اکبر آباد روزی با فقر صحبت دست دادند .....

یہاں کتاب حاضر مقاماتِ معصومی کے مقام تالیف کی طرف اشارہ ہے تفصیل کے لیے کتاب ہذا کے مقدمے میں مولف کے احوال کا مطالعہ کریں۔

۱۴/۲۱۰ فرزانہ بیگم اہل خانۂ جملۃ الملکی جعفر خان بہ مرضی گرفتار گردیدہ کہ .....

جملۃ الملکی جعفر خان کے حالات کے لیے دیکھئے مفتاح نہم (کتاب حاضر) کا ذیل ۵۱۰۔ فرزانہ بیگم، یمین الدولہ آصف خان کی بیٹی، ممتاز محل (ملکۂ شاہ جہان) کی بہن اور جعفر خان کی اہلیہ تھی "بی بی جیو" عرف تھا۔ شہزادہ محمد اعظم اور محمد اکبر (پسران اورنگ زیب) جعفر خان کی وفات پر تعزیت کرنے کے لیے بی بی جیو فرزانہ بیگم کے گھر گئے (مآثر الامراء ۱/۵۲۹-۵۳۰)

۱۶-۱۵/۲۱۰ ما یُبَدَّلُ ..... لِلعَبِیْد

قرآن ۵۰/۲۹

۲۴-۱۸/۲۱۰ ...... آنحضرت در مکتوب از مکتوبات جلد ثالث کہ بنام مشارٌ الیہ است ..... مخدوما مکرما گرفتاری بما دونِ حق جل وعلا از .....

یہ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب کی چند سطور ہیں (مکتوبات ۳/۹۴/۱۳۹) حضرت خواجہ نے بی بی جیو فرزانہ بیگم کے اس مرض سے شفایاب ہونے کا ایک اور مکتوب میں اس طرح تذکرہ کیا ہے:

"در بابِ شفا یافتن عصمت پناہ تاج المخدرات کہ قلمی فرمودہ بودند دوستان را سببِ خوش دلی و خورمی گردید ..... امیدواریم کہ بقیہ ضعف کہ ماندہ است آں ہم برود و صحتِ کلی پدید آید، فقیر در دعا و توجہ کہ

وظیفۂ فقراست ..... (مکتوبات ۳/۱۱۱/۱۵۴)

۲۲۱/۶-۸ ..... (از) مکتوبات جلد ثالث ظاہر و ہویدا است ..... "فقیر شفای شما را می خواہد بلکہ" .....

حضرت خواجہ بشارت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

فقیر از دعا و توجہ در بارۂ مرض شما غافل نیست و شفای شما را می خواہد بلکہ می بیند والسلام (مکتوبات ۳/۲۴۵/۲۸۹)

۲۱۲/۵ ..... میر غضنفر داراشکوہی کہ از منظوران خاص .....

میر مذکور کے حالات کتاب ہذا کی مفتاح نہم کے ذیل میں ملاحظہ کریں ۴۹۹

۲۱۲/۲۱-۲۳ ..... درہماں ایام مراجعت (میر غضنفر) حضرت ایشاں مکتوبی بہ میر مذکور نوشتہ اند کہ در مکتوبات جلد ثانی مندرج است .....

مکتوبات معصومیہ کی دوسری جلد میں میر غضنفر کے نام دو مکاتیب (۲۱، ۴۹) ہیں زیر بحث حصے کا تعلق مکتوب نمبر ۴۹ سے ہے، لکھتے ہیں :

..... بسعادت عظمی رسیدہ فرض عمرہ و عمرۂ واجب ادا نمودید .....

۲۱۳/۱۳ روزی ایں درویش را صحبت بادشاہ ..... محمد معظم شاہ عالم در بدو سلطنت ایشاں دست داد .....

شہزادہ محمد معظم شاہ عالم کے حالات کے لیے دیکھئے مفتاح نہم (۵۰۷، ۵۰۸) نیز ہمارے مقدمے میں مولف کے حالات بھی ملاحظہ کریں۔

۲۱۳/۱۷-۱۹ بادشاہ خلد مکان چوں در سال پنجم از جلوس خود متوجہ کشمیر جنت نظیر شدند در اثنا طریق در بلدۂ حضرت سرہند ملازمت حضرت ایشاں بہ صد شوق ..... بجا آوردہ .....

اورنگ زیب اپنے پانچویں سال جلوس ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۳ء میں کشمیر بھی گیا تھا اس کا قیام ۱۴ مئی سے ۱۶ اگست ۱۶۶۳ء تک وہاں رہا گویا اسی سفر پر جاتے ہوئے اس شہزادے کو اورنگ زیب کے بعد بادشاہت کی بشارت دی۔ اس بشارت کا تعلق سفر کشمیر سے زیادہ اور صوبہ داریٔ دکن سے کم ہے۔ شہزادے نے جیسا کہ ملاقات کے دوران مولف کو بتایا کہ آج اس بشارت کو

۴۵ سال بیت چکے ہیں یعنی ۱۱۱۹ھ (۱۰۷۴+۴۵) میں اس کے دوسرے سال جلوس میں مولف شہزادے سے ملے تھے، (رک بہ مقدمہ)

۲۱/۲۱۳ ..... میر رفعت گرزدار راستعین ایشاں واز مریدان قدیمی حضرت ایشاں بوده .....

یہاں مقاماتِ معصومی کے دونوں نسخوں میں "میر وحدت گرزدار" لکھا ہوا ہے جو سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ مولف نے حضرت خواجہ کے خلفاء کے باب (مفتاح نہم ۴۸۲) میں ان کا نام "میر رفعت بیگ گرزدار" ہی لکھا ہے۔

۲۳/۲۱۴ ..... ہر چند کہ مخالفان خلاف آں خواستند بہ وقوع نہ پیوست .....

یہاں اورنگ زیب کی وفات ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء کے بعد تخت نشینی کے لیے جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس کے بیٹوں کے مابین ہوئی، ملاحظہ ہو:

(۱) محمد ہادی کامورخان : تذکرۃ السلاطین چغتا، طبع مظفر عالم، ۱۲-۱۵

۲۱۶/۷-۸ ..... حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آخر عمر مبارکِ خویش سفر دار الخلافہ شاہ جہان آباد بہ موجب طلب بادشاہ خلد مکان بل بہ مقتضای الہام حضرت رحمٰن تعالیٰ اختیار فرموده بودند .....

حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کے سفر شاہ جہان آباد کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا تحت عنوان "اورنگ زیب کے صاحبزادگان سرہند سے روابط"

۱۰/۲۱۷ لو کشفه لاحرقت ..... من خلقه

حدیث، رواہ مسلم (حاشیہ مولانا نور احمد امرتسری مکتوب اول مکتوباتِ معصومیہ جلد ثالث ۷)

۲۱۷/۲۴-۲۵ ..... حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ استخارہ ہای سفر فرمودند راہ نہ دارند .....

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے خود فرمایا تھا کہ سفر

کے لیے استخارہ کریں، لکھتے ہیں :

"استخارہ اگر موافقت نمود ظاہر است کہ اختیار ایں سفر می فرمایند۔"

(مکتوبات سعیدیہ ۹۹/۲۱۵)

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث میں حضرت خواجہ محمد سعید کے نام چاروں مکاتیب میں حضرت خواجہ نے ان کی جدائی کا ذکر فرمایا ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱، ۳، ۲۰، ۶۶) اسی طرح حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے دو آخری مکاتیب میں "رنج و الم و جدائیِ برادر خود" کا ذکر کیا ہے (مکتوبات سعیدیہ ۹۸، ۹۹) مکتوب ۹۸ میں ہے کہ اورنگ زیب خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان کے لیے بھیجتا ہے (ایضاً ۲۱۵)

۲۱۸/۳ ....."وصالِ برادر تو بعد از برآمدن دہلی در سرای سنبھالکہ بہ وقوع پیوست".....

"سنبھالکہ" وہ مقام ہے جہاں حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کا دہلی سے سرہند آتے ہوئے ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں وصال ہو گیا تھا، "سنبھالکہ" کا محلِ وقوع یوں ہے :

"سنبھالکہ"، شاہ جہان آباد سے تینتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ سنبھال کے معنی ہندی میں خبردار ہو جاؤ (سنبھل) کے ہیں۔ یہاں ایک سرائے بھی ہے (روضۃ القیومیہ ۲/۱۹۹) اسی کتاب میں ہے کہ یہ مقام شاہ جہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے (روضہ ۱/۲۹۲)

۲۱۸/۵-۶ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

قرآن ۲/۱۵۶

۲۱۸/۱۱-۱۲ ..... جملۃ الملک اسد خان .....

جملۃ الملک اسد خان، مرزا بہرام کا بھانجا تھا ۲۸ سال جلوس عالمگیری میں اسے نیمۂ آستین مرحمت ہوا، (مآثر الامراء ۱/۳۵۰) اس کی بیٹی بہرہ مند خان سے بیاہی ہوئی تھی (ایضاً ۳۵۱) بعض واقعات میں اسد خان کے کردار کے لیے ملاحظہ ہو :

مآثر الامراء ۱/۳۵۳، ۸۰۰، ۸۰۲، ۲/۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰، ۳۰۶

۴۷۱، ۴۷۲، ۳/ ۳۹، ۱۰۷، ۵۵۵۔

۲۲۰/ ۹ …… فرزند ارشد ابوداؤد نیاز احمد مد عمرہ

مولف کے بیٹے شیخ ابوداؤد نیاز احمد کے حالات کتاب کے مقدمے میں خانوادۂ مولف کے تحت ملاحظہ کریں۔

۲۲۰/ ۱۲ …… نواب نظام الملک ……

نواب نظام الملک آصف جاہ اول (۱۰۸۲-۱۱۶۱ھ/ ۱۶۷۱-۱۷۴۸ء) بانی سلطنتِ آصفیۂ دکن، حالات کے لیے دیکھیے:

محمد محبوب جنیدی: حیات آصف، حیدرآباد، دکن ۱۳۶۵ھ

۲۲۰/ ۱۵ اعتماد الدولہ محمد امین خان مرحوم

اعتماد الدولہ بن میر بہاء الدین بن عالم شیخ، محمد شاہ کے عہد میں وزیر الممالک تھا، ۱۱۳۳ھ/ ۱۷۲۱ء میں انتقال ہوا، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد ہادی کامور خان: تذکرۃ السلاطین چغتا، بامداد اشاریہ "امین خان چین بہادر"

(۲) خافی خان: منتخب اللباب ۲/ ۹۳۹

(۳) صمصام الدولہ: مآثر الامراء ۱/ ۳۴۱-۳۴۴

(۴) حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی ۴۴، تعلیقاتِ عرشی (مع مراجع)

5. Malik, Z.U: The Reign of Muhammad Shah, pp. 3, 25-31

6. Satish Chandra: Parties and politics at the Mughal court, Alighar, 1959.

۲۲۰/ ۱۵ امیر الامراء حسین علی خان ……

سید حسین علی خان، امیر الامراء بہادر فیروز جنگ بن سید عبداللہ خان بارہہ، اعتماد الدولہ محمد امین خان (رک باں) کے اشارے پر ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۲۰ء میں قتل ہوا، مغل دربار میں "گروہِ ایرانی امراء" میں ممتاز تھا، ملاحظہ ہو:

(۱) حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی ۴۰، تعلیقاتِ عرشی (مع مراجع)

(۲) محمد ہادی کامور خان : تذکرۃ السلاطین چغتا (بامداد اشاریہ)

(۳) خافی خان : منتخب اللباب ۲/۹۰۴

4. Satish Chandra: Parties and politics,

۱۹/۲۲۰ ..... محمد شریف بیگ عرب .....

ان کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ کتاب حاضر کی مفتاح نہم (۵۰۱) میں جن خواجہ محمد شریف بخاری ..... "نوکر بادشاہی" کا ذکر ہے ممکن ہے یہی شخصیت ہوں لیکن وہاں ان کے نام کے ساتھ نسبتیں یعنی "بیگ و عرب" نہیں لکھی گئیں ..... تاہم اس جنگ جس کا حال یہاں درج ہے یہ محمد شریف "نوکرِ بادشاہ" کی حیثیت سے شریکِ جنگ معلوم ہوتے ہیں۔

۲۲۱/ ۵ حاجی قندھاری .....

ان کے حالات مقدمۂ کتاب حاضر میں مولف کے حالات میں ضمناً درج کیے گئے ہیں۔

۲۲۱/ ۵ عارف سریع السیر شیخ محمد زبیر ..... سلمہٗ

حضرت خواجہ محمد زبیر کے حالات مقدمے میں بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی" و بامداد اشاریہ ملاحظہ کریں۔

۲۲۱/ ۷ غیرت خان .....

امیر الامراء حسین علی خان (ر۔ک بآں) کا بھانجا اور غیرت مند خان غالباً لقب تھا (مآثر الامراء ۱/۳۴۴) ۱۷۲۰ء میں امیر الامراء کے قتل کے روز ہی امیر الامراء کے قاتلوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ (ایضاً ۳۲۹) سید غیرت خان کے مختلف واقعات میں کردار کے لیے دیکھئے:

محمد ہادی کامور خان : تذکرہ السلاطین چغتا ۳۴ و بامداد اشاریہ

۲۲۱/ ۹ وما ..... عنداللہ

قرآن ۳/۱۲۶

۲۲۱/۱۰-۱۱ کم مِن ..... مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

قرآن ۲/۲۴۹

۲۰/۲۲۳ ..... درخشاں وتاباں در رنگِ لعل بدخشاں است .....

فارسی ادب میں بدخشاں اور لعل بدخشاں کی بہت شہرت ہے۔

لعلِ بدخشاں یا بدخشی در قرون وسطی در سرتا سرِ عالم اسلام شہرت داشت، (ظرائف وطرائف ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۲۲)

۲۲۴/۱۸-۱۹ آنکہ عمر مبارک حضرت ایشاں ہفتاد و دو است دسی وشش نصف آں می شود .....

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی ولادت ۱۰۰۷ھ اور وصال ۱۰۷۹ھ میں ہوا، اس طرح آپ کی عمر مبارک ۷۲ سال ہوئی۔ مولف نے آپ کی اس سن شریف کے نصف یعنی ۳۶ کرامات تحریر کی ہیں۔

۲۲۴/۱۹-۲۲ "دریں جا تشابہ بہ خواجۂ عالی شان ..... محمد ہاشم کشمی قدس سرہ جستہ ام کہ آنجناب در زبدۃ المقامات کرامتِ حضرت مجدد الف ثانی را ایں رعایت ملحوظ فرمودہ"......

حضرت خواجہ کشمی نے زبدۃ المقامات میں اس امر کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

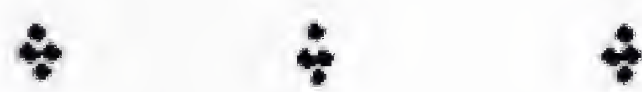
دریں فصل (ہشتم) سی ویک خارق از خوارقِ حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) کہ ایں عدد اشارت بہ نصف عمری نماید مذکور می گردد وبعضی ..... (زبدۃ ۲۶۱)

۲۲۵/۱۵ فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ ..... الْغٰلِبُوْنَ

قرآن ۵/۵۶

۲۲۵/۱۷-۱۸ وَمَا تَوْفِيْقِيْ ..... اُنِيْبُ

قرآن ۱۱/۸۸



# مفتاح ششم

۲۲۷/۱۱-۱۳ کُل نفسٍ ..... الغرور

قرآن ۳/۱۸۵

۲۲۷/۱۳ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ

قرآن ۳۹/۳۰

۲۲۷/۱۳-۱۴ من کان ..... لَاٰتٍ

قرآن ۲۹/۵

۲۲۷/۱۴-۱۷ وَسِیْقَ ..... اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ

قرآن ۳۹/۷۳-۷۵

۲۲۸/۲-۳ تَوَفَّنِیْ ..... بِالصّٰلِحِیْنَ

قرآن ۱۲/۱۰۱

۲۲۸/۳ اِنَّ اللّٰہَ ..... الْمُحْسِنِیْنَ

قرآن ۹/۱۲۰

۲۲۸/۴ یوم ..... بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

قرآن ۲۶/۸۸-۸۹

۲۲۹/۸-۹ ..... بعد ازانکہ اطبا بہ عرضِ اقدس (حضرت مجدد الف ثانی) رسانند کہ مرضِ حضرت لاعلاج است تقسیم مبلغ مذکور بہ فقراء و مساکین فرمودند .....

اس امر کی توضیح شیخ بدرالدین سرہندی نے ان الفاظ میں کی ہے:

(حضرت مجدد الف ثانی) ہمیشہ بہ کلمہ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

رطب اللسان می بودند دمی فرمودند کہ اگر طبیب بگوید کہ مرض تو علاج پذیر نیست صد روپیہ شکر اللہ تعالیٰ انفاق کنم ..... (وصال احمدی ۱۲)

۲۳۱/۱۵ ..... بعد وصالِ حضرت خازن الرحمت کہ ہشت سال پیش از وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتفاق یافتہ .....

حضرت خازن الرحمت کا وصال ۱۰۷۱ھ میں ہوا اور اس کے آٹھ سال بعد یعنی ۱۰۷۹ھ میں آپ نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔

۲۳۱/۲۵ ..... احوال آنہا در مفتاح ہشتم خواہد گشود .....

شیخ محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی کے حالات اس کتاب کی مفتاح ہشتم میں ملاحظہ کریں۔

۲۳۲/۱۶ بلدہ سہارنپور

ر۔ک بہ کتاب حاضر (۴۶۶)

۲۳۲/۱۶-۱۷ ..... شیخ بایزید کہ از خلفای حضرت ایشاں بودند و والدِ ایشاں شیخ بدیع الدین از خلفای مشاہیر حضرت مجدد الف ثانی گذشتہ اند .....

شیخ بایزید اور شیخ بدیع الدین سہارنپوری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح نہم (۴۶۵-۴۶۶)

۲۳۳/۱ یک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ رفاقت جہانگیر بادشاہ آنجا (سہارنپور) تشریف ارزانی داشتند .....

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ۱۰۲۹-۱۰۳۳ھ جہانگیر کے ساتھ رہے اس دوران کسی سال آپ نے عسکرِ جہانگیری کے ساتھ سہارنپور میں قیام فرمایا، عہد جہانگیری کی کتبِ تاریخ جہانگیر کے سہارنپور جانے کے ذکر سے خالی ہیں تاہم ہمیں مقاماتِ معصومی کی بدولت پہلی مرتبہ معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ سنین کے دوران حضرت مجدد نے سہارنپور میں ورود فرمایا تھا۔ حالاتِ حضرت مجدد پر لکھی جانے والی کتابوں میں اس واقعے کا ذکر نہیں ملتا۔

۲۳۳/۲-۳ ..... شیخ حبیب خانِ سامان .....

شیخ حبیب کے حالات ہمیں نہیں مل سکے حضرت مجدد کی خدمت

میں آنے سے پہلے "خانِ ساماں" رہے ہوں۔ شیخ حبیب نام کی ایک شخصیت حضرت مجدد الف ثانی کے خدام خاص میں شامل ہے۔ ان کے نام آپ کا ایک مکتوب (۳/۸۶) بھی ملتا ہے۔ وصالِ حضرت مجدد کے ایام میں خلوت میں حاضر اور خدمت کے لیے چوکس بتائے گئے ہیں (وصالِ احمدی ۱۸) جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہی سفر میں بھی حضرت مجدد کے ہمراہ ہوں گے جنہیں خاص کام سے آپ نے سہارنپور سے سرہند بھیجا۔

۲۳۴/۹-۱۰ کل شیئ ..... ترجعون

قرآن ۲۸/۸۸

۲۳۴/۱۴-۲۱ ....."کتابخانہ را کہ کلاں تر خزینۂ سرکارِ معرفت مدار بودہ ..... دو سہ سال پیش از وصال بہ ابنای کرام و بنات مکرمات بہ طور میراث قرعہ انداختہ تقسیم فرمودند"......

مولفِ روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے:

..... (حضرت خواجہ محمد معصوم نے) اپنا تمام کتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا، کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے ...... (روضہ ۲/۱۶۰) آپ کے کتب خانے کی تقسیم کے سلسلے میں صاحبِ عمدۃ المقامات کا بیان بغیر حوالے کے مقاماتِ معصومی کی لفظی نقل ہے لیکن انہوں نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اس تقسیم میں آپ نے فرزندوں اور صاحبزادیوں کے علاوہ "محبان و مخلصان و مستحقان قرعہ انداختہ" (عمدہ ۳۲۷)

۲۳/۱۸-۱۹ وَاِذَا حَضَرَ..... مَعْرُوْفًا

قرآن ۴/۸

۲۲/۳-۴ ..... اگر ازو (زوجۂ اول حضرت خواجہ) ہم فرزندان می بودند شما البتہ می دادید.....

حضرت خواجہ نے اپنا یہ عظیم الشان کتب خانہ تقسیم فرما دیا تو مدتوں سرہند میں ان خوش قسمت اصحاب کے ہاتھوں میں رہا لیکن سرہند پر

سکھوں کے غلبہ کی وجہ سے جب حضرات سرہند وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تو بہت سی کتابیں تلف ہوئیں بعض حضرات اپنے ہمراہ لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ احمد شاہ درانی جسے حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادے سے گہری عقیدت تھی ہندوستان سے جاتے ہوئے ان میں سے بعض اصحاب کو اپنے ہمراہ افغانستان لے گیا تو ان حضرات کے ساتھ کتب خانے بھی تھے، یہ کتابیں مدتوں کابل و قندھار میں ان کے پاس رہیں۔ مرتب کتاب حاضر نے اپنے قیام افغانستان (۱۹۷۶ء) کے دوران خانقاہِ نقشبندیہ قلعۂ جواد، کابل میں یہ نادر مخطوطات دیکھے تھے جن میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا وہ متبرک نسخہ بھی تھا جس پر خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے تصحیح کی تھی اس نسخے کے چند اوراق کا عکس ہم نے اس کتاب میں شامل کیا ہے

۲۳۵/۶ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ

قرآن ۴۴/۴

۲۳۶/۸-۹ ..... در اواخر عمر حضرت مخدوم زادۂ ثانی حجۃ اللہ ..... وقتی کہ از سفرِ حجِ ثالث برگشتہ بہ دار الخلافہ رسیدند .....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے تیسرے سفرِ حج کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاحِ ہفتم کنز دوم (۲۹۱-۳۱۰)

۲۳۶/۱۲-۱۳ إِنَّهُ ..... الْكَٰفِرُونَ

قرآن ۱۲/۸۷

لَّبِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا

قرآن ۷۸/۲۳

۲۳۷/۴ ورحمتی وسعت کل شئ

قرآن ۷/۱۵۶

۲۳۷/۱۱ جناب خالۂ کبریٰ قدس سرھا

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی بڑی صاحبزادی اُمت اللہ جنہیں

حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی (روضۃ القیومیہ ۲/۲۳۳)

۲۳۸/۴-۶ قُلْ یٰعِبَادِیَ ...... هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

قرآن ۵۳/۳۹

۲۳۹/۲۰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ ...... وَرَسُوْلِهٖ

قرآن ۱۳۶/۴

۲۴۰/۷-۹ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم یود اھل العافیۃ ..... بالمقاریض

حدیث، سنن ترمذی (زہد ۵۹)

ڈاکٹر ڈونسنک کی تخریج کے مطابق یہ حدیث صرف ترمذی شریف میں ہی ملتی ہے (معجم المفہرس ۱/۳۵۶)

۲۴۰/۱۰ "(حضرت خواجہ محمد معصوم) وجعی بہ ساق لاحق شدہ است، القصہ آں وجع بہ حدی غلبہ نمود کہ گوشت وجلد مکرر متقرض گشتہ وایں ظلم راکافر فرنگ کہ معالج ایں مرض از طرف سلطان وقت مقرر شدہ بود بہ ظہور پیوستہ"......

یہاں اس انگریز ڈاکٹر کی طرف اشارہ ہے جسے اورنگ زیب نے آپ کے علاج کے لیے بطور خاص بھیجا تھا، یہاں مولف نے اس ڈاکٹر کا نام نہیں لکھا البتہ انہوں نے کتاب ہذا میں خواجہ محمد حنیف کابلی کے حالات میں اس کا نام اسکندر بتلاتے ہوئے لکھا ہے کہ یہی حضرت خواجہ محمد معصوم کا ظالم معالج تھا (۴۳۱) یہ نام پورا نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر کے پورے نام کا ابتدائی حصہ ہے۔ گویا یہ ڈاکٹر خواجہ محمد حنیف کے وصال ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء تک یہیں تھا اور کابل میں خواجہ محمد حنیف کے علاج کے لیے گیا ہوگا۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے وضاحت کی ہے:

اورنگ زیب نے فرنگستانی ڈاکٹروں کو علاج کے لیے بلایا انہوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتیٰ کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی، آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکین سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت کو

کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے، آخر آنجناب فرنگیوں کی ہمنشینی سے بیزار ہو گئے لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا .....

(روضہ ۲/۱۶۰-۱۶۱) رک مقامات معصومی اردو ترجمہ پر تعلیقہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ڈاکٹر معالج نہیں تھا بلکہ یورپی ڈاکٹروں کی پوری ٹیم بھیجی گئی تھی اور سکندر غالباً اس گروہ کا صدر ہو گا۔

۱/۲۴۲ ..... مخدومی ..... شیخ ابوالقاسم قدس سرہ

شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کتاب ہذا کی مفتاح ہفتم کنز اول اور مقدمہ بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی" ملاحظہ کریں۔

۱۶/۲۴۲ ..... ارشد خان مرحوم دیوان صوبہ کابل .....

ارشد خان کے حالات کتاب ہذا کی مفتاح نہم (۵۱۰)، کے تعلیقات اور "راویانِ مقاماتِ معصومی" کے تحت مقدمے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

۱۹/۲۴۲ ..... امانت خان از اقربای ارشد خان مذکور

امانت کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۵۱۰/۱۷)

۲۴۳/۴-۵ ..... شولۂ بی روغن .....

یعنی چکنائی (گھی) کے بغیر سالن پرہیز کے طور پر، مریض کے لیے۔

۲۴۳/۱۳-۱۴ مخدوم ..... شیخ محمد زبیر مدظلہ کہ امروز سجادہ نشین مسندِ ارشاد حضرت ایشان اند .....

اس فقرے میں "امروز" سے مراد مقاماتِ معصومی کا زمانۂ تالیف (۱۱۳۲-۱۱۳۴ھ) ہے اس زمانے میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ سرہند کو چھوڑ کر دہلی میں مقیم ہو گئے تھے یعنی ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء (روضۃ القیومیہ ۴/۵۵) گویا عقیدت مند انہیں دہلی میں بھی حضرت خواجہ کا سجادہ نشین تسلیم کرتے تھے۔

۱۶/۲۴۳ دو سہ روز پیش از وصالِ خود حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ درویشان حضرت سرہند ..... غیر عبدالملک رقعات نوشتند .....

یعنی صاحبزادہ عبدالملک بن شیخ بایزید ثانی تفصیل کے لیے دیکھئے

تعلیقاتِ حاضر (۱۰/۲۴۴ ، ۸/۱۹۱)

۱۹/۲۴۳ ..... سید مرزا کہ فقیرِ صاحبِ کمال بودہ و بالفعل مرقدِ شریف آں عزیز ہم در وسط بازار حضرت سرہند واقع است .....

سید مرزا کے حالات ہمیں متداول کتابوں میں نہیں مل سکے البتہ مخدوم اسماعیل بنگی سرہندی کے مناقب پر لکھی جانے والی ایک کتاب اویسیہ (ورق ۶۱ ب) میں ان کا نام آیا ہے، خصوصاً مخدوم صاحب نے اپنے جانشین کے لیے جن اصحاب سے مشورہ کیا ان میں "سید مرزا" کا نام سرِفہرست ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مخدوم صاحب کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ اگر صاحبِ مقاماتِ معصومی کے نقل کردہ یہ دونوں اشعار خود سید مرزا کے ہوں تو یہ ان کے شاعر ہونے کا ثبوت ہے۔ مکتوباتِ سیفیہ ۲۰۶/۱۸۷

۳-۴/۲۴۴ ..... بادشاہزادۂ قدسیہ روشن آرای بیگم .....

شہزادی روشن آرای بیگم کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ ہذا (۲۲/۲۵۶)

۹/۲۴۴ ذلک فضل اللہ ..... العظیم
قرآن ۲۱/۵۷

۱۰-۱۲/۲۴۴ ..... یک روز پیش از وصالِ آں قدوۂ اربابِ کمال (خواجہ محمد معصوم)، عبدالملک بہ قصدِ عیادت رسیدہ از آں کہ فسادِ عقیدۂ بعضی از شیوخ مشارٌ الیہ معلوم اہلِ حضور بودہ .....

عبدالملک بن شیخ فرید ثانی کہروال بن شیخ بایزید سرہندی (رسالہ احوال مشائخ کبار۔ ورق ۳۰ ب)، اپنے والد شیخ فرید ثانی کہروال (رک تعلیقاتِ حاضر ۸/۱۹۱) کے جانشین، وہ شیخ فرید کے خلیفہ شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری (رک احوالِ مشائخ کبار در حالات شیخ محمد اشرف لاہوری، تالیف شیخ سلیمان، قلمی) کے ہمراہ کئی مرتبہ اورنگ زیب سے ملے تھے (بختاور خان: مراۃ العالم ۲/۴۱۸)، شیخ عبدالملک کا ۲۵ سال جلوس عالمگیری (۱۰۹۳ھ/ ۱۶۸۲ء) کو سرہند میں انتقال ہوا (محمد اسلم پسروری۔ فرحت الناظرین ۸۳)

نیز دیکھئے تعلیقات حاضر (۱۹۱/۸)

اس جملے میں الفاظ "فسادِ عقیدۂ بعضی از شیوخ مشارٌالیہ" (عبدالملک) کی تشریح کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ ہٰذا (۱۹۱/۹-۱۹)

۲۴۵/۴-۵ ..... غلغلۂ ارشاد حضرت مخدوم زادۂ مذکور (خواجہ سیف الدین) بہ مرتبۂ عالم گیر گردیدہ کہ نام و نشان مشیختِ ارباب دعوت را نہ گذاشتہ .....

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے ارشاد و سلوک سے ایک عالم نے استفادہ کیا، تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح ہفتم کنز پنجم ۲۳۴-۳۴۹۔

۲۴۵/۱۴-۱۵ ..... برای خوراندن مہمانان تاکیدات ..... علی الخصوص دربارۂ ہمشیرۂ خود کہ نام گرفتہ فرمودند کہ ہمشیرہ جیو را با دلادِ ایشاں طعام خواہند خورانید .....

حضرت خواجہ محمد معصوم کی دو بہنیں (دختران حضرت مجدد) تھیں، اوّل حضرت خدیجہ دوم ام کلثوم، یہ دوسری بچپن میں فوت ہوگئیں۔ پہلی بہن سے اولاد ہوئی (روضۃ القیومیہ ۱/۲۸۰) حضرت خواجہ کا اسی بہن اور ان کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔ انہیں صاحبزادی خدیجہ کی اولاد میں سے کتابِ حاضر کے مولف بھی تھے ..... (رک مقدمہ "خانوادۂ مولف")

۲۴۶/۳-۷ ..... ملکی بہ ہر خانۂ حضرت سرہند آواز دادہ کہ فردا قیوم وقت از سرای فانی رخت بہ دار البقامی کشید ..... و بعضی مردم می گویند کہ آں مخبر بشر بود امابہ.....

مولفِ روضۃ القیومیہ نے بھی بشر ہی لکھا ہے (۲/۱۶۳)

۲۴۶/۱۴ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعۃ شَیْئٌ عَظِیْمٌ

قرآن ۲۲/۱

اس زلزلے کا ذکر روضۃ القیومیہ (۲/۱۶۳) میں بھی ہے۔

۲۴۶/۱۸-۱۹ ..... گویند کہ آخر کلام آں امام ہمام بر لفظ سلام اتفاق یافتہ .....

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ مرات جہاں نما میں لکھا ہے کہ آپ نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ" فرمایا۔ (۲/۱۶۴)

۲۴۷/۷-۹ ماہ، عطارد، زہرہ، خورشید، مریخ، مشتری اور زحل .....

یہ سیاروں کے نام ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے فرہنگ اصطلاحات نجومی (مطبوعہ اصفہان)

۲۴۷/۱۳-۲۰ ..... حضرت وحدت قدس سرہ می فرمایند

رک بہ کتاب حاضر (۴۰۸-۴۱۶)

حضرت وحدت کے یہ اشعار ان کی تصنیف چہار چمن وحدت میں موجود ہیں (قلمی، ۱۴۷) چہار چمن میں اس منقبت کے بارہ اشعار ہیں لیکن مولفِ مقاماتِ معصومی نے ان میں سے صرف سات اشعار نقل کیے ہیں اور ترتیب بھی ملحوظ نہیں رکھی بلکہ جو شعر جس طرح یاد آیا نقل کر دیا ہے، ترتیب کا یہ اختلاف کتاب حاضر کے حواشی میں بتایا جا چکا ہے۔

۲۴۸/۱ ..... تحقیق مبحثِ قیومیت بطور امام ربانی .....

ہم نے کتاب کے مقدمے میں "منصبِ قیومیت" پر تفصیلی بحث کی ہے۔

۲۴۹/۱۰-۱۲ مخدومی مخدوم زادگی میاں شیخ اہل اللہ .....

مخدوم زادہ شیخ اہل اللہ بن حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۲۸۸-۲۸۹)

۲۴۹/۱۸-۲۰ ..... اخوند سجاول کہ استاد اکثر حضرات مخدوم زادہ ہای ..... بہ سعادتِ دادنِ غسل سرافراز گردیدہ .....

حضرت اخوند سجاول سرہندی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (۴۸۰-۴۸۱) حضرت خواجہ کو غسل دینے کے دوران حاجی عاشور بخاری (رک بآں)، خواجہ عبدالرحمٰن، صوفی احمد اور شیخ الانور لور سرائی (رک بآں) پانی ڈال کر بدن مبارک کو ہاتھ سے ملتے تھے۔ (روضۃ القیومیہ ۲/۱۶۶)

۲۵۰/۶-۷ ..... امامت نماز (جنازہ) برادر اصغر ایشاں حضرت شاہ جیو قدس سرہ باذنِ حضرات مخدوم زادہ ہا نمودہ اند .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی نماز جنازہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ شاہ جیو نے پڑھائی۔ یہی بات صاحبِ عمدۃ المقامات نے بھی لکھی ہے (۳۳۷) لیکن مولفِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ یہ نماز حضرت

مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ نے پڑھائی (۱۶۷/۲) بظاہر روضہ کا ماخذ یہی کتاب حاضر ہی ہے یقیناً انہیں اس معاملے میں سہو ہوا ہے۔

۲۵۰/۸-۹ ...... گویند تا باغِ فتحی کہ دو تیر انداز از آں مقام باشد صفوف خلائق بستہ بود ......

صاحب عمدۃ المقامات نے لکھا ہے :

حتیٰ کہ باغ فتحی کہ از سندل پورہ کہ محلِ ایشاں بود مسافت کثیرہ دارد ہمہ مملو از خلائق بودہ ...... (۳۳۷)۔ باغ فتح کا ذکر مکتوبات سیفیہ میں بھی آیا ہے۔

روضۃ القیومیہ میں ہے :

قصرِ معصومی کے شمال کے طرف کے میدان میں جو نہایت وسیع تھا اور جہاں اب عمارات بکثرت ہیں نماز جنازہ ادا کی گئی، صفوں کی لمبائی قلعہ آبادشاہی سے لے کر ملک حیدر آباد (بستی حیدر ملک) تک تھی جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے جہاں پر آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے واسطے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا گیا اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی گئی اب وہ چبوترہ سندل پورہ کے بازار میں ہے ...... بعد ازاں آنحضرت کی نعش مبارک لاکر اس زمین میں جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت ہے، دفن کیا گیا۔

(روضہ ۱۶۷/۲)

۲۵۰/۱۴-۱۵ ...... بہ ناگاہ از زبان عبد العزیز خان فوجدار سرہند برآمدہ کہ دفن حضرت ایشاں اگر در موضع علیحدہ نمودہ آید ......

شیخ عبد العزیز خان، شیخ عبد اللطیف برہانپوری کے متوسلین میں تھا، داراشکوہ کے تعاقب کے بعد اورنگ زیب نے اُسے ایک ہزار پانسو ذات اور پانسو سوار کا منصب، خان کا خطاب اور قلعہ رائے سین کی قلعہ داری مرحمت کی۔ ساتویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۷۵ھ/۱۶۶۵ء)

میں باقر خان کے انتقال کے بعد "چکلہ سرہند" کی فوجداری پر مقرر ہوا اس کے بعد قلعہ اسیر (سنیر) کی قلعداری پر مامور ہوا ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء میں انتقال کیا۔ وہ سرہند کا فوجدار کتنا عرصہ رہا؟ صحیح معلوم نہیں ہے البتہ وہ اپنی تقرری ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۵ء سے لے کر حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء تک سرہند میں تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) شاہ نواز خان: مآثر الامراء ۲/۶۸۳-۶۸۴

(۲) محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۶۲، ۷۴، ۷۷

3. Athar Ali: The Mughal Nobility under Aurangzeb. p. 128

4. Fauja Signh: Sirhind through the ages. p. 88.

۱۴/۲۵۱ ..... ملک الشعراء ناصر علی .....

حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۲۲/۱۶، ۱۱-۱۲)

۱۸/۲۵۱ طلب کردم ز دل سالِ وصالش ندا آمد "ز عالم رفتہ معصوم"

اس شعر میں "ز عالم رفتہ معصوم" کے الفاظ سے سال وصال برآمد ہوتا ہے یعنی ز=۷، عالم=۱۴۱، رفتہ=۶۸۵، معصوم=۲۴۶ = ۱۰۷۹ھ محمد اسلم پسروری نے ناصر علی کا یہ قطعۂ تاریخ نقل کیا ہے (فرحت الناظرین ۵۶) لیکن آخری دو اشعار کے الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ مقاماتِ معصومی کے دونوں نسخوں میں مادۂ تاریخ میں "رفتہ" کی بجائے "رفت" ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۸/۲۵۱ گویند بہ سمع خلد مکان خبر وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ.....

یہاں "خلد مکان" سے مراد اورنگ زیب عالمگیر ہے۔

۱۸/۲۵۱ "رفتہ ز جہاں امام معصوم"

یہ مصراع خود اورنگ زیب عالمگیر نے مادۂ تاریخ وصال کے طور پر کہا اس کے عدد رفتہ=۶۸۵، ز=۷، جہان=۵۹، امام=۸۲، معصوم=۲۴۶ = ۱۰۷۹ھ ہوتے ہیں۔ مولف عمدۃ المقامات (۳۳۶) نے پورا قطعۂ تاریخ نقل کیا ہے۔ یہی مصراع بختاور خان نے بھی دیا ہے لیکن یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ اورنگ زیب کا ہے (مراۃ العالم ۲/۱۳۴)،

صاحب روضۃ القیومیہ نے "نورِ عالم برفت ـــــ عالم تاریک شد" کو بھی اورنگ زیب سے منسوب کیا ہے (روضہ ٢/١٦٥)

٢٥١/٢١-٢٣ ...... قبلہ گاہی قطب الاقطابی ...... فرمودہ اند "نقشبند ثانی بود"

یعنی مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے "نقشبند ثانی بود" سے سالِ وصال اخذ کیا جس کے عدد نقشبند = ٥٠٦، ثانی = ٥٦١، بود = ١٢ = ١٠٧٩ھ ہوتے ہیں۔

٢٥٢/٢ "بجنت خوابید"

یہ بھی مادۂ تاریخ وصال ہے جس سے بجنت ٤٥٥، خوابید ٦٢٣ = ١٠٧٨ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی اس مادہ میں ایک عدد کی کمی ہے۔

حضرت مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ نے ایک اور تاریخ "ھُوَ عند ملیک مقتدر" بھی کہی (روضۃ القیومیہ ٢/١٦٥)

٢٥٢/٤ "الموت جسر یوصل المحب الی المحب"

ان الفاظ سے بھی حضرت خواجہ کا سال وصال برآمد ہوتا ہے یعنی الموت = ٤٧٧، جسر = ٢٦٣، یوصل = ١٣٦، المحب = ٨١ الی = ٤١، المحب ٨١ = ١٠٧٩ھ

٢٥٢/٥ چنانچہ جناب مجدد الف ثانی را گفتہ اند "الموت ھو جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"

یعنی اسی نوعیت کا مادۂ تاریخ وصال حضرت مجدد الف ثانی کا ہے جس میں سے اعداد الموت = ٤٧٧، ھو = ١١، جسر = ٢٦٣، یوصل = ١٣٦، الحبیب = ٥٣، الی = ٤١، الحبیب = ٥٣ = ١٠٣٤ھ برآمد ہوتے ہیں یہی مادۂ تاریخ صاحب زبدۃ المقامات (٣٠٠) نے بھی دیا ہے۔ لیکن مولفِ مقاماتِ معصومی سے یہاں لفظ "ھو" نقل ہونے سے رہ گیا ہے۔

٢٥٢/٩ "جنابِ شریعت مآب"

یہ بھی مادہ تاریخ ہے جس میں سے ١٠٧٩ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی

جناب=۵۶، شریعت=۹۸۰، مآب=۴۳=۱۰۷۹

۹/۲۵۲ "امام ارباب معرفت"

مادۂ تاریخ، امام=۸۲، ارباب=۲۰۶، معرفت=۷۹۰ =۱۰۷۸ھ یعنی اس مادے میں ایک عدد کی کمی ہے۔

۹/۲۵۲ "فیاضِ الٰہیٔ عالم"

مادۂ تاریخ، فیاض=۸۹۱، الٰہی=۴۷، عالم=۱۴۱=۱۰۷۹ھ

۱۰/۲۵۲ "مروجِ طریقۂ نقشبند"

مادۂ تاریخ، مروج=۲۴۹، طریقہ=۳۲۴، نقشبند=۵۰۶ =۱۰۷۹ھ

۱۰/۲۵۲ "زبدۂ اعاظمِ اولیاء"

مادۂ تاریخ، زبدہ=۱۸، اعاظم=۱۰۱۲، اولیاء=۴۹=۱۰۷۹ھ

اس مادے میں لفظ اولیاء میں، ہمزہ کا ایک عدد بھی شمار کیا گیا ہے۔

۱۰/۲۵۲ "وارث امام رسل"

بظاہر یہ مادۂ تاریخ ہے لیکن اس کے اعداد و شمار ۱۴۷۹ھ ہوتے ہیں جب کہ حضرتِ خواجہ کا سال وصال ۱۰۷۹ھ ہے۔ اس لیے اس مادے میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔

۱۱-۱۰/۲۵۲ "عمدۂ ارباب صفوت وصفا"

یہ بھی مادۂ تاریخ ہے یعنی عمدہ=۱۱۹، ارباب=۲۰۶، صفوت=۵۷۶، وصفا=۱۷۷=۱۰۷۸ھ۔ اس میں لفظ "عمدۂ" میں ہمزہ کا ایک عدد شمار کیا گیا ہے یعنی اب ۱۰۷۹ھ صحیح سال وصال کا مادہ بن جائے گا۔

۱۱/۲۵۲ "افضلِ اہلِ اسلام"

مادۂ تاریخ یعنی افضل=۹۱۱، اہل=۳۶، اسلام=۱۳۲=۱۰۷۹ھ

۱۱/۲۵۲ "حافظ کلام"

مادۂ تاریخ ہے جس کے عدد حافظ=۹۸۹، کلام=۹۱=۱۰۸۰ھ

ہوتے ہیں یعنی اس مادے میں ایک عدد زیادہ ہے۔

۲۵۲/۱۱-۱۲ "مرکزِ ادوارِ ولایات و علوم"

مادۂ تاریخ ہے جس سے سنہ ۱۰۷۹ھ برآمد ہوتا ہے یعنی مرکز=۲۶۷، ادوار=۲۱۲، ولایات=۴۴۸، وعلوم=۱۵۲=۱۰۷۹ھ

۲۵۲/۱۵ "خدیو ولایت بود"

مادۂ تاریخ، خدیو=۶۲۰، ولایت=۴۴۷، بود=۱۲=۱۰۷۹ھ

۲۵۲/۱۷ "نصف شنبہ نہم ماہ ربیع الاوّل"

اس مادہ تاریخ سے ۱۰۶۸ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی اس کے اعداد و شمار میں غلطی موجود ہے اور گیارہ اعداد کم ہیں۔

۲۵۲/۲۰ "مکنوناتِ الہ بی قیوم شدند"

مادۂ تاریخ، مکنونات=۵۶۷، الہ=۳۶، بی=۱۲، قیوم=۱۵۶، شدند=۳۵۸=۱۰۷۹ھ

۲۵۲/۲۰ "خلیفۂ حق برد"

مادۂ تاریخ، خلیفہ=۷۲۵، حق=۱۰۸، برد=۲۴۶=۱۰۷۹ھ

۲۵۲/۲۰ "پُشت پناہِ اولیاء بود وای مرد"

مادۂ تاریخ، پشت=۷۰۲، پناہ=۵۸، اولیاء=۴۸، بود=۱۲ وای=۱۷، مُرد=۲۴۴=۱۰۸۱ھ گویا اس میں دو عدد زیادہ ہیں۔ یہ مادۂ تاریخ غالباً کتابت کی غلطی سے دونوں نسخوں میں اسی طرح محرف ہو گیا ہے۔

۲۵۶/۸-۹ ..... حضرت عاشق در مدح آں روضۂ منورہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) می فرماید .....

یہاں "حضرت عاشق" سے حضرت شیخ محمد اسماعیل بن حضرت صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم مراد ہیں (رک کتاب حاضر ۲۸۶)

۲۵۷/۱ ..... روشن آرای بیگم کہ دختر شاہ جہان بودہ .....

روشن آرا بیگم، شاہ جہان کی بیٹی اس کی ولادت ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۷ء

وفات ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء میں ہوئی۔ اورنگ زیب کی طرح نہایت پابند شرع خاتون تھی، حضرت خواجہ محمد معصوم اور آپ کے صاحبزادوں کے ساتھ بڑی عقیدت تھی۔ حضرت خواجہ کے مکاتیب میں چند مکتوبات پر مکتوب الیہا "یکی از نساء صالحات" ہے۔ شاید یہی شاہزادی مخاطب ہوں، روشن آراء کے حالات کے لیے دیکھئے:

(۱) جہانگیر بادشاہ : جہانگیر نامہ۔ مطبوعہ تہران، بامداد اشاریہ
(۲) عبدالحمید لاہوری : بادشاہ نامہ ۱/۹۷، ۱۹۲، ۳۹۲
(۳) محمد صالح کنبوہ لاہوری : عمل صالح ۱/۸۹، ۱۹۲، ۳۷۵
(۴) محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۳۰۲ و بامداد اشاریہ
(۵) مستعدخان : مآثر عالمگیری ۷۵، ۱۱۰
(۶) نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر

۲۵۷/۱-۲ ..... سعادت بنای آں روضۂ مقدسہ ..... روشن آرای بیگم ........ موجب اشارت مخدوم زادۂ برجادہ قطب العارفین ..... شیخ محمد سیف الدین قدس سرہ حاصل نمود .....

حضرت خواجہ کے روضۂ منورہ کی تعمیر کے سلسلے میں روضۃ القیومیہ میں یہ وضاحت ملتی ہے:

حضرت مروج الشریعتؒ نے آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کو اپنی جگہ میں دفن کر کے نہایت عالی شان روضہ بنانا چاہا، شاہ جہان کی لڑکی روشن آراء نے عرض کیا کہ یہ سعادتِ عظمیٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں آنجناب نے اُسے منظور فرمایا اور تعمیر روضہ کا اذن دیا، اس باپردہ بیگم نے ایران سے نہایت اعلیٰ درجے کے معمار اور استاد منگائے ........ (روضہ ۲/۱۷۲)

حضرت خواجہ سیف الدین کے اس شہزادی کے نام کئی مکاتیب ہیں (۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۳۴، ۴۶، ۷۷) حضرات نقشبندیہ کے ساتھ اس کی والہانہ عقیدت کا اظہار کتاب حاضر میں کئی مرتبہ آیا ہے (۲۴۴) ایک مکتوب

میں اس شہزادی کو حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ بادشاہوں میں اس قسم کا عروج باطنی بہت کم ہوتا ہے جتنا روشن آرا بیگم کو ہے۔ اس شہزادی کی وفات پر اورنگ زیب کے نام اپنے تعزیتی خط میں خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں :

آں مرحومۂ محترمہ دریں اواخرِ عمر عجب توفیق یافتند و در حق مساکین و محتاجان خیلے شفقت داشتند ..... ایں حقیر با جمعی از درویشان سرگرم است بہ دعا و استغفار ممد و معاون ..... (مکتوبات سیفیہ ۳۵/۵۵)

اس شہزادی کو خواتین کی باطنی تعلیم و تربیت کی بھی اجازت تھی ، حضرت خواجہ سیف الدین اُسے لکھتے ہیں :

آنچہ از احوالِ جماعت کہ داخلِ طریق شدہ اند نوشتہ بودند بہ مطالعۂ آں سبب خوش وقتی ہا گردید ..... (ایضاً ۴۶/۶۵)

نیز اس قسم کے دیگر بیانات کے لیے ہمارا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۳-۲/۲۵۷ زمینی از فردوس برای خود خریدہ آسمان عرش مہیا کار خانۂ محبت را آراستہ شائقان را آوازۂ عام .....

یعنی شہزادی روشن آرا بیگم نے حضرت خواجہ کا مزار جس زمین پر تعمیر کروایا وہ حضرت خواجہ سیف الدین کی ملکیت تھی ، لیکن مولفِ روضۃ القیومیہ (۱۷۲/۲) نے غلط فہمی کی بناء پر یہ لکھ دیا ہے کہ وہ زمین حضرت خواجہ مروج الشریعت محمد عبید اللہ کی تھی۔

حضرتِ خواجہ محمد معصوم کے روضہ کی تعمیر پر تقریباً ایک لاکھ روپے صرف ہوئے۔ پانچ ہزار اشرفیاں گنبدوں پر خرچ ہوئیں ، چالیس ہزار روپے میں مسجد تعمیر ہوئی (روضہ ۱۷۴/۲) روضۃ القیومیہ کی تالیف (حدود ۱۱۶۴ھ) تک اس روضے کے اندر مندرجہ ذیل قبور بن چکی تھیں :

(۱) حضرت خواجہ (۲) حضرت مروج الشریعت (۳) حضرت ابو العلی بن حضرت مروج الشریعت (۴) حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ (۵) حضرت محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ (۶) شیخ محمد ہادی بن مروج الشریعت (۷) شیخ الاسلام بن محمد پارسا (۸) نور معصوم (نبیرۂ خواجہ محمد پارسا سرہندی) (روضہ ۱۷۴/۲)

موجودہ عہد کے سکھ مورخوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضے کے بارے میں لکھا ہے :

The Rauza of the later (Kh. Muhammad Masum) is some times called Rouza chini, on account of its excellent mosaic work. In a small room on the left side in the Khanqah enclosare (as demarcated in the time of Maharaja Rajinder singh of patiala (1876-1900) its mearured 37 ligher and 6 lirwas), Kirpal Singh: "Monuments of sirhind" (Sirhind through the ages. p. 139)

۱۷/۲۵۷ حضرت ایشاں در مدح روضۂ منورۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما در مواضع متعددہ بہ عبارات مختلفہ چیزہای بسیار نوشتہ اند .....

حضرت خواجہ نے اپنے مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک کی فضیلت پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو، مکتوبات معصومیہ ۲ / ۴۸، ۸۲، ۳ / ۶۵ / ۱۰۷، ۸۱ / ۱۲۵، ۹۰ / ۱۳۲، ۱۴۲ / ۱۹۶، ۱۴۴ / ۱۹۸

۲۱-۱۹/۲۵۷ ..... ہر چند افسوس است کہ ..... ایں جا سہل الحصول است .....

یہ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب کا اقتباس ہے چونکہ مولف سفر کے دوران یہ کتاب تالیف کر رہے تھے اور مکتوبات معصومیہ کی صرف جلد اوّل ہی ان کے ہمراہ تھی یہ اقتباس جلد سوم کا ہے جو غالباً مولف نے زبانی لکھ دیا ہے، مکتوب کے الفاظ اس طرح ہیں :

از آمدن (حرمین الشریفین) خود چنداں نفرین و حسرت دارد کہ چہ نولیسد آری اگر بہ نیت زیارتِ روضۂ مطہرۂ حضرت پیر دستگیر (مجدد الف ثانی) و ملاقات مجاورانِ آں مرقدِ منیر بیایند و از برکات ایں موطن نیز بہرہ مند شوند گنجائش دارد کہ فیوض و انوار ایں جای ماخوذ و مستفاد از انوار آں موطن ست اما سہل الحصول ست ..... (مکتوبات معصومیہ ۳/۶۵/۱۰۷)

۲۵۷/۲۳-۲۵ درجای دیگری می نویسند طالبان از اطراف و اکناف قطع علاق ..... بیک نوش بہ صد جوش و خروش ترکِ خویش نمودہ .....

یہ اقتباس مکتوبات معصومیہ (۳/۱۴۲/۱۹۷) سے ماخوذ ہے۔ سابقہ اقتباس کی طرح اس میں بھی الفاظ قدرے مختلف اور نامکمل ہیں .....

۲۵۹/۴ (ظہور فتن بعد وصالِ حضرت خواجہ) ..... فساد در سرحدِ کابل برخاستہ .....

اس فساد کا آغاز مارچ ۱۶۶۷ء/۱۰۷۷ھ میں پشاور میں یوسف زئی افغانوں کی بغاوت سے ہوا، مغلوں کو سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ سلسلہ حدود ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء (سال وصالِ حضرت خواجہ) تک جاری رہا محمد امین بخشی (مغل صوبدار کابل) پر ایمل خان نے سخت حملے کئے جس سے مغلوں کا بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ اورنگ زیب کو خود پشاور جانا پڑا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

حبیبی، عبدالحی: تاریخ افغانستان، کابل ۱۳۴۱ش، ۱۲۴-۱۲۷

۲۵۹/۵-۶ ..... جمعیت از بادشاہان رخت بستہ، خلد مکان بر کلام امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طعن طاعنان شنیدہ .....

اورنگ زیب کے عہد میں حضرت مجدد الف ثانی کے کلام پر مخالفین نے جو اعتراضات کئے ان کی تفصیل ہم کتاب حاضر کے مقدمے میں درج کر چکے ہیں۔

۲۵۹/۶-۷ (اورنگ زیب) مدتی در حسن ابدال نشستہ بہ کابل رسیدہ .....

افغانوں کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لیے اورنگ زیب حسن ابدال میں ڈیڑھ سال تک مقیم رہا یعنی ۲ ربیع الاول ۱۰۸۵ھ/۶ جولائی ۱۶۷۴ء سے لے کر ۱۵ شوال ۱۰۸۶ھ/۲ جنوری ۱۶۷۶ء تک وہ حسن ابدال میں مقیم رہا، دیکھئے:

صدیقی، منظور الحق: تاریخ حسن ابدال ۹۲

۲۵۹/۷-۸ (اورنگ زیب) بہ دکن رفتہ چہ مشقتہا کہ نہ کشیدہ ..... باز دار الخلافہ را نہ دیدہ .....

اورنگ زیب نے اپنے عہدِ حکومت کا ایک بڑا حصہ دکن میں مرہٹوں اور دکنی بغاوتوں کو فرو کرنے میں صرف کیا حتیٰ کہ ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء میں دکن میں ہی احمد نگر کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا.....

۲۵۹/۶-۷ اِنَّ اللہ ..... بانفسھم

قرآن ۱۳/۱۱

۲۵۹/۷-۸ ..... بادشاہزادہ محمد اکبر باغی گردیدہ.....

یکم جنوری ۱۶۸۱ء کو شہزادہ محمد اکبر بن اورنگ زیب نے اپنے والد کے خلاف بغاوت کی یعنی اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس بغاوت کو اورنگ زیب نے ۱۶ر جنوری میں ہی دبا دیا:

Sarkar, J.N: Short History of Aurangzab. pp. 177-80, 491

۲۵۹/۱۷-۱۸ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ..... الکٰفِرِیْنَ

قرآن ۳/۱۴۷

# مفتاحِ ہفتم

۲۶۱/۹-۱۰ وَالَّذِیْنَ ..... رَهِیْنٌ

قرآن ۵۲/۲۱

۲۶۱/۱۰-۱۱ قُلْ لَّآ ..... فِی الْقُرْبٰی

قرآن ۴۲/۲۳

۲۶۲/۱۰ ..... شاہ جیو فی الحال در .....

مخدوم زادہ شاہ فی الحال بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر مفتاح ہفتم کنز چہارم ۳۳۲

۲۶۲/۱۰ مواہب القیوم فی اسرار المعصوم

اس اہم کتاب کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا بعنوان ”حیاتِ حضرتِ خواجہ کے مآخذ“

۲۶۳/۲ وان اللہ ..... الخائِنِیْنَ

قرآن ۱۲/۵۲

۲۶۳/۷-۸ فدوی (مولف) را باوجود نسبت ارادت و نیازمندی عاجزۂ ایشاں بہ دست نامراد است .....

یعنی مولفِ مقاماتِ معصومی، حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کے داماد تھے، شیخ صبغت اللہ کی چوتھی بیٹی بی بی ماریہ ان کے عقد نکاح میں تھیں (ہدیۂ احمدیہ ۳۷) نیز تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے میں مولف کے حالات ملاحظہ کریں۔

۲۶۳/۲۱-۲۲ وَمَا تَوْفِيقِيْ ..... أُنِيْبُ

قرآن ۱۱/ ۸۸

۲۶۴/ ۵ صبغة الله ...... عٰبِدُوْنَ

قرآن ۲/ ۱۳۸

۲۶۴/۵-۶ فقیر در ازکار در رسالۂ معدن الجواہر کہ ......

معدن الجواہر کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ مقامات معصومی بعنوان تالیفات میر صفر احمد۔

۲۶۴/۸-۱۴ ...... ولادت باسعادت عالی حضرت (شیخ محمد صبغت اللہ) ...... سنہ ہزار دسی و سہ از ہجرت ...... در حین حیات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتفاق افتادہ چوں تشریف امام ربانی ...... بہ تقریب سلطان وقت ...... درآں ایام از بلدۂ دار الخیر اجمیر بودہ ......

وصال سے ایک سال پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے جہانگیر کے لشکر کے ساتھ اجمیر میں قیام کا تفصیلی ذکر خواجہ کشمی نے بھی کیا ہے (زبدۃ المقامات ۲۸۳) روضۃ القیومیہ (۲/ ۱۷۵) میں شیخ محمد صبغت اللہ کا سال ولادت ۱۰۳۲ھ کتابت کی غلطی ہے۔

۲۶۴/۱۴-۱۶ ...... امام صفاکیشان حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) از غلبہ و اشتیاق بہ واسطۂ استقبال نیز در خدمت والد بزرگوار ...... شتافتہ بودند ......

مولف عمدۃ المقامات نے وضاحت کی ہے کہ حضرت خواجہ اُن دنوں حضرت مجدد کی زیارت کے لیے اجمیر گئے ہوئے تھے (۳۴۲)

۲۶۵/۱ ...... ولادت باسعادت (حضرت شیخ صبغت اللہ) روز تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی سنہ ہزار دسی و سہ از ہجرت ...... اتفاق افتادہ ...... "بعد دو سہ روز دخول قبلتین (حضرت مجدد الف ثانی و حضرت خواجہ محمد معصوم) در بلدۂ مذکور (سرہند) اتفاق می یابد" ......

اس اقتباس سے اس نتیجے پر پہنچنا دشوار نہیں رہ جاتا کہ حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوالیار میں نظربندی اور پھر جہانگیر کے لشکر میں رہنے کی پابندی

(۱۰۲۸-۱۰۳۳ھ/ ۱۶۱۸-۱۶۲۴ء) کے بعد اپنے پوتے کی ولادت (۱۱؍ ربیع الثانی) کے دو تین دن بعد یعنی ۱۳؍ ربیع الاوّل ۱۰۳۳ھ کو سرہند پہنچے ——

۲۶۵/۱۳-۱۴ ..... "حضرت مجدد الف ثانی بہ حضرت ایشاں خطاب کردہ فرمودند کہ دریں فرزند تو رنگی از اصالت یافتم بنا برآں نام آں را محمد صبغت اللہ گذاشتم"..... یعنی حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تیرے اس بیٹے میں "رنگِ اصالت" دیکھتا ہوں اس لیے میں نے اس فرزند کا نام محمد صبغت اللہ رکھا ہے۔ یہی روایت مولفِ روضۃ القیومیہ نے بھی دی ہے لیکن ان سے بالکل غلط ہو کر رہ گئی ہے:

..... "محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے اس لیے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو۔" (۱۷۵/۲)

صاحبِ عمدۃ المقامات نے حضرت مجدد الف ثانی کے ان منقولہ بالا الفاظ (رنگی از اصالت یافتم) کو "منصبِ قیومیت" قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

"بریں قرار گرفتہ کہ منصبِ قیومیت بی بہرہ اصالت متعذر الوجود است و چوں برخ اصالت در ایشاں ملاحظہ نمودند از فراست معنوی وارث منصب قیومی ایشاں را شناختند و باشارۃ اصالت بشارتِ معاملۂ قیومیت دادند"..... (۳۴۳) نیز مولف نے اس سلسلے میں مزید توضیح کے طور پر حضرت شاہ صفی اللہ معصومی کے دو اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

یہاں اس مکتوب کی طرف اشارہ لازم ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے آخری ایامِ حیات میں "منصبِ قیومیت" کے آپ سے منتقل ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم کو ملنے کی بشارت دی ہے (مکتوبات ۱۰۴/۲) اس مکتوب میں جس "معاملۂ قیومیت" کا ذکر ہے، مقاماتِ معصومی کے منقولہ بالا جملے میں بھی وہی بات کہی گئی ہے کہ یہ "منصب" حضرت خواجہ محمد معصوم سے ایک روز منتقل ہو کر آپ کے فرزند شیخ محمد صبغت اللہ کو ملے گا۔

۲۶۵/۱۳-۱۴ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ ..... الْعَظِيْمِ

قرآن ۵۷/۲۱

۱۹/۲۶۶ ...... عضدی را بخدمت ......

کتاب "عضدی" کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۱۰/۱۳۷)

۲۶۷/۶-۷ مکاتیبی کہ در جلدِ اول حضرت ایشاں بنام شریف ہستند ازاں مانده اند کہ پیش از وصول باں قبلۂ اصحاب قبول مخلصانِ صادق نقل برداشتہ اند ......

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد اوّل میں حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے نام مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں :

۶۳ ، ۱۸۹ ، ۱۹۶ ، ۲۱۵ ، ۲۳۱

اس سے ان حضرات کی مکتوب نویسی کے قواعد کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح حضرت مجدد الف ثانی مکاتیب کے جواب املا کرواتے تھے اور بہت سے افراد انہیں ساتھ ساتھ لکھتے تھے اسی طرح حضرت خواجہ کے مکاتیب بھی مکتوب الیہم تک پہنچنے سے پہلے ہی مخلصین نقل کر لیتے تھے۔

۲۶۷/۱ ...... "مسئلہ ...... عمل آں از علمای دیندار نمودند و بہ موافق فتوی آنہا عمل می فرمودند" ......

عمدۃ المقامات میں ہے :

باوجود کمال علمیت ادنیٰ مسئلہ را بی اذن علمای دیندار بہ عمل نمی آوردند (۳۵۲)

۲۶۹/۵-۶ ...... دراں ہنگام فرخندہ انجام کہ تشریف حضرت ایشاں در بلدۂ دار الخلافہ شاہ جہان آباد بہ تقریب طلب بادشاہِ خدا طلب خلد مکان ......

حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگ زیب کی استدعا پر اس سے ملاقات کے لیے دہلی تشریف لے جایا کرتے تھے تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر "اورنگ زیب کے حضرت خواجہ سے روابط"

۲۶۹/۲۱ عارف معنوی ...... خواجہ محمد صدیق پشاوری ......

حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا مفتاح نہم کنز دوم ۴۳۲ -

۲۷۳/۱۲ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

قرآن ۸۴/۳۷

۴/۲۷۴ سیادت دستگاہی مرحومی میر محمد غنی برہانپوری نبیسۂ حقائق آگاہ خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ

حضرت میر محمد غنی برہانپوری کے حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۱۶-۱۵/۲۷۴ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

قرآن ۱۳/۴۹

۱۸/۲۷۴ ..... عالی حضرت بہ سیر بجواڑہ تشریف بردہ بودند.....

بجواڑہ، پنجاب کے ضلع ہوشیار پور میں بجواڑہ ایک قدیم گاؤں ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے :

1. Imperial Gazetteer of India Vol. vi. p.220-21

2. Hand Gazetteer of India. pp. 34

۲۲/۲۷۴ ....."تشریف برادر حضرت (شیخ صبغت اللہ) اعنی حضرت خواجہ جیو در لشکر است"

یعنی حضرت شیخ صبغت اللہ کے بھائی جو اورنگ زیب کے لشکر میں رہتے تھے اس سے مراد حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں، (رک مقدمۂ کتاب ہذا)

۱۲-۵/۲۷۶ ..... عالی حضرت را منصب و خلعتِ غوثیت از روحانیت غوث الثقلین..... بدست آمدہ..... در بلدۂ بغداد چوں بہ زیارت حضرت شیخ رسیدند ازاں جا ایں تحفہ (منصب) از جانبِ شیخ مذکور قدس سرہ مرحمت شد۔

داراشکوہ چونکہ عقائدِ اسلامیہ کا منکر ہوگیا تھا۔ اس لیے حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے اس فرزند بزرگ حضرت شیخ صبغت اللہ کو بغداد شریف روانہ کیا کہ حضرت شیخ کے مزار مبارک پر جاکر استدعا کی جائے کہ داراشکوہ سے اپنی توجہات ہٹالیں (رک مقدمۂ کتاب حاضر)

۱۸/۲۷۷ ..... در بلدۂ اٹک .....

اٹک، صوبہ پنجاب کا ایک بڑا ضلع ہے۔ ر۔ک بہ

۲۷۷/۱۸ ..... خانۂ مرزا غیاث الدین کہ از .....

مرزا غیاث الدین کے حالات کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب ہذا بعنوان ''راویانِ مقاماتِ معصومی''

۲۷۸/۷ ..... در خانۂ قاضی بلدۂ اٹک کہ عم مرزا غیاث الدین بودہ .....

یہاں نہ تو اٹک کے اس قاضی کا نام لکھا گیا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی دوسرا اشارہ ملتا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ وہ مرزا غیاث الدین کے ''عم محترم'' تھے۔ تاریخِ وادیٔ چھچھ (۱۳۶) میں مفتی اور قاضی خاندانوں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے لیکن ان میں نہ تو اس قاضی کا نام آیا ہے اور نہ ہی مرزا غیاث الدین کا۔

۲۷۸/۱۱-۱۳ ..... افاغنۂ یوسف زئی کہ بہ قطاعیٔ طریقی مشہور اند و از دیانت و امانت بسی دور .....

یوسف زئی افغانوں کی باغیانہ سرگرمیوں اور خاص طور پر بایزید انصاری معروف بہ پیر تاریک کی روشنیہ تحریک اور بایزید کے جانشینوں کی طرف اشارہ ہے۔ دیکھ

1. Tariq Ahmed: The Raushaniya Movement, Delhi, 1982

2. Caroe, Olaf: The Pathans, (Index)

(۳) یوسفی، الٰہ بخش : یوسف زئی پٹھان، کراچی ۱۹۶۱ء

۲۷۸/۲۲ ..... تا امروز در تمام اٹک و شمس آباد ایں تصرف در اشتہار ..... است .....

شمس آباد، وادیٔ چھچھ ضلع اٹک کے قصبات میں سے ایک قدیم قصبہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

سکندر خان : تاریخ وادیٔ چھچھ ۱۳۴-۱۳۷

۲۷۹/۲ ..... والدۂ فقیر زادہ ہا محمد معشوق و نیاز احمد سلمہم اللہ سبحانہ کہ بنتِ عالی حضرت قدس سرہ می شود .....

یعنی مقاماتِ معصومی کے مولف حضرت شیخ صبغت اللہ کے داماد تھے۔
(ر۔ک مقدمۂ کتاب ہذا)

۲۸۰/۱-۲ ..... مزار شاہ شہید قدس سرہ کہ بیرون شہر (کابل) واقع است .....

یہ مزار کابل میں پل مستان و چمن حضوری کے نزدیک واقع ہے۔ یہ مقام کارتۂ شاہ شہید کے نام سے مشہور ہے۔ شاہ شہید کا نام شاہ ابو اسحاق ختلانی ہے۔ دشمن سے جنگ کرتے ہوئے "دہ افغانان" میں ان کا سر تن سے جدا ہو گیا، پھر سر اور تن دونوں متحرک رہے۔ ان کا لقب خواجۂ بزرگ ہے اور امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ شاہرخ مرزا کے عہد میں شہید ہوئے۔ ملاحظہ ہو:

خلیل، محمد ابراہیم: مزاراتِ کابل ۶۹، ۱۵۹

۲۸۰/۶ ..... ہم چنیں مزارِ عاشقان و عارفان از مزاراتِ متبرکہ این جای اند و آنچہ مردم اینہا را اصحاب می دانند محل تردد است .....

۱۹۵۰ء میں جب کہ محمد ابراہیم خلیل نے کتاب مزاراتِ کابل تالیف کی تو بھی عوام ان قبور کو صحابہ کرام کے مزارات سمجھتے تھے۔ لیکن دراصل یہ دونوں سگے بھائی تھے۔ "عاشقان" کا نام خواجہ عبد السلام اور "عارفان" کا نام خواجہ عبد الصمد ہے۔ یہ دونوں بھائی خواجہ جابر بن شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی کے بیٹے تھے۔ سلطان بہرام شاہ بن مسعود ثالث بن ابراہیم بن مسعود اوّل بن سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے اور پھر وہاں سے کابل منتقل ہو گئے، اسی مقام پر جہاں آج ان کا مزار ہے باقی زندگی گزار دی۔ یہ مزار شہر کابل کے جنوب میں کوہِ تیر دروازہ متصل بالای جوی وکاریز واقع ہے۔
(مزاراتِ کابل ۱۰۶-۱۰۷)

۲۸۰/۷-۸ ..... تشریف اصحاب کرام علیہم الرضوان من ملک المنان دریں زمین (افغانستان) بہ ثبوت نہ پیوستہ است .....

لیکن عصرِ حاضر کے افغان محققین نے کتب تاریخ و سیر کی روشنی میں سرزمین افغانستان میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کی آمد کے اثبات میں

بہت سے دلائل جمع کیے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) ابوبکر عبداللہ بلخی : فضائلِ بلخ، طبع عبدالحی حبیبی۔ تہران ۱۳۵۰ ش

(۲) حبیبی، عبدالحی : تاریخ افغانستان بعد از اسلام، ۱۶۰، و بامداد اشاریہ

(۳) خلیل، محمد ابراہیم : مزاراتِ کابل ۱۔ ۶ و بہ بعد

۳/۲۸۱ ان ربی رحیمٌ ودود

قرآن ۱۱/۹۰

۲۲-۱۵/۲۸۱ ..... مرتبۂ اولی کہ وزیر خان فوجدارِ حضرت سرہند را جنگ باکفار نکونسار نانک پرستان بدکردار افتادہ داعیۂ جہاد .....

اس کا تعلق بندہ سنگھ کے سرہند پر حملے سے ہے۔ ۱۷۱۰ء میں بندہ سنگھ کے ہاتھوں وزیر خان فوجدار سرہند کی شہادت ہوئی۔ (ر۔ک مقدمۂ کتاب حاضر "سرہند کی تباہی")

۶-۵/۲۸۲ روز جمعہ سنہ ہزار و یک صد و بست و دو وقتِ نماز عصر بتاریخ ہفتم یا ہشتم یا نہم شہر ربیع الثانی کہ مولدِ آں قبلہ دو جہانی نیز بودہ با محبوب حقیقی جلت عظمت پیوستند .....

مولف روضۃ القیومیہ (۲/۱۷۶) نے تاریخ وصالِ حضرت شیخ صبغت اللہ میں جو اختلاف ہے وہ بیان نہیں کیا بلکہ ۹ ربیع الثانی ہی دیا ہے۔ لیکن سالِ وفات ۱۰۲۱ھ دیا ہے جو محض کتابت کی غلطی ہے۔ حالانکہ مسلمہ طور پر ان کا سال وصال ۱۱۲۲ھ ہے۔ صاحب عمدۃ المقامات (۳۷۷) نے تاریخ وصال ۷، ۸، ۹ ربیع الثانی دے کر ۹ ربیع الثانی کو ترجیح دی ہے۔ مقاماتِ معصومی کے مولف چونکہ حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے مرید صادق اور داماد تھے اس لیے ان کی درج کردہ تاریخ و سال وصال حضرت شیخ صبغت اللہ کو بعد کے تمام تذکرہ نویسوں پر ترجیح حاصل ہے۔

۱۶-۱۲/۲۸۲ ..... فقیر دور از کار دراں ہنگام بہ رفاقت لشکر بادشاہِ خلد منزل در نواح دارالخیر اجمیر بودہ .....

اس امر کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا (احوالِ مولف)

۲۸۳/۹-۱۱ ..... باوجود کہ غلبۂ کفر و کافری کہ درآں ایام درتمام سرہند و نواحی آں را احاطۂ تمام نمودہ چندیں ہزار کس .....

حضرت شیخ صبغت اللہ کی نماز جنازہ (۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) کے وقت سرہند پر سکھوں کا قبضہ ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود ان کے جنازے میں معتقدین بکثرت شریک ہوئے ۔ روضۃ القیومیہ میں ہے :

باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہہ کر اٹھایا ہزار ہا مسلمان ساتھ تھے ..... لیکن کافروں نے دم نہ مارا ۔ (۲/۱۷۶)

۲۸۳/۱۳ ..... تواریخِ وصالِ عالی حضرت (شیخ محمد صبغت اللہ) را آں قدر کہ .....

صاحبِ عمدۃ المقامات (۳۷۷) نے سترہ مادے دیے ہیں جن سے حضرت شیخ کا سالِ وصال برآمد ہوتا ہے ۔

۲۸۳/۱۵-۱۶ "آں آیت رحمت بود"

یہ حضرت شیخ کے وصال کا مادہ ہے یعنی آں = ۵۱ ، آیت = ۴۱۱ ، رحمت = ۶۴۸ ، بود = ۱۲ = ۱۱۲۲ھ

۲۸۳/۱۶ "فرزندِ محبوب مجدّد الف ثانی" یہ بھی مادۂ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۱۲۲ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی فرزند = ۳۴۱ + محبوب = ۵۸ + مجدّد = ۵۱ + الف ثانی = ۶۷۲ = ۱۱۲۲ھ

۲۸۳/۱۶ "حقا چہ خلیل امام معصوم بود"

یہ بھی مادۂ تاریخ وفات ہے لیکن اس میں مقامات معصومی کے دونوں نسخوں میں سہوِ کتابت ہے یعنی اس کے اعداد کے شمار سے ۱۱۲۷ھ برآمد ہوتے ہیں جبکہ صحیح سالِ وصال ۱۱۲۲ھ ہے ۔

۲۸۳/۱۷ "معشوقِ خدا"

یہ بھی مادۂ تاریخ وفات ہے لیکن اس میں بھی واضح سہوِ کتابت ہے "معشوقِ خدا" کے اعداد کا شمار ۱۱۲۱ھ ہے جو صحیح سالِ وصال کے منافی ہے ۔

۲۸۳/۱۸-۲۱ ذکر فرزندانِ عالی حضرت قدس سرہ ..... مرحومی شیخ ابوالقاسم .....

شیخ ابوالقاسم نے سلوک کی تعلیم اپنے دادا حضرت شیخ محمد معصوم سے حاصل کی، دیگر مروجہ دینی علوم کی تحصیل والد اور اپنے چچوں سے کی، شیخ ابوالقاسم کی شادی امۃ الکریم عرف جیونی بیگم بنت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے ہوئی۔

حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے شیخ ابوالقاسم کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ انہوں نے اکثر درسی کتب حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے پڑھی تھیں (روضۃ القیومیہ ۲/۱۷۷) شیخ ابوالقاسم کا علمی پایہ مولویت کے درجے کو پہنچ چکا تھا، اپنے چچا حضرت مروج الشریعت سے بھی تحصیل کی تھی اور وہ ان کی علمیت کے معترف تھے۔ شیخ ابوالقاسم شعر بھی کہتے تھے ان کے اشعار "رنگین و نازک" تھے، ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

ز سر بیرون کنم چشمی کہ از حُسنش تہی باشد
چرا بر طاق ابرو جا دہم مینای خالی را

(عمدۃ المقامات ۳۷۹)

ان کا تخلص فائق تھا (ایضاً ۳۸۳، مقاماتِ معصومی ۲۸۶)

شیخ ابوالقاسم لاولد ہی فوت ہوئے (ہدیۂ احمدیہ ۵۴)، سلوک و معرفت پر مبنی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مخدوم زادہ ابوالقاسم کے نام حسب ذیل پانچ مکاتیب ملتے ہیں:

دفتر ثانی ۱۰۲، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۹، دفتر سوم ۲۲۵ میں ان کے نام کے ساتھ "فرزندی" لکھا گیا ہے۔

..... عمر مخدوم زادۂ مذکور (شیخ ابوالقاسم) بست و ہفت سالہ شدہ و بعد ۳/۲۸۵
سہ سال حضرت ایشاں در بلدۂ اکبرآباد رفتہ وصال نمودند.....

گویا شیخ ابوالقاسم ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۲ء میں اکبرآباد پہنچے ۲۴ یا ۲۵ سال تک اکبرآباد میں رہے حضرت خواجہ کے حین حیات انکی عمر ۲۵ سال تھی۔

(روضہ ۲/۱۷۷) [وصال حضرت خواجہ ۱۰۷۹+۳ ۱۰۸۲ھ]،

تاریخ وصال ایشاں (شیخ ابوالقاسم) "افلیت شمس العلم" ۶/۲۸۵
"افلیت شمس العلم" مادۂ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۰۸۲ھ برآمد

ہوتے ہیں، یعنی اظلیت = ۵۱۱ + شمس = ۴۰۰ + العلم = ۱۷۱ = ۱۰۸۲ھ

۱۷/۲۸۵ دریں ایام (سالِ تالیف کتاب حاضر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء) تشریف ایشاں در بلدۂ شاہجہان آباد بہ تقریبی افتادہ بود .....

صاحب عمدۃ المقامات نے حضرت شیخ غلام محمد معصوم ثانی بن حضرت شیخ محمد اسماعیل روایت کی ہے کہ ان دنوں صاحبزادہ شیخ محمد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد صبغت اللہ جو دہلی میں مقیم تھے کی خدمت میں رہتے تھے (۳۸۱)

۲۲/۲۸۶ ..... از دیوان ایشاں (شیخ محمد اسماعیل عاشقؔ) باید طلبید .....

شیخ عاشق کے اس دیوان کے کسی نسخے کی ہمیں تاحال اطلاع نہیں ہے۔ البتہ مولف کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دیوان میں حضرات مجددیہ کے مناقب بھی بکثرت موجود ہیں۔ مولفِ کتاب حاضر نے شیخ عاشقؔ کے چار مناقب در مدح بزرگانِ سرہند نقل کیے ہیں۔ صاحبِ عمدۃ المقامات (۳۸۳) نے یہ دو مزید شعر دیئے ہیں ؎

دردِ ما را بہ کعبۂ مقصود بس است
عینک دیدۂ دل داغ نمک سود بس است

دیگر ؎

نثار از ماہِ پروین دادن وگرد سرش گشتن
چو عاشقؔ کردہ ام ہر شبِ من ایں تعلیم گردون را

۱۶-۱۵/۲۸۸ ..... عمر شریف ایشاں در خانۂ ہفتاد است .....

یعنی مقاماتِ معصومی کی تالیف ۱۱۳۳ھ کے دوران شیخ محمد اسماعیل عاشقؔ کی عمر ستر سال تھی۔ اس لیے ان کی ولادت ۱۰۶۳ھ (۱۱۳۳ — ۷۰) متعین ہو گی۔ عمدۃ المقامات میں ہے کہ ان کی عمر ستر سال سے تجاوز کر کے اسی سال کے قریب ہوئی (۲۸۵) اس اعتبار سے ان کا سال وصال ۱۱۴۳ھ (۱۰۶۳ + ۸۰) میں ہوا۔ اس لیے بعد کے تذکروں یعنی روضۃ القیومیہ (۲/ ۱۷۷) میں ان کا سال وفات ۱۱۳۶ھ (۱۰۳۶ھ اردو ترجمے میں

سہوِ کتابت ہے) اور ہدیۂ احمدیہ (۳۷) میں بھی یہی سال دیا گیا ہے جو غلط ہے۔ انہیں حضرت شیخ محمد صبغت اللہ اپنے اس فرزند شیخ محمد اسماعیل پر بہت مہربان تھے ایک سال خود تبلیغ و ارشاد مریدین کے لیے کابل جاتے اور دوسرے سال اپنے فرزند کو بھیجتے۔ شیخ محمد اسماعیل کا عقد فضل النساء بنت مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے ہوا (روضہ ۲/۱۷۷، ہدیۂ احمدیہ ۵۷) حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ میں دفن کیا گیا۔ (روضہ ۲/۱۷۷)
شیخ محمد اسماعیل کا خطاب امام العارفین تھا۔ ان کے خلفاء کثیر تعداد میں تھے لیکن تذکروں میں ان کے حالات درج نہیں ہو سکے۔

(عمدۃ المقامات ۲۸۴-۲۸۵)

۱۹/۲۸۸ شیخ محمد صبغت اللہ (بن شیخ محمد اسماعیل عاشق بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم)۔

یہ شیخ محمد اسماعیل کے بڑے بیٹے اپنے دادا کے مرید، تقویٰ و استقامت سے متصف تھے ان کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہیں رہا (روضہ ۲/۱۷۸)
ان کا ارشاد نواحِ کابل و پشاور میں بہت ہوا اور صاحبِ کمال خلفاء ان کی یادگار ہیں۔ ان میں ایک خواجہ حسن آتا جو قریہ گزر (نواح کابل) میں تھے ان کا سلسلہ مریدین ماوراء النہر، روم اور بلغار تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھیں۔ صاحبزادی سے ایک لڑکا میاں مسجدی تولد ہوا جو نواحی باجوڑ میں مصروف ارشاد رہے۔ صبغت اللہ کی یہ بیٹی حضرت غلام حسن بن شیخ غلام محمد بن غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل سے منسوب تھیں۔ شیخ صبغت اللہ کا مزار باغ عبدالرحیم خان پشاور میں ہے۔ یہ عبدالرحیم خان ان کا مرید تھا۔ (عمدۃ المقامات ۳۸۵-۳۸۶)

۲۲-۲۱/۲۸ ..... شیخ غلام معصوم (بن شیخ صبغت اللہ) .....

حضرت شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی اولاد میں سے جو شہرت و مقبولیت حضرت شیخ غلام محمد معصوم ثانی (ف ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کو نصیب ہوئی اس کا ذکر تذکروں میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ ان کی اولاد کے

اسمار کے لیے دیکھئے آیندہ اوراق سے منسلک شجرات، ان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۳۹۶ - ۴۲۳

(۲) محمد حسن جان مجددی : انیس المریدین، امرتسر

(۳) ایضاً : انساب الانجاب (بسلسلہ اولاد شیخ غلام محمد معصوم ثانی)

(۴) شاہ آغا عبداللہ جان : مونس المخلصین، ٹنڈو سائیں داد، سندھ

۲۸۹/۵-۶ ...... (شیخ اہل اللہ) در غلبۂ کفار نگوں سار نانک پرست جہاد فی سبیل اللہ ہمراہِ شمس خان افغان کہ غازی و شہید بودہ نمودند......

مولفِ عمدۃ المقامات نے از غازی کا نام شمشیر خان افغان لکھا ہے وہ سکھوں سے جنگ کرتا ہوا شہید ہوا تھا۔ (۳۸۶-۳۸۷)

شیخ اہل اللہ کی صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھیں۔

(روضہ ۲/۱۷۹)

۲۸۹/۲۱ مخدوم زادہ صغیر شیخ پیر فرزند رابع و اصغر......

ان کے مناقب میں صاحبِ عمدۃ المقامات نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت کے فوراً بعد ماہِ رمضان آگیا انہوں نے اُسی شیر خوارگی کے عالم میں پورا مہینہ روزہ افطار کرنے سے پہلے ماں کا دودھ نہیں پیا۔ (۳۸۷)

شیخ پیر کی صرف ایک بیٹی ہی تھیں (انساب الانجاب ۲۵) انساب کے مولف نے ان کا نام شیخ میر لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے کیوں کہ صاحبِ عمدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ میں بھی شیخ پیر ہی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے اس فرزند بزرگ شیخ محمد صبغت اللہ کو طالبانِ حق کی تعلیم و تربیت کے لیے کابل اور غور میں خلافت دے کر متعین فرمایا تھا۔ (روضہ ۲/۱۷۶) حضرت شیخ صبغت اللہ کی تصنیف میں ایک رسالہ در رد مخالفین (تالیف ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء) بتایا جاتا ہے (روضہ ۳/۷۵)

صاحبِ عمدۃ المقامات اور روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ صبغت اللہ کے خلفار کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ لکھا ہے کہ مقاماتِ معصومی کے

مولف نے جو خود اُن کے خلیفہ تھے معدن الجواہر میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے تیرہ اصحاب کو خلافت دی تھی یعنی شیخ زین العابدین معروف بہ میاں فقیر اللہ برہانپوری، شرافت پناہ میر عزیز، میر محمد غنی (یہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کی اولاد میں سے تھے، تعلیقات سابقہ)، شیخ ابو نصر سلطانپوری، شیخ محمد رفیع کابلی، شیخ عبداللطیف کابلی، شیخ ملا محمد شوق کابلی، شیخ فقیر اللہ (تشکمہ دریرۂ از قریۂ یعقوب ترکمان)، حافظ محمد نظام کابلی، صوفی الف بلخی، صوفی محمد کابلی، (عمدۃ المقامات ۳۸۷ - ۳۸۸)، صوفی عبدالرشید (مولف شجرۂ نقشبندی منظوم) شاہ عالم مقیم مالوہ (روضہ ۲/ ۱۷۹)، مرزا میر والدِ میر ظریف (کتاب حاضر ۳۰۲)

حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کی اولاد اور ان کے انساب کے لیے دیکھئے ضمیمۂ ثانی کتابِ حاضر۔

۱۱/۲۹ ولادت باسعادت آں قبلۂ ارباب ولایت (خواجہ محمد نقشبند ثانی) در شہر ذی قعدہ .....

مولف روضۃ القیومیہ نے اپنی اس کتاب کی ایک جلد (دفتر سوم) حضرت شیخ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے حالات کے لیے وقف کی ہے بتایا ہے کہ ان کا یوم ولادت بروز جمعہ، ۷ رمضان ہے (روضہ ۳/ ۱)

۱/۲۹ ..... جامع العلوم ملا بدرالدین .....

ملا بدرالدین سلطان پوری کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر مفتاح نہم ۴۶۲ - ۴۶۳

۲۲/۲۹ ..... تصانیف (حضرت شیخ حجۃ اللہ نقشبند ثانی) دیگرہم تازی و فارسی بہ زیبای تمام در قید قلم مشکیں رقم در آوردہ اند .....

حضرت حجۃ اللہ نے اپنے کئی رسائل کا خود ذکر فرمایا ہے۔ "رسالہ در تحقیقِ گناہاں" کے بارے میں لکھا ہے:

دریں آوان رسالۂ در تحقیق گناہان و تتمیم نصائح و فوائد دیگر بعد آں بہ تعجیلِ تمام برحسب اقتضاءِ حال نوشتہ فرستادہ است ..... و بہ نظر بندگانِ حضرت دادند ..... (وسیلۃ القبول ۱/۸/۱۵)

یہ رسالہ اورنگ زیب کو ایک خط کے ساتھ ارسال فرمایا تو لکھا ہے :

قبلہ گاہا رسالہ در تحقیق گناہانِ کبار و صغار یا ذکر و آداب و اخلاق زوائد عجالۃ الوقت بطریقِ اجمال و اختصار نوشتہ فرستادہ است و تفصیل و تتمیم آں را بر وقت دیگر انداختہ امید کہ بمطالعۂ خاص در آید .......

(ایضاً ۱/۱۶/۲۲/۳۸/۵۱)

پہلے اقتباس میں "بندگانِ حضرت" سے مراد اورنگ زیب ہے۔

انہوں نے اپنے ایک اور "رسالہ در تحقیق معنیٰ توبہ" کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

یہ رسالہ بھی انہوں نے اورنگ زیب کو اس مکتوب کے ساتھ ارسال فرمایا تھا :

(رسالہ) در تحقیقِ معنی توبہ و مراتبِ آں با تدقیق ..... و ذکر اختلافِ مذاہب در ضمن آں رسالہ مرتب ساختہ و بذکر فضل و ثواب آں در آخر رسالہ پرداختہ ..... (وسیلۃ القبول ۱/۱۹/۲۵)

انہوں نے اپنا ایک "رسالہ در شرح اسمای حسنیٰ" بھی اورنگ زیب کو ان الفاظ کے ساتھ بھیجا تھا :

رسالۂ دیگر از شرح اسمای حسنیٰ و بیانِ فضیلت و اجر قاری آں نیز ترتیب دادہ، بعد نقل از سواد بیاض امید کہ شرفِ قبولِ نظرِ کیمیا اثر یابد ..... ایضاً

حضرت حجۃ اللہ نے مخدوم محمد یوسف گردیزی کی استدعا پر عربی میں رسالہ "فضیلت ذکر خفی" تالیف کیا تھا (کتاب حاضر ۴۷۴) اور ان کا رسالہ ردِ مخالفین حضرت مجدد (وسیلۃ ۲/۱۲۵) حضرت حجۃ اللہ کا ایک رسالہ "تحفۂ سلوک" نیشنل میوزیم کراچی میں ہے۔ (فہرست مشترک ۳/۱۳۳۶)

۲۹۳/۴ ..... شیخ عبدالکریم کابلی کہ از خلفای آں امام صفا کیشان بودند ......

شیخ عبدالکریم کابلی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۴۸۸

۲۹۳/۱۶-۱۷ اِنَّ الَّذِیْنَ ..... خٰلِدُوْنَ

قرآن ۲۱/۱۰۱-۱۰۲

۲۹۳/۲۰-۲۱ در اواخر عمر مبارک حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلِ ایں مخدوم زادہ (شیخ حجۃ اللہ) نزدیک جمہور اصحاب حضرت ایشاں کہ از اہل قبائل باشند

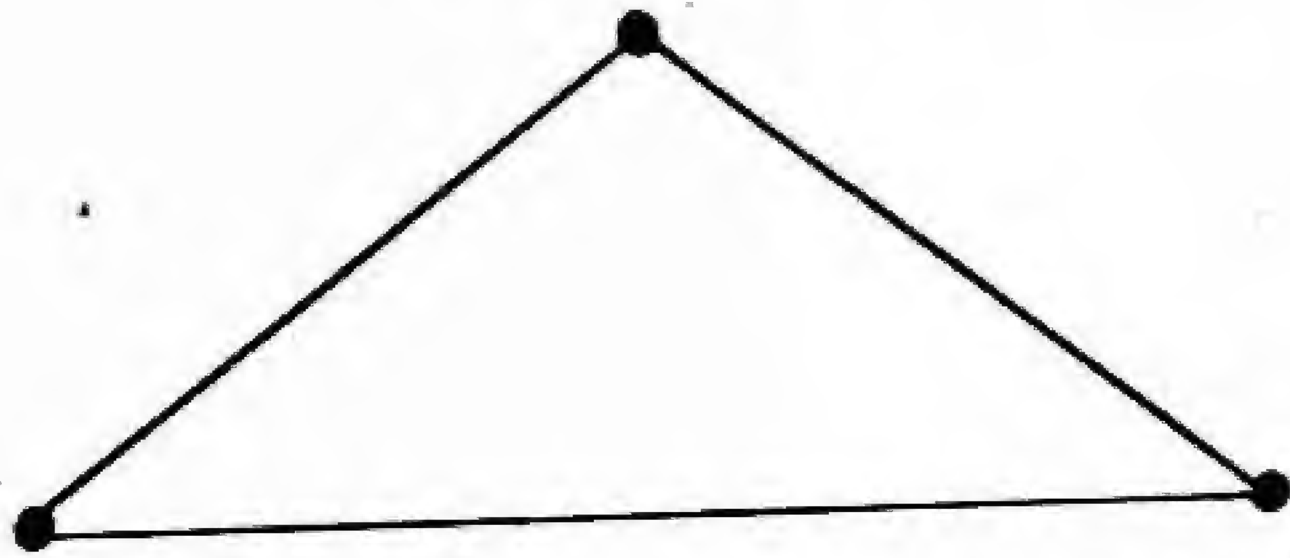
..... قطعی شدہ بود ۔

روضۃ القیومیہ کے مولف نے تیسرے دفتر میں حضرت حجۃ اللہ کی فضیلت کے دلائل جمع کئے ہیں ۔

۲۹۳/۲۲-۲۵ حضرت وحدت ..... فرمودند کہ اعتقادِ من بر جناب امام ربانی مجددِ الف ثانی وہر دو فرزندِ ایشاں کہ خازن الرحمت و حضرت ایشاں باشند بشابہ نقطہ ثانی مثلثہ است کہ .....

یعنی حضرت وحدت کے نزدیک ان تینوں بزرگوں کا عروج و فضیلت اس مثلث کی مانند ہے :

حضرت مجدد الف ثانی



حضرت خواجہ محمد سعید — حضرت خواجہ محمد معصوم

۲۹۰/۱۵-۱۷ آں عرائضِ ستہ در مکتوبات قدسی آیات ایشاں مندرج اند .....

حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات بنام وسیلۃ القبول دو جلدوں میں طبع ہو چکے ہیں۔ اس کی پہلی جلد کے پہلے چھ مکاتیب بنام "والد و پیر بزرگوار" ہیں۔

۲۹۰/ ۱۶ بالفعل نقل یک عریضہ ازآں کہ پیشِ خود موجود دارم .....

وسیلۃ القبول میں یہ پہلے عریضے کے طور پر شامل ہے ۔

۲۹/ ۴ ..... یضیقُ صَدرِی ولا ینطلقُ لِسَانِی

قرآن ۲۶/ ۱۳

۲۹/ ۶-۸ سبحان ..... رب العالمین

قرآن ۳۷/ ۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲

۲۹/ ۱۶ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ در جواب آں چنیں می نویسند ۔

حضرت خواجہ کا یہ مکتوب ، مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث مکتوب نمبر ۲۴۶

ہے جس کی یہ چند سطور یہاں نقل کی گئی ہیں۔

۲۹۵/۲۰-۲۱ بشارت قیومیت نقلاً از حضرت ایشاں کسی کہ نمودہ باشد در فرزندانِ دیگر ہمیں ذات بابرکات حضرت حجۃ اللہ ..... و چوں قیومیت مشروط بر اصالت .....

حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت ملنے کی تمام تر تفصیلات کے لیے دیکھئے، روضۃ القیومیہ ۳/۶ - ۸ و بہ بعد، نیز حضرت وحدت نے ان کی قیومیت کے اثبات میں ایک رسالہ تالیف کیا تھا (ایضاً ۳/۲۹) اسی موضوع پر شیخ محمد ہادی اور دیگر احباب کے رسائل (ایضاً)

۲۹۶/۷-۸ عن ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... لا تفاضل بینھم .....

حدیث، بخاری کے علاوہ دیکھئے:

اشعۃ اللمعات (باب مناقب ابی بکر، فصل ۲ جلد ۴)

۲۹۷/۲۱-۲۲ ..... عم فقیر (مولف) ہم در آخر حیات آنحضرت بست و ہشت سالہ بود، والحال در وقت تحریر مقال چہل و ہفت است .....

یعنی حضرت حجۃ اللہ کے وصال ۱۱۱۵ھ کے وقت مولف کی عمر ۲۸ سال تھی جس سے مولف کا سال ولادت ۱۰۸۷ھ = [۱۱۱۵ - ۲۸] برآمد ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کی تالیف کے دوران مولف کی عمر ۴۷ سال ہے یعنی اس وقت ۱۱۳۴ھ = [۱۰۸۷ + ۴۷] ہے۔

۳۰۱/۲-۳ ..... در مرتبۂ ثانیہ کہ تشریف حضرت حجۃ اللہ بہ سفرِ حجاز بودہ جہازِ ایشاں تباہی یافتہ بہ بندر سکت افتاد .....

روضۃ القیومیہ (۳/۳۲) کے اندراج کے مطابق حضرت حجۃ اللہ نے یہ دوسرا سفرِ حج دسویں سال قیومیت میں یعنی ۱۰۸۹ھ (= ۱۰۷۹+۱۰) میں کیا۔ اورنگ زیب کے کہنے پر انہوں نے براستہ دکن جانا پسند کیا اس سفر میں حضرت وحدت، شیخ خلیل اللہ، اور شیخ محمد پارسا ابن حضرت مروج الشریعت ہم رکاب تھے، اورنگ زیب نے جو ان دنوں دکنی مہمات سر کرنے گیا ہوا تھا عرصہ تک تعلیم سلوک کے لیے دکن میں روکے رکھا۔ روضۃ القیومیہ ۳/۳۲-۳۴)

اس سے پہلے حضرت حجۃ اللہ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ/۱۶۶۸ء میں یہ سعادتِ حج حاصل کر چکے تھے۔

(حسنات الحرمین، مقدمہ)

۳۰۲/۱۸-۱۹ بشارات فتح دارالظفر بیجاپور و دارالجہاد حیدرآباد حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بہ بادشاہ خلد مکان عنایت فرمودہ بودند.....

ہم نے کتاب ہذا کے مقدمے میں اس امر کی تفصیل دی ہے نیز دیکھئے حسنات الحرمین پر مفصل مقدمہ۔

۳۰۲/۲۰ ..... ارشد خان مرحوم در ایامی کہ دیوان بلدۂ فاخر کابل بود دعوت آنحضرت قدس سرہ بودہ .....

ارشد خان، امانت خان خوانی کا بھانجا اور داماد تھا، مدتوں صوبہ کابل پر تعینات رہا، ۲۴ سال جلوسِ عالمگیری میں اورنگ زیب کے حضور حاضر ہوا اور کفایت خان کے انتقال کے بعد خالصے کی دیوانی پر فائز کیا گیا۔ ۴۵ سال جلوس عالمگیر (۱۱۱۲ھ/۱۷۰۱ء) میں انتقال کیا۔ نیز اس کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے مآثر الامراء ۱/۲۸۴۔ تاریخ محمدی ۱۴

۳۰۳/۳-۴ مقدمۂ جنگ بادشاہِ خلد مکان با دائی بیجاپور و با حیدرآباد بامتداد کشید و بہ سالہا انجامید روزی بطریق معارضہ بہ عرض حضرت حجۃ اللہ رسانید کہ شما بشارت فتح دادہ بودید .....

اورنگ زیب کو بیجاپور اور حیدرآباد کی فتح میں بڑی دشواری پیش آئی تھی۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمہ میں حضرات نقشبندیہ کے دکنی معاملات میں دلچسپی کے ضمن میں اس کی تفصیلات دی ہیں۔ فتح کی بشارت اور اس تاخیر کے سلسلے میں حضرت حجۃ اللہ اور اورنگ زیب کے درمیان جو مکالمے ہوئے ان کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

روضۃ القیومیہ ۳/۸۳-۹۰

۳۰۳/۱۶-۱۷ (حضرت حجۃ اللہ) فرمودند جدِ بزرگوارِ ما الہام باین خطاب مستطاب از حضرت رب الارباب داشتند.....

حضرت مجدد الف ثانی کو خطاب "مجدد الف ثانی" الہامی طور پر عطا ہوا تھا، صاحبِ زبدۃ المقامات (۱۷۶) نے تصریح کی ہے :

"حق سبحانہ حضرت ایشاں را مجدد الف ثانی ساختہ مسلم می داشت"......

۳۰۴/۷-۸ (وصالِ حضرت حجۃ اللہ) سنہ ہزار وصد و پانزدہ ہجری .....

مولفِ روضۃ القیومیہ (۲/۱۴۳) نے سال وصال ۱۱۱۴ھ لکھا ہے گو ایک سال سے فرق نہیں کیا جاتا بلکہ جاری سال کے طور پر شمار ہوتا ہے تاہم صاحبِ کتاب حاضر کے بیان (۱۱۱۵ھ) کے مقابلہ میں روضۃ القیومیہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مولف عمدۃ المقامات (۳۸۹) نے بھی ۱۱۱۵ھ ہی نقل کیا ہے۔ بعد کے تذکرہ نگار جو محض ناقل ہیں چنداں قابل اعتماد نہیں۔

۳۰۵/۲-۶ بسعة یظلهم الله فی ظله ...... و رجل ذکر الله خالیا فضافت عیناه

حدیث۔ اشعۃ اللمعات (کتاب الصلوٰۃ باب المساجد، مواضع الصلوٰۃ) ۱/۳۲۷

۳۰۵/۱۴ تاریخ وصال آں قبلۂ اربابِ کمال "نورِ محض بود"

"نورِ محض بود" مادۂ تاریخ وصال ہے جس سے ۱۱۱۶ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی نور= ۲۵۶ + محض = ۸۴۸ + بود = ۱۲ (۱۱۱۶ھ) لیکن مولف نے خود ہی حضرت حجۃ اللہ کا سال وصال ۱۱۱۵ھ لکھا ہے۔ یقیناً اعداد و شمار میں ایک عدد کا سہو ہوا ہے۔

۳۰۵/۱۵ ابنای کرام آں قطب الانام (حضرت شیخ حجۃ اللہ) سہ بودند کہ بہ مرتبۂ کمال رسیدہ اند .....

حضرت حجۃ اللہ کی اولاد میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں تین صاحبزادے یعنی عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم کم سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے باقی تین صاحبِ کمال ہو کر ہادی و رہنما بنے۔ (انساب الانجاب ۲۷)

۳۰۶/۱۰-۱۱ مدت چند سال برقع مختار آں مخدوم زادۂ عالی تبار (شیخ ابوالاعلیٰ) بودہ کہ روی ہیچ یکی نمی دیدند .....

روضۃ القیومیہ (۱۴۶/۳) میں ہے کہ ان کی مدت برقع پوشی آٹھ سے دس سال تک ہے۔ اس رو پوشی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ انہیں اس عرصے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ہمہ وقت حضور رہتا تھا۔

۱۳/۳۰۶ ...... اخوت پناہی مرحومی شیخ عزالدین احمد قدس سرہ .....

شیخ عزالدین احمد مولفِ کتاب حاضر کے برادر حقیقی تھے، حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۳۸۶-۳۹۱) و مقدمۂ کتاب حاضر

۱۲/۳۰۷ شیخ محمد زبیر مدظلہ ......

حضرت شیخ محمد زبیر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو ہمارے مقدمے کا عنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۱۹-۱۸/۳۰۷ داعیۂ حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ بر سفرِ حجِ ثالث قرار گرفت چہ آنحضرت کہ دو حج پیشتر گذاردہ بودند ......

حضرت حجۃ اللہ کے پہلے دو سفرِ حج کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۳۰۱/۲-۳) حضرت حجۃ اللہ تیسری مرتبہ ۱۱۰۳ھ میں براستہ افغانستان و ایران حج کے لیے روانہ ہوئے۔ عقیدت مندوں نے کئی جگہ قیام کے لیے مجبور کیا ۱۱۰۹ھ میں حرمین الشریفین پہنچے (روضۃ القیومیہ ۳/۱۰۱، ۱۱۹)

۱/۳۰۸ ...... (سال وصالِ حضرت ابوالاعلیٰ بن حضرت حجۃ اللہ) سنہ ہزار و صد و شش و یا ہفت ہجری در عمر چہل و سہ سال واصل حق شدند ......

مولفِ روضۃ القیومیہ (۱۴۸/۳) نے ۱۱۰۷ھ دیا ہے، یہاں ان کی عمر ۴۳ سال بتائی گئی ہے۔ جس سے سالِ ولادت ۱۰۶۴ھ (۱۱۰۷-۴۳) متعین ہو جاتا ہے جس سے روضۃ القیومیہ (۱۴۶/۳) کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

۹-۸/۳۰۸ وَيُؤْثِرُونَ ...... خَصَاصَةٌ

قرآن ۹/۵۹

۱۱/۳۱۰ ...... شیخ محمد عمر (بن حضرت حجۃ اللہ) .....

شیخ محمد عمر کی ولادت ۱۰۷۰ھ میں ہوئی یعنی جس سال حضرت خواجہ محمد سعید

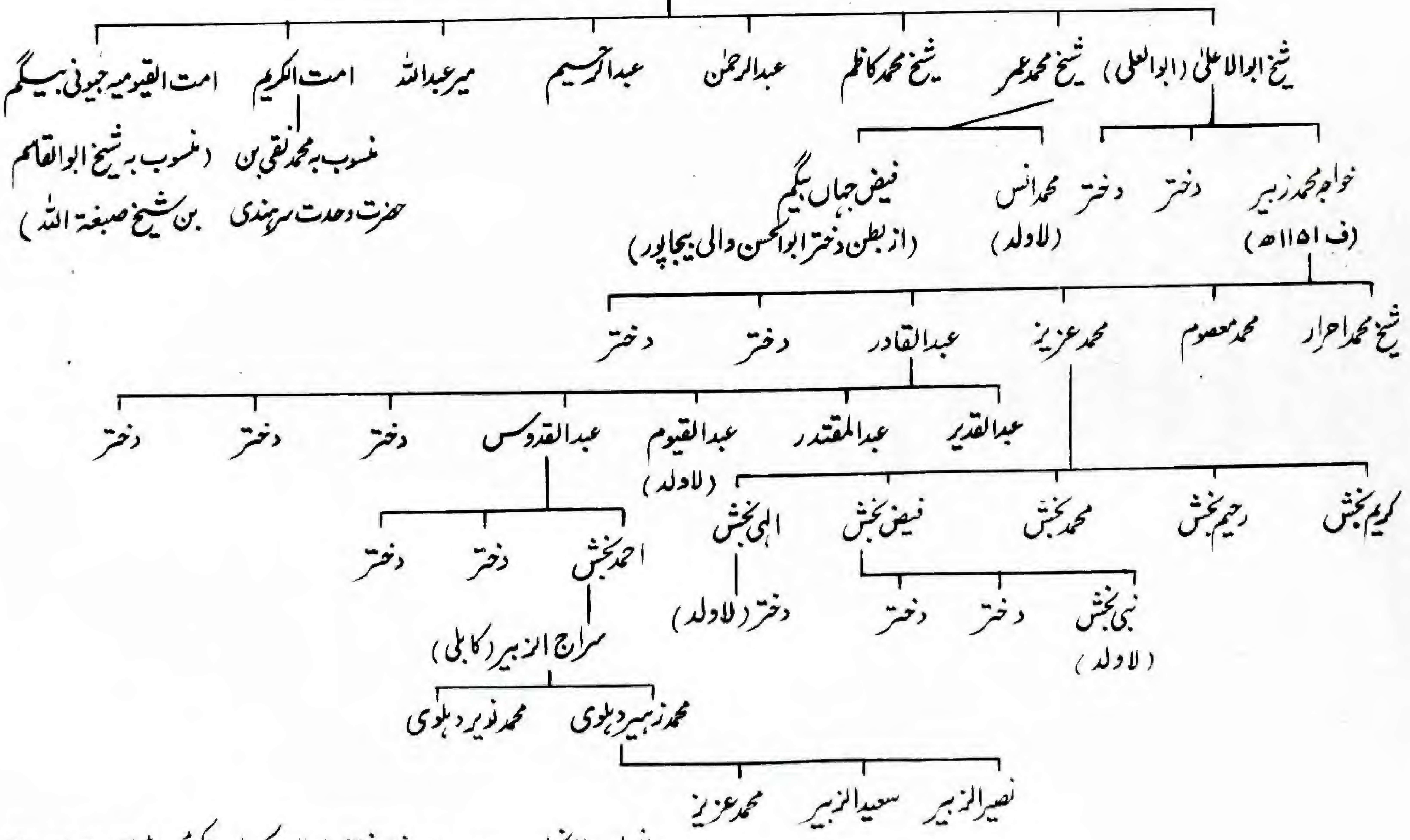
بن حضرت مجدد الف ثانی کا وصال ہوا (روضۃ القیومیہ ۱۴۹/۳) شیخ محمد عمر کی شادی ابوالحسن والیٔ بیجاپور کی دوسری بیٹی کے ساتھ اورنگ زیب کے حکم سے کی گئی۔ (مقدمۂ کتاب حاضر)، شیخ محمد عمر کا وصال ۱۱۱۸ھ میں ہوا۔ (روضۃ القیومیہ ۱۴۹/۳ میں ۱۰۱۸ھ کتابت کی غلطی ہے) مقاماتِ معصومی (۱۵/۳۱۰) میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ان کا انتقال اپنے والد کے وصال کے تین چار سال بعد ہوا یعنی (۱۱۱۵ + ۳ = ۱۱۱۸ھ)

۱۷/۳۱۰ شیخ محمد کاظم فرزند ثالث حضرت حجۃ اللہ .....

گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتے تھے آخری عمر میں اورنگ آباد چلے گئے وہیں ۱۱۲۵ھ میں انتقال ہوا اُسی علاقے میں مدفون ہیں۔

۱۰ (روضہ ۱۴۹/۳-۱۵۰)

حضرت حجۃ اللہ کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرۂ ہذا




(انساب الانجاب ۲۸-۲۹، نیز دختری اولاد کے لیے دیکھئے ہدیۂ احمدیہ ۵۴-۵۷)

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ اپنے عہد کے نہایت مقبول شیخ طریقت تھے۔ ان کے مکتوبات دو جلدوں میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول" کے نام سے شائع کیے تھے۔ ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں حضرت حجۃ اللہ کی سرگرمیوں کی تفصیل کے دوران بتایا ہے کہ اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کے پس منظر میں ان کا کیا کردار تھا ؟

۳۱۱/۹-۱۰ فقیر دور از کار (مولف) ہر چند بہ ملازمت صوری آنحضرت (مروج الشریعت) نہ رسیدہ چہ وصال آں عارف بر کمال پیش از ولادت ایں عاصی اتفاق یافتہ ...

یہاں مولف مقاماتِ معصومی کو سہو ہوا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں کئی مقامات پر اپنا سالِ ولادت ۱۰۸۶ھ بتایا ہے (مقدمۂ کتاب حاضر "احوالِ مولف") اور خود ہی حضرت مروج کا سالِ وصال اسی فصل میں ۱۰۸۳ھ لکھا ہے۔ گویا حضرت مروج الشریعت کے وصال سے تین سال پہلے حضرت مولف کی ولادت ہوئی، (۱۰۸۶ - ۱۰۸۳ = ۳)۔

۳۱۱/۱۰ اخوال - [جمع خال] عربی میں ماں کے بھائی (برادر مادر) ماموں کو کہتے ہیں، (برہانِ قاطع، حاشیۂ معین)

۳۱۱/۱۵ لَنْ ..... تُحِبُّوْن

قرآن ۳ / ۹۲

۳۱۱/۱۶ خُذُوْا ..... مَسْجِدٍ

قرآن ۷/ ۳۱

۳۱۱/۱۹-۲۰ خطاب آنحضرت را نزد ربّ العزت "مروج الشریعت" مسموع گشتہ گویند کہ ایں خطاب در عین نماز زینت بخش گردیدہ است ......

حضرت مروج الشریعت خود فرماتے ہیں کہ یکشنبہ ۲۴ ربیع الاوّل ۱۰۷۲ھ کو مجھے دوپہر کے قیلولہ کے دوران "مروج الشریعت" کے خطاب سے الہامی طور پر ممتاز کیا گیا۔ (خزینۃ المعارف ۱۰۹/ ۱۳۱) گویا یہ خطاب حضرت خواجہ محمد معصوم (ف ۱۰۷۹ھ) کے عین حیات عطا ہوا۔

۳۱۱/۲۳ وما توفیقی الا باللہ

قرآن ۱۱/ ۸۸

۳۱۱/۲۳-۲۴ ولادت باسعادت آں کمل ارباب ولایت (مروج الشریعت) در شہر رجب المرجب سنہ ہزار وسی وہشت اتفاق یافتہ۔

تذکرہ نویسوں نے ان کے سالِ ولادت میں ایک سال کا فرق ڈال دیا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا سالِ ولادت ۱۰۳۷ھ (۲/۱۸۰) درج ہے۔ متاخر تذکرہ نگاروں نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ مثلاً

(۱) محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۳۸

(۲) احمد ابوالخیر : ہدیۂ احمدیہ ۵۷

لیکن مقاماتِ معصومی کے مولف چونکہ قریب العہد اور معتبر ہیں اس لیے ان کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ اس اندراج (۱۰۳۸ھ) کی تصدیق صاحبِ عمدۃ المقامات (۳۸۹) اور مولفِ انساب الانجاب (۲۹) نے بھی کی ہے۔

۳۱۲/۱-۲ روز ولادت ایں برادر ما (حضرت مروج الشریعت) عم اشرفِ ما حضرت خازن الرحمت ..... می بیند کہ فرشتہ در محل ولادت شان ایں آیت کریمہ...

صاحبِ روضۃ القیومیہ (۲/۱۸۰) نے اس روایت کو مختلف طریقے سے درج کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اُترے جن سے تمام روئے زمین پُر ہوگیا۔ فرشتے بحکمِ خدا یہ آیت پڑھتے تھے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔"

مولف مقاماتِ معصومی نے اسے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی سے بزبان حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی نقل کیا ہے جبکہ مولف روضۃ القیومیہ کے راوی بھی یہی ہیں۔ ممکن ہے روایت تاخیر و بُعدِ زمانہ کی وجہ سے صاحبِ روضۃ القیومیہ تک اسی مبدل شکل میں پہنچی ہو۔

۳۱۲/۲-۳ وَسَلٰمٌ ..... حَیًّا

قرآن ۱۹/۱۵

۳۱۲/۵-۶ مشہور اہل قبیلہ است کہ محبوب ترین فرزندان حضرت ایشان نزد آنحضرت و والدۂ کریمۂ خود جناب حضرت مروج الشریعت بودند.....

حضرت خواجہ کی حضرت مروج الشریعت کے ساتھ محبت کے واقعات

کی تفصیل کے لیے دیکھئے۔ روضۃ القیومیہ ۲/۱۸۱-۱۸۲

۳۱۲/۱۱-۱۲ درسن ہفت سالگی بودند کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بہ سرہند رسیدہ از حضرات سوال آں نمودہ کہ دل .....

ان اشارات سے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے سرہند میں ورود کا سنہ ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء متعین ہو سکتا ہے، بایں تفصیل :

ولادت حضرت مروج الشریعت ۱۰۳۸ھ

عمر حضرت مروج الشریعت بوقت ورود ۷ سال

سال ورودِ مولانا سیالکوٹی ۱۰۴۵ھ = [۱۰۳۸+۷]

مولانا سیالکوٹی کی اس خانوادے سے عقیدت معروف ہے۔ حضرت امام ربانی کو "مجدد الف ثانی" کا لقب انہوں نے ہی دیا تھا (زبدۃ المقامات ۱۷۶) ممکن ہے حضرت مجدد کے عین حیات وہ سرہند تشریف لائے ہوں تاہم حضرت خواجہ محمد معصوم کی زندگی میں ان کے سرہند آنے کا ثبوت اور سنہ ورود کتاب حاضر سے معلوم ہو گیا ہے۔

مولانا سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) کثیر التصانیف عالم تھے، حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) عبدالحمید لاہوری : بادشاہ نامہ ۱/۱/۳۴۰-۳۴۱
(۲) محمد صالح کنبوہ : عمل صالح ۲/۳۰۹، ۳/۲۰۵، ۲۵۹، ۲۹۴
(۳) محمد صادق : طبقاتِ شاہجہانی۔ قلمی، انڈیا آفس لائبریری ورق ۲۵
(۴) محمد بختاور خان : مراۃ العالم ۲/۴۴۷
(۵) محمد اسلم پسروری : فرحت الناظرین ۱۰۲-۱۰۴
(۶) محبی، : خلاصۃ الاثر ۲/۲۱۸
(۷) آزاد بلگرامی : مآثر الکرام ۲۰۴
(۸) ایضاً : سبحۃ المرجان ۱/۱۷۰-۱۷۲
(۹) رحمٰن علی : تذکرہ علمای ہند ۲۸۰-۲۸۱
(۱۰) فوق، محمد دین : سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

۲۰/۳۱۲ عزیزی روایت نمودہ کہ ایں اتفاق (حفظ قرآن مجید) بر سواریٔ جہاز افتادہ .....

یہاں "سواریٔ جہاز" سے مراد حضرت مروج الشریعت کا حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمراہ (۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ - ۱۶۵۸ء) حج کے لیے جانا ہے۔ (رک بہ مقدمۂ کتاب ہذا)

۲۲-۲۱/۳۱۲ جامع العلوم ملا بدر الدین سلطان پوری (رک کتاب ہذا ۴۶۲ - ۴۶۳)

۱/۳۱۳ نواب مکرم خان مرحوم (رک بہ کتابِ حاضر، ذیل مفتاح نہم ۵۰۹ - ۵۱۰)

۶-۵/۳۱۴ "روزی از خدمت حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ شخصی پرسیدہ کہ حضرت مروج الشریعت در جای از مکتوبات خود نویسد۔"

یہاں حضرت مروج الشریعت کے مجموعۂ مکتوبات "خزینۃ المعارف" مراد ہے جسے ان کے فرزند شیخ عبدالہادی نے مرتب کیا تھا۔ جیسا کہ مقدمے میں جامع نے لکھا ہے کہ یہ مجموعہ صاحبِ مکتوبات کے وصال ۱۰۸۳ھ کے بعد مرتب ہوا ہے لیکن جامع نے اس کے سال ترتیب کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔ مقاماتِ معصومی کے اس جملے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے سالِ وصال ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء سے پہلے مرتب ہو کر کتابی صورت میں مریدین میں مشہور ہو چکا تھا۔ اس لیے اس کا سال جمع و تدوین حدود ۱۰۸۳ - ۱۱۱۵ھ قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے ناشر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے "خزینۃ المعارف" اس کا تاریخی نام فرض کر کے اس میں سے سال تدوین ۱۰۹۴ھ اخذ کر لیا ہے۔ جس کا اس مجموعے کے مقدمے یا متن میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ [رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر "حیات خواجہ محمد معصوم کے مآخذ"]

۱۷-۱۶/۳۱۴ جامع جلد اول مکتوبات حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مسمی بہ "درۃ التاج" است ہمیں مخدوم زادۂ عالی شان اند .....

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مجموعہ مکتوبات کی جلد اول کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت مروج الشریعت نے جمع و مدون

کیا تھا "درۃ التاج جاوید" اس کا تاریخی نام ہے جس سے سنہ ۱۰۶۳ھ برآمد ہوتا ہے (رک مقدمۂ کتاب ہٰذا "تالیفات خواجہ محمد معصوم")

۳۱۴/۱۷-۱۸ یاقوت عربی ہم تصنیف ایشاں است، بعد ازاں ملا شاکر ولد ملا بدر الدین قدس سرہ امر کردہ ترجمہ آں بہ فارسی کنانیدند .....

یہاں یاقوت عربی سے مراد حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکاشفاتِ حرمین "یواقیت الحرمین" ہے۔ جسے حضرت مروج الشریعت نے جو ہمراہ سفر تھے عربی میں جمع و مرتب کیا تھا اور اُنہیں کے حکم سے ملا محمد شاکر نے اس کا مشروح فارسی ترجمہ حسنات الحرمین کے نام سے ۱۰۷۱ھ میں کیا (رک بہ مقدمۂ کتابِ حاضر "تالیفات حضرت خواجہ محمد معصوم")

مکتوبات معصومیہ جلد اول اور حسنات الحرمین کے علاوہ حضرت مروج الشریعت کی حسب ذیل تالیفات کا ہمیں علم ہے:

رسالہ فی قرأتِ خلف الامام۔ یہ رسالہ عربی میں ہے اور "قرأت خلف الامام" کے موضوع پر ہے۔ مولف کے فرزند شیخ محمد ہادی نے مولف کے مسودات میں سے مرتب کیا تھا۔ ابتدائیہ میں خود وضاحت کرتے ہیں:

بسم اللہ — الحمد للہ الذی انزل القرآن و وقفناء لتاویلہ وارشد الاستنباط احکام الشرائع بتقرہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی .....

امابعد فیقول العبد الضعیف المرقب تفویض الصمد الباری الہادی تاج الدین ابوالحسن محمد ہادی وفقہ اللہ سبحانہ لما یحب و یرضی ھذہ قطرات نزشحۃ من بحار العلوم والتدقیقات والمعارف تلألأت من انوار التفقہ والتحقیقات وفقرات غسورت من مسودات سلطان المحققین امام المدققین قبلتنا بہاء الحق والدین ابوالعباس الشیخ محمد عبید اللہ رضی اللہ سبحانہ عنہ وارضاہ فی تصنیف الحج .......

۲۱ - اوراق کا یہ قلمی رسالہ حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات خزینۃ المعارف کے اس خطی نسخہ مخزونہ خانقاہِ مجددیہ قلعہ جواد کابل کے ساتھ مجلد تھا۔ جو حالیہ انقلاب افغانستان میں پورے کتب خانے کے ساتھ نذرِ آتش کر دیا گیا۔ (حسنات الحرمین، مقدمہ ۴۷ - ۴۸)

**رسالہ در عدم تعمیل کفار** ۔ موضوع نام سے ظاہر ہے حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک خط بنام اورنگ زیب میں خود وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ بھیجا جا رہا ہے :

"رسالہ در عدم تعمیل کفار نوشتہ بطریق تحفہ بحضور عالی فرستاد امید کہ بہ نظر مبارک درآید۔" (خزینہ ۹۵/۱۲۲)

نیز شیخ محمد ہادی نے واضح الفاظ میں اس رسالے کو حضرت مروج الشریعت کی تالیف بتایا ہے۔ (ایضاً ۹۵/۱۲۱)

**رسالہ در ردِ فخر الدین رازی** ۔ امام ہمام نے فقہ حنفی کی تائید میں ایک رسالہ لکھا تھا، فخر الدین رازی نے اس رسالہ کا ردّ تحریر کیا۔ حضرت مروج الشریعت نے رازی کے ردّ کا جواب اس رسالہ کی صورت میں دیا ہے (روضہ ۲/۲۰۱ - ۲۰۲)

۳۱۵/۵-۶ در اواخر عمرِ مبارک آنحضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ شدت اوجاع محیط بدنِ مبارک بودہ .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو اپنے آخری ایام حیات میں وجع مفاصل کا مرض لاحق ہو گیا تھا آپ نے اپنے مکاتیب میں اس کا خود ذکر فرمایا ہے۔ ہم نے کتاب کے مقدمے میں ایسے سارے نکات یک جا کر دیئے ہیں۔

۳۱۵/۱۵-۱۶ ..... آں قدر وقوف بر اسرار و معارف و اطوار و مصارف حضرت ایشاں کہ ایں مخدوم زادہ (مروج الشریعت) داشتند و مراضیِ آنحضرت .....

اس جملے میں لفظ "مصارف" بظاہر "مصرف" کی جمع ہے لیکن یہاں مولف نے اسے حضرت خواجہ کی جملہ مصروفیات خانقاہی (تعلیم و تربیت)

اور ذاتی ذمہ داریوں کے لیے استعمال کیا ہے، ڈاکٹر محمد معین نے اس لفظ کی جو تشریح کی ہے وہ اس کے عین مطابق ہے:

مصارف (جمع مصرف) ..... بعضی بر عامۂ سادات مقیم و مسافر و کافۂ متصوفہ وارد و صادر وقف کردہ ..... (فرہنگ فارسی ۳/۴۱۶۱)

۲۳/۲۲/۳۱۵ ..... مخدوم زادہ (مروج الشریعت) مشہور بہ "میاں حضرت" اند چنانچہ حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ باسم مکرم خان است برنگاشتہ اند .....

"در جواب آں را میاں حضرت باستصواب ایں فقیر نوشتہ است"

یہ جملہ مولف نے مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث (مکتوب نمبر ۲۲۶) سے نقل کیا ہے جیسا کہ اس کتاب میں مولف نے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے کہ ان کے پاس اس کتاب کی تالیف کے دوران مکتوبات معصومیہ کی صرف پہلی جلد ہی ہے۔ اس لیے دیگر جلدوں کے اقتباسات اس میں کم ہیں پیش نظر اقتباس بھی مولف نے حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے، جملے کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:

جوابِ اسولۂ شما را میاں حضرت باستصوابِ فقیر نوشتہ است مطالعہ خواہند نمود ..... (۳/۲۲۶/۲۷۲)

مکتوب الیہ نواب مکرم خان کے حالات کے لیے دیکھیے مفتاح نہم کا ذیل۔

۴-۳/۳۱۶ مخدوم زادہ (مروج الشریعت) در بعضی استفسار از احوالِ بلند خود بزبان قلم بہ حضرتِ ایشاں معروض داشتہ اند .....

حضرت مروج الشریعت کے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے نام ان کے مجموعۂ مکاتیب (خزینۃ المعارف) میں صرف دو پہلے مکاتیب ہیں، جب کہ ان کے نام حضرت خواجہ کے پندرہ گرامی نامے ملتے ہیں:

(مکتوبات معصومیہ ۱/ ۶۸، ۸۵، ۱۱۰، ۱۲۱، ۱۵۶، ۱۸۳، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۱۹، ۲۳۰، ۲۳۶، ۳/ ۱۹، ۶۹، ۱۱۷، ۱۱۸)

۲۱۶/۴-۵ از مکتوباتِ شریفۂ ایشاں (مروج الشریعت) باید طلبید .....
یعنی حضرت مروج الشریعت کے مجموعۂ مکتوبات (خزینۃ المعارف) کی طرف اشارہ ہے ۔ (رک بہ مقدمۂ کتاب ہذا حیات حضرت خواجہ کے مآخذ)

۲۱۷/۲-۳ شنیدہ ام کہ اصالتِ خود را ہم آنجناب (مروج الشریعت) در موضعی از مکتوباتِ خود نوشتہ اند موضع آں ہم ظاہرا جبہہ و ہر دو چشم و بینی تعین فرمودہ اما معلوم نیست .....

حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ کے نام اپنے ایک عریضے میں لکھا ہے:
" شبی در واقعہ دار الخلد را نظارہ نمودند و مقام حضرت ایشاں را خود را متحد دید و مقاماتِ بعض مردم دیگر را تعین فرمودند" (خزینہ ۱/۱۱)
حضرت مروج الشریعت اپنے مقام کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں :
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) ..... خطاب کردہ فرمودند کہ ترا مقام محبوبیت دادیم ...... (خزینہ ۱۰۲/۲۶)
..... نشانی از محبوبیت مرحمت کردند فرمودند کہ لوازم این مقام عالی از طرفین مفہوم می گردد ...... (ایضاً ۱۰۳/۲۷) .....
الحال نزول خود را و ترا در یک مقام یافتم یعنی به نقطۂ عدم صرف (ایضاً ۱۰۷/۱۳۰)
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) آں درویش (حضرت مروج الشریعت) را در اعتکاف عشرہ ذی الحجہ بہ خلوت طلبیدہ نوازشہا در حق آں درویش فرمودند و وصول بہ ذات بحت کہ معراست از نسب و اعتبارات بشر گردانیدند ...... (ایضاً ۱۰۲/۱۲۶) ......
در بندر مخا بعد توجہ بسیار نوید عطیۂ ضمنیت ساختند و فرمودند کہ ترا (حضرت مروج الشریعت) پرتو و لباسِ ضمنیت آراستہ در کنار ما نشاندند ...... (ایضاً ۱۰۹/۱۳۰) ......
نیز حضرت خواجہ کی بعض بشارات درحقِ حضرت مروج الشریعت کے لیے دیکھئے حسنات الحرمین ۔

۲۱۸/۱۸ خطاءِ مجتہد

خطای اجتہادی سے مراد یہ ہے کہ ایک عالم صالح و متقی اپنی پوری کوشش حق بات کی تلاش میں صرف کر دیتا ہے لیکن اس کی رسائی حق تک نہیں ہوتی بلکہ وہ غلط نتیجے تک پہنچتا ہے ــــ

خطای اجتہادی ..... ملامت سے دُور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ (مکتوبات حضرت مجدد ۱/ ۲۵۱)

۳۱۷/۲۲-۲۳ ..... چہار سال و دہ روز بعد وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ آں مخدوم زادۂ عالی شان (مروج الشریعت) در قید حیات بودند .....

یعنی حضرت مروج الشریعت اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال کے بعد بدیں حساب چار سال دس روز بقیدِ حیات رہے:

وصال حضرت خواجہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ (کتاب حاضر ۲/۲۴۷)

وصال حضرت مروج الشریعت ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ (کتاب ہذا ۱۲/۲۳۱)

۳۱۸/۵-۶ گویند بعد وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ آں قدر غم و الم دامن گیر آنحضرت (مروج الشریعت) گردیدہ کہ چہار انگشت چنیں جامہ کم نمودہ .....

حضرت مروج الشریعت نے اس "غم و الم" کا اپنے مکاتیب میں کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

....." آتش فراق و حرقت مصیبت را مشتعل تر ساخت ..... در عین نوشتن ایں کتابت (مکتوب) الم جدائی آں قبلہ گاہی غلبہ نمود و ہوش را ربود چیزی نامربوط نوشتہ شد" (خزینہ ۸۷/۱۱۲)

۳۱۸/۸-۱۰ ..... بادشاہ خلد مکان (اورنگ زیب) فرمانِ اشتیاق نوشتہ ..... کہ حکمای حضور بہ حذاقتِ کاملہ موصوف اند .....

حضرت مروج الشریعت کو بعض امراض لاحق تھے جن کا علاج سرہند میں ممکن نہیں تھا۔ اس لیے اورنگ زیب نے انہیں اپنے پاس دہلی بلالیا، علاج کی کیفیت خود بیان فرماتے ہیں:

کوفت بدنی بحالِ سابق است حکیم الملک از مدتی بہ معالجہ قیام

دارد از حیا بوی جواب نمی دہد بادشاہ جیو آں قدر مقید اند دریں معالجۂ فقیر کہ چہ عرض نماید ...... (خزینہ ۱۲۸/ ۱۴۴)

قبلہ گاہا (حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی برادر خود) آزار ہای فقیر را معالجہ می نمایند اللہ تعالیٰ شفا کرامت فرماید ...... (ایضاً ۱۲۹/ ۱۴۶)

حضرت مروج الشریعت کو تپ دق کا عارضہ تھا (روضۃ القیومیہ ۲/ ۱۹۸)

۳۱۸/۱۰-۱۱ ...... بحکمِ اطاعت ذی الامر (اورنگ زیب) تشریف بہ حضرت دہلی بہ وقوع پیوست و عالمی را از ملوک و صعلوک سبب ہدایت گشتہ ......

اورنگ زیب کے علاوہ شہزادگان اور امراء کی کثیر تعداد نے حضرت مروج الشریعت سے باطنی فیض پایا، خود تحریر فرماتے ہیں :

"از کرمہای سلطان اعظم (اورنگ زیب) چہ نویسد اعتقاد ہای ہمت خان را چہ بیان نماید تمام خانۂ خود را مرید کنایند بزرگیہای حضرت نیز بہ خان درمیان آمد ...... بعضی از مقربان خاصہ بادشاہی مرید شدہ اند و عجب اخلاص بہم رسانیدہ"......

(خزینہ ۱۲۶/ ۱۴۵)

نیز حضرت مروج الشریعت کے حکام کے ساتھ مراسم کی تفصیل کے لیے اس کتاب کا مقدمہ ملاحظہ کریں۔

۳/۱۳-۱۴ ...... تا ایں وقت کہ تغیر سلطنت ہنگامہ در اہل عالم انداختہ ......

ان اشارات کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر کے مقدمے میں مولف کے احوال۔

۳۱/۲۱ ...... بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ و اہلیہ آں بادشاہ ہر دو (مرید) نمودند ......

شہزادہ محمد اعظم اور اس کی اہلیہ کی ارادت مندی کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کی مفتاح ہم کا ذیل و مقدمۂ کتاب حاضر۔

۳/۲۱ ...... جاں بخشی شاہزادہ محمد بیدار بخت فرمودند ......

واقعہ کی تفصیل متن کتاب میں موجود ہے۔ شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر بن محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر۔ بیدار بخت یکشنبہ ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ/ ۲۰ جون ۱۷۰۷ء میں مارا گیا اس وقت عمر ۳۸ سال تھی، رک بہ تاریخ محمدی ۲۱

مع تعلیقۂ عرشی ۱۶۲ - ۱۶۳

۳۱۸/۲۳ شاہزادہ محمد بیدار بخت در ایام تشریف آں قبلۂ انام (حضرت مروج الشریعت) در حضورِ سلطان اسلام (اورنگ زیب) خرد سال بودہ بہ مرض شدید گرفتار گردید .....

قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مروج الشریعت اپنے سال وصال یعنی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں ہی دہلی تشریف لے گئے تھے۔ (تعلیقات حاضر ۳۱۸/۱۰-۱۱)

مندرجہ بالا سنین کی رو سے شہزادہ مذکور ۱۱۱۹ھ میں مارا گیا اس وقت اس کی عمر ۳۸ سال تھی یعنی اس اعتبار سے اس کا سال پیدائش ۱۰۸۱ھ ہوا۔ یہاں شہزادے کی "خرد سالی" سے مراد ہے کہ وہ دو یا تین سال کی عمر میں مریض ہوا۔ [وصال حضرت مروج الشریعت (۱۰۸۳-۱۰۸۱ھ) ولادت شہزادہ]

۳۱۹/۲۲-۲۳ ..... روز دوم و یا سوم بادشاہزادہ اقسام اطعمہ متلونہ و غیر متلونہ ..... نیاز فرستادہ .....

یہاں "بادشاہزادہ" سے مراد بیدار بخت کا والد "شہزادہ محمد اعظم" ہے۔

۳۲۰/۲۱ ..... سرای سنبھالکہ کہ مابین گنور و پانی پت واقع است .....

"سنبھالکہ" کے محل وقوع کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۲۱۸/۳)

"گنُوْر" ۱۹۰۴ء میں "گنور" کا محل وقوع یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نظامت پنجور کی ایک جنوبی تحصیل ہے۔ گنور کی آبادی اور رقبے کی تفصیل کے لیے دیکھئے:

Phulkian State Gazetteer, patiala state, p. 194. Lahore. 1909

Imperial Gazetteer of India, Vol. xii p-214

۳۲۰/۲۴-۲۵ ..... ہر چند مردمان قبیلہ عذر ہا آوردند کہ وقت پگاہ است .....

جب حضرت مروج الشریعت کی سواری مع اہل و عیال دہلی سے سنبھالکہ کے مقام پر پہنچی تو وہیں قیام کا حکم دیا لیکن عورتوں کو وہم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کا وصال اسی مقام پر ہوا تھا اس لیے کہنے لگیں کہ یہاں

سے جلدی کوچ کرنا چاہیئے (روضہ ٢/١٩٩)

۲۵/۳۲۰ بہلھای زنانہ بہ قصد پیش بردہ بودند آنہارا آدم فرستادہ واپس طلبانیدند.....

لیکن روضۃ القیومیہ (٢/١٩٩) کے مولف نے روا روی میں یہ بات لکھ دی ہے کہ" اتنے میں آنجناب کے اہل بیت کی سواری بھی آپہنچی"۔

۳۲۱/۴-۵ ..... اخوند سجاول بہ عرض رسانید کہ .....

اخوند سجاول (رک ۴۸۰) نے ہی جو حضرت مروج الشریعت کے سفرِ دہلی میں ہم رکاب تھے، حضرت مروج الشریعت کو غسل دیا (کتاب حاضر متن ۴۸۱)۔ ہمارا قیاس ہے کہ اخوند سجاول بھی اورنگ زیب کی مجلس سکوت (رک بہ مقدمۂ کتاب ہذا) میں شرکت کے لیے شریکِ سفر ہوئے تھے۔

۳۲۱/۱۳-۱۴ ..... عزیزی قطعہ (تاریخ وصال حضرت مروج الشریعت) گفتہ است کہ اگر از ہر مصراع آں اگر تمام حروف بہ شماری سال انتقال را بہ یابی .....

لیکن ان اشعار میں سے مصراع اول، سوم اور چہارم کے عدد صحیح سال وصال یعنی ۱۰۸۳ھ سے خاصے مختلف برآمد ہوتے ہیں، البتہ مصراع دوم کو اگر صاحبِ عمدۃ المقامات (۳۹۱) کی قرأت کے مطابق یوں پڑھا جائے:

"احمد قدر آں محمدی المشرب"

تو اس کے اعداد کا شمار ۱۰۸۳ھ ہوگا [یعنی احمد = ۵۳ + قدر = ۳۰۴ + آں = ۵۱ + محمدی = ۱۰۲ + ال = ۳۱ + مشرب = ۵۴۲]

مولف عمدۃ المقامات نے چاروں مصرعے متن مقاماتِ معصومی سے ہی نقل کئے ہیں لیکن چاروں ہمارے پیش نظر متون سے مختلف ہیں نیز اس کے مصحح نے بتایا ہے کہ ان کے نقل کردہ مصرعۂ سوم سے بھی تاریخ برآمد ہوتی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

۳۲۱/۱۸ ..... اندرون گنبد معلّٰی (حضرت خواجہ محمد معصوم) مدفون کردند .....

صاحب روضۃ القیومیہ نے اس پر اضافہ کیا ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو اس گنبد معلّٰی کے مشرق کی طرف دفن کیا گیا (٢/٢٠١)

۳۲۲/۲-۳ آنحضرت (مروج الشریعت) راسه فرزند باقی ماند۔

حضرت مروج الشریعت کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں میں سے صرف تین صاحبزادے بقید حیات رہے یعنی شیخ محمد ہادی، شیخ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم، عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم جوان تینوں سے بڑے تھے کم سنی میں فوت ہو گئے۔ (ر ک شجرۂ اولاد حضرت مروج الشریعت دریں تعلیقات)

۳۲۲/۵ ..... مطول را شروع از ......

کتاب مطول تالیف سعدالدین تفتازانی شافعی ہروی خراسانی (۷۲۲-۷۹۲ھ)

۳۲۲/۱۰-۱۳ ..... من (شیخ محمد ہادی) متوجہ لشکر بادشاہ عالمگیر در ہنگامی کہ نواح بیجاپور بودند گردیدم ..... حضرت حجۃ اللہ فرمایند کہ مطرود ساختہ با ہانت تمام بہ سرہند رسانیدہ .....

مرتبِ کتاب ہذا احقر محمد اقبال مجددی سے حسنات الحرمین (۵۵، ۱۵۱) پر مقدمہ لکھتے وقت اس مقام کو سمجھنے میں فحش غلطی ہوئی ہے کہ "خود شیخ محمد ہادی اورنگ زیب کے ساتھ اس مہم بیجاپور میں شریک لشکر تھے" حالانکہ یہاں تو واضح ہے کہ شیخ محمد ہادی راستے سے ہی لوٹ آئے تھے

۳۲۲/۱۸-۱۹ ..... اشعار دلکشای ایشاں (شیخ محمد ہادی) اہلِ حال را سرور ساختہ .....

حضرت شیخ محمد ہادی کا کوئی مستقل شعری مجموعہ تو ہمیں تا حال نہیں ملا ہے۔ تاہم انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت مروج الشریعت کے مکاتیب کا جو مجموعہ خزینۃ المعارف کے نام سے مرتب کیا ہے اس کے مقدمے میں بعض اشعار پر خود ان کی تصنیف ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

۳۲۲/۱۹-۲۰ ذکر تصانیف ایشاں (شیخ محمد ہادی) تا کجا دانماید، مقامات حضرات خمسہ کہ قریب بہ اربعین سال تمام رسیدہ .....

اس اقتباس میں "مقامات حضرات خمسہ" سے مراد کواکب دریہ ہے جو اکابر حضرات مجددیہ کے احوال و مناقب پر لکھی گئی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر کا عنوان "مقامات معصومی کے مآخذ" شیخ محمد ہادی کی دیگر

تصانیف جن کا ہمیں علم ہو سکا ہے یہ ہیں :

(۱) حجۃ الاحوال ۔ یہ کتاب بھی اپنے مشائخ کے حالات پر تالیف کی ہے ۔ (روضۃ القیومیہ ۲/۲۰۳)

(۲) ترویجیہ ۔ اپنے والد حضرت مروج الشریعت کے حالات پر لکھی ہے (ایضاً)

(۳) تجدید احوال ۔ در اثبات تجدید حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (ایضاً)

(۴) رسالہ در ردّ مخالفین حضرت مجدد الف ثانی (ایضاً ۲/۲۰۶، ۳/۴۸)

۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء میں جب کہ مخالفین خانوادہ مجددیہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلاف رسائل لکھے تو ان کے جواب میں جو رسائل تالیف ہوئے ان میں شیخ محمد ہادی کا مذکورہ رسالہ بھی شامل ہے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر) اس وقت ان کی عمر صرف ۲۷ برس تھی ۔

(۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفصیل بقدر چالیس جز (روضہ ۲/۲۰۳)

(۶) رسالہ در جواب شبہات دربارۂ تصوف ۔ بہ تحریک میر محمد نعمان بدخشی تالیف کیا (ایضاً)

(۷) نصوص الدقائق بجواب نصوص الحقائق ۔ (ایضاً)

صاحب روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ ان کے علاوہ بہت سی کتب معقول و منقول پر ان کے حواشی بھی ہیں ۔ (۲/۲۰۳)

شیخ محمد ہادی کی مذکورہ بالا کتب میں سے کسی کتاب کے وجود کا تاحال علم نہیں ہو سکا فقط ان کی مرتبہ دو کتابیں خزینۃ المعارف اور رسالہ فی قرأت خلف الامام کے نسخے ملتے ہیں جن کا تعارف کروایا جا چکا ہے ۔ (تعلیقات ۳۱۴/۱۷-۱۸) شیخ محمد ہادی کے پوتے کمال الدین محمد احسان مولف روضۃ القیومیہ کا بیان ہے کہ شیخ محمد ہادی تصنیف و تالیف میں اس قدر مصروف رہتے کہ اپنے مشائخ میں سب سے زیادہ معروف شخصیت شمار ہوتے ۔ (۲/۲۰۳)

٣٢٢/٢٢-٢٣ ..... بعداز نشورِ کفار در بلدۂ حضرت سرہند شب دوازدہم شہر ربیع الاول سنہ ہزار و (یک صد) و بست و سہ ہجری ازیں دارِ پُر ملال گذشتہ .....

یعنی حضرت شیخ محمد ہادی کا وصال سرہند پر سکھوں کے غلبے کے بعد ۱۱۲۳ھ کو ہوا۔ مقاماتِ معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں یہاں ہزار کے بعد یک صد کتابت ہونے سے رہ گیا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا سال وصال ۱۱۲۱ھ درج ہے (۲/۲۰۷) جو اس لیے درست نہیں ہے کہ صاحبِ مقاماتِ معصومی نے وضاحت کی ہے کہ ان کا انتقال سرہند پر سکھوں کے غلبہ کے بعد ہوا۔ سرہند پر سکھوں کا قبضہ متفقہ طور پر ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ/ ۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو ہوا (رک مقدمۂ کتاب حاضر) اس لیے مقاماتِ معصومی میں مندرج سنہ ۱۱۲۳ھ صحیح ہے۔

٣٢٢/٢٣ در روضۂ منورۂ حضرت ایشاں در گنبد معلّی مدفون و عمر شریف ایشاں (شیخ محمد ہادی) پنجاہ و سہ سال شد .....

روضۃ القیومیہ (۲/۲۰۷) کے مولف نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ "شیخ محمد ہادی کو حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ کے اندر جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔"

٣٢٣/١-٢ ..... خلف الرشید ایشاں (شیخ محمد ہادی) ابوالحفص قوام الدین میر محمد بہ کمالات ظاہر و باطن آراستہ است .....

میر محمد، شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند تھے صاحبِ روضۃ القیومیہ نے ان کے مختصر حالات لکھے ہیں، ملاحظہ ہو:

عالم و عامل صالح و متقی و پرہیز گار بود، سلوک باطن بخدمت حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ و ہمراہ آنجناب بہ حج رفتہ و حضرت قیوم ثالث (محمد نقشبند ثانی) ایشاں (میر محمد) را بشارتِ ولایت سہ گانہ و کمالاتِ نبوت دادہ اند و علم ظاہر را نیز بہ پایۂ مولویت رسانیدہ و حفظ قرآں بہ تجوید حاصل نمود و بعد حضرت قیوم ثالث پیش والدِ خود سلوک تمام کردہ و در مقام فنائے اتم و بی نفسی و زوالِ عین و اثر قدم

راسخ داشتند در سنہ یک ہزار و یک صد و چہل و نہ وفات یافتند در روضۂ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصومؒ) مدفون شدند و از ایشاں ہیچ اولاد نماند (روضہ۔ قلمی ٢/٤١١)

روضۃ القیومیہ کے درج بالا اقتباس میں ان کا نام محمد میر آیا ہے لیکن مقاماتِ معصومی میں ان کا پورا نام "ابوالحفص قوام الدین میر محمد" تحریر ہے۔

٢/٣٢٢ "ایاغ بزم احمدی"

یہ حضرت شیخ محمد ہادی کا مادۂ تاریخ وصال ہے۔ جو ان کے فرزند میر محمد مذکور نے تجویز کیا تھا۔ اس سے ١١٢٤ برآمد ہوتے ہیں [ ایاغ = ١٠١٢ + بزم = ٤٩ + احمدی = ٦٣ ] لیکن اس میں ایک عدد زیادہ ہے مولف کے نزدیک ایک عدد کی کمی بیشی سے کوئی نمایاں فرق نہیں پڑتا۔

٣-٢/٣٢٢ ..... فرزندان دیگر، ہم ہستند ہر یکی با قابلیت موصوف .....

یعنی شیخ محمد ہادی کے ان کے علاوہ بھی لڑکے تھے ان کے اسماء اور اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھیے شجرۂ حضرت مروج الشریعت (دریں تعلیقات) ان میں شیخ حسن احمد کثیر الاولاد تھے۔ شیخ حسن احمد کے ایک صاحبزادے کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ کے مولف کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔ (رک بہ مقدمہ کتابِ حاضر "حیات حضرت خواجہ کے مآخذ")

١٦-١١/٣٢٢ ..... می فرمودند کہ ما (مخدوم زادہ شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت) پنج شش کس از اطفال را آبای مایاں (خانوادۂ مجددیہ) را بخدمت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ برای حصولِ سعادت دخول ارادت آں قبلہ درویشاں باشد بردند آں جملہ علی رضا نیز دراں زمرہ بود ..... چوں نوبت بہ عزیز معہود (شیخ علی رضا) رسید (حضرت خواجہ) فرمودند شورشں درنہاد ظاہر می کرد ..... ہماں طور بہ وقوع پیوست ..... اہلِ بدعت نیز باشد رساند۔

یہاں "علی رضا" سے شاہ علی رضا بن حضرت علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔ مولفِ روضۃ القیومیہ نے اس مکاشفے کو عجیب مبالغے کا رنگ دیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد نے

ان کی ان شورش انگیز کارروائیوں کو دیکھ کر ان کی تحقیق کی۔ ان کے والد گرامی (علامہ محمد فرخ) نے انہیں عاق کر دیا۔ ان کی توجیہ کرنے کے باوجود حضرات مہدویہ انہیں کافر ہی سمجھتے تھے (روضہ ۱/ ۲۹۶-۲۹۷) لیکن جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ان کی والدہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری کی اولاد میں سے تھیں اور ان کی رگوں میں نسبت چشتیہ موجزن تھی تو ہمیں حقیقت حال کا علم ہوا۔ محمد اعظم دیدہ مری لکھتے ہیں:

..... وصال ایشاں (حضرت خواجہ محمد معصوم) بہ میان آمد ثانیاً بہ وراثت اجداد مادری کہ از طرف ایشاں نسبت بہ شیخ جلال الدین تھانیسری دارند نسبت وجذبہ حضرات چشت بر ایشاں (شیخ علی رضا) غالب شد و بی اختیار بخدمت سید السادات بحر الکرامات والمنہات حضرت سید ابراہیم مراد آبادی کہ از خلفا و آں خانوادہ (چشتیہ) ..... رسیدند و تا مدت مدیدی سلوک بہر دو طریقہ مذکورہ (چشتیہ و قادریہ) در جناب ایشاں کردند و بہ مرتبہ خلافت در طریقہ چشتیہ و قادریہ و اجازت سہروردیہ و کبرویہ بہرہ مند شدند۔ (فیض مراد۔ قلمی ورق ۱۷ ب)

شیخ علی رضا کے مختصر حالات اور اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھیے مفتاح ہشتم کنز سوم (کتاب حاضر) شیخ ابراہیم مراد آبادی کا سلسلہ چشتیہ اس طرح ہے۔ انہوں نے شیخ محمد صادق گنگوہی سے انہوں نے شیخ ابو سعید گنگوہی سے انہوں نے شیخ نظام الدین تھانیسری سے انہوں نے شیخ جلال الدین تھانیسری سے اور انہوں نے شیخ عبد القدوس گنگوہی سے کسب فیض کیا۔ (فیض مراد۔ ۱۸ ب)

۲۳/۳۲۳ ..... از جملہ تصانیف شان (شیخ محمد پارسا سرہندی) ذکر پارسا کتابی است.....

شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت کی کتاب ذکر پارسا کا موضوع مسائل تصوف ہے (روضہ ۲/ ۲۱۸) اس کتاب کے کسی خطی نسخے کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے۔

۲/۳۲۴ ..... فرزند رشید ایشاں حق رسا بیان فرماید .....

یعنی شیخ حق رسا بن شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت، روضہ القیومیہ

میں ہے :

میر محمد نعمان حق رسا فرزند چہارم حضرت خواجہ محمد پارسا است مرید پدرِ خود بود بعد وفات بہ حج رفت در آں جا مامور شد کہ بخدمت حضرت قیوم رابع (خواجہ محمد زبیر) رجوع باطن خود کند چوں بہ ہند مراجعت نمود بہ جناب حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر) مرید شد و تا انتہا سلوک باطن رسانید و آنحضرت (خواجہ محمد زبیر) بروی عنایت بہ قسمی داشتند کہ عشر عشیر آں بر دیگری نہ بود و میر صاحب (شیخ حق رسا) نیز چنانچہ باید فدویت و سر نیاز با نجناب داشتند و آنحضرت بشارات عمدہ خصائص حضرت مجدد الف ثانی عنایت کردہ اند و میر صاحب استقامت کامل بر شریعت و طریقت دارد...... (روضہ قلمی ۴۲۱)

۳/۳۲ از فرزندان وسط شان (خواجہ محمد پارسا) کہ مسمّٰی بہ محمد رسا است .....

خواجہ محمد پارسا کے بیٹوں میں محمد رسا، بلند مقامات کے حامل اور صاحبِ استقامت تھے۔ سرہند پر سکھوں کے غلبہ کے باوجود وہاں خانقاہِ شریفہ کی خدمت میں مصروف و مقیم رہے۔ روضۃ القیومیہ میں ہے :

شیخ محمد رسا مشہور بہ شاہ صاحب فرزند سوم حضرت خواجہ محمد پارسا است باوصاف حمیدہ و اخلاق کریمہ موصوف اند سلوک باطن از والد خود حاصل کردہ و علم ظاہر را تا انتہا رسانیدہ حضرت خواجہ می فرمودند کہ محمد رسا نائب اتم من است ..... حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر) می فرمودند کہ شاہ محمد رسا مستثنیٰ اہل اللہ است ..... امروز شاہ صاحب سجادہ نشین و منور خانقاہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم است و خانقاہ حضرت ایشاں را لازم گرفتہ است ہر صبح و شام حلقہ و مراقبہ با یاران خود در روضۃ حضرت امام معصوم می نماند.....

(روضہ ۲/ ۲۱۹-۲۲۰)

شیخ محمد رسا کی بیٹی دلرس بیگم، مولف مقاماتِ معصومی کی بہو تھیں، یعنی ان کے صاحبزادے شیخ نیاز احمد کی بیگم۔ (ہدیۂ احمدیہ ۶۳)

۴/۳۲۴ ..... فرزند اکبر ایشاں (شیخ محمد رسا) احمدی خان کہ در وقت صدارت سرہند معروف الاحسان است .....

یہاں "احمدی خان" سے شیخ احمد رسا بن شیخ محمد رسا بن شیخ محمد پارسا مراد ہیں۔ احمدی خان کے سرہند کی صدارت پر فائز ہونے کا ذکر کتب تاریخ میں نہیں ملتا۔

۶-۵/۳۲۴ ..... بالجملہ علم و حلم و حیا و وقار آں قدر کہ در ذات ..... شیخ محمد پارسا مد ظلہ کہ فقیر (مولف) شاہدہ نمودہ است اگر .....

شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت کے مختصر حالات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا "راویانِ مقاماتِ معصومی"۔

۱۹/۳۲۴ شیخ محمد سالم فرزند ثالث و اصغر حضرت مروج الشریعت قدس سرہ بودند...

کمال الدین محمد احسان نے شیخ محمد سالم کے بارے میں لکھا ہے:

فرزند سوم حضرت مروج الشریعت است سلوک باطن را بخدمت حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ اند آنحضرت بر ایشاں عنایت بسیار داشتند و بشارات عمدہ حضرت مجدد الف ثانی ایشاں را دادہ اند ..... و از مشائخ وقت خود بودند ..... در سنہ یک ہزار و یک صد و ہفتدہ (۱۱۰۷ھ) ازیں جہان فانی شتافتند...

(روضہ۔ قلمی ۲/۴۲۱-۴۲۲)

شیخ محمد سالم کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرۂ ہذا اولاد حضرت مروج الشریعت۔

روضۃ القیومیہ میں درج شیخ محمد سالم کے سال وصال (۱۱۰۷ھ) کی کسی دوسرے معاصر ماخذ سے تصدیق نہیں ہو سکی۔ ہدیۂ احمدیہ (۶۵) میں بھی یہی سنہ دیا گیا ہے۔

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم

عبدالرحمٰن — عبدالرحیم — شیخ محمد ہادی — شیخ محمد پارسا — شیخ محمد سالم — فضل النساء (منسوب بہ شیخ محمد اسماعیل بن شیخ محمد صبغۃ اللہ) — حسن النساء (منسوب بہ شیخ اعزالدین برادر مقامات معصومی) — شائستہ بیگم (منسوب بہ میر فضل اللہ)

محمد بشیر (لاولد) — محمد میر (لاولد) — محمد ضیاء اللہ (لاولد) — حسن احمد — نور الصمد — برکت اللہ — زاہد النساء (منسوب بہ شہاب الدین بن بدیع الدین نواسہ حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد) — زیب النساء (منسوب بہ محمد باقی بن محمد صدیق معصومی)

محمد احسن — محمد محسن — محمد احسان (مولف روضۃ القیومیہ) — ام کلثوم (منسوب شاہ نور نبیرۂ شیخ محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم) — میمونہ (منسوب شاہ جلال نبیرۂ محمد اشرف مذکور) — ام حبیبہ (منسوب بہ شیخ اسد اللہ) — بدر النساء — بشارت — مبارک النساء — دہر آرائی — رابعہ

محمد انور — محمد منور — محمد کریم — دختر — دختر (منسوب بہ مقبول النبی بن انعام اللہ خان شہید)

محمد فاروق — غلام قیوم — محمد حسین — عزیز النساء (منسوب بہ میاں معصوم احمد بن محمد باقی مذکور) — نعیم النساء (منسوب بہ شاہ عرفان اللہ) — رحیم النساء (منسوب بہ رضا احمد بن ضیاء احمد) — زینت النساء (منسوب بہ صمصام اللہ) — کریم النساء

غلام ہادی — حسین احمد — سعید معصوم — موتی بیگم (منسوب بہ غلام سعید بن شاہ عرفان اللہ) — ظہور النساء (منسوب بہ سلیم احمد) — بیگم جان

غلام شریعت — فدا حسین — نیاز حسین — بتول بیگم — صغریٰ

غلام شریعت بن حسین احمد مذکور

ہادی احمد — محمد یحییٰ — مظفر بیگم — امت المجیب — بی بی لاڈلی (منسوب بہ رحیم شاہ بن عظیم شاہ)

محمد یحییٰ: محمد علی — فاطمہ — امت اللہ

ہادی احمد: عبدالہادی — مرشد احمد — ارشد احمد — امت النور — امت حمید (منسوب بہ لطیف احمد بن رحیم شاہ مذکور) — امت الشکور — امت اللطیف

فدا حسین بن حسین احمد مذکور

خلیق احمد — لئیق احمد — مسعود احمد — امت الباری — امت الولی (منسوب بہ اعجاز حسین بن احمد حسین یحیوی)

خلیق احمد: فیاض احمد — خلیل احمد — مشتاق احمد — امت القدوس

نیاز حسین بن حسین احمد مذکور

حبیب الرحمٰن — فضل الرحمٰن

سعید معصوم بن حسین احمد مذکور

سراج حسین — امراد بیگم (منسوب بہ محمد عظیم بن محمد بشیر بن محمد پیر)

سراج حسین: نادر حسین — عزیز حسین — ہمائی بیگم — ہدایت بیگم — تصور بیگم — فرخندہ بیگم

عزیز حسین بن سراج حسین بن سعید معصوم مذکور

قیوم احمد — مخدوم احمد

محمد حسین بن محمد محسن مذکور

محمد شفیع — امیر النساء — بیگم جان — صاحب جان

محمد شفیع: امداد حسین

امداد حسین: عثمانی بیگم — زمانی بیگم (منسوب بہ نثار احمد بن غلام احمد) — امت الحق (منسوب بہ خلیق احمد بن فدا حسین مذکور) — امت الہادی

کمال الدین محمد احسان (مولفِ روضۃ القیومیہ) بن حسین احمد مذکور

- محمد حضرت عرف غلام مجدد (متولد ۱۱۶۴ھ روضہ ۲/۲۱۲)
- بادشاہ بیگم
- حضرت بیگم

محمد حضرت عرف غلام مجدد:

- امت المعصوم (منسوب بہ نورالنبی بن عنایت النبی)
- بادشاہ بیگم (منسوب بہ احمد بن محمد اشرف بن محمد نوراللہ)
- صاحب جان
- عمدہ بیگم

شیخ نورالصمد بن شیخ محمد ہادی بن شیخ مروج الشریعت

- نورالرحمٰن
- نورالسبحان
- محمد اکبر
- گیتی آرا بیگم (منسوب بہ محمد احسن اللہ بن محمد نجیب بن محمد تقی بن حضرت وحدت بن خواجہ محمد سعید)
- جہان آرا بیگم (منسوب بہ شیخ محمد عبیداللہ نبیرہ دختریٔ حضرت مجدد)

شیخ برکت اللہ بن شیخ محمد ہادی مذکور

- گوہر آرا بیگم (منسوب بہ غلام محمد بن حاجی غلام معصوم)
- امت الرحمٰن (منسوب بہ محمد محفوظ بن نورالاحد یحیوی)

شیخ محمد پارسا بن حضرت مروج الشریعت

- محمد علی (لاولد)
- شیخ الاسلام
- محمد رسا
- میر نعمان معروف بہ حق رسا
- رقیہ
- بی بی عزت النساء (منسوب بہ محمد میر بن محمد ہادی) ← (منسوب بہ میرزا محمد نجیب)

شیخ الاسلام:

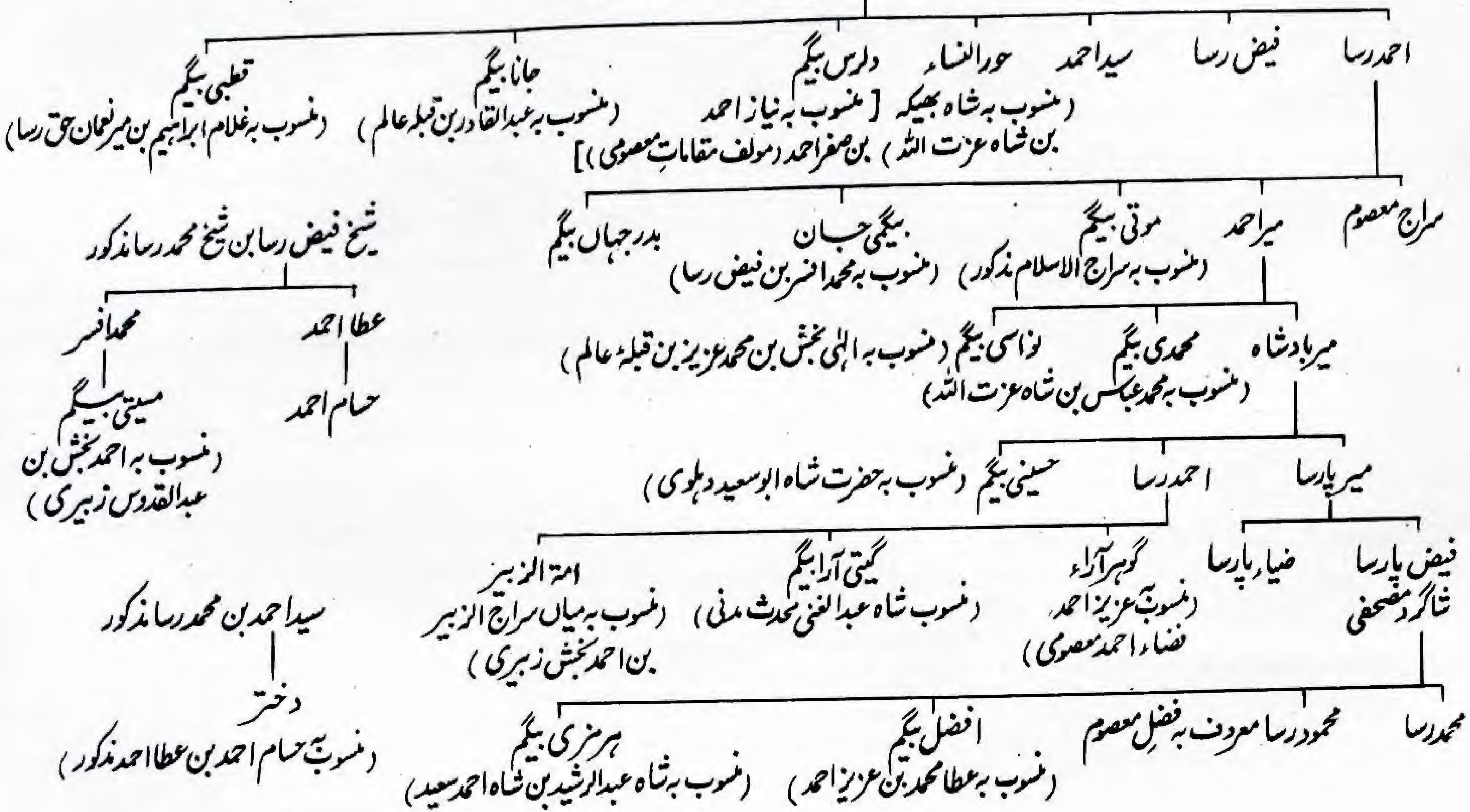
- نورالاسلام
- بی بی بیگما (والدۂ شاہ محمد آفاق) (منسوب بہ احسان اللہ خان بن نواب اظہرالدین خان)

نورالاسلام:

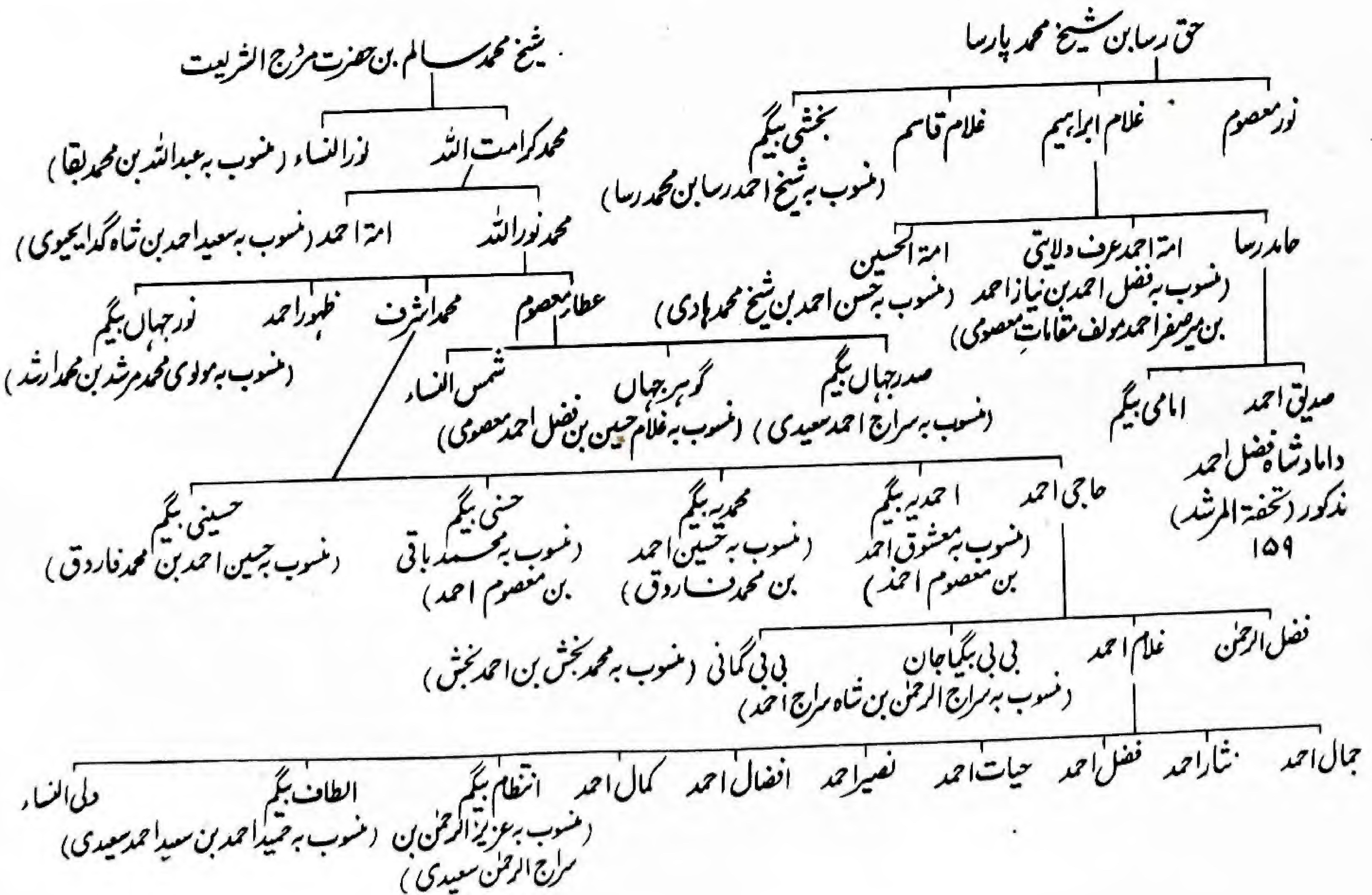
- سراج الاسلام
- عطاءِ نقشبند
- امۃ سعید (منسوب بہ شاہ محمد آفاق)
- امۃ المعصوم (منسوب بہ غلام حسین بن فضل احمد بن محمد موسیٰ)
- امۃ النقشبند

سراج الاسلام:

- نجم الاسلام
- نور پارسا
- مرید احمد
- امۃ العزیز



شیخ محمد رسا بن شیخ محمد پارسا مذکور
احمد رسا
فیض رسا
سید احمد
حور النساء
دلرس بیگم (منسوب بہ شاہ بھیکہ [منسوب بہ نیاز احمد بن شاہ عزت اللہ) بن صفر احمد (مولف مقاماتِ معصومی)]
جانا بیگم (منسوب بہ عبدالقادر بن قبلہ عالم)
قطبی بیگم (منسوب بہ غلام ابراہیم بن میر نعمان حق رسا)
سراج معصوم
میر احمد
موتی بیگم (منسوب بہ سراج الاسلام مذکور)
بیگمی جان (منسوب بہ محمد افسر بن فیض رسا)
بدر جہاں بیگم
میر بادشاہ
محمدی بیگم (منسوب بہ محمد عباس بن شاہ عزت اللہ)
لواسی بیگم (منسوب بہ الٰہی بخش بن محمد عزیز بن قبلۂ عالم)
میر پارسا
احمد رسا
حسینی بیگم (منسوب بہ حضرت شاہ ابوسعید دہلوی)
فیض پارسا شاگرد مصحفی
ضیا پارسا
گوہر آراء (منسوب بہ عزیز احمد، فضاء احمد معصومی)
گیتی آرا بیگم (منسوب شاہ عبدالغنی محدث مدنی)
امۃ الزبیر (منسوب بہ میاں سراج الزبیر بن احمد بخش زبیری)
محمد رسا
محمود رسا معروف بہ فضلِ معصوم
افضل بیگم (منسوب بہ عطا محمد بن عزیز احمد)
ہرمزی بیگم (منسوب بہ شاہ عبدالرشید بن شاہ احمد سعید)
شیخ فیض رسا بن شیخ محمد رسا مذکور
عطا احمد
حسام احمد
محمد افسر
مسیتی بیگم (منسوب بہ احمد بخش بن عبدالقدوس زبیری)
سید احمد بن محمد رسا مذکور
دختر (منسوب بہ حسام احمد بن عطا احمد مذکور)


حق رسا بن شیخ محمد پارسا
نور معصوم
غلام ابراہیم
غلام قاسم
بخشی بیگم
(منسوب بہ شیخ احمد رسا بن محمد رسا)
حامد رسا
امۃ احمد عرف ولایتی
(منسوب بہ فضل احمد بن نیاز احمد
بن میر صفر احمد مولف مقاماتِ معصومی)
امۃ الحسین
(منسوب بہ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی)
صدیق احمد
امامی بیگم
داماد شاہ فضل احمد
مذکور (تحفۃ المرشد)
۱۵۹
شیخ محمد سالم بن حضرت مروج الشریعت
محمد کرامت اللہ
نور النساء (منسوب بہ عبداللہ بن محمد بقا)
محمد نور اللہ
امۃ احمد (منسوب بہ سعید احمد بن شاہ گدا یحیوی)
عطاء معصوم
محمد اشرف
ظہور احمد
نور جہاں بیگم
(منسوب بہ مولوی محمد مرشد بن محمد ارشد)
صدر جہاں بیگم
(منسوب بہ سراج احمد سعیدی)
گوہر جہاں
(منسوب بہ غلام حسین بن فضل احمد معصومی)
شمس النساء
حاجی احمد
احمدیہ بیگم
(منسوب بہ معشوق احمد
بن معصوم احمد)
محمدیہ بیگم
(منسوب بہ حسین احمد
بن محمد فاروق)
حسنی بیگم
(منسوب بہ محمد باقی
بن معصوم احمد)
حسینی بیگم
(منسوب بہ حسین احمد بن محمد فاروق)
فضل الرحمٰن
غلام احمد
بی بی بگیا جان
(منسوب بہ سراج الرحمٰن بن شاہ سراج احمد)
بی بی گمانی (منسوب بہ محمد بخش بن احمد بخش)
جمال احمد
نثار احمد
فضل احمد
حیات احمد
نصیر احمد
افضال احمد
کمال احمد
انتظام بیگم
(منسوب بہ عزیز الرحمٰن بن
سراج الرحمٰن سعیدی)
الطاف بیگم
(منسوب بہ حمید احمد بن سعید احمد سعیدی)
ولی النساء

جمال احمد بن غلام احمد مذکور

خادم احمد — اقبال احمد — امۃ العلیم — مجددی بیگم (منسوب بہ محمد یحییٰ بن غلام شریعت)

نثار احمد بن غلام احمد مذکور

عنایت احمد — مشتاق احمد — شجاعت احمد — فضل النساء (منسوب بہ میاں لئیق احمد بن فدا حسین سعیدی) — جیب النساء (منسوب بہ امۃ المجید) — دختر

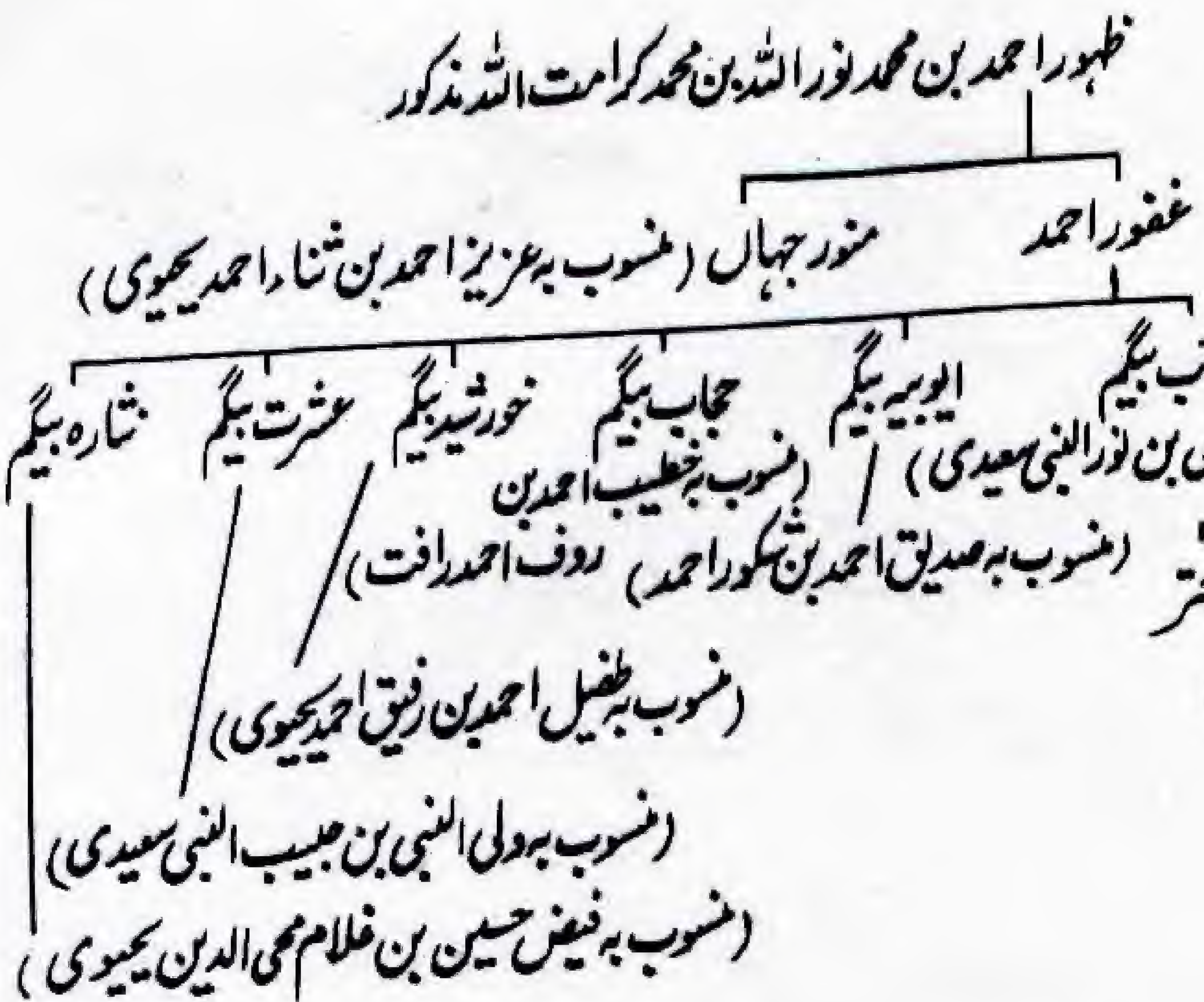
عنایت احمد: احسان احمد — ارشاد احمد — اقبال احمد — امۃ الرؤف

فضل احمد بن غلام احمد مذکور

میاں محمد — رشید احمد — خورشید احمد — معصوم احمد — امۃ الوحید — امۃ المجید (منسوب بہ رشید الرحمٰن یحیوی) — امۃ البصیر — امۃ البشیر — امۃ الکبیر

حیات احمد بن غلام احمد مذکور

فدا احمد — عطا احمد — امۃ الحمید (منسوب بہ فرید احمد بن حمید احمد بن وزیر احمد یحیوی)




(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۵۷-۶۸، انساب الانجاب ۲۹-۳۳)

۱۹/۳۲۵ ولادت باسعادت آں قبلۂ ارباب ولایت (شیخ محمد اشرف) در سنہ ہزار و چہل و سہ ہجری .....

روضۃ القیومیہ میں شیخ محمد اشرف کا سال ولادت ۱۰۴۸ھ تحریر ہے (۲/۲۲۱) لیکن عمدۃ المقامات (۳۹۱) میں مقاماتِ معصومی کا منقولہ بالا سنہ ولادت (۱۰۴۳ھ) ہی درج ہے۔ ہدیۂ احمدیہ (۶۸) اور انساب الانجاب (۳۳) میں بھی کتاب حاضر کا مندرجہ سنہ ولادت نقل کیا گیا ہے۔ شیخ محمد اشرف کے معاصر و معتقد مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے ان کا سال ولادت درج نہیں کیا (تحفۃ الفقراء، خطی ۱۸)

۲۱/۳۲۵ ..... شیخ محمد اسماعیل ..... از والد بزرگوار خود .....

شیخ محمد اسماعیل کے والد بزرگوار یعنی شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما۔ (۲۲/۲۸۶، ۱۵/۲۸۸-۱۶ تعلیقات حاضر)

۱/۳۲۶ از والدۂ کریمہ کہ اختِ ایشاں (شیخ محمد اشرف) باشند .....

یعنی مولف کی والدہ محترمہ حضرت شیخ محمد اشرف کی بہن اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی بیٹی تھیں۔ (رک تعلیقات حاضر ۶/۱۶ و مقدمہ "احوالِ مولف")

۶/۳۲۶ ..... اغلب کہ حاشیہ بر تعلیقاتِ بیضاوی درہماں ایام بہ غایت متانت نوشتہ اند .....

مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ اغلب زمانۂ تالیف کے لیے استعمال کیا ہے نہ کہ عملِ تالیف کے لیے "ہماں ایام" سے مراد زمانہ طالب علمی ہے اور اس جملے کے آخری الفاظ یعنی "حضرت خواجہ محمد معصوم ان کے سبق کو بہت پسند فرماتے تھے" سے ظاہر ہے کہ یہ حاشیہ شیخ محمد اشرف نے اپنے والد گرامی کے حین حیات (قبل ۱۰۷۹ھ) تالیف کیا۔ تفسیر بیضاوی یعنی انوار التنزیل للقاضی ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر البیضاوی پر بہت سے حواشی و تعلیقات لکھے گئے ہیں پاک و ہند میں بھی علماء کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ حاجی خلیفہ (۱/۱۸۶-۱۹۳) نے تفسیر بیضاوی پر بہت سے تعلیقات و حواشی گنوائے ہیں معلوم نہیں شیخ محمد اشرف نے اس تفسیر کے کون سے تعلیقات پر حواشی لکھے

تھے۔ تفسیر بیضاوی کے علاوہ شیخ محمد اشرف نے مشہور درسی کتب پر شروح و حواشی بھی لکھے (روضہ ۲/۲۲۲)

۹/۳۲۶ جناب حضرت قبلہ گاہی می فرمودند کہ روزی من در اثنائے سبق ایشاں (شیخ محمد اشرف) حاضر بودم ......

یعنی مولف مقاماتِ معصومی کے والد شیخ محمد فضل اللہ بھی تفسیر بیضاوی کے درس کے وقت شاملِ درس تھے جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شیخ محمد فضل اللہ اور شیخ محمد اشرف ہم سبق تھے۔

۲۲-۲۰/۳۲۶ ..... حضرت مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف ...... از بلدۂ دارالخلافہ شاہجہان آباد ہمیں زمان تشریف آوردہ ..... حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) از غایت کرم معانقہ فرمودہ ..... (مسلسل)

۵-۱/۳۲۷ ..... مخدوم زادہ در رکاب سعادت حرفہای شوق و حالاتِ سفر بہ کمال حلاوت ..... مخدوم زادہای دیگر ہم از اسفار مراجعت فرمودہ بہ ملازمت آں قبلۂ ابرار (خواجہ محمد معصوم) مشرف گشتند اما ایں قدر رعایت حضرت ایشاں کہ بہ حال ایشاں مرعی گشتہ در حق دیگراں بہ نظر نہ در آمدہ .....

ان دونوں اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ مخدوم زادہ شیخ محمد اشرف سفر و حضر میں اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے تھے، خود حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفرِ حج اختیار کرنے سے پہلے اس مخدوم زادے کو اورنگزیب کے پاس بھیجا تھا، اس لیے آپ اورنگ زیب کے ظاہری و باطنی حالات معلوم کرنے کے لیے منتظر رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس سفر کے بعد جب مخدوم زادہ محمد اشرف دارالخلافہ سے آئے تو حضرت خواجہ نے نہایت اشتیاق سے ان کے سفر کے حالات یعنی اورنگ زیب کے بارے میں تفصیلات معلوم فرمائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر کے مقدمہ کا عنوان "حضرت خواجہ اور اورنگ زیب" .....

۱۴-۱۱/۳۲۷ ..... اکثرہا از زبان اشرف (مخدوم زادہ خواجہ محمد اشرف) مسموع گشتہ است کہ روزی حضرت ایشاں اشک ریزاں در دست کاغذِ غم افشاں گرفتہ

داخل محل سرا شدند و بہ والدۂ ما خطاب کردہ فرمودند کہ خواجہ محمد حنیف ازیں دار رحلت گزیدند ایں مکتوبی است .....

یہاں "خواجہ محمد حنیف" سے حضرت خواجہ کے خلیفۂ اوّل حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی مراد ہیں۔ ان کے حالات اور حضرت خواجہ کے اس مکتوب" (کاغذِ غم افشاں)" کے لیے دیکھئے کتاب ہذا ۴۲۴-۴۳۱

۱۵/۳۲۷ ..... حضرت ایشاں را حضرت حق سبحانہ از جُدری کہ در زبان ہندی بہ سیتلہ معروف است، محفوظ داشتہ .....

جدری، عربی کا لفظ اور طبی اصطلاح ہے۔ جیم پر پیش اور زبر دونوں طرح مستعمل ہے۔ (المنجد) بمعنی آبلہ، نوعی از آبلہ کہ بر پا ہای کودکان پدید آید، چیچک (فرہنگ فارسی معین ۱/۱۲۱۸)

۲۵/۳۲۷ وقال موسیٰ یٰقوم ..... مُسْلِمِيْنَ

قرآن ۱۰/۸۴

۳۲۸/۱-۲ فَاَخْرَجْنَا ..... مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

قرآن ۵۱/ ۳۵-۳۶

۳۲۸/۱۲-۲۱ ..... رسالۂ آنحضرت (مخدوم زادہ خواجہ محمد اشرف) کہ در ردّ منکرانِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ اند..... فصاحت عبارت و بلاغت معانی با حصول اجوبۂ عالیہ در مطالعۂ آں بر منصف .....

یہاں حضرت خواجہ محمد اشرف علیہ الرحمت کے اس رسالے کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع میں اور معترضین کے جواب میں تالیف کیا تھا۔ اس رسالے کا نام حل المغلقات فی الرد علی اھل الضلالات ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء میں بعہد اورنگ زیب اس وقت تالیف ہوا جب مخالفین حضرت مجدد الف ثانی نے بہت رسائل تالیف کر کے انہیں مشتہر کیا تھا۔ یہ رسالہ ان کے رد میں لکھا گیا۔ (روضۃ القیومیہ ۲/۴۲۳۔ قلمی)

اس رسالے کا آغاز یوں ہوتا ہے:

الحمد للہ الذی تقدست سبحات وجھہ عن شوایب النقص الزوال و تنزھت سرادقات شرفہ ......

فیقول العبدی الضعیف المفتقر الی اللہ الاحد محمدن الاشرف بن قطب الاقطاب ..... جامع العلوم الشیخ محمد المعصوم رضی اللہ عنہ القیوم عن الناس بالملاحدۃ الضالۃ المضلۃ قد یغوا و طموا علی شیخنا و امامنا ..... شیخ الاسلام والمسلمین شیخ احمد ..... رسائل فی حقہ و قالوا ما قالوا افتروا علی شیخنا و امامنا افتراء عظیما ..... ایھا المصنف انصف فی کلامہ ولا یکن من المعاندین والمجادلین ..... جوابھم بالکتاب والسنۃ فی حل مغلقات کلام المجید و تسمیت الرسالۃ بہ حل المغلقات فی الرد علی اھل الضلالات .....

اس اہم رسالے کے ہمیں کئی خطی نسخے دستیاب ہوئے ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے اس کا متن اشاعت کے لیے تیار کیا ہے۔

۲۱/۳۲۸ عم شریف شیخ عبداللطیف .....

شیخ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۰۱-۴۰۴)

۳-۲/۳۲۹ ..... فرزند اکبر ایشاں شیخ محمد جعفر مرقوم شد کہ شہید مظلوم در حین غلبۂ کفار نگوں سار گردیدہ .....

حضرت شیخ محمد جعفر شہید کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳/۳۳۲) یہاں "غلبہ کفار نگوں سار" سے سرہند پر سکھوں کا قبضہ مراد ہے۔ (رک بہ مقدمۂ کتاب ہذا "سرہند کی تباہی")

۲۲-۱۶/۳۳۰ ..... فرخندہ شبی باتفاق بایں بی پر وبال بآں قبلۂ ارباب کمال در خانۂ امیر خان عمدۃ الملک ناظم صوبہ کابل یافتہ و صحبت نواب مشارٌ الیہ باہم دست دادہ در اثنای مکالمات از زبان برآمدہ کہ آں قدر بلاءِ الٰہی یا غضب الٰہی

..... در جواب مردن دو پسر کہ از زوجۂ نجیبۂ او کہ دختر علی مردان خان بود، غضب سلطانی کہ در ہنگام صوبہ داری الہ آباد و مدتی بی منصب و رسوا شدن در اقران بایں خجالت ادا نمودہ کہ .....

امیرخان میر میراں بن خلیل اللہ خان بن میر میران حسینی نعمت اللہی یزدی، ۲ شوال ۱۱۰۹ھ کو ۶۵ سال کی عمر میں کابل میں فوت ہوا (حارثی : تاریخ محمدی ۹)۔ امیرخان کی بیوی "صاحب جی" کے لقب سے مشہور اور امیر الامراء علی مردان خان کی بیٹی تھی۔ وہ صاحب فہم و فراست اور ملکی و مالی معاملات میں اپنے شوہر کی شریک تھی (مآثر الامراء ۱/۲۷۸) بارہویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۱ء) میں امیرخان الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ چودھویں سال جلوس عالمگیری میں عہدے سے معزول کر دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد منصب بھی ضبط کر لیا گیا اور اس پر عتاب نازل ہوا۔ لیکن ایک سال کے اندر ہی بحال کر دیا گیا .....

(ایضاً ۱/۲۷۳)

امیرخان اور اس کے اجداد کے حالات کے لیے دیکھئے :

فرید بھکری : ذخیرۃ الخوانین ۲/۲۴۲، ۳/۱۲۴

حارثی، محمد بن رستم : تاریخ محمدی ۹ (و بامداد اشاریہ)

صمصام الدولہ شاہنواز خان : مآثر الامراء ۱/۲۷۲-۲۸۱ (و مجلدات دیگر بامداد اشاریہ برای اجدادش)

حبیبی : تاریخ افغانستان ۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۲۱۴

Athar Ali: The Apparatus of Empire, oxford University press Bombay, 1985. (see Index)

Athar Ali: Mughal Nobility under Aurangzeb, Aligarh, 1970, p. 62 67, 80, 167, 181

حضرت خواجہ محمد معصوم نے صوفی پایندہ محمد کابلی کو لکھا ہے کہ کتابت فقیر با میرخان گذرانید و سعی نمود ہمہ واضح گردید (مکتوبات معصومیہ ۳/۲۱۲/ ۲۵۷)، حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی عاقل خان کو لکھتے ہیں: "اقبال آثار حاجی عوض

کہ یکے از نیکان روزگار است چنانکہ معلوم ایشاں است در صوبۂ کابل ہمراہ امیر خان است ..... (وسیلۃ القبول ۱/۲۶/۳۸)

۳۳۰/۱۸-۱۹ ..... وبالحق ..... نذیراً

قرآن ۱۷/۱۰۵

۳۳۱/۱۶-۱۷ کل حزب ..... فرحون

قرآن ۲۳/۵۳

۳۳۱/۲۱-۲۲ ..... (خواجہ محمد اشرف) شب بست و ہشتم شہر صفر مظفر کہ روز عرس حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ہزار وصد و ہژدہ ہجری جاں بحق تسلیم کردند .....

روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۳-قلمی) میں خواجہ محمد اشرف کا سال وصال ۲۷ صفر ۱۱۱۷ھ تحریر ہے۔ جو مقاماتِ معصومی کے مقابلے میں چنداں قابلِ قبول نہیں ہے۔ مقاماتِ معصومی کا درج کردہ سنہ (۱۱۱۸ھ) کی تصدیق عمدۃ المقامات (۳۹۲) سے بھی ہوتی ہے۔ یہی سنہ صاحبِ انساب الانجاب (۳۴) نے اور مولف ہدیۂ احمدیہ (۶۸) نے بھی دیا ہے۔ مولف مقامات معصومی نے تاریخ وصال ۲۸ صفر کے ساتھ وضاحت کی ہے کہ اس روز حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمت کے عرس (یوم وصال) کا دن تھا۔ حضرت مجدد کا یوم وصال متحقق طور پر ۲۸ صفر ہے۔ اس لیے صاحب مقامات معصومی کے بیان کو ترجیح حاصل ہے۔ معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے خواجہ محمد اشرف کے سال وصال کی جگہ خالی (بیاض) چھوڑ دی ہے۔

(تحفۃ الفقراء۔ خطی ۱۸)

۳۳۲/۱ ..... درونِ گنبد روضۂ منورہ حضرت ایشاں مدفون اند .....

روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۰) کے مولف نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ خواجہ محمد اشرف روضہ منورہ میں چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔

۳۳۲/۳ فرزندانِ آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) چہار اند .....

حضرت خواجہ محمد اشرف کے چاروں بیٹوں اور تین صاحبزادیوں کی

اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر کے ساتھ منسلک شجرۂ اولاد،

(۸/۳۳۳)

۳/۳۳۲ ..... کلاں تر ایشاں (فرزندان خواجہ محمد اشرف) شیخ محمد جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ .....

شیخ محمد جعفر، کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم کے عین حیات ہوئی، انہوں نے اپنے مشائخ (خانوادۂ مجددیہ) کے احوال ومناقب پر ایک کتاب بھی لکھی تھی، روضۃ القیومیہ میں ہے:

ارادت بہ پدر داشت خیلی صالح ومتقی پرہیزگار بود در احوال باطن مشائخ خود تصنیفی کردہ است (۲/۴۲۳۔ قلمی)

سرہند پر جب سکھوں نے قبضہ کرنے کے لیے حملہ کیا تو اس میں شیخ محمد جعفر شہید ہوئے (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر "سرہند کی تباہی")

۹/۳۳۲ شیخ محمد حیات فرزند ثانی آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) بودہ .....

مولف روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد حیات کو فرزند سوم بتایا ہے، ان کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ارادت بہ پدر داشت وسلوکِ باطن از حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) حاصل کردہ صلاحیت واتقا بسیار داشت (۲/۴۲۴۔ قلمی)

۱۲/۳۳۲ ..... شیخ روح اللہ فرزند ثالث آنحضرت (خواجہ محمد اشرف) بودہ .....

روضۃ القیومیہ کے مولف نے انہیں خواجہ محمد اشرف کا فرزند ثانی لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے، شیخ روح اللہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

پسر دوم حضرت محمد اشرف است سلوک باطن را بخدمت حضرت حجۃ اللہ حاصل کردہ وبشارات عمدہ از آنجناب یافتہ، بر شریعت وطریقت خیلی مستقیم بود۔ اولاد یک پسر ویک دختر داشت (روضہ ۲/۴۲۴ قلمی)

۱۸-۱۷/۳۳ ..... (شیخ روح اللہ) ..... در سال ہزار و (صد و) بست وہفت ازیں دار درگذشتہ .....

یہاں مقامات معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں شیخ روح اللہ کا سال وصال سال ہزار وبست وہفت درج ہوا ہے جو محض کتابت کی غلطی ہے۔

اس میں "سال ہزار" کے بعد "یک صد" کتابت ہونے سے رہ گیا ہے۔
شیخ روح اللہ مولفِ مقامات معصومی کے بہنوئی تھے یعنی ان کی بہن حفصہ ان سے منسوب تھیں (روضہ ۱/۳۱۹)

ہمارا قیاس ہے کہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا وہ خطی نسخہ جو خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل میں تھا اور جس کی تصحیح خود حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے کی تھی وہ انہیں شیخ روح اللہ بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم علیھم الرحمۃ کا کتابت کیا ہوا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اس متبرک نسخے کے چند اوراق کا عکس دیا جا رہا ہے۔

۳۳۲/۱۹-۲۰ (مخدوم زادہ میاں شاہ فی الحال) ..... صاحبِ تصانیف زیبا نکات .....

میاں شاہ فی الحال کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے ہمیں ان کی صرف مفصلہ ذیل کتابوں کا علم ہے:

## (۱) حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبد الحق

اس کتاب میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمت کے ان اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جو انہوں نے ایک مکتوب کی صورت میں حضرت مجدد الف ثانی کی تحریرات پر کیئے تھے، مولف لکھتے ہیں:

الحمد للہ الذی شرفنا بمتابعت سید الانبیاء و وقفنا بتعظیم الاولیاء ..... اما بعد فیقول العبد المفتقر الی اللہ المتعال شاہ فی الحال بن امام العلماء سند العرفا الشیخ محمد اشرف النقشبندی الاحمدی المعصومی بن قطب الاقطاب عروۃ الوثقیٰ حضرت امام معصوم ..... جدِ مادری ایں فقیر نیز حضرت مجدد الف ثانی ہستند حضرت والدہ ماجدہ ایں فقیر بنت حقیقی قطب المحققین حضرت خازن الرحمۃ حضرت سعید ازلی ابن امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ السامی۔ وقد الف فاضل المحدث الشیخ عبد الحق الدھلوی رسالۃ فی الاعتراضات والشبھات

التی هی و هن من نسج العنکبوت علی شیخنا و الشیخ العالمین ..... مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد قدسنا الله سبحانه بسره العزیز ..... فاردت ان اکتب رسالة مشتملة علی اجوبة اعتراض المعترض للعناد او عدم فهم المعترض ..... وقد انتشر رسالة المعترض فی اکثر البلاد فظهر الفساد و الخصومة بین الخلفاء المجدد والمریدین و بین المخالفین بسببه لان فی کل هذا البلاد لاولاد المجدد مریدون وخلفاء و ملاء الارض بارشاده شرقاً و غرباً کالکابل والبخارا والسمرقند و بلاد العرب والهند صادر دار الارشاد بارشاده..... فاکتب الرسالة لیظهر الحق و یبطل الباطل ..... سمیت الرسالة حجة الحق فی دفع الاعتراض .....

اس رسالے کی ابتدا کا یہ سارا اقتباس خاصا فکر انگیز ہے کہ شیخ محدث کے اس رسالۂ اعتراضات (مکتوب) کا کتنا گہرا اثر ہوا، اپنوں اور بیگانوں سے لے کر پورے عالم اسلام میں اس کی اشاعت ہوئی۔ ہم نے اس اہم رسالے کو مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔ مولف نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ ان کی والدہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کی صاحبزادی تھیں یعنی حضرت خواجہ محمد اشرف (والدِ مولف رسالہ ہذا) کی شادی حضرت خواجہ محمد سعید کی صاحبزادی فخر النساء بیگم سے ہوئی تھی (روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۹، ہدیۂ احمدیہ ۳۵)

(۲) مواہب القیوم فی تائید الاحمد والمعصوم

مولف نے اس رسالے کے دیباچے میں خود اس کا سبب تالیف و موضوع اس طرح بیان کیا ہے:

نحمدک یا من جعل علماء هذه الامة المرحومة کالانبیاء ..... اما بعد فیقول العبد المفتقر الی الله الملک المتعال محمد یونس الشهنشاه فی الحال بن اعلم العلماء واکمل الاولیاء الشیخ محمد بن الاشرف سلمه الله سبحانه لما رایت مکتوبات الامام الهمام ..... عروة الوثقی ..... و فیها انوار حقیقة القرآن والکعبة الحسناء و فیها بیان کمالات النبوة و الرسالة و فیها ..... و وقعت فیها عبارة یفهم منه المساوات بمرتبة بعض الصحابة رضی الله عنهم بعض الاشخاص هذه الامة حیث قال رضی الله عنه فی مکتوباته من کان له مقام السابقیة وهو من زمرة الاصحاب وکماله ملحق بکمالات الانبیاء ..... وقد وصل الینا بطریق التواتر ان المجدد واولاده الکرام وخلفاءه العظام کانوا علی هذه العقیدة ..... فاردت ان اکتب لقول المجدد شرحاً مختصراً ..... و سمیتها بمواهب القیوم فی تائید الاحمد والمعصوم .....

اس اقتباس میں مولف نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد اشرف (متوفی ۱۱۱۰ھ) کے اسم گرامی کے ساتھ "سلمہ اللہ سبحانہ" لکھا ہے جس سے واضح ہے کہ انہوں نے یہ رسالہ اپنے والد بزرگوار کے وصال ۱۱۱۰ھ سے پہلے تالیف کیا تھا۔ دو قلمی نسخوں کی بنیاد پر احقر نے یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔ جو عنقریب شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ مولف نے اس رسالے میں اپنا پورا نام "محمد یونس شہنشاہ فی الحال" لکھا ہے۔

## (۳) مقامات حضرت خواجہ محمد معصوم

مقامات معصومی (کتاب ماخذ) کے مولف نے وضاحت کی ہے (۳۳۶) کہ ہماری اس کتاب کی تالیف ۱۱۳۴ھ سے چند سال پہلے شیخ شاہ فی الحال نے حضرت خواجہ کے احوال و مناقب پر ایک کتاب لکھ کر مجھ سے پہلے سعادت

حاصل کی ہے۔ قیاس ہے کہ حدود ۱۱۳۰ھ میں انہوں نے یہ کتاب تالیف کی ہوگی۔ مولف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے:

یک تاریخ در احوال حضرات احمدیہ معصومیہ تصنیف کردہ

(۴۲۴/۲ - قلمی)

ہمارا خیال ہے کہ اس کتاب سے صاحبِ روضۃ القیومیہ کی مراد یہی مقامات حضرت خواجہ ہے اس کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی دیگر اولاد کے حالات ہوں گے، اس کے کسی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔

صاحبِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ شیخ شاہ فی الحال نے حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین کے رد میں ایک عمدہ رسالہ لکھا تھا ممکن ہے مولف کا اشارہ دونوں اول الذکر رسائل کی طرف ہو یا ان کے علاوہ اس موضوع پر ان کا تیسرا رسالہ ہو، لکھتے ہیں:

رد شبہات کہ بر کلام حضرت مجدد الف ثانی بعضی مخالفان کردہ اند خوب نوشتہ (۴۲۴/۲ - قلمی)

مولف روضۃ القیومیہ نے شیخ شاہ فی الحال کا سال وصال ۱۱۵۲ھ درج کیا ہے، لکھتے ہیں:

سلوک باطن را از جناب حضرت حجۃ اللہ (محمد نقشبند ثانی) تمام کردہ و بشارات عمدہ مثل حقیقتِ قرآن و حقیقتِ صلوٰۃ و سابقیت و خالصیت وغیرہ یافتہ و حضرت حجۃ اللہ نظر عنایتِ خاص بر شیخ داشتند، شیخ بر سنت سنیہ مصطفویہ خیلی مستقیم بود و بر طریقۂ احمدیہ استقامت کلی داشت و شیخ علم ظاہر را بہ حد کمال رسانیدہ بلکہ تصانیف بسیار دریں علم کردہ است او مکتوبات (حضرت مجدد الف ثانی) خود می فہمید و درسِ (مکتوبات) می گفت ..... شیخ محمد فی الحال از اعاظم مشائخ وقت خود بود در سنہ یک ہزار و یک صد و پنجاہ و دو وفات یافت (۴۲۴/۲)

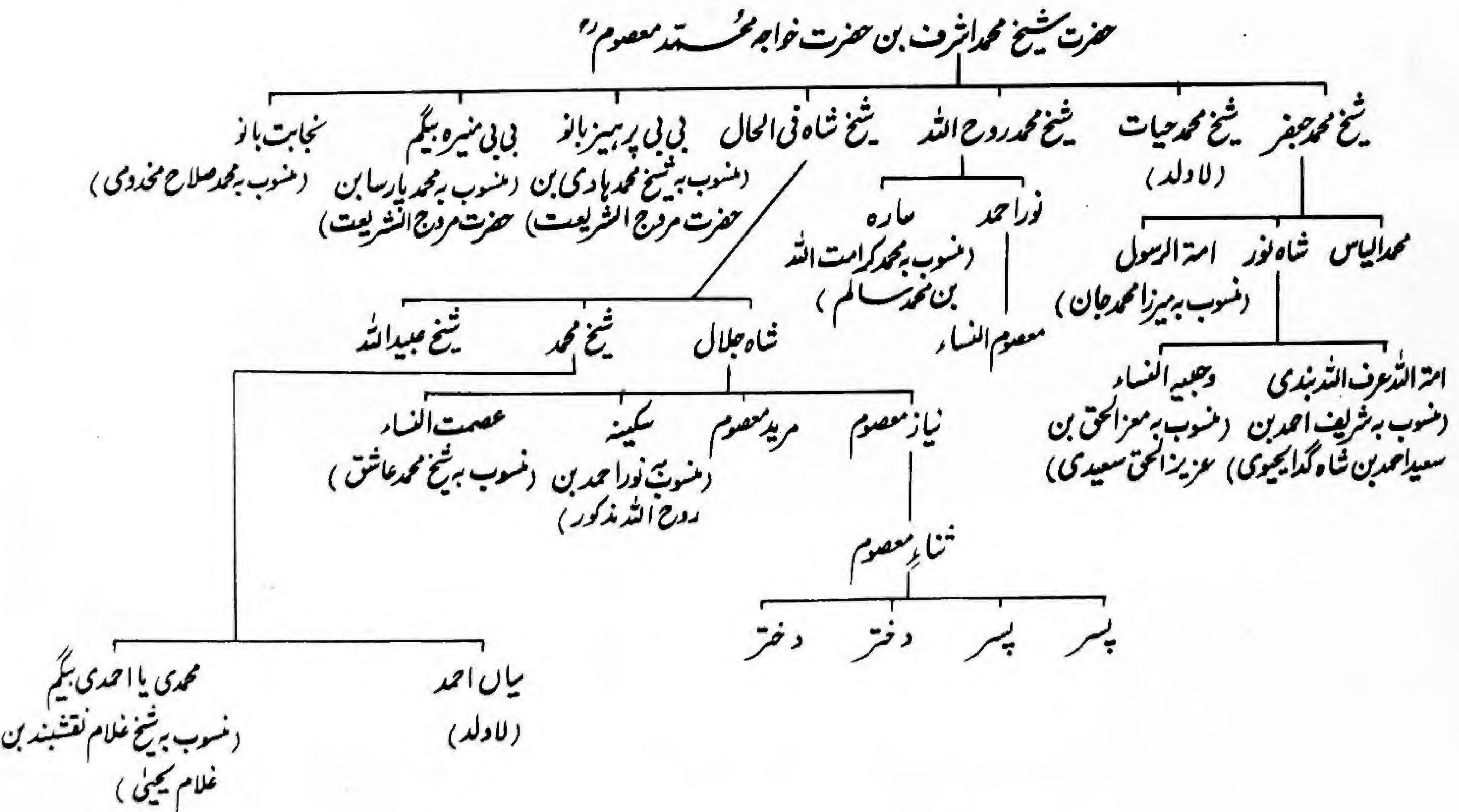
شیخ شاہ فی الحال کے پورے نام کی مقاماتِ معصومی میں وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ روضۃ القیومیہ کے منقولہ اقتباس میں "محمد فی الحال" درج ہے

لیکن انہوں نے خود اپنے رسالہ مواہب القیوم میں اپنا نام
"محمد یونس الشہنشاہ فی الحال" لکھا ہے۔ یہی ہمارے نزدیک معتبر و مکمل ہے۔

۳۳۳/۷-۸ رَبَّنَا آتِنَا..... عَذَابَ النَّار

قرآن ۲/۲۰۱

مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۴-۲۲۵) نے شیخ محمد اشرف کے تین خلفاء
عبدالخالق، عبدالحی اور عبدالرحیم کا ذکر کیا ہے۔




(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۶۸-۶۹، انساب الانجاب ۳۳-۳۴)

۱۵/۳۳۴ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ

قرآن ۱۱/۹۰

۱۶/۳۳۴ ولادت باسعادت آں آفتابِ ولایت (حضرت خواجہ سیف الدین) در سنہ ہزار و چہل و نہ ہجری .....

حضرت خواجہ سیف الدین کے سالِ ولادت میں اختلاف ہے، روضۃ القیومیہ (۴۲۵/۲-قلمی) میں ۱۰۵۵ھ درج ہے۔ سیر الکاملین میں بھی یہی سنہ لکھا ہوا ہے (مقاماتِ خیر ۶۴) معلوم ہوتا ہے کہ مولف سیر الکاملین نے بغیر حوالے کے یہ سنہ ولادت روضۃ القیومیہ سے نقل کر لیا ہے۔ عمدۃ المقامات (۳۹۲) ہدیۂ احمدیہ (۷۰) اور انساب الانجاب (۳۴) میں مقاماتِ معصومیہ میں منقولہ سنہ ولادت ۱۰۴۹ھ کو ہی نقل کیا گیا ہے۔ مولانا زید ابو الحسن نے بھی مقاماتِ معصومی کے سنہ کو ترجیح دی ہے (مقاماتِ خیر ۶۴)۔

۱۸-۱۷/۳۳۴ ہماں نقلی کہ در ولادت مخدوم زادۂ ثالث گذشتہ کہ فرشتہ آیۂ کریمہ وسلم ..... حیاً ..... می خواند .....

ر۔ک بہ تعلیقات حاضر ۳۱۲/۱-۳

۸-۶/۳۳۵ ..... گویند یازدہ سالہ بودند کہ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ بشارت فنائے قلب و ولایت صغریٰ کہ درجۂ اولی ..... مشرف ساختند .....

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے احوال و بشارات کا اپنے مکتوبات میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ایک خط میں ملا محمد باقر لاہوری کو لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے اکثر خصائص میری وساطت سے ظہور میں آئے:

اکثر خصائص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتوسل ایں دور از کار بہ ظہور آمدہ (مکتوبات سیفیہ ۲۵/۴۵) ..... فقیر از ایام صغر سن آرزومند آں بودم کہ خصائص و مزایای طریق احمدی بر منصۂ ظہور آیند ..... (ایضاً ۱۵۷/۱۶۸)

۱۷-۱۳/۳۳۵ ..... ہمت ایشاں (خواجہ سیف الدین) معروف اجرائے احکام شریعت و ازدیادِ رونق دین و ملت گردیدہ ..... و کارہای از ایشاں بہ وقوع آمدہ کہ

دین وملت طراوت یافتہ نامِ بدعت ونشانِ مبتدعان از بلادِ مسلمانان گویا ناپیدا شدہ ..... ومعابد ہا منہدم ومسمار شدہ .....

ان سطور میں حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب کے دربار میں قیام اور اس کے ساتھ ہم نشینی کے مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی کوشش سے اورنگ زیب بہت سی بدعات کے خلتمے میں کامیاب ہوا۔ ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں اورنگ زیب کے ساتھ حضرات کے مراسم کی تفصیل کے دوران ان امور کا تجزیہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے مندروں کو منہدم کرنے کے سلسلے میں تحقیقی امور کے لیے دیکھئے :

شبلی نعمانی : مضامین عالمگیر ۷۹-۸۲

Faruki, Zahiruddin: Aurangzeb and his times, lahore 1977. pp. 106-134

۳۳۶/۱-۲ عمر ایں احقر ہر چند در حیات آں ولی اکبر زیادہ از دہ سال نبود اما .....

یعنی حضرت خواجہ سیف الدین کے وصال کے دوران ۱۰۹۶ھ مولفِ کتابِ حاضر کی عمر کل دس سال تھی۔ مولف کی ولادت ۱۰۸۶ھ میں ہوئی، (۱۰۹۶-۱۰۸۶) تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے میں مولف کے حالات ملاحظہ کریں۔

۳۳۶/۴-۵ ..... (حضرت خواجہ سیف الدین) فرمودند در صحبت اہل دنیا اموری می باشند کہ باعث التذاذ موجب انفراح نفس می گردند .....

یہاں حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنی اورنگ زیب کے ساتھ مصاحبت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک خط میں اُسے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ تیرے ساتھ مراسم کے دو حسب ذیل مقاصد ہیں :

..... ما ازیں آشنائی کہ بخدمت شما است دو چیز است یکی خود رد گردانیدن حاجت مندی ..... و دویم ترویج سنت وتوہین اہل بدعت کہ دریں آخر الزمان بی معاونت ومخالطتِ سلاطین محال است .....

(مکتوبات سیفیہ ۱۶۱/۱۸۸)

ان امور کی توضیحات کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا "اورنگ زیب کے حضرات مجددیہ سے مراسم"۔

۳۳۶/۸-۱۳ ..... قلعۂ دارالخلافہ شاہ جہان آباد .....

شاہ جہان کے اس قلعے کے مختلف حصوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۳/۲۲-۴۰

(۲) سنگین بیگ : سیر المنازل ۸، ۴۵، ۱۲۳

(۳) احمد خان، سرسید : آثار الصنادید ۹۶، ۱۲۳

۳۳۶/۱۵-۱۶ ..... حضرت ایشاں درجواب آں فرمان (اورنگ زیب) مکتوب کلاں بہ خُلد مکان (اورنگ زیب) تحریر نمودہ کہ در جلد ثالث کہ مسمیٰ است بہ .....

حضرت خواجہ محمد معصوم کا یہ طویل مکتوب مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کا مکتوب نمبر۲۲۱ ہے جس کا یہ آخری پیراگراف ہے۔

۳۳۶/۲۶ ..... بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ باخلاص تمام مرید شدہ بود .....

شہزادہ محمد اعظم شاہ کے حضرت خواجہ سیف الدین سے بیعت ہونے کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۵۰۷-۵۰۸ مع تعلیقات)

۳۳۷/۱۳ ..... باغ حیات بخش کہ درون قلعہ واقع است .....

باغ حیات بخش کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۳/۲۸ بہ بعد

(۲) سنگین بیگ : سیر المنازل ۸، ۱۰

(۳) احمد خان، سرسیّد : آثار الصنادید ۱۲۳-۱۲۸

۳۳۷/۱۹-۲۰ ..... ازیں طور کارہای عظیم الاعتبار کہ دراں مرتبہ و مراتب دیگر کہ از آنحضرت (خواجہ سیف الدین) بہ وقوع پیوستہ اند در مکتوبات شریفۂ ایشاں جلوہ گر است...

اورنگ زیب اور معاصر امراء سے روابط اور ان کے نام حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب کے تمام اہم اقتباسات کتاب ہذا کے مقدمے میں مختلف مقامات پر دے دیئے گئے ہیں۔

۳۳۷/۲۰ نقل یک عریضہ از عرائض ایشاں دریں مقامات .....

مکتوبات سیفیہ میں حضرت خواجہ سیف الدین کا اپنے والد و پیر بزرگوار حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے نام یہ پہلا عریضہ ہے جو یہاں نقل کیا گیا ہے۔

۵/۳۳۹ ..... صلاح آثار شیخ ظہور اللہ کہ از ارباب کشف و شہود است .....

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے اس عریضہ بنام حضرت خواجہ میں اپنے تیرہ مخلصین و مریدین کا ذکر کیا ہے۔ اس تعداد میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ انہوں نے مکتوبات سیفیہ میں جتنے مریدین کے عروج باطنی کا ذکر فرمایا ہے ہم نے ان کے اسماء تعلیقات حاضر میں یک جا کر دیئے ہیں (۱۱/۳۴۹)

۲۱/۳۳۹ ..... ملتفت خان سر ارادت خواص دنیا زمندی تمام دادند.....

میر ابراہیم حسین ملقب بہ ملتفت خان بن اصالت خان میر بخشی، عہدِ شاہ جہان و اورنگ زیب میں اہم عہدوں پر فائز رہا ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء کو انتقال کیا۔ (مآثر الامراء ۵۰۸/۳) مزید مآخذ کے لیے دیکھئے:

اطہر علی : مغل نوبلسٹی انڈر اورنگ زیب ۱۹۲

۸-۷/۳۴ ..... جواب ایں مکتوب (حضرت خواجہ سیف الدین) بہ مکاتیب دیگر در مکتوبات جلد ثالث حضرت ایشاں کہ بہ کمال تظاہر..... صدور یافتہ است .....

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث میں مکتوب نمبر ۲۳۲ دراصل حضرت خواجہ سیف الدین کے اُسی مکتوب کے جواب میں لکھا گیا ہے، فرماتے ہیں:

مکتوب مرغوب کہ متضمن اذداق علیہ ..... بود خوش وقت ساخت .....

نوشتہ بودند کہ باوجود نسبت محبوبیت و اسرار متعلقہ آں جانب تکمیل و ارشاد روز افزون ست ..... مرقوم نمودہ بودند کہ بعضی اوقات بہ مباشرتِ امور مُباحہ نزول واقع می شود ..... (۲۷۹/۲۳۲/۳)

۱۶-۹/۳۴ ..... آنحضرت (خواجہ سیف الدین) ..... اشارت تفضلِ خود بر دیگر اخوان بایں عبارت می کردند کہ مکتوبات حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ست ..... ایں معاملہ کہ قطبیت مطلقہ باشد و خلعت ارشاد کنایت ازاں است صریح بنام ایں نحیف ظاہر و آشکارا است .....

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے حضرت خواجہ سیف الدین کو

لکھا ہے :

(شما) نوشتہ بودند باوجود نسبتِ محبوبیت و اسرار متعلقہ آں جانب تکمیل و ارشاد روز افزون ست ۔ چرا روز افزوں نہ بود کہ افضل محبوبان سرورِ دین و دنیاست و جانبِ ارشاد و تکمیل دروی علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوات واکمل التحیات از ہمہ زیادہ تر بود .... (ایضاً)

۳۴۰/۱۸-۱۹ ..... بعدازیں کہ حضرت مخدوم زادۂ مذکور مراجعت ازیں سفر دولت ثمر نمودہ متوجہ وطن مالوف گردیدند روزِ دخولِ بلدۂ حضرت سرہند .....

یہاں جس سفر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ حضرت خواجہ سیف الدین کا اورنگ زیب کی تربیتِ باطنی و اصلاحِ احوال کے لیے سرہند سے دہلی جا کر قیام کرنا مراد ہے (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)

۳۴۱/۸-۹ درشاہ جہان آباد حضرت وحدت قدس سرہ کہ فرزند رشید حضرت خازن الرحمت قدسنا اللہ بسرہ الاقدس .....

حضرت وحدت کے حالات اور ان کے قیام شاہ جہان آباد کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۰۸-۴۱۶)

۳۴۱/۱۵-۱۷ ..... بعداز تشریفِ (حضرت خواجہ سیف الدین) بہ وطن مالوف (سرہند) دیگر از خدمت حضرت ایشاں جدا نہ گردیدند .....

یعنی حضرت خواجہ سیف الدین، حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے آخری سنین حیات میں اورنگ زیب کی مصاحبت کو ترک کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند آگئے تھے ۔ ان کے مکتوبات کے مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کی غیر موجودگی میں دیگر صاحبزادگان اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے ۔ (ر۔ک بہ مقدمۂ کتابِ حاضر)

۳۴۱/۱۷-۱۹ ..... بانئ روضۂ منورۂ (حضرت خواجہ محمد معصوم) فی الحقیقت ایشاں (خواجہ سیف الدین) اند ہر چند بنا باعتبار ظاہر روشن آرای بیگم رحمہا اللہ سبحانہ نمودہ است اما چوں بادشاہزادۂ مذکور بہ توسل ایشاں انتساب داشتہ و در محبت ایشاں بی نظیر بودہ .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کا روضہ مبارک شہزادی روشن آراء بیگم بنت شاہ جہان نے بنوایا تھا، نیز حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ اس شہزادی کے مخلصانہ روابط کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا (۲۵۷/۱-۲) و مقدمۂ کتاب حاضر۔

۸/۳۴۲ ..... مرحومی نواب مکرم خان چندبار بہ حضور این عاصئ دل فگار روایت از ولایت بہ اقتدار آں قبلۂ اولیا (خواجہ سیف الدین) نمودہ کہ .....

نواب مکرم خان اور حضرت خواجہ سیف الدین کے روابط اور نواب کے حضرت خواجہ کے ساتھ منسلک ہونے کے بعد حضرت خواجہ سیف الدین سے ارادت کے اشارات مکتوبات سیفیہ میں ملتے ہیں (ر۔ک بہ مقدمۂ کتاب ہذا و تعلیقاتِ حاضر ۱۰/۵۱ ، احوال)

۱۰-۹/۳۴ ..... در صحبت اخیرہ کہ آنجناب (خواجہ سیف الدین) را بہ بادشاہ روی دادہ چوں از اظہار بعضی مخالفان شرمندہ کار تنفسی ہم بہ مقدار .....

یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ بعض حاسدوں نے اورنگ زیب کو حضرت خواجہ سیف الدین کی علو شان کو غلط رنگ دے کر اُکسایا تو بادشاہ اُن سے متاثر ہوگیا۔ روضۃ القیومیہ کے مولف نے اسے بڑا ڈرامائی رنگ دیا ہے جو چنداں قابل اعتماد نہیں ہے (مقامات خیر ۶۴-۶۵) گویا اورنگ زیب کے ساتھ حضرت خواجہ سیف الدین کی اس آخری صحبت میں نواب مکرم خان بھی موجود تھے یقیناً یہ واقعہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد کا ہے۔

۱۴/۳۴ وَاِنَّ لَهٗ ..... وحُسْنَ مَاٰب

قرآن ۲۵/۳۸

۱۶-۱۵/۳۴ ..... تشریف حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ ..... وقت وداع حضرت حجۃ اللہ (بہ حضرت خواجہ سیف الدین) فرمودند کہ عمر باخر رسیدہ است .....

حضرت حجۃ اللہ کے اس سفر کی تفصیل اور سنین کے تعین کے لیے دیکھئے اس کتاب پر ہمارا مقدمہ۔ یہاں حجِ ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

۲۱/۳۴۳ ..... حضرت حجۃ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشاں (خواجہ سیف الدین) بہ قید حیات بودند .....

حضرت خواجہ سیف الدین کے وصال ۱۰۹۶ھ کے بعد ۱۹ سال تک حضرت حجۃ اللہ بقید حیات رہے (۱۰۹۶ + ۱۹ = ۱۱۱۵) اور ۱۱۱۵ھ میں وصال ہوا۔

۲۳/۳۴۳ ..... قطب العرفاء شیخ ابوالاعلیٰ .....

یہاں شیخ ابوالاعلیٰ بن حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی مراد ہیں (ر۔ک مقامات معصومی ۳۰۵-۳۰۶)

۶/۳۴۴ صوفی پایندہ طلائی کہ از یاران حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ .....

صوفی پایندہ طلائی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۵۰۱

۶-۵/۳۴۵ آنحضرت (خواجہ سیف الدین) را در تحقیق مقامات سلف ..... بر تدقیقات حضرت مجدد الف ثانی بہ موافق مذاق حضرت ایشاں است .....

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مختلف مکاتیب میں حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کی تحقیق اور ان کی تشریح کی ہے۔ حضرت مجدد کے مکتوبات کی شرح کے سلسلے میں حضرت خواجہ سیف الدین کی تحریرات سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

۷-۶/۳۴۵ ..... مکتوب ایشاں کہ بنام شیخ پیر دہلوی است و آں مکتوب شصت و چہارم است از مکتوبات شریفۂ ایشاں (حضرت خواجہ سیف الدین)۔

مکتوبات سیفیہ کے مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان میں مکتوب نمبر ۶۳ پر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے تاہم مقامات معصومی میں اس مکتوب کا منقولہ اقتباس اس مکتوب میں موجود ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بغیر نام لکھے یہ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ شیخ پیر دہلوی کے نام ہے۔ شیخ پیر دہلوی کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۸۴)

۷-۵/۳۴۶ ..... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ کلی نذر اللہ بستہ بودند کہ اگر حکماء دریں مرض لاعلاج فرمایند ادا نمایم آخر کار حکماء گفتند ایشاں ادا فرمودند...

ملا بدرالدین سرہندی نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایام وصال کے

واقعات لکھتے ہوئے اس واقعہ کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے :

می فرمودند کہ اگر طبیب بگوید کہ مرضِ تو علاج پذیر نیست صد روپیہ شکر اللہ تعالیٰ انفاق کنم (وصالِ احمدی ۹)

۱۲/۳۴۶ فرمودند بیشتر از محمد اعظم خواہند شنید .....

یہاں محمد اعظم سے حضرت خواجہ سیف الدین کے فرزند بزرگ خواجہ محمد اعظم مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (۹/۳۴۷)

۲۰/۳۴۶ ..... (حضرت خواجہ سیف الدین) ..... در سال ہزار و نود و شش، ہجری ازیں دارِ پُر ملال درگذشتند .....

حضرت خواجہ سیف الدین کے سال وصال میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے۔

شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے "در حوالی سنہ ہزار و نود و چہار رحلت فرمودند" ..... (تحفۃ الفقراء ۱۹) یعنی حدود ۱۰۹۴ھ، صاحب روضۃ القیومیہ (۲/۳۲۶) نے ۱۰۹۵ھ، تذکرہ علمائے ہند (۲۳۰) اور خزینۃ الاصفیاء (۶۴۷/۱) میں ۱۰۹۸ھ، نزہۃ الخواطر (۱۶۰/۵) اور عمدۃ المقامات (۳۹۴) میں ۱۰۹۶ھ ہے۔ یہ آخری بیان مقامات معصومی کے درج کردہ سنہ کے مطابق ہے۔ ان میں قدیم ترین تذکرہ تحفۃ الفقراء ہے لیکن اس کے مولف نے سنہ وفات ۱۰۹۴ھ لکھنے سے پہلے "حوالی" کا لفظ لکھ کر اسے قیاسی سنہ بنا دیا ہے۔ ہمارے نزدیک صرف مقامات معصومی کے بیان کو دیگر تمام تذکروں پر ترجیح حاصل ہے یعنی ۱۰۹۶ھ صحیح ہے۔

۲۳/۳۴۶ ..... روضۂ شریفہ (حضرت خواجہ سیف الدین) علیحدہ و مشہور اہل سرہند است۔

حضرت خواجہ سیف الدین کا مزار حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ سے جنوب کی طرف ہے (روضہ ۲/۲۲۶)

۷/۳۴۷ آنحضرت (خواجہ سیف الدین) ہم ہشت فرزند ماندند اما سہ پسر کلاں بودند...

حضرت خواجہ سیف الدین کی اولاد کے اسماء کے لیے دیکھئے اس کتاب کے آخری ملحقات۔

۳۴۷/۱۰ ..... ولادت آں مخدوم زادۂ عالی نژاد (شیخ محمد اعظم بن حضرت خواجہ سیف الدین) پیش از سفر حج حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتفاق یافتہ۔

یعنی خواجہ محمد اعظم کی ولادت حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفر حج (۱۰۶۷ھ) سے قبل ہوئی تھی۔

۳۴۷/۱۹-۲۱ ..... آں مخدوم زادہ (خواجہ محمد اعظم) کتاب فیض الباری فی شرح البخاری بہ عنایت متانت و زیبای تصنیف فرمودہ عاصئ دور از کار دو سہ جزوی از آں کتاب سبقاً بخدمت حضرت والدی ..... خواندہ است .....

خواجہ محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین کی تالیف فیض الباری شرح البخاری کے کسی خطی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔

شیخ احمد ابوالخیر مکی اور مولانا عبدالحی حسنی نے اسے "شرح مفید" بتایا ہے (ہدیہ ۷۱، نزہۃ ۲۷۶/۶)

ڈاکٹر محمد اسحاق نے اسی شرح بخاری کی بنیاد پر خواجہ محمد اعظم کو "ممتاز محدث" لکھا ہے۔ (علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۱۶۹) یہ معلوم نہ ہو سکا یہ شرح کس زبان میں تالیف کی گئی تھی۔ مقامات معصومی کے مولف نے اس شرح کا کچھ حصہ اپنے والد گرامی سے سبقاً پڑھا تھا (رک بہ احوال مولف، مقدمہ کتاب حاضر)

۳۴۷/۲۲ ..... آنحضرت (خواجہ سیف الدین) و عم شریف شیخ عبداللطیف خیلی در مدائح الکلمات تعریف (فیض الباری) ادا می فرمودند .....

شیخ عبداللطیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۴۰۱-۴۰۴)

اس جملے میں آنحضرت سے مراد خواجہ محمد اعظم کے والد گرامی حضرت خواجہ سیف الدین ہیں جو اپنے بیٹے کی اس شرح بخاری کی تعریف کرتے تھے گویا خواجہ محمد اعظم نے یہ شرح اپنے والد کے حین حیات یعنی ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء سے قبل مکمل کر لی تھی۔

۳۴۷/۲۲-۲۳ ..... بشارتِ محبوبیت آں مخدوم زادہ (خواجہ محمد اعظم) را کہ والد بزرگوار ایشاں عنایت کردہ انداز اکابر مصاحبان آنحضرت والا مرتبت استماع یافتہ

بلکہ در مکتوبات شریفہ نیز در زیر قلم آمدہ۔

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے اس بیٹے کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

نور چشما حقائق آگاہا مکتوب مرغوب کہ مشتمل بر احوال بلند و معارف ارجمند بودہ بمطالعہ در آمد و سبب لذات معنویہ گردید ایں قسم دید اصل و امتیاز تعینات ثلثہ و تفرقہ درمیان وصول قدمی و وصول نظری کہ تعلق بما وراء تعین حبی دارد از نوادر روزگار است .....

(مکتوبات سیفیہ ۱۷۶/۲۰۰)

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں :

..... حق تعالیٰ آں نور چشم را علم صحیح و کشف صریح عطا فرمودہ است

(ایضاً ۱۷۷/۲۰۰)

۳۴/۸-۹ ..... عمر آں مخدوم زادۂ برجادہ (خواجہ محمد اعظم) چہل و ہشت سالہ گردیدہ ، حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ درآں ایام در حضرت سرہند تشریف داشتند۔

یعنی خواجہ محمد اعظم کا انتقال حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (ف ۱۱۱۵ھ) کے حین حیات ۱۱۱۴ھ میں ان کے وصال سے صرف ایک سال قبل ہوا۔

خواجہ محمد اعظم کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

(۱) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۴۲۶۔قلمی

(۲) محمد فضل اللہ قندھاری : عمدۃ المقامات ۳۹۴

(۳) احمد ابوالخیر مکی : ہدیۂ احمدیہ ۷۱

(۴) محمد حسن جان : انساب الانجاب ۳۵

(۵) عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/۲۷۶

(۶) ایضاً : الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند ۱۵۱

(۷) محمد اسحاق : علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۱۶۹

روضۃ القیومیہ کے مولف نے لکھا ہے خواجہ محمد اعظم کی اور تصانیف بھی تھیں :

..... جامع بود میان علم ظاہر و باطن سلوک باطن را پیش والد خود

حاصل کردہ و علم ظاہر را نیز تا انتہا رسانیدہ بلکہ دریں علم تصانیف ہم و بسیار مردم از وی استفادۂ باطن گرفتند و اکثری پیش او سلوک تمام حاصل کردہ خلافت یافتند ..... (روضہ، قلمی ۲/۴۲۶ - ۴۲۷)

فیض الباری کے علاوہ خواجہ محمد اعظم نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بھی جمع کیے تھے۔ ایک سو نوے مکتوبات کا یہ مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے حیدر آباد، سندھ سے مکتوباتِ سیفیہ کے نام سے شائع کر دیا تھا۔ مکتوبات سیفیہ کے ہمیں صرف مندرجہ ذیل تین خطی نسخے معلوم ہیں :

(۱) کتب خانہ مدرسہ محمدیہ، مدراس (خاتمہ مکتوبات سیفیہ مطبوعہ)
(۲) کتب خانہ شاہ محمد معصوم رام پوری۔ مکہ مکرمہ (مقامات خیر ۶۸)
(۳) کتب خانہ مولانا ابوالحسن زید فاروقی۔ دہلی، خانقاہ شاہ ابوالخیر۔ نقل مصحح از نسخۂ دوم ۱۳۵۱ھ (ایضاً)

خواجہ محمد اعظم نے مکتوبات سیفیہ پر ایک مختصر ابتدائیہ بھی لکھا ہے جس میں بارہ اشعار پر مشتمل بزرگان نقشبندیہ کی مدح بھی لکھی ہے۔ قیاس ہے کہ اشعار خود خواجہ محمد اعظم کے ہیں۔ لکھتے ہیں :

ستائش بی انتہا نثار بارگاہِ کبریا نقشبندِ نقوشِ موجودات و نیائش بی احصا ..... احقر خدامِ ملت اقوم فقیر حقیر محمد اعظم را بہ احراز مکاتیب قدسی اسالیب ..... جناب اقطاب مآب والد بزرگوار ایں فدویت کردار یعنی حضرت قطب اقطاب ..... شیخ سیف الدین قدس سرہ .....

زہے ایں نامہای رشد فرجام
کہ در آغاز او پیداست انجام
معارف آنچناں در وی ہجوم است
کہ گوئی آسمانی پُر نجوم است

..... گویند از والد بزرگوار خود (خواجہ سیف الدین) بشارتِ حقیقت قرآنی ۳۴۸/۱۷-۱۸

نیز حاصل نمودہ .....

یعنی حافظ شیخ محمد حسین بن حضرت خواجہ سیف الدین کو اپنے والد سے "حقیقتِ قرآنی" کی بشارت ملی تھی، شیخ محمد حسین کی باطنی ترقی پر حضرت خواجہ سیف الدین نے کئی مرتبہ اطمینان کا اظہار فرمایا تھا، لکھتے ہیں :

فرزندی نور چشمی از مناسبتِ خود بولدیت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نوشتہ بود از مطالعہ آں حظہا یافت .....

(مکتوبات سیفیہ ۱۷۳/ ۱۹۹)

شیخ محمد حسین کے نام حضرت خواجہ سیف الدین کے تین مکاتیب ہیں، جن میں انہیں پابندی اوقات اور تعلیم ظاہری کے حصول کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک عریضہ کے ذریعہ انہوں نے طالبوں کی استدعا پر "صحبت سکوت" کی اجازت چاہی ہے۔ تیسرے مکتوب میں حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ "تمہارا خط جو تم نے تھانیسر سے لکھا تھا" ملا (۱۷۵/۱۹۹) جس سے قیاس ہے کہ خواجہ محمد حسین تھانیسر میں مصروف ارشاد ہوں گے۔

مولفِ روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد حسین کو سہواً حضرت خواجہ سیف الدین کا فرزندِ سوم لکھ دیا ہے، لکھتے ہیں :

شیخ محمد حسین پسر سوم حضرت شیخ سیف الدین، سلوک باطن در خدمت والدِ خود حاصل کردہ و در زہد و تقویٰ ید بیضا داشت و بر شریعت و طریقت خوب مستقیم بود (روضۃ ۲/ ۴۲۷، قلمی)

..... (شیخ محمد حسین) دو فرزند باقی گذاشتہ ..... اکبر شیخ محمد معظم و اصغر شیخ محمد مسیح ..... ۲/۲۲-۲۳

شیخ محمد معظم و شیخ محمد مسیح کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرات منسلک تعلیقات حاضر (۳۴۹/۱۱)

شیخ محمد معظم پسر کلاں شیخ محمد حسین ارادت بحضرت محمد صبغت اللہ (بن حضرت خواجہ محمد معصوم) داشت و سلوک از حضرت محمد صدیق (بن حضرت خواجہ محمد معصوم) حاصل کردہ بر شریعت و طریقت مستقیم است،

اولاد او (محمد معظم) یک دختر دارد منسوب به محمد محفوظ ـــــ محمد مسیح پسر دوم شیخ محمد حسین است ارادت به پدر داشت در صلاحیت و اتقا بی نظیر بود لاولد از دُنیا رفت ۔ (روضہ ۲/۴۲۷)

۲۴/۳۴۸ ..... واقف اسرار لاریب شیخ محمد شعیب قدس سرہ فرزند ثالث آنحضرت (خواجہ سیف الدین) بودہ .....

مولفِ روضۃ القیومیہ نے شیخ محمد شعیب کو فرزند دوم بتایا ہے جو غلط نہیں ہے، لکھتے ہیں :

سلوک باطن از والدِ خود حاصل نمودہ بطور پدرِ بزرگوار صبح وشام حلقہ و مراقبہ با یاران در خانقاہ می کرد و استقامت کلی بر سنت سنیہ مصطفویہ داشت ..... (روضہ ۲/۴۲۷)

۵/۳۴۹ ..... (شیخ محمد شعیب) در سال ہزار و صد و بست و یک پیش از غلبۂ کفار در حضرت سرہند ازیں دار درگذشتہ ۔

سرہند پر بندہ سنگھ کا ۲۶ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ/۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو قبضہ ہوا (گنڈا سنگھ : بندہ سنگھ ۶۷) گویا سرہند پر سکھوں کے غلبہ سے ایک سال قبل شیخ محمد شعیب کا ۱۱۲۱ھ میں انتقال ہوا ۔

۹-۶/۳۴۹ ..... سہ فرزند آنحضرت (شیخ محمد شعیب) بالفعل در قیدِ حیات اند ....... کلاں تر شیخ محمد عیسیٰ است شاعر و فاضل .....

روضۃ القیومیہ اور انسابِ اولاد حضرت مجدد الف ثانی پر دو مشہور کتابوں یعنی ہدیۂ احمدیہ اور انساب الانجاب میں ان کا نام محمد عباس درج ہے ۔ جہاں شیخ محمد شعیب کی اولاد ایک مذکورہ صاحبزادے اور تین لڑکیاں بتائی گئی ہیں (ر ـ ک بہ شجرہ منسلک اوراق ہذا)

روضۃ القیومیہ میں ہے :

محمد عباس ..... ارادت بہ پدر داشت جوانی صالح و پرہیزگار بود و قابلیت بسیار داشت ہر کس کہ در مجلس او می نشست شیفتۂ او می شد (۲/۴۲۷)

اورنگ زیب اور اس عہد کے امراء کے ساتھ حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے روابط کی تمام تر تفصیلات ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں درج کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ تعلقات محض "ترویج شریعت اور دفع بدعات" کے لیے تھے۔

معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو کئی مرتبہ حضرت خواجہ سیف الدین سے ملے تھے، لکھتے ہیں :

باوصف آں اکثر روز بدرس علوم فقہ و حدیث و افادۂ معانی باآداب تمام و محافظت ظاہر و باطن و حفظ نسبت شغل می نمودند مکرر ادای حج کردند ..... راقم حروف بارہا زیارت ایشاں کردہ و بحلقہ درس ہم مکرر بامر حضرت پیر و مرشد (حضرت وحدت) حاضر و مستفیض شدہ .....

(تحفۃ الفقراء ۱۸-۱۹)

۳۴۹/۱۰-۱۱ رَبَّنَا ظَلَمْنَا ..... مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

قرآن ۷/۲۳

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کے بہت سے مریدین و مخلصین تھے، مولفِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۰) نے لکھا ہے کہ ان کے "بے شمار خلفاء" تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مختلف مکاتیب میں اپنے بہت سے مریدین کی باطنی ترقی کا حال لکھا ہے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :

(۱) شیخ ظہور اللہ (۲) صوفی عبد الغفور (۳) حافظ موسیٰ (۴) حاجی عبد الرؤف (امام مسجد فتح پوری) (۵) حافظ عبد الجلیل لنک (از شیوخ دہلی)

(۶) ملتفت خان (میر ابراہیم حسین بخشی) (۷) محمد فاضل بن میر محمد عارف منگل کوٹی (۸) محمد صادق افغان (۹) صوفی پایندہ (۱۰) صوفی سعد اللہ کابلی (۱۱) ملا محمد جان ورسکی (۱۲) ملا عبد الخالق (۱۳) حاجی محمّد شریف بخاری (۱۴) ملا محمد سالم (۱۵) نور محمد سرہندی (۱۶) خان سعادت نشان سزاوار خان (۱۷) محمد رضا و پسر او مرزا جمال اللہ بن سعید خان (۱۸) شیخ مخدوم (۱۹) صدیق بیگ (۲۰) سید میر کمال الدین حسین داماد میر ابراہیم مرحوم (۲۱) خواجہ محمّد زاہد

(۲۲) میاں رفیع الدین (۲۳) محمد حسین (۲۴) ملا قاسم (۲۵) شیخ عرب (۲۶) حاجی احمد (۲۷) خان بیگ (۲۸) حافظ الہ یار (۲۹) صوفی عبدالغفور (۳۰) شیخ عبدالحمید (۳۱) ملا شاہ حسین (۳۲) حاجی عاشور بلخی (۳۳) شہزادی روشن آراء بیگم بنت شاہ جہان (۳۴) شیخ عطاء اللہ سورتی (۳۵) میر محمد ابراہیم مذکور (برادر میر محمد نعمان بدخشی (۳۶) نواب مکرم خان (۳۷) مرزا محمد میرک (۳۸) خان سعادت نشان محتشم خان (۳۹) شیخ محمد باقر لاہوری (۴۰) حافظ محمد محسن دہلوی (۴۱) سلطان عبدالرحمٰن بن نذر محمد بلخی (۴۲) ملا شاہ محمد ساکن پٹنہ (۴۳) میاں شیخ پیر دہلوی (۴۴) حاجی عوض (۴۵) بی بی عرب خانم (۴۶) سید امیر خان (۴۷) حاجی اسد اللہ وزیر آبادی (از خلفائے حضرت شیخ آدم بنوڑی) (۴۸) شہزادہ محمد اعظم (۴۹) سید علی عرب عیدروس (مصنف زین العلم) (۵۰) قاضی محمد منیر (۵۱) حافظ مقصود علی (منصب دار (۵۲) بختاور خان (۵۳) ابن ملا عبدالحق (۵۴) زین العابدین (۵۵) قاضی فضل اللہ (۵۶) میر مرتضیٰ (۵۷) ملا محمد امین حافظ آبادی (۵۸) میاں شیر محمد (۵۹) خواجہ عبداللہ کولابی (۶۰) حاجی محمد صالح (۶۱) شیخ محمد اولیا بن شیخ آدم بنوڑی (۶۲) خال بیگ (۶۳) تیمور بیگ (۶۴) شیخ عبدالباقی (۶۵) عاشور بیگ (۶۶) شیخ محمد تھانیسری (۶۷) شیخ بایزید سہارنپوری (۶۸) محمد کاظم بن شیخ حجۃ اللہ (۶۹) شیخ بہاء الدین (۷۰) حاجی محمد یوسف کولابی (۷۱) ملا ابوالحسن (۷۲) میراں سید اسرائیل (۷۳) سید نور محمد بنگالی (۷۴) فرہاد بیگ (۷۵) میاں عطاء اللہ (۷۶) مولانا ابوالقاسم کابلی (۷۷) حافظ جیو (۷۸) حاجی کمال (۷۹) شیخ محمد صادق (۸۰) عبدالواحد کہار (۸۱) میاں نجم الدین سلطان پوری (۸۲) محمد عارف (۸۳) نعمت اللہ درویش (۸۴) رحیم داد افغان (۸۵) ملا ضیاء الدین مصاحب شہزادہ (۸۶) کالا خان افغان (۸۷) حافظ محمود شریف خطیب (۸۸) شیخ عیسیٰ ملتانی (۸۹) میاں حسام الدین احمد ملتانی (۹۰) میاں محمد عاقل (لاہوری) (۹۱) حافظ محمد شفیع (۹۲) شیخ آدم ٹھٹھوی (۹۳) شیخ انس (۹۴) اخوند شاہ مراد (۹۵) سید فتح محمد (۹۶) شیخ عنایت اللہ (۹۷) میر سید شرف الدین حسین (والد گرامی

ملا محمد باقر لاہوری و قاضئ لاہور) (۹۸) حافظ عبدالرؤف ٹھٹھوی (۹۹) محمد حامد لاہوری (۱۰۰) شاہ بیگ (۱۰۱) شیخ محمد سلیم (۱۰۲) سید مرزا (سرہندی) (۱۰۳) میاں شاہ محمد (کمافی مکتوبات سیفیہ) (۱۰۴) شاہ سکندر کابلی (مقامات معصومی ۲۴۸)

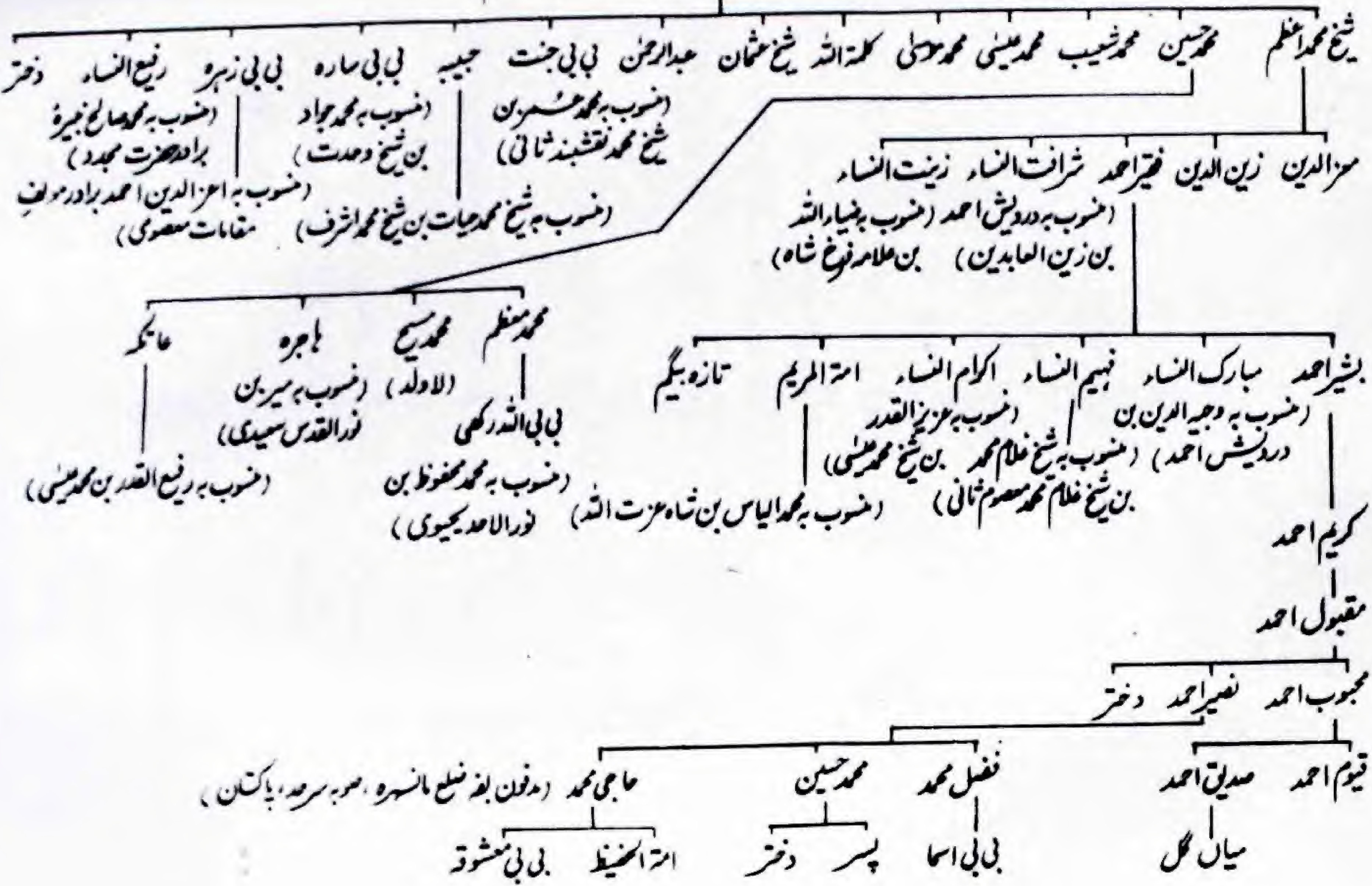
مولف روضۃ القیومیہ (۲/ ۲۲۹) نے حضرت خواجہ سیف الدین کے حسب ذیل دو مزید خلفاء کا ذکر کیا ہے:

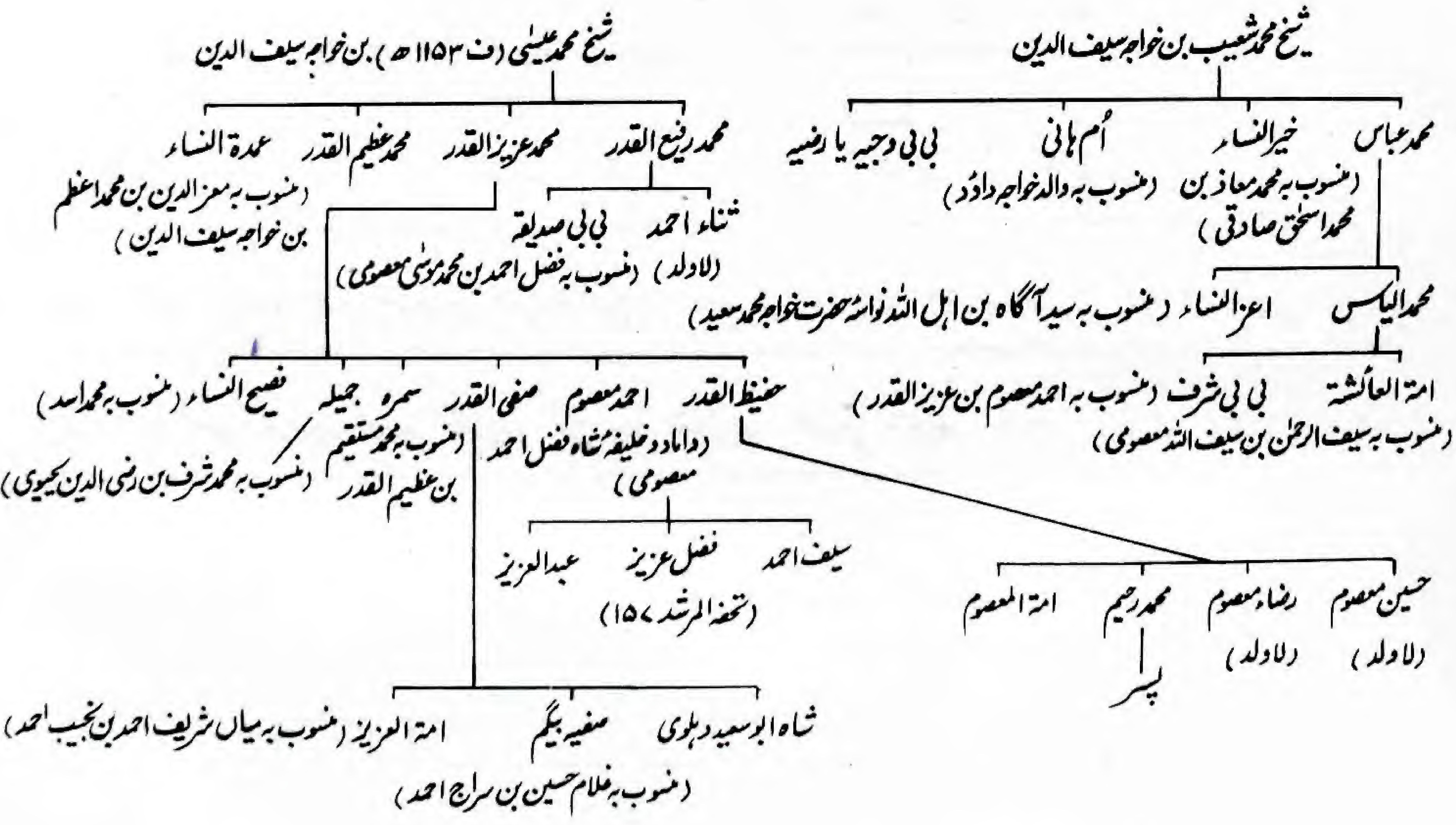
(۱۰۵) صوفی صدر الدین (۱۰۶) شاہ عباس بشتی کابلی (از اولاد سید علی ترمذی)

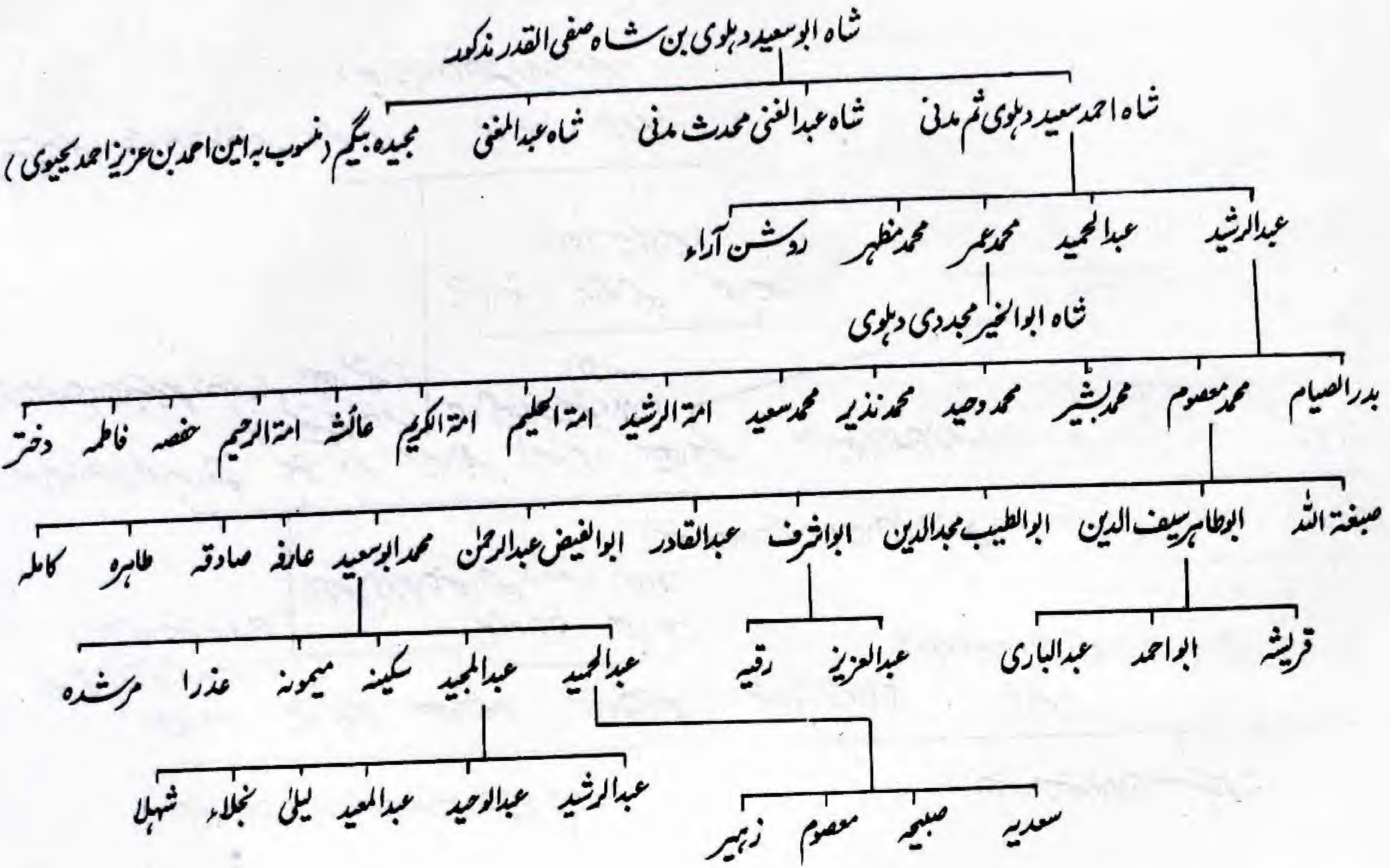
حضرت خواجہ سیف الدین کے مریدین کی مندرجہ بالا فہرست میں بعض ایسے اصحاب کے اسماء بھی ہیں جو باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے اجازت یافتہ تھے (رک بہ کتاب حاضر باب خلفاء)

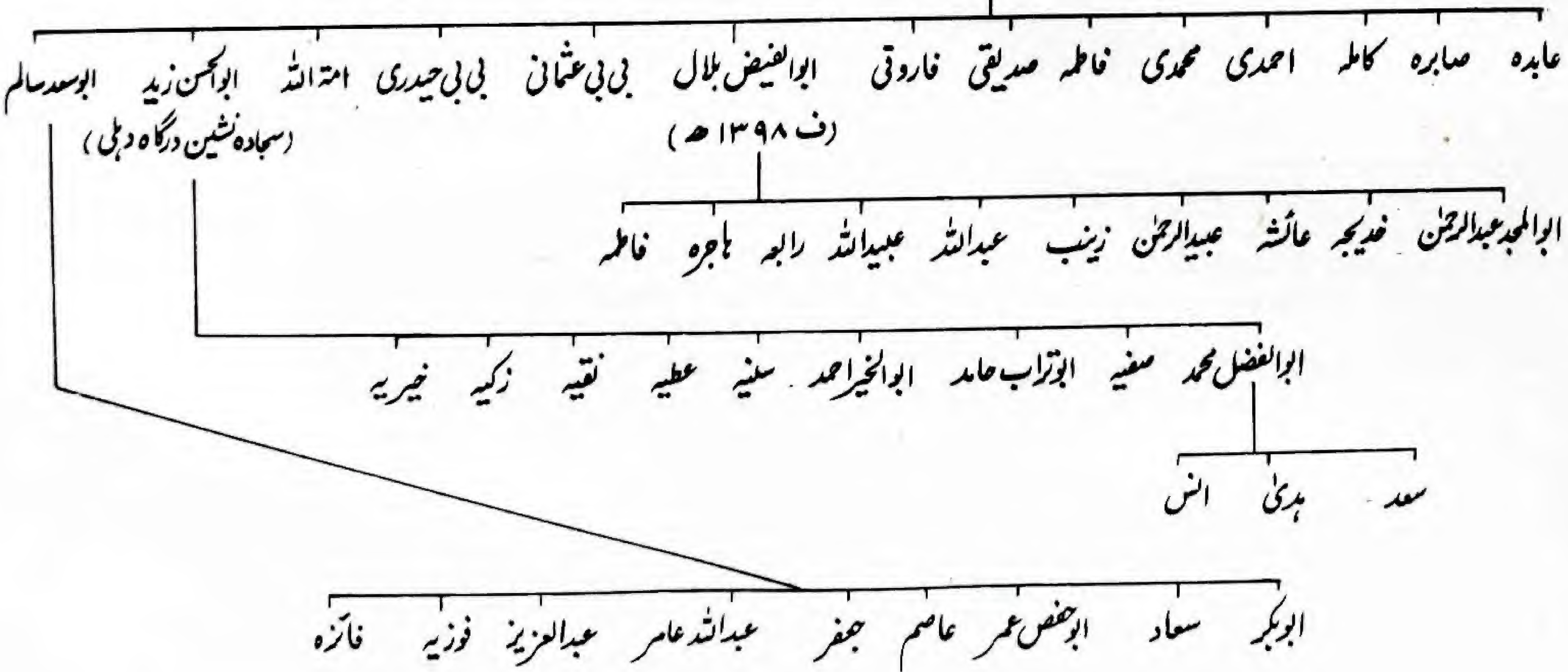
حضرت خواجہ سیف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میرے مریدین پر بہت مہربان تھے، اپنے مریدین کی ترقی باطنی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(بنام ملا محمد باقر لاہوری) ..... احوال طالبان این جای کہ از اطراف و اکنافِ عالم جمع شدہ اند روز بروز در ترقی است چنانچہ چندی از یاران فقیر ولایت احمدیہ استعداد یافتہ است و جماعت بہ لحوق حقیقت الحقائق کہ کنایت از تعین حُبی است مشرف گشتہ بہ کمالات مرکز آن تعین مباہی و مفتخر اند و طائفہ بہ وصول حقیقت صلوٰۃ و حقیقت قرآن مجید و حقیقت کعبۂ ربانی شادمان و خورسند اند بالجملہ معاملۂ ارشاد در کمال علو است کار و بار سنین ساعات قرار یافتہ است و حضرات ایشان بہ یارانِ فقیر بغایت مہربان اند..... (مکتوبات سیفیہ ۱۴۱/ ۱۶۶)


خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم
شیخ محمد اعظم
محمد حسین
محمد شیب
محمد عیسیٰ
محمد صالح
کلمۃ اللہ
شیخ عثمان
عبدالرحمن
بی بی جنت
(منسوب بہ محمد خسرو بن شیخ محمد نقشبند ثانی)
حبیبہ
بی بی سارہ
(منسوب بہ محمد جواد بن شیخ وحدت)
(منسوب بہ شیخ محمد حیات بن شیخ محمد اشرف)
بی بی زہرہ
(منسوب بہ اعز الدین احمد برادر مولف مقامات معصومی)
رفیع النساء
(منسوب بہ محمد صالح نبیرۂ برادر حضرت مجدد)
دختر
معز الدین
زین الدین
فقیر احمد
(منسوب بہ درویش احمد بن زین العابدین)
شرافت النساء
(منسوب بہ ضیاء اللہ بن علامہ فرخ شاہ)
زینت النساء
محمد معظم
بی بی اللہ رکھی
(منسوب بہ محمد محفوظ بن نور الاحد یحیوی)
محمد مسیح
(لاولد)
ہاجرہ
(منسوب بہ میر بن نور القدس سعیدی)
عائشہ
(منسوب بہ رفیع القدر بن محمد عیسیٰ)
بشیر احمد
مبارک النساء
(منسوب بہ وجیہ الدین بن درویش احمد)
نعیم النساء
(منسوب بہ شیخ غلام محمد بن شیخ غلام محمد معصوم ثانی)
اکرام النساء
(منسوب بہ عزیز القدر بن شیخ محمد عیسیٰ)
امۃ المریم
(منسوب بہ محمد الیاس بن شاہ عزت اللہ)
تازہ بیگم
کریم احمد
مقبول احمد
محبوب احمد
نصیر احمد
دختر
قیوم احمد
صدیق احمد
میاں گل
فضل محمد
بی بی اسما
محمد حسین
پسر
دختر
حاجی محمد (مدفون بفہ ضلع مانسہرہ، صوبہ سرحد، پاکستان)
امۃ الحفیظ
بی بی معشوقہ


شیخ محمد شعیب بن خواجہ سیف الدین
محمد عباس
خیر النساء (منسوب بہ محمد معاذ بن محمد اسحٰق صادقی)
اُم ہانی (منسوب بہ والد خواجہ داؤد)
بی بی وجیہ یا رضیہ
محمد الیاس
اعز النساء (منسوب بہ سید آگاہ بن اہل اللہ نواسۂ حضرت خواجہ محمد سعید)
امۃ العائشہ (منسوب بہ سیف الرحمٰن بن سیف اللہ معصومی)
بی بی شرف (منسوب بہ احمد معصوم بن عزیز القدر)
حسین معصوم (لاولد)
رضا معصوم (لاولد)
محمد رحیم
پسر
امۃ المعصوم
شیخ محمد عیسٰی (ف ۱۱۵۳ ھ) بن خواجہ سیف الدین
محمد رفیع القدر
محمد عزیز القدر
محمد عظیم القدر
عمدۃ النساء (منسوب بہ معز الدین بن محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین)
ثناء احمد (لاولد)
بی بی صدیقہ (منسوب بہ فضل احمد بن محمد موسیٰ معصومی)
حفیظ القدر (داماد و خلیفہ شاہ فضل احمد معصومی)
احمد معصوم
صفی القدر
سمرہ
جیلہ (منسوب بہ محمد مستقیم بن عظیم القدر)
فصیح النساء (منسوب بہ محمد اسد)
(منسوب بہ محمد شرف بن رضی الدین یحیوی)
سیف احمد
فضل عزیز (تحفۃ المرشد ۱۵۷)
عبد العزیز
شاہ ابو سعید دہلوی
صفیہ بیگم (منسوب بہ غلام حسین بن سراج احمد)
امۃ العزیز (منسوب بہ میاں شریف احمد بن نجیب احمد)


شاہ ابوسعید دہلوی بن شاہ صفی القدر مذکور
شاہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی
شاہ عبدالغنی محدث مدنی
شاہ عبدالمغنی
مجیدہ بیگم (منسوب بہ امین احمد بن عزیز احمد یحیوی)
عبدالرشید
عبدالحمید
محمد عمر
محمد مظہر
روشن آراء
شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی
بدر الصیام
محمد معصوم
محمد بشیر
محمد وحید
محمد نذیر
محمد سعید
امۃ الرشید
امۃ الحلیم
امۃ الکریم
عائشہ
امۃ الرحیم
حفصہ
فاطمہ
دختر
صبغۃ اللہ
ابوطاہر سیف الدین
ابوالطیب مجدالدین
ابواشرف
عبدالقادر
ابوالفیض عبدالرحمٰن
محمد ابوسعید
عارفہ
صادقہ
طاہرہ
کاملہ
قریشہ
ابواحمد
عبدالباری
عبدالعزیز
رقیہ
عبدالحمید
عبدالمجید
سکینہ
میمونہ
عذرا
مرشدہ
عبدالرشید
عبدالوحید
عبدالمعید
لیلیٰ
نجلاء
شہلا
سعدیہ
صبیحہ
معصوم
زہیر


شاہ ابوالخیر بن شاہ محمد عمر بن شاہ احمد سعید دہلوی
عابدہ صابرہ کاملہ احمدی محمدی فاطمہ صدیقی فاروقی ابوالفیض بلال (ف ۱۳۹۸ھ) بی بی عثمانی بی بی حیدری امۃ اللہ ابوالحسن زید (سجادہ نشین درگاہ دہلی) ابوسعد سالم
ابوالمجد عبدالرحمٰن خدیجہ عائشہ عبیدالرحمٰن زینب عبداللہ عبیداللہ رابعہ ہاجرہ فاطمہ
ابوالفضل محمد صفیہ ابوتراب حامد ابوالخیر احمد سلیمہ عطیہ نقیہ زکیہ خیریہ
سعد ہدیٰ انس
ابوبکر سعاد ابوحفص عمر عاصم جعفر عبداللہ عامر عبدالعزیز فوزیہ فائزہ
(ماخوذ از مقاماتِ خیر)

شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعید دہلوی

عبداللہ | جعفر | احمد | عبداللہ ثانی | احمد ثانی | بہاء الدین | محمد | محمود | عیسیٰ | موسیٰ | ابراہیم | اسماعیل | فاطمہ | خدیجہ | امۃ العزیز | ام کلثوم

احمد ثانی ← محمد مظہر

محمد مظہر ← احمد سعید | محمد عمر | محمد | عثمان | ہاشم | ابراہیم

محمد عمر ← عبدالرحمن

احمد سعید ← خالد | عبدالعزیز | عبداللہ | بہاء الدین | نشاط | حسام

(ماخوذ از مقاماتِ خیر ۱۰۴-۱۰۵)

شاہ عبدالغنی محدث بن شاہ ابو سعید دہلوی

زینب | ام الفضل | ام کلثوم | عبداللہ | امۃ اللہ کبریٰ | رقیہ | رابعہ | قتیبہ | امۃ اللہ صغریٰ | عبدالرحمن | اسماعیل | یمنہ | امۃ الرحمن | عبدالقادر | عبدالصمد | صالح

(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۶۹، مقاماتِ خیر ۸۱)

شاہ عبدالغنی بن شاہ ابو سعید دہلوی

محمد (صباح الحق) | ابراہیم | عائشہ | دختر | دختر | پسر

محمد (صباح الحق) ← حبیبہ (منسوب بہ اقبال حسین بن وزیر حسین بکھری)

(ماخوذ از مقاماتِ خیر ۸۲، ہدیۂ احمدیہ ۸۰)

شیخ محمد عظیم القدر بن شیخ محمد عیسیٰ بن خواجہ سیف الدین

- سعید معصوم (لاولد)
- سیف معصوم
  - غلام وحدت
- محمد مستقیم
  - نجیب احمد
    - شریف احمد (لاولد)
    - عجیب احمد
      - عبدالحی
        - امۃ اللہ
      - عبدالقیوم
      - عبدالسلام
      - عبداللہ
        - جہان آراء
      - عبدالقدوس
      - روشن آراء (منسوب بہ حبیب احمد بن شاہ رؤف احمد رافت)
      - امۃ العلی (منسوب بہ ظہور باقی بن محمد باقی)
      - امۃ القدیر (منسوب بہ حمید احمد بن وزیر احمد)
      - امۃ الخبیر گلشن آراء (منسوب بہ نثار احمد بن غلام احمد)
      - کلثوم (منسوب بہ وحید النبی بن سعید النبی)
      - زینب (منسوب بہ ظہور باقی مذکور)
      - مریم (منسوب بہ محمد شریف شکارپوری)
      - رقیہ (منسوب بہ شریف بن لطف احمد)
      - صفیہ (منسوب بہ مختار احمد بن وسیم احمد یحیوی)
    - امۃ الحبیب (منسوب بہ احمد کبیر بن محمد پیر سعیدی)
    - امۃ العظیم (منسوب بہ خلیل احمد بن نذیر احمد)
- غلام صدیق
  - غلام فرخ شاہ
    - فیروز شاہ
    - حمیرا (منسوب بہ عجیب احمد بن نجیب احمد مذکور)
    - زہیرا بیگم (منسوب بہ نیاز احمد بن شکور احمد یحیوی)
  - بی بی احمد
  - بی بی عمدہ
  - زبیدہ (منسوب بہ شاہ ابوسعید دہلوی)
  - زبیدہ
- بی بی ولایت (منسوب بہ نثار احمد بن محمد باقر یحیوی)
- وجیہ النساء (منسوب بہ حفیظ القدر)
- رحیم النساء

شیخ کلمۃ اللہ بن خواجہ سیف الدین

سیف اللہ

سیف الرحمٰن (خلیفۂ حضرت میرزا مظہر جان جاناں) — ستارہ بیگم (منسوب بہ فدا احمد بن محمد موسیٰ مذکور)

عبدالرحمٰن (خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی دہلوی)

عزیز الرحمٰن — احمد شاہ — حسین شاہ — محمد حسن — خلیل الرحمٰن — عبدالعلی — پیاری بیگم

عزیز الرحمٰن: محمد سعید — امۃ الفاطمہ — لاڈلی بیگم — حاجی بیگم — حسنی بیگم

عبدالعلی: حسن آرا بیگم (منسوب بہ محمد شاہ بن سیف الدین سعیدی)

محمد حسن: سیف اللہ — بی بی نقشبندی — امۃ النبی

خلیل الرحمٰن: محمد صدیق (لاولد) — عبدالغنی — حور النساء — شرف النساء

احمد شاہ: عزت اللہ عرف ولایت شاہ — عبدالرحیم — عنایت شاہ — محمد جان — شاہ جہان — شہزادی بیگم

... بن ... سیف الدین

فدا احمد — فضل احمد (معروف بہ میاں کالو) — امۃ الفاطمہ — بی بی مصریّہ

فضل احمد: غلام حسین

غلام حسین: فضا احمد — سراج احمد — دختر

سراج احمد: سراج معصوم — سراج النساء — مبارک بیگم

فضا احمد: فضاء معصوم (لاولد) — عزیز احمد — پیاری بیگم (منسوب بہ سراج معصوم بن سراج احمد) — جیونی بیگم — ہریرہ بیگم (منسوب بہ حبیب النبی بن ضیاء النبی)

عزیز احمد: عطا محمد — فدا محمد

عطا محمد: ابوالظفر — غلام فاروق — غلام نقشبند — فاطمہ — احمدی

(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۸۲-۸۴، ملفوظات شریفہ ۳۱، مقامات مظہری ۱۷۵، ۶۱۴، ۶۴۵ وہاں ایک نام شیخ سیف اللہ بن شیخ کلمۃ اللہ درج نہیں ہو سکا۔)

۳۵۰/۱۲ ولادت باسعادت آں قبلۂ اصحابِ ولایت (شیخ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم) در شہر سنہ ہزار و پنجاہ و نہ ......

یعنی حضرت شیخ محمد صدیق کی ولادت ۱۰۵۹ھ میں ہوئی لیکن مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۲۸) نے ان کا سال ولادت ۱۰۵۷ھ دیا ہے، جو مقامات معصومی کے مقابلہ میں چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ مقامات معصومی کے سنہ کی تصدیق عمدۃ المقامات (۳۹۴)، ہدیۂ احمدیہ (۸۴)، انساب الانجاب (۴۱) نزہۃ الخواطر (۶/۳۲۳) سے بھی ہوتی ہے۔ معاصر مؤرخ محمد حارثی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد صدیق کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی (تاریخ محمدی ۴۰) مقامات معصومی (۳۵۵) ہی کے مطابق ان کا سال وصال ۱۱۳۱ھ ہے۔ اس طرح ان کی عمر ۷۲ (۱۱۳۱ - ۱۰۵۹) سال ہوگی۔ گویا تاریخ محمدی کے بیان نے مقامات معصومی کے مندرجہ سنۂ ولادت (۱۰۵۹ھ) کی ایک حد تک تصدیق کردی ہے۔

۳۵۱/۱۱-۱۶ ...... روزی ارادت خان کہ فاضل مدقق و نکتہ چیں محقق بود بہ حضور احقر بجناب آنحضرت (شیخ محمد صدیق) قدس سرہ رسیدہ ......

یہاں "ارادت خان" سے مراد تاریخ ارادت خان کا مشہور مولف اور شاعر مبارک اللہ واضح مخاطب بہ ارادت خان ہے۔ وہ میر سنجر خلیفہ شیخ عبدالوہاب نقشبندی لاہوری کا مرید اور میر محمد زمان راسخ سرہندی (ر۔ک بہ کتاب حاضر ۵۰۰/۲۳) کا شاگرد تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا کا مقدمہ "راویانِ مقاماتِ معصومی"

۳۵۲/ ۹ ...... سن شریف ایشاں (شیخ محمد صدیق) بست سالہ بود کہ وصال حضرات ایشاں روی دادہ ......

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے وقت شیخ محمد صدیق (متولد ۱۰۵۹ھ) کی عمر صرف بیس سال تھی (۱۰۷۹-۱۰۵۹=۲۰)

۳۵۳/۲-۳ (انما) مثل امتی مثل الغیث لا یدری اوله خیر ام آخرہ

یہ حدیث ہے، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۷۵۴/۴ (کتاب الفتن باب فی ثواب ہذہ الامۃ فصل ۳)

۳۵۵/۲-۶ (حضرت شیخ محمد صدیق) می فرمودند کہ بادشاہ خلد مکان ہنگامی کہ متوجہ حسن ابدال بودہ روز منزل حضرت سرہند شقہ کہ بدستخطِ خود باین ضعیف نوشتہ .....

اورنگ زیب آفریدی سرداروں کی شورش رفع کرنے کے لیے (۱۰۸۵ــ ۱۰۸۶ھ) حسن ابدال میں مقیم رہا (تاریخ حسن ابدال ۹۲)، گویا وہ ۱۰۸۵ھ میں سرہند شریف میں اسی سفر کے دوران مقیم تھا۔

۳۵۵/۷-۸ ..... فقیر دور از کار (مولف) یک بار بہ داعیۂ گوالیار از سرہند برآمد چوں بہ شاہ جہان آباد رسیدہ در مقام آنحضرت (شیخ محمد صدیق) قدس سرہ بدستور قدیم خود منزل نمودہ .....

گویا حضرت شیخ محمد صدیق مستقل طور پر دہلی میں رہتے تھے۔ روضۃ القیومیہ میں ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد حج کے لیے گئے تو واپس آتے ہوئے شاہ جہان آباد میں سکونت اختیار کر لی اور آخری دم تک وہیں رہے (۲۳۰/۲)

۳۵۵/۱۵-۱۷ ..... مقامات ایشاں (شیخ محمد صدیق) کہ بزبان فصیح عربی کہ عربان فضلا کہ مرید آنحضرت باشند تصنیف نمودہ ..... رجوع باید نمود .....

یعنی علمائے عرب نے جو شیخ محمد صدیق کے مرید تھے، شیخ محمد صدیق کے حالات و مقامات پر کتابیں تالیف کیں۔ افسوس ہے کہ ان میں سے ایک کتاب بھی ہمیں اس وقت تک نہیں مل سکی۔ انوار القدسیہ کے مولف نے شیخ محمد صدیق کے سفر حج، وہاں ان کے قیام، قبولیت اور عرب خلفاء کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے جس سے اس اشارے کی قدرے وضاحت ہوتی ہے:

حج بیت الحرام وفاز بعنایۃ الھیۃ وتفضلات نبویۃ وحصل لہ قبول عظیم فی تلک الاماکن المطھرۃ فاقام مقام ثم خلفاء لارشاد العباد، من اشھرھم العارف النبوی السید عبد اللہ باحسین العلوی شیخ الامام الکبیر المقام الشیخ محمد بن عقیلۃ صاحب المسلسلات الجلیلۃ قدس سرھما ثم انقلب الی اھلہ

مسروراً ثم بنی رباطاً فی مدینة دهلی وتصدر لهدایة العالمین فقصد الامراء والفقراء وازدحم علی بابه العلماء والشرفاء حتی دخل سلطان الهند فرخ سیر فی طریقه (۲۰۰)

ممکن ہے کہ حضرت شیخ محمد صدیق کے مناقب ومقامات پر عربی میں کتابیں ان دو خلفاءِ عرب یعنی سید عبداللہ العلوی اور شیخ محمد بن عقیلہ نے تالیف کی ہوں۔

۱۹/۳۵۵ ..... بادشاہ مرحوم فرخ سیر..... کہ مرید آنحضرت بودہ

فرخ سیر کی حضرات مجددیہ سے عقیدت کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۵۰۸ و مقدمۂ کتاب حاضر)

۲۰-۱۹/۳۵۵ درہنگام قیدِ او (فرخ سیر) ..... تا آنکہ شب پنجم شہر جمادی الاول سنہ ہزار و صد وسی ویکم ہجری (شیخ محمد صدیق) جاں بحق تسلیم کردند.....

لیکن روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۱) میں سال ولادت کی طرح شیخ محمد صدیق کا سال وصال بھی غلط لکھا گیا ہے یعنی ۱۱۳۰ھ، معاصر مورخ محمد حارثی نے "شب دوشنبہ ۴ یا ۵ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ فوت شد" لکھا ہے (تاریخ محمدی ۳۹) صاحب مقامات معصومی نے مزید وضاحت کی ہے کہ فرخ سیر ابھی قید میں ہی تھا کہ شیخ محمد صدیق کا وصال ہوگیا۔ فرخ سیر ۸۔ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو گرفتار اور ۸۔ جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ کو قتل ہوا (تاریخ محمدی ۳۸-۳۹)۔ جس سے مقامات معصومی کا دیا ہوا سال وفات مع تاریخ یعنی ۵۔ جمادی الاول ۱۱۳۱ھ کی تصدیق ہوجاتی ہے۔ اس سے تمام متاخر تذکرہ نویسوں کا بیان غلط شمار کیا جائے گا۔

۱/۳۵۶ تاریخ وصال آنچہ فرزندی نیاز احمد..... یافتہ "معرفت زمان مُرد"

"معرفت زمان مُرد" کے عدد شمار کرنے سے ۱۱۳۲ھ بنتے ہیں یعنی اس مادے میں ایک عدد زیادہ ہے۔ اگر یہ مادہ "معرفت زمن مُرد" ہوتا تو ۱۱۳۱ھ برآمد ہوتے یعنی معرفت = ۷۹۰ + زمن = ۹۷ + مُرد = ۲۴۴ = ۱۱۳۱ھ

۱۱/۳۵۶ ..... حافظ قرآن مجید شیخ محمد مہدی .....

یہ حضرت شیخ محمد صدیق کے بڑے صاحبزادے تھے۔ سرہند میں اوائل شعبان ۱۱۵۹ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے (تاریخ محمدی ۱۳۳) گویا ان کی ولادت حدود ۱۰۷۹ھ میں ہوئی اسی سال ان کے دادا حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا۔

شیخ محمد مہدی کے متعلق روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے:

سلوک باطن را بخدمت والدِ خود حاصل کرد و علم ظاہر نیز تا انتہا رسانیدہ۔ خانقاہِ حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) را لازم گرفتہ است و در طاعت و عبادت مشغول است و بر شریعت و طریقت استقامت کلی دارد (۴۳۰/۲۔قلمی)

۱۸-۱۵/۳۵۶ شیخ عبدالباقی فرزند ثانی آنحضرت اند.....

شیخ محمد صدیق کے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالباقی کے بارے میں روضۃ القیومیہ کا بیان ملاحظہ ہو:

..... علم ظاہر نیز تا انتہا رسانیدہ و نیز حافظ قرآن خوب است بطور پدر بزرگوار صبح و شام حلقہ و مراقبہ می کند..... (۴۳۰/۲)

حضرت شیخ محمد صدیق کے بہت سے خلفاء تھے۔ دو عرب خلفاء کا ذکر (تعلیقات ہذا ۳۵۵/ ۱۵-۱۷) کیا جا چکا ہے۔ یہ چند نام روضۃ القیومیہ (۴۳۰/۲۔قلمی) میں بھی ہیں:

(۱) شیخ فتح اللہ بہاری (۲) شیخ عبدالباسط گیلانی (از اولاد حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غوث اعظم) (۳) حافظ سعداللہ (۴) محمد کامل)

شیخ محمد صدیق کے معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے جو ان سے کئی مرتبہ مل چکے تھے لکھا ہے:

حافظ سعداللہ صاحبِ ولایات احدی واقف رموز سرمدی ...... تربیت از خدمت والد ماجد یافتند چندیں سال است کہ فی الحال در شاہ جہان آباد ارشاد بخش و فیض رساں عالم و عالمیاں جامع کمالات

صوری و معنوی اند و خبر ظاہر و باطن فقراء می کردند اکثر مردم غریب در خدمت ایشاں ملازم و مرید ند ادام اللہ ظل ار شادۂ محرر مکرر از صحبت ہای ایشاں مستفید شدہ (تحفۃ الفقراء ۱۹)

حضرت شیخ محمد صدیق کی اولاد کی تفصیل کے لیے تعلیقاتِ ہذا سے منسلک شجرات ملاحظہ کریں۔

..... بناتِ (حضرت خواجہ محمد معصوم) ہم شش اند..... ۲۰/۳۵۶

حضرت خواجہ کی صاحبزادیوں کے اسماء اور ان کی اولاد و انساب کے لیے دیکھیے تعلیقاتِ حاضر کے ساتھ منسلک "شجرہ دختران حضرت خواجہ"

..... بالفعل (۱۱۳۳-۱۱۳۴ھ) والدۂ احقر (مولف) کہ بنت صغریٰ آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) اندر قید حیات، قدری از احوال ایشاں در رکن اوّل مقدمہ ایں مقامات مذکور گردیدہ ..... ۳-۲/۳۵۷

مولف کی والدہ حضرت صفیہ بیگم کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۱۶-۱۹) و مقدمۂ کتاب "احوال مولف"

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ..... الۡکٰفِرِیۡنَ ۵-۴/۳۵۷

قرآن ۳/۱۴۷

شیخ محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم

شیخ محمد مہدی — شیخ عبدالباقی عرف محمد باقی — مہرالنساء — حلیم النساء (منسوب بہ محمد عباس بن محمد شعیب معصومی)

محمد رضی — امۃ اللہ بیگم (منسوب بہ حلیم الصمد بن ...)

سیف احمد (لاولد) — معصوم احمد — حاجی بیگم (منسوب بہ بسنۃ اللہ بن محمد اسماعیل بن خواجہ محمد معصوم)

ظہور مہدی (لاولد) — نور مہدی — زینت النساء — حلیم النساء (منسوب بہ شاہ جیکہ بن حضرت ...) — بی بی ... (منسوب بہ حامد رضا بن غلام ابراہیم)

مشرق احمد — غلام سادات — محمد باقی — صدیق معصوم — تعلی بیگم — شرف النساء — اشرف النساء (منسوب بہ ...)

پسر — پسر — نبیۃ النساء

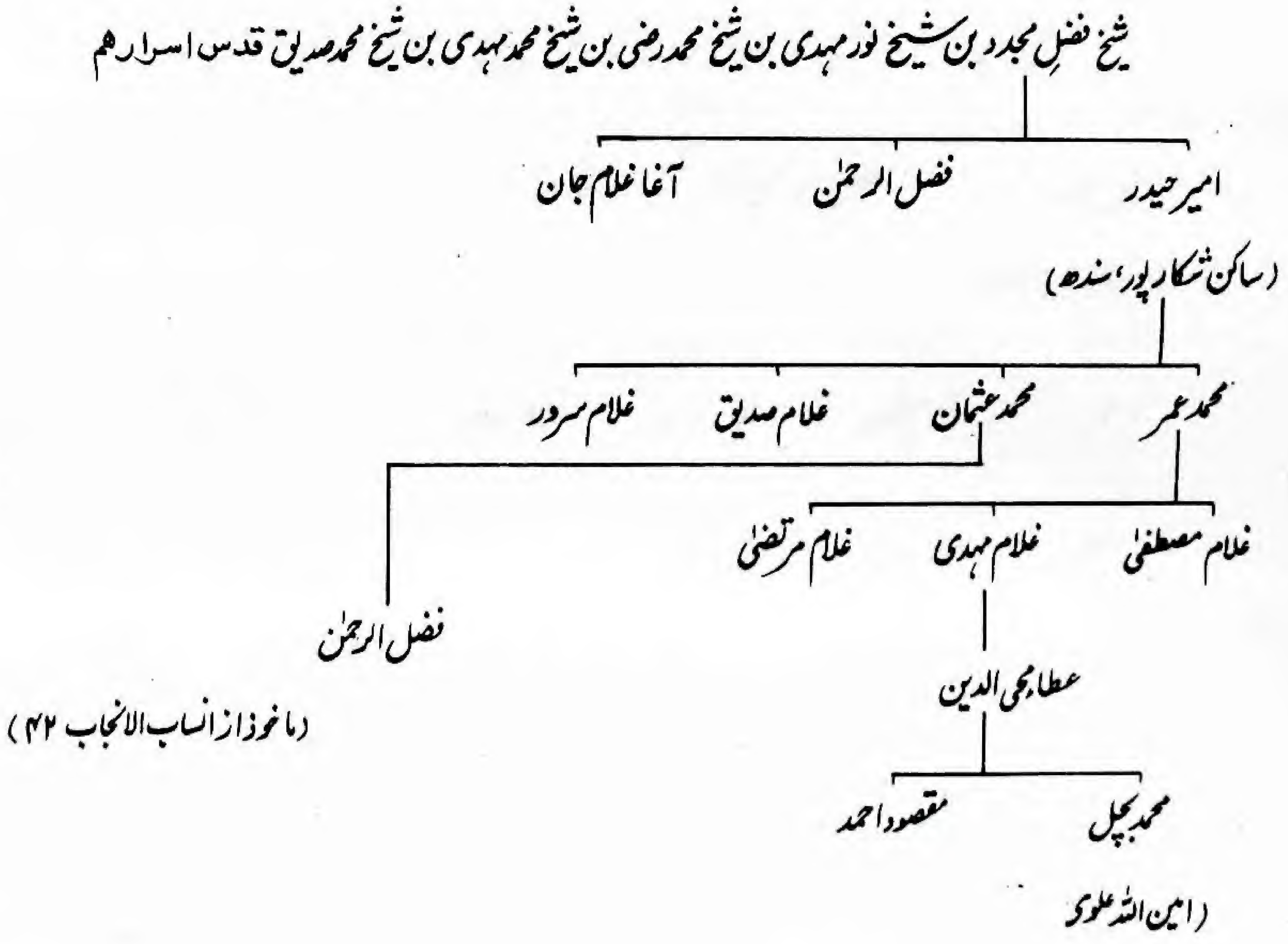
فضل مہدی — نیاز مہدی — عطاء مہدی — امۃ الخالق (اولاد مسکیے میں ...)

نور باقی (لاولد) — ظہور باقی — حسین جہاں بیگم (منسوب بہ سید الغنی بن سراج الغنی) — نواسی بیگم

ظہر باقی — نوازش باقی — دانش باقی — افضال باقی — امۃ الرشید (منسوب بہ حیات احمد بن غلام احمد بن حاجی احمد)

احسان باقی — فضل باقی — فیض باقی — امۃ المجید — امۃ الحبیب

(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۸۲-۸۶)


شیخ فضلِ مجدد بن شیخ نور مہدی بن شیخ محمد رضی بن شیخ محمد مہدی بن شیخ محمد صدیق قدس اسرارہم
امیر حیدر
فضل الرحمٰن
آغا غلام جان
(ساکن شکار پور، سندھ)
محمد عمر
محمد عثمان
غلام صدیق
غلام سرور
غلام مصطفیٰ
غلام مہدی
غلام مرتضیٰ
فضل الرحمٰن
عطا محی الدین
محمد بچل
مقصود احمد
(امین اللہ علوی
(ماخوذ از انساب الانجاب ۴۲)

حضرت ایشان ..... بلکہ بر تفصیل بشارات حجۃ اللہ کما ینبغی ہم اصلاً نیست آگاہی .....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کا ایک مکتوب بنام شیخ ضیاء الدین یوسف اور ان کے برادر شیخ فقیر اللہ کے نام ہے جس میں لکھا ہے :

درینجی ہمہ یاران و دوستان بشارت مغفرت و عنایات الٰہی بظہور پیوست .....
بلکہ دلان دوستان ہمہ وقت در یاد اند و بہ دعای خیر ممتاز

(وسیلۃ القبول ۲/۴۴/۸۵)

حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی جو حضرت شاہ یحییٰ کی اولاد میں سے تھے لکھتے ہیں :

شیخ ضیاء الدین یوسف معروف بہ میاں جیو کی نسبت ارادت حضرت حجۃ اللہ سے تھی ان کی ولادت ۱۰۶۰ھ اور بعمر ۷۶ سال ۱۱۳۶ھ کو انتقال ہوا۔ ...الدین یوسف دیدۂ اولیاء بود" سے سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

...۲۴، روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۱۲)

...کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی یعنی شیخ ضیاء الدین یوسف ...عرف میاں فقیر اللہ (۱۰۷۴ - ۱۱۲۸ھ) اور شیخ ...منسوب بہ شیخ محمد عابد بن شیخ محمد بن حضرت مجدد الف ثانی (ایضاً ۶)۔
...تفصیل کے لیے دیکھئے :

...اللہ ... بذوب)
بی بی لطفی (منسوب بہ عزیز الحق نبیرۂ حضرت وحدت)
بی بی اصالت (منسوب بہ محمد مرشد)
ضیاء النساء
بی بی مُنّا

...محمد مہدی بن شیخ محمد صدیق بن خواجہ محمد معصوم)

...س النساء (...ی بن خواجہ محمد نقشبند ثانی)
خواجہ محمد زبیر دہلوی

سیدۃ النساء (منسوب بہ محمد حسین بن شیخ سیف الدین)
محمد معظم
مسیح اللہ

...بہ حاجی فضل اللہ معصومی ...ند گرامی مولف مقامات معصومی)

۲۰ ...میدہ بیگم والدۂ مولف مقامات معصومی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر "احوالِ مولف"

(ماخوذ از روضۃ القیومیہ ۲/۴۳۰ و ہدیۃ احمدیہ ۳۶)

آٹھ یا نو سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور مروجہ علوم کی تحصیل اپنے برادران گرامی حضرت خواجہ محمد سعید و حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما سے کی اور سلوک کی تعلیم بھی انہیں حضرات سے لی، رسالہ در اثبات رفع سبابہ اور رسالہ در ردِ مخالفین حضرت مجدد الف ثانی تالیف کئے۔ اورنگ زیب ان کا بہت معتقد تھا۔ حضرت خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کی صاحبزادی ان کے عقد میں تھیں۔ حالات کے لیے دیکھئے :

(۱) کشمی، محمد ہاشم : زبدۃ المقامات ۳۲۴ - ۳۲۶

(۲) سرہندی، ملا بدرالدین : حضرات القدس ۲/۲۹۵ - ۲۹۶

(۳) کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۳۱۰ - ۳۱۷

(۴) رافت، رؤف احمد : جواہر علویہ ۱۰۲-۱۰۳، ۲۴۵ - ۲۴۹

(۵) محمد مراد ٹنگ کشمیری : تحفۃ الفقراء قلمی

شیخ محمد مراد کشمیری لکھتے ہیں :

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول عارف کبریٰ حضرت شیخ محمد یحییٰ ایشاں آخرین فرزندان بلاواسطۂ حضرت مجدد الف ثانی اند و در ایام رحلت آنحضرت در سن پنج شش سالگی بودند تحصیل علوم دینیہ و سلوک طریقہ در جناب برادر کلانِ خود مخازن الرحمت حضرت شیخ محمد سعید نمودند و بعد از واقعۂ ایشاں حسب الاتفاق چندیں پیش ارشاد مرتبت شیخ سید آدم بنوڑی کہ از اکابر خلفاءِ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ بودند گذرانیدند و باز بہ جاذبۂ الٰہی در خدمت برادر امجد دیگر یعنی قطب الآفاق قیوم بالاستحقاق حضرت شیخ محمد معصوم ..... آمدہ کسب فیوض صحبت کردند ..... و ہمراہ ایں دو برادر بزرگوار بہ حرمین محترمین رسیدہ بودند بعد آں بہ مدتی باز بہ حج اسلام رفتند بالجملہ از نوادر وقت و نور مجسم بودند در خانقاہِ خود فقراء و طالب علمان را نگاہداشتہ تربیت ظاہر و باطن می فرمودند و خبر قوت و کسوت می کردند راقم حروف بارہا ملازمت ایشاں در دارالارشاد سرہند کردہ و مستفید صحبت شریف شدہ .....

...... و مرشد بزرگوار من کہ برادر زادۂ ایشاں (حضرت وحدت) بود ایں رباعی دریں واقعہ فرمودند ؎

تاریخ وصالش چو پرسند عزیزان گو "بودہ ولی شیخ محمد یحییٰ"

(تحفۃ الفقراء ۳-۵)

معاصر مولف کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد یحییٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسلک ہونے سے پہلے باقاعدہ حضرت شیخ آدم بنوڑی سے استفادہ کرتے رہے اور غالباً شیخ کے حرمین شریفین کی طرف ہجرت ۱۰۵۱ھ تک مستفید ہوتے رہے ہوں گے۔ اس بیان کے سامنے آجانے کے بعد مولف روضۃ القیومیہ اور ڈاکٹر ایس ایم اکرام کے مندرجات کہ "حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے مابین نزاع تھا" محض افسانہ رہ جاتا ہے (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)۔

حضرت شاہ محمد یحییٰ نے حدیث کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لی جس سے حضرت مجدد اور شیخ محدث کے درمیان جس کشفی اختلاف کو شہرت دے کر اس پر اصرار کیا جاتا ہے، بے بنیاد رہ جاتا ہے (مقدمۂ کتاب ہذا)۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی نے شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقیر اللہ کو ان کی والدہ یعنی حضرت شاہ محمد یحییٰ کی بیوی بنت خواجہ کلاں بن حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات پر تعزیت نامہ لکھا ہے کہ :

برادر مہربان شیخ ضیاء الدین یوسف و شیخ فقیر اللہ سلمہما اللہ السبحان ازیں فقیر سلام سلامت انجام خوانند ..... چہ نویسد کہ از استماع خبر قبلہ گاہ والدۂ مہربان رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃ چہ قسم الم و اندوہ بہ فرزندان و دوستان رسید (وسیلۃ القبول ۲/۴۴/۸۴)

گویا حضرت شاہ محمد یحییٰ کی زوجۂ محترمہ کا انتقال حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی (متوفی ۱۱۱۵ھ) کے عین حیات غالباً حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی کے تیسرے سفر حج (۱۱۰۳-۱۱۰۹ھ) کے دوران ہوا۔

٦/٣٦٢ ذَالِکَ ..... العَظِیْم

قرآن ٢١/٥٧

١٣/٣٦٢ آنحضرت والامنزلت (شیخ فضل اللہ) قدس سرہ نبیسۂ حضرت مجدد الف ثانی و ہمشیرہ زادۂ حقیقی حضرت ایشاں اند .....

یعنی مولفِ مقاماتِ معصومی کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت مجدد الف ثانی کی بیٹی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی بہن حضرت خدیجہ کے صاحبزادے تھے (رک مقدمہ احوال مولف)

١٧-١٤/٣٦٢ ..... ہر چند نام آبای کرام ایشاں (شیخ محمد فضل اللہ) قبل ازیں در مقدمۂ کتاب حضرت مخدوم (عبدالاحد) کہ والد حضرت مجدد الف ثانی بودند مذکور گشتہ است .....

نسب کی تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (١٨-٢١)

١٤-١٢/٣٦٢ ..... آرزوی آں است کہ نبیسۂ دختری بہ حضورِ ما متولد شود و آں را بر دوش برداشتہ بازی نمایم تا ایں سنت ہم ادا یابد اما در حیات خود ایں کار در نظر در نمی آید ہمچناں شد .....

حضرت مجدد الف ثانی کی تین صاحبزادیاں تھیں رقیہ، ام کلثوم اور خدیجہ رحمۃ اللہ علیہن (روضہ ١/٣١٧) ۔ زبدۃ المقامات میں ہے کہ پہلی "ایام رضاع" میں فوت ہوئیں دوسری پندرہ سال کی عمر میں حضرت مجدد کے حین حیات اور تیسری زندہ ہیں ۔ (زبدۃ ٣٢٦) دوسری صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا (حضرات القدس ٢/٢٩٧) ۔ تیسری صاحبزادی خدیجہ زندہ رہیں اور ان کے تین صاحبزادے تھے غلام محمد، عبداللطیف اور زیر نظر شیخ محمد فضل اللہ۔ (روضۃ القیومیہ ١/٣١٧-٣١٨)

٣-٢/٣٦٤ ..... تاریخ ولادت آں قبلۂ اصحاب ولایت (شیخ محمد فضل اللہ) "آں قطب الاقطاب تولد شد" یافت

حضرت شیخ محمد فضل اللہ کا سنۂ ولادت اس مادے "آں قطب الاقطاب تولد شد" سے برآمد ہوتا ہے یعنی آں = ٥١ + قطب = ١١١ + الاقطاب = ١٤٤

+ تولد = ۴۴۰ + شد = ۳۰۴ = ۱۰۵۰ھ

۹/۳۶۴ ..... اخوت پناہی قبلہ گاہی مرحومی شیخ عزالدین احمد قدس سرہ

یعنی مولف کے حقیقی بھائی شیخ عزالدین احمد، حالات کے لیے دیکھئے کتاب ہذا (۳۸۶-۳۹۱)

۱۵-۱۴/۳۶۴ ..... حضرت خازن الرحمت بہ محمد شاکر مسمیٰ فرمودند .....

یعنی حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرھما نے شیخ محمد فضل اللہ کا نام "محمد شاکر" رکھا۔

نگارندۂ تعلیقاتِ حاضر نے غلط فہمی سے مقامات معصومی کے اسی اندراج کی بنا پر لکھ دیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے ان کا نام محمد شاکر رکھا تھا (حسنات الحرمین، مقدمہ ۶۱ حاشیہ) لیکن یہاں تو بہت واضح ہے کہ ان کا یہ نام حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید نے تجویز فرمایا تھا۔

۵/۳۶۵ (شیخ محمد فضل اللہ) در سنِ بست سالگی فاتحہ بہ بیضاوی خواندند و دریں مدت سفرِ حجاز با خوان کرام خویش نمودند .....

یہاں مولف نے یہ بات محض قیاسی طور پر لکھ دی ہے۔ حضرات مخدوم زادگان کا سفر حج ۱۰۶۷ھ کو شروع ہوا اور ۱۰۶۹ھ تک واپس سرہند پہنچے (رک بہ مقدمہ "حضرت خواجہ کا سفر حج") اور مولف نے خود ہی شیخ محمد فضل اللہ کا سال ولادت ۱۰۵۰ھ لکھا ہے (۳۶۴) گویا آغاز سفر میں مولف کے والد یعنی شیخ محمد فضل اللہ علیہ الرحمۃ صرف ۱۷ سال (۱۰۶۷-۱۰۵۰ = ۱۷) کے تھے۔ آئندہ اوراق میں مولف نے خود ہی وضاحت کردی ہے کہ سترہ سال کی عمر میں حج کے لیے گئے:

ہفدہ سالہ بودند کہ سفر حجاز ہمراہ حضرات عالی درجات فرمودند (۳۶۸)

۱۰-۱/۳۳۶ آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) قدس سرہ ہفت سالہ بودند کہ والد گرامی ایشاں سفر حضرت دہلی ..... اختیار فرمودہ بودند و مدت چند ماہ گذشت کہ خبر خیریتِ ایشاں فرحت بخش مخلصان نہ گردیدہ ..... باآنحضرت معروض داشتند کہ متوجہ شدہ

خبر قدوم میمنت لزوم حضرتِ والد بزرگوار اظہار نمایند کہ تا کی بہ جمال خود مشتاقان را مسرور فرمایند ..... آنحضرت اند کی چشم پوشیدہ و بر زبان شریف آوردند کہ امروز تا آخر روز تشریف وطن می فرمایند ..... ایں فرزندِ ما (شیخ محمد فضل اللہ) مادر زاد ولی است .....

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے کئی اصحاب کے مادر زاد ولی ہونے کی شہادتیں موجود ہیں۔ حضرت مجدد کے کم سن متوفی فرزندوں یعنی محمد فرخ، محمد عیسیٰ اور صاحبزادی ام کلثوم کی زبان سے جن کلمات کو نقل کیا گیا ہے وہ اسی نوعیت کے ہیں (حضرات القدس ۲/ ۲۹۷ - ۲۹۸) گویا شیخ محمد فضل اللہ کے والد قاضی عبدالقادر ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کو دہلی گئے تھے (ولادت شیخ فضل اللہ ۱۰۵۰ + عمر ۷ سال = ۱۰۵۷ھ)

۲۲/۳۶ ..... حضرت سیف الحق والملۃ والدین نیز ہم سن من (شیخ محمد فضل اللہ) بودند و شش ماہ بزرگ بودند .....

حضرت خواجہ سیف الدین کی ولادت ۱۰۴۹ھ میں ہوئی (کتاب حاضر ۳۳۴) اور شیخ محمد فضل اللہ کی ولادت ۱۰۵۰ھ میں اس اعتبار سے جب کہ دونوں حضرات کے سنین ولادت ہی مذکور ہیں ماہ تحریر نہیں کئے گئے چھ مہینوں کا فرق ہی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۱۳-۱۲/۳۶ ..... ماناکہ آں مکتوب در مکتوباتِ شریفہ حضرت خازن الرحمت مندرج است .....

یعنی حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے گیارہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ محمد سعید کو جو عریضہ لکھا تھا ممکن ہے وہ مکتوبات سعیدیہ میں موجود ہو۔ لیکن مطبوعہ مجموعے میں حضرت شیخ فضل اللہ کے نام صرف دو مکاتیب (۱۵، ۶۴) ہیں جن میں اس قسم کے مندرجات نہیں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کا جواب اس مجموعہ میں شامل نہیں ہو سکا۔

۲۰/۳۶ ..... حضرت وحدت کہ ہم سالِ ایشاں (شیخ محمد فضل اللہ) بودند و شش ماہ اصغر .....

حضرت وحدت کا سال ولادت بھی "حوالیٔ سال ہزار و پنجاہ اتفاق یافتہ"

(کتاب حاضر ۴۰۸ - ۴۰۹) اور حضرت شیخ محمد فضل اللہ کا سنہ ولادت ۱۰۵۰ھ تھا اس لیے ان کے چھ ماہ کے فرق سے ہم عمر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲/۳۶۸ ..... جامع العلوم ملا بدر الدین .....

یعنی ملا بدر الدین سلطان پوری، حالات کے لیے دیکھئے: کتاب ہذا ۲۶۲ ۴م

۲۱/۳۶۸ ..... شیخ ابو حنیف فرزند حضرت وحدت .....

شیخ ابو حنیف کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر ۴۱۴ (ضمن ترجمہ حضرت وحدت)

۲۳/۳۶۸ ہفتدہ سالہ بودند کہ سفرِ حجاز ہمراہ حضرات عالی درجات فرمودند .....

رک بہ تعلیقات حاضر (۵/۳۶۵)

۲۵/۳۶۸ آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) در مدینۃ الرسول بودند علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

۳۶۹/۱-۱۰ کہ وصال آنجناب (قاضی عبدالقادر) روی دادہ،

یعنی شیخ محمد فضل اللہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ مع دیگر حضرات کے حج کے لیے گئے ہوئے تھے کہ ان کے والد قاضی عبدالقادر کا سرہند میں انتقال ہو گیا۔ یہ حضرات ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء اواخر ربیع الثانی کو مدینہ منورہ پہنچے اور جمادی الاخریٰ کے آخر (۲۰ جمادی الاخریٰ کے بعد) میں وہاں سے روانہ ہوئے (حسنات الحرمین، مقدمۂ کتاب حاضر) گویا اگلے ماہ رجب ۱۰۶۸ھ میں قاضی عبدالقادر علیہ الرحمت کا سرہند میں وصال ہوا جو مولف مقاماتِ معصومی کے دادا تھے۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب ہذا (۲۶۲)

۱۸/۳۶۹ ..... ہم دراں ایام (مراجعت حضرات از حرمین) کتخدائی خود (شیخ محمد فضل اللہ) در خانۂ حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودند .....

یعنی ۱۰۶۸-۱۰۶۹ھ میں جب حضرات صاحبزادگان حضرت مجدد الف ثانی حج کر کے واپس آئے تو شیخ محمد فضل اللہ کا نکاح حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا۔

۳۶۹/۱۹-۲۰ ..... آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) قدس سرہ بہ عاجزۂ خالِ اصغر خود

حضرت شاہ جیو نامزد شدہ بودند و .....

یہاں "شاہ جیو" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما مراد ہیں، حضرت شاہ جیو کی ایک ہی بیٹی زینت النساء تھیں، جن کا بعد میں شیخ محمد عابد بن شیخ محمد بن حضرت شیخ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی سے عقد ہوا (ہدیۂ احمدیہ ۸۷)

۱۹/۳ ..... "رفت قطب زماں سعیدِ ازل"

یہ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما کے سال وصال کا مادہ ہے۔ یعنی رفت = ۶۸۰ + قطب = ۱۱۱ + زماں = ۹۸ + سعید = ۱۴۴ + ازل = ۳۸ = ۱۰۷۱ھ۔ مقاماتِ معصومی کے دونوں نسخوں میں یہاں "رفتہ" ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔ عمدۃ المقامات (۲۳۶) اور چہار چمنِ وحدت (۱۴۹) میں "رفت" ہی ہے جو اعداد و شمار کے مطابق صحیح ہے۔ یہ مادہ دراصل حضرت وحدت بن حضرت خواجہ محمد سعید کے "قطعۂ تاریخ وصال حضرت خواجہ محمد سعید" سے ماخوذ ہے جو ان کی تصنیف چہار چمن (۱۴۹) میں موجود ہے۔

۲/۱ ..... حضرت میاں جیو .....

یہاں "حضرت میاں جیو" سے حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔

/۳-۴ ہشت سال ملازم خدمت بہ کمال عقیدت بودند .....

حضرت شیخ محمد فضل اللہ، حضرت خواجہ محمد سعید کے وصال ۱۰۷۱ھ کے بعد آٹھ سال یعنی وصال حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۷۹ھ (۱۰۷۹-۱۰۷۱=۸) تک حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

/۴-۵ ..... در بیاضِ خاصہ چندیں از آں بشارات بہ دستخط شریف قلمی نمودہ .....

حضرت شیخ محمد فضل اللہ کی اس "بیاضِ خاصہ" کے متعلق دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا "مقاماتِ معصومی کے ماخذ"۔ گویا حضرت خواجہ کے آخری آٹھ سالوں کے معارف جس قدر اس بیاض میں درج ہیں ان سے دیگر کتب

سوانح خالی ہیں۔

۱۱/۲۷۳ حضرت محمد فضل اللہ ۱۱۰۶ھ [ مطابق ۲۷ سال قیومیت حضرت حجۃ اللہ ۱۰۷۹ + ۲۷ = ۱۱۰۶ ] میں حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے بیعت ہوئے (روضۃ القیومیہ ۱۱۱/۳)

۱۶/۲۷۳ ..... مسجد شیخ شرف در پانی پت

یہاں شیخ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی کے مزار سے ملحق مسجد مراد ہے۔

۲۷۴/۵-۶ شب جمعہ وقت سحر بیست دہم ماہ محرم سنہ ہزار دصد و پانزدہ وصال آنحضرت (رحمۃ اللہ) شد.....

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قدس سرہ کے سال وصال کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۳۰۴/۷-۸)

۲۴/۲۷۴ ..... میاں رحیم داد کہ از یارانِ مقبول حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ .....

میاں رحیم داد افغان ساکن بجواڑہ کے حالات کے لیے دیکھئے کتاب حاضر (۵۰۳) مع تعلیقات

۶/۲۷۵ ..... منہا در ماہ رجب سنہ ۱۰۸۸ شبی بعد از .....

یعنی مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ مجھے حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت نے ۱۰۸۸ھ میں یہ بشارت دی۔ حالانکہ مولف خود حضرت مروج الشریعت کا سال وصال ۱۰۸۳ھ (کتاب حاضر ۱۲/۳۲۱) لکھ چکے ہیں یقیناً انہیں یہاں سہو ہوا ہے یا مقاماتِ معصومی کے پیش نظر دونوں خطی نسخوں میں ۱۰۸۸ھ کتابت کی غلطی ہے۔

۲۳/۲۷۵ وَلِمَنْ ..... جَنَّتَانِ

قرآن ۴۶/۵۵

۳/۲۷۶ ..... در ماہِ مبارک رمضان سنہ ۱۰۹۹ھ ہم نماز می خواندم .....

یہاں پھر سہواً حضرت حجۃ اللہ سے ملنے والی بشارت کا سنہ ۱۰۹۹ھ درج ہو گیا ہے (رک تعلیقاتِ حاضر ۶/۲۷۵)

۲۷۶/۵-۶ فَأَمَّا مَنْ ..... رَاضِيَةٍ

قرآن ۱۰۲/۶-۷

۳۷۷/۱۱ ...... شیخ فی الحال در روضۂ مقدسہ حضرت حجۃ اللہ .....

یعنی شیخ شاہ فی الحال بن شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم، حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر ۳۳۲/۱۹-۲۰

۳۷۷/۱۴ ..... شیخ بدیع الدین می گفتند کہ .....

شیخ بدیع الدین نواسۂ حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی، کا تعلق اورنگ زیب سے تھا (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)

۳۷۷/۱۵ فَاُولٰئِکَ ..... حَسَنٰت

قرآن ۲۵/۷۰

۳۷۷/۲۱ آنحضرت (شیخ محمد فضل اللہ) در حدیث بہ سندِ جید کتاب نجم الہدایت در فن حدیث تالیف فرمودہ اند .....

کتاب نجم الہدایت کے کسی خطی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔ سیرت پر شیخ محمد فضل اللہ کی ایک تالیف کا ذکر مولف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے (۲۵/۳) شیخ محمد فضل اللہ کے دو مختصر رسائل عقیدہ صوفیان نمبر F-12/5305 اور شجرۂ نقشبندیہ نمبر F-12/8305 فارسی کے یہ دونوں قلمی نثری رسائل ذخیرۂ آذر کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں محفوظ ہیں۔

۳۷۸/۱۱ ...... از تفسیر مواہب علیہ ......

المواہب العلیہ، مولانا حسین بن علی واعظ کاشفی کی تفسیر ہے۔ کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔

۳۸۲/۱۴-۱۵ ..... مثنوی نل دمن را قبولیت حضرت ایشاں را سرافراز است و اکثر ابیات دل نشین در مکتوبات شریفہ مندرج می پسندیدند .....

نل دمن، ابوالفیض فیضی کی مشہور مثنوی ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا مثنوئ فیضی کو پسند فرمانے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا عبث ہے کہ فیضی ملحد نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے اُس کی اِس مثنوی کے چند اشعار پسند کئے ہیں۔ فیضی کے عقائد کے متعلق رائے نہیں دی۔

۳۸۳/۹ ..... یک بار آں قبلۂ ابرار (شیخ محمد فضل اللہ) متوجہ باجوڑ بودند.....

باجوڑ کے تلفظ، محل وقوع اور اس کے حدود کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

Raverty, H, G: Notes on Afganistan and Balochistan pp. 115-16 (also Index)

نیز بابرنامہ ترجمہ بیورج کا اشاریہ ملاحظہ کریں۔ راورٹی نے باجوڑ کی سرزمین کی جو تشریح کی ہے اس سے مقامات معصومی کے مندرجات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس علاقے کی پیداوار کا انحصار بارش پر ہے۔

۳۸۳/۲۳ ..... تا امروز کہ چہل سال است افاغنۂ آں جا (باجوڑ) شکر گزار ایں جاں بخشی اند.....

یعنی مقامات معصومی کی تالیف (۱۱۳۲ھ) کے دوران حضرت شیخ محمد فضل اللہ کی کرامت کے ظہور کو چالیس سال گزر چکے تھے گویا حدود ۱۰۹۲ھ میں شیخ فضل اللہ باجوڑ گئے تھے (۱۱۳۲ - ۴۰ = ۱۰۹۲ھ)

۳۸۴/۲-۳ ..... ملک عثمان کہ مقدم آں قریہ (باجوڑ) بودہ.....

ملک عثمان کے حالات ہمیں نہیں مل سکے۔ مقدم، رئیس کے طور پر مستعمل ہے۔ مختلف ادوار میں "مقدم" کے مفہوم کے لیے دیکھیے: فرہنگ فارسی محمد معین۔

قلقشندی نے صبح الاعشیٰ میں "مقدم" کے بارے میں بہت کچھ تحریر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

بقلی، محمد قندیل: التعریف بمصطلحات صبح الاعشیٰ، قاہرہ ۱۹۸۳ء ۳۱۹ - ۳۲۲

۳۸۵/۴-۵ ..... (حضرت خواجہ محمد معصوم) می گویند کہ با من از دو راہ نسبت فرزندی دادہ یکی نسبت شما و دومی آنکہ نسبت نبیرۂ فرزندی محمد صبغت اللہ.....

یہاں مولف کے بیٹے شیخ نیاز احمد کی ولادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے دوسری نسبت کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی بیٹی ماریہ مولف کتاب حاضر کی زوجہ تھیں (روضۃ القیومیہ ۲/۱۷۹) یعنی

نو مولد نیاز احمد، حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے نواسے تھے۔

۳۸۵/۶-۷ ..... شیخ محمد معشوق، محمد عاشق اور شیخ ابوداؤد نیاز احمد، مولف کتاب حاضر کے بیٹے تھے تفصیل کے لیے اس کتاب کے مقدمے کا عنوان "احوال مولف" دیکھئے

۳۸۵/۱۰-۱۲ ..... معدن الجواہر و منظر اولی الالباب و مفتاح اہل السعادات (مقامات معصومی) و مظہر ابواب فضل .....

یہ چاروں مولف کتاب ہذا کی تالیفات ہیں۔ تفصیل کتاب ہذا کے مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۳۸۵/۱۴ ..... ولایت پناہ شیخ رُوح اللہ می گفتند .....

یعنی شیخ روح اللہ بن خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقات حاضر (۳۳۲/۱۲-۱۸)

۳۸۵/۱۶-۱۷ ..... آخر الامر بہ پشاور رسیدہ عالمی را بہ ہدایت رسانیدہ ..... جان بجاناں تسلیم کردند .....

گویا مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ کا وصال پشاور میں ہوا۔

۳۸۵/۱۸ "دی خاتم اولیاء بود"

یہ حضرت شیخ محمد فضل کے وصال کا مادۂ تاریخ ہے جس سے ۱۱۱۷ھ برآمد ہوتا ہے یعنی دی = ۶ + خاتم = ۱۰۴۱ + اولیاء = ۴۸ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۷ھ۔

۳۸۵/۱۹-۲۰ دو سہ فقرہ دیگر کہ یک سال می افزاید و آں نزد اہل تاریخ مجوز بلکہ بسیار دائر است مذکور باید نمود "دی از اکابر عرفاء وقت بود" — "این ظل نبی احمد بود" — "محب محمد فضل اللہ" —

اول الذکر و موخر الذکر مادے کے اعداد پورے ۱۱۱۷ھ برآمد ہوتے ہیں لیکن ثانی الذکر مادے سے ۱۱۱۸ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی دی = ۱۴ + از = ۸ + اکابر = ۲۲۴ — عرفاء = ۳۵۱ + وقت = ۵۰۶ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۷ھ اور دوسرے مادے سے' این = ۶۱ + ظل = ۹۳۰ + نبی = ۶۲ + احمد = ۵۳ + بود = ۱۲ = ۱۱۱۸ھ تیسرے مادے سے' محب = ۵۰ + محمد = ۹۲ +

فضل = ٩١٠ + اللہ = ٦٦ = ١١١٧ھ

٢/٣٨٦ حافظ عبدالعزیز پشاوری و عبدالحی سرہندی .....

ان دونوں حضرات کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ یقیناً یہ حضرت شیخ محمد فضل اللہ کے مریدین میں سے ہوں گے۔ مولف نے شیخ محمد یق پشاوری کے بارے میں ایک حکایت انہیں حافظ پشاوری سے روایت کی ہے (کتاب حاضر ٢٠/٤٣٣)

١٠/٣٨٨ عمر شریف آنجناب (شیخ عزالدین احمد) پنج سالہ بودہ کہ وصال حضرت ایشان ...

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے وصال کے وقت شیخ عزالدین کی عمر پانچ سال تھی اس اعتبار سے ان کی ولادت ١٠٧٤ھ (١٠٧٩-٥ = ١٠٧٤ھ) میں ہوئی۔

١/٣٨٩ مختصر معانی و متوسط (و) شرح کافیہ

مختصر المعانی، علم بلاغت میں سعدالدین مسعود تفتازانی (ف ٧٩١ھ/ ١٣٨٨ء) کی تالیف ہے۔

متوسط

المتوسطات، درسی ضرورت کے تحت مرتب کی گئی تھی۔

(کشف الظنون ٢/ ١٠٨٠)

شرح کافیہ

یہ الکافیہ فی النحو للشیخ جمال الدین ابی عمرو عثمان ابن عمر معروف بہ ابن الحاجب المالکی (ف ٦٤٦ھ/ ١٢٤٧ء) کی شرح ہے۔ الکافیہ کی بہت سی شروح لکھی گئیں (رک بہ کشف الظنون ٢/ ١٣٢٠ - ١٣٧٦)

٧/٣٨٩ ..... میر شرف الدین سلطان پوری کہ از اکابر خلفای حضرت خازن الرحمت بودہ .....

میر شرف الدین بلند استعداد کے مالک تھے، حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک مکتوب ان کے نام ہے جس میں "در شرح احوالِ او و یارانِ او" درج ہے۔

(مکتوبات سعیدیہ ٧٢/ ١٣٣)

حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب ان کے نام ہیں۔ ایک مکتوب میں "پرداخت احوال مسترشدان و تاکید بر تصحیح نیت" (مکتوبات معصومیہ ۳/ ۱۳۳/ ۱۸۵) دوسرے مکتوب میں " در سرِ محبوس شدن سالک در مقامی و علاج آں (ایضاً ۲۲۲/ ۲۶۸)

میر شرف الدین، نصیر خان کی صحبت میں بھی رہتے تھے، حضرت خواجہ محمد سعید، نصیر خان کو لکھتے ہیں :

فضائل و کمالات دستگاہ میاں شرف الدین بخدمت مستعد شدہ باشد، چوں مشارٌ الیہ از مغتنماتِ روزگار است یقین است کہ قدرِ صحبت ایشاں تناختہ باشند (مکتوبات سعیدیہ ۴۴/ ۹۹)

اس کے علاوہ میاں شرف الدین کا تعلق میرزا شہاب الدین قلی سے بھی تھا (ایضاً ۷۱، ۷۳/ ۱۳۲، ۱۳۳) بی بی خانمی بنت تربیت خان کو حضرت خواجہ محمد سعید لکھتے ہیں، برادر سعادت مند میاں شرف الدین کہ بجای فرزندان است (ایضاً ۷۷/ ۱۳۶)

۳۹/ ۷ - ۸ آں اخوت پناہ (شیخ عز الدین احمد) را با خالین مذکورین نسبت دامادی نیز بودہ چہ اوّل صبیۂ حضرت شیخ سیف الدین درخانہ داشتند .....

حضرت خواجہ سیف الدین کی چوتھی بیٹی بی بی زہرہ شیخ اعز الدین سے منسوب تھیں (ہدیۂ احمدیہ ۷۰، نیز روضۃ القیومیہ ۲/ ۲۲۹)

۳۹/ ۸ بعد از فوت (بی بی زہرہ بنت خواجہ سیف الدین) صالحۂ عاجزۂ مروج الشریعت گرفتند .....

حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کی صاحبزادی حسن النساء، شیخ اعز الدین سے منسوب تھیں (ہدیۂ احمدیہ ۵۷، روضہ ۲/ ۲۲۱)

اس دوسری نسبت کا ذکر حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی نے بھی کیا ہے، لکھتے ہیں :

(بنام حاجی عبد اللہ) ..... والدۂ فرزندی محمد پارسا (بنت حضرت مروج الشریعت) از جدائی عاجزۂ خود کہ منسوب بہ پسر فضائل و کمالات دستگاہ برادر عزیز

حاجی عبداللہ محمد فضل اللہ بودند حیران مضطرب اند ..... علی الخصوص دریں ایام
که عاجزہ مذکور بیوہ گردید ..... (وسیلۃ القبول ۲/۱۲/۲۹-۳۰)

۳۹۰/۱۴-۱۵ سرای خان خاناں که شش میل خام از بلدۂ دارالسلطنت لاہور واقع است ...

سرای خانِ خاناں، عبدالرحیم خان خاناں نے مسافروں کی سہولت کے لیے بنائی، لاہور سے آگرہ جانے کے لیے برلب شارع اسے تعمیر کیا گیا معاصر مورخ عبدالباقی نہاوندی لکھتا ہے :

درہشت کردہی ایں دارالسلطنۃ (لاہور) درمکانی کہ برشارع عام بجانب دارالخلافہ آگرہ می رود در ..... نام مکانی باحداث سرا د باغ و دھکدہ دیگر عمارات فرمان دادند ..... وآں مکانِ شریف دباغ لطیف را بجہت نزدل مسافران ..... مرتب ساختند ..... الحال سیرگاہ اہل لاہورست وایں خیر دوام را بر ذمۂ ہمت والا رتبت خود (خان خاناں) دانستہ ..... (مآثر رحیمی ۲/۶۰۹-۶۱۰)

لاہور سے امرتسر وغیرہ کی طرف سفر کرنے کے لیے مسافروں کی پہلی منزل یا پڑاؤ اسی سرائے خان خاناں میں ہوتا تھا۔ احمد شاہ درانی نے ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء میں لاہور سے امرتسر کی طرف کوچ کیا تو اس نے رات اسی سرائے میں بسر کی، انند رام مخلص نے لکھا ہے :

با فوج قریب سی ہزار سوار ..... باراده طرف شدن باعساکر منصوره از لاہور کوچیده به سرای خان خاناں منزل کرد (بدائع وقائع، مشمولہ مقالات مولوی محمد شفیع ۵/۳۴۵)

نیز دیکھئے :

۱۔ گنڈا سنگھ : احمد شاہ درانی ۱۹۲، ۵۷

گپتا، ہری رام (لیٹر مغلز ہسٹری آف دی پنجاب ۳۰۰) نے تصریح کی ہے کہ یہ سرای لاہور سے بارہ میل اور لاہور کے سردار لہنا سنگھ کے ماتحت تھی۔

مورخین نے اس سرائے کا لاہور سے جو فاصلہ بتایا ہے وہ ایک دوسرے

سے مختلف ہے۔ یعنی مآثر رحیمی ۸ کروہ، مقامات معصومی ۶ میل خام اور گپتا ۱۲ میل۔ لیکن یہ سب فاصلے قیاسی ہیں ایک کروہ ثلث فرسنگ (مساوی یک میل) اور ہندوستان میں ایک کروہ دو میل انگریزی کے برابر شمار کیا جاتا تھا (فرہنگ فارسئ معین، برہان قاطع ۱۶۳۰/۳ طبع معین حاشیہ) نیز دیکھئے:

محمد شفیع: فرسخ یا فرسنگ، اورنٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۳۳ حصہ اول ص۴۸

۱۸/۳۹۰ "دُرِ عزیز معرفت بود"

یہ شیخ عزالدین احمد کے سال وفات کا مادہ ہے جس سے ۱۱۰۰ھ برآمد ہوتے ہیں یعنی دُر = ۲۰۴ + عزیز = ۹۴ + معرفت = ۷۹۰ + بود = ۱۲ = ۱۱۰۰ھ

مولف نے لکھا ہے کہ وصال کے وقت ان کی عمر ۲۷ برس تھی، اس اعتبار سے سال ولادت ۱۰۷۳ھ [۱۱۰۰ - ۲۷] ہونا چاہیئے لیکن اس سے پیشتر (۱۰/۳۸۸) مولف نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال کے وقت ان کی عمر پانچ سال تھی اس لحاظ سے ان کی ولادت ۱۰۷۴ھ (۱۰۷۹ - ۵) میں ہوئی اور یہاں کل عمر ۲۷ سال بتائی ہے یعنی اس اعتبار سے سال وفات ۱۱۰۱ھ ہونا چاہیئے [۱۰۷۴ + ۲۷ = ۱۱۰۱ھ] لیکن ایک سال کے فرق کو تاریخ گو حضرات کوئی بڑا فرق شمار نہیں کرتے۔

۵/۳۹۱ سلطان قلی بیگ تَیِمّی .....

تَیِمّی۔ بفتح التاء المنقوطة من فوق بنقطتین و فتح الیا المنقوطة من تحت بنقطتین والمیم بعدھا بتحرک الحرفین الاولین و ھذہ النسبة الی تیم وھو بطن من غاق ..... وھذہ النسبة الی قبائل اسمہا تیم ..... (سمعانی: الانساب ۱۲۰/۳-۱۲۶، جزری: اللباب ۲۳۲/۱-۲۳۴)

سلطان قلی بیگ تیمی کے حالات نہیں مل سکے۔

۱۳/۳۹۱ ..... ولادت ایشاں بعد از وصال حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ در ہماں سال اتفاق یافتہ .....

شیخ حسام الدین احمد بن شیخ محمد فضل اللہ کی ولادت اسی سال ہوئی جس سال میں حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا یعنی ۱۰۷۹ھ

۲۳-۲۱/۳۹۱ ..... وصال آں اخوت پناہ (حسام الدین احمد) روز عرس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی بیست و ہشتم صفر مظفر بالای آب نربدہ بہ ہمراہِ لشکر بادشاہ خلد منزل سنہ ہزار و صد و نواز دہم ہجری روی دادہ ...

معاصر مورخ محمد ہادی کامورخان کا بیان ہے :

بیست و ہفتم شہر مسطور (صفر) رایات عالیات از دریای نربدا عبور کردہ بجہت اتمام حجت فرمان .....

(تذکرۃ السلاطین چغتا ۲۷)

البتہ بادشاہ خلد منزل یعنی محمد معظم بن اورنگ زیب کا اس وقت دوسرا سال جلوس اور سنہ ۱۱۲۰ھ ہو چکا تھا۔ مولف کتاب حاضر نے سال وفات ۱۱۱۹ھ دیا ہے۔ ممکن ہے ایک سال کو رواں سال کے طور پر شمار نہ کیا ہو۔ گویا بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ ۲۷ صفر کو دریا نربدا عبور کیا اور اگلے روز ۲۸ صفر کو شیخ حسام الدین احمد کا انتقال ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مولف کے یہ بھائی محمد معظم شاہ کے ہاں ملازم تھے اور اورنگ زیب کے عین حیات یہ ملازمت اختیار کی ہوگی۔

۲۳/۳۹۱ ..... قصبہ اکبر پور .....

اس قصبے کی قدیم حدود کا ذکر کامورخان نے اس جملے میں کیا ہے :

حضرت خلد مکان از راہ تمکند درہ متوجہ دکھن شدہ بودند از اجمیر تا اکبر پور گذر دریای نربدا چہل و سہ منزل قطع شد واز تنگیٔ راہ و ...

(تذکرۃ السلاطین چغتا ۷۵)

۲/۳۹۲ ..... سہ فرزند ایشاں (شیخ حسام الدین احمد) بالفعل در قید حیات اند .....

صاحب روضۃ القیومیہ نے ان تینوں بیٹوں کے نام بھی لکھے ہیں یعنی نظام الدین، جلال اور وجیہ الدین لیکن تینوں لاولد تھے۔ شیخ حسام الدین کی ایک بیٹی شیخ نور الحق (بن حضرت وحدت) کے بیٹے سے منسوب تھی (١/٣١٨)

٣٩٣/٦ وَرَحْمَتِیْ ..... کُلَّ شَیْءٍ

قرآن ٧/١٥٦

٣٩٣/٧ لَا تَقْنَطُوْا ..... جَمِیْعًا

قرآن ٣٩/٥٣

٣٩٣/١٠-١١ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام

قرآن ٥٥/٧٨

٣٩٣/١١ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ

قرآن ٥٥/٢٩

٣٩٣/١٢ اُنا عند ظنّ عبدی بی

حدیث، بخاری (توحید ١٥، ٣٥)، صحیح مسلم (توبہ، ذکر ٢/١٩)، ترمذی (زہد ٥١، دعوات ١٣١)، ابن ماجہ (ادب ٥٨)، ابوداؤد (رقاق ٢٢)، مسند امام احمد بن حنبل (٢/٢٥١، ٣١٥ بہ بعد) [بحوالہ المعجم المفہرس ٤/٨٧]

٣٩٣/١٣-١٤ وَاُفَوِّضُ ..... بِالْعِبَادِ

قرآن ٤٠/٤٤

٣٩٣/٢٣ خلیفۂ ثانی کہ نسبتِ نسبیِ ایں آوارہ ہم باں اعدل اصحاب می رسد .....

مولف کا نسب حضرت عمر فاروق پر منتہی ہوتا ہے یعنی یہ مولف کی مادری نسبت ہے کیونکہ مولف حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے تھے۔

٣٩٥/٣ ..... گفتند کہ اشہر نام ہای صفر احمد باشد کہ نام جد شریف مادریٔ ماست ...

وضاحت کے لیے دیکھیے تعلیقاتِ حاضر (١/٧١، ٨/٧٢، ٤-٥/٧٢، ٧/٧٣، ١٨-١٩، ٥-٩/٧٤)

٣٩٥/٢٢ ولادت ایں آوارہ در سال ہزار و ہشتاد و شش ہجری .....

مولف نے کتاب ہذا میں متعدد مقامات پر اپنے سال ولادت کی

طرف اشارہ کیا ہے ہم نے اپنے مقدمے میں ان اشارات کو یکجا کر دیا ہے (رک بہ احوالِ مولف)

۳۹۶/۱۶-۱۷ ..... نقل دربارۂ شاہ جیو قدس سرہ می کردند کہ رجوع ایشاں در آخر.....

یہاں "شاہ جیو" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں، حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳۶۱/۳-۶)

۳۹۷/۷-۸ ..... روزی در اثنائی طریقِ پشاور..... فقیر دراں ایام چہار دہ سالہ بودہ.....

گویا مولف ۱۱۰۰ھ (ولادت ۱۰۸۶+۱۴) کو اپنے والد گرامی کے ہمراہ پشاور گئے تھے۔

۳۹۷/۱۳ ..... ہمراہ ناظم آں جا (کابل) امیر خان اتفاق منزل افتادہ.....

امیر خان کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۳۲۹/۱۶-۲۲)

گویا یہ سفرِ کابل جس میں مولف ہمراہ تھے ۱۱۰۰ھ کا واقعہ ہے امیر خان اس سے نو سال بعد ۱۱۰۹ھ میں فوت ہوا۔

۳۹۷/۱۴ ..... افاغنۂ غلجہ کہ شیطان ترین الوسات افاغنہ اند.....

آقای عبدالحی حبیبی نے "غلجہ" کی تشریح سب سے بہتر طور پر کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

از روی تحلیل لسانی خلجی یا غلجی یا غلزی ہماں غرزی یعنی کوہزاد است (غر در پشتو کوہ + زی یعنی زادہ)..... در سرزمین زابل (بین غزنہ و ہلمند) در دشتی کہ بسوی ہندواں راہ داشت خرگاہ نشین بود.....

حبیبی: "رفعِ یک اشتباہِ قدیم دربارۂ تُرک و اصل خلجیان افغانی" مقالہ شامل یادنامۂ مینورسکی ۶۰-۷۶۔

غلجہ، غلچہ، غلجائی یا غلزائی، طائفہ ای از نژاد ایرانی ساکن افغانستان (فرہنگ فارسی معین ۵/۱۲۶۷)

الوسات، ج۔ الوس، طائفہ، قبیلہ، جماعت (فرہنگ فارسی معین ۱/۳۴۴)

۳۹۸/۱۱-۱۲ وَاِنِّی ..... مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

قرآن ۶/۸۰

۳۹۸/۲۳ أناعند ظن عبدی بی [ فلیظن بی ماشاء ]

حدیث، بخاری (توحید ۱۵، ۳۵) موطا (توبہ ۱، ذکر ۲، ۱۹) ترمذی (زہد ۵۱، دعوات ۱۳۱) ابن ماجہ (ادب ۵۸) دارمی (رقاق ۲۲) مسند امام احمد بن حنبل ۲/ ۲۵۱ بہ بعد (بحوالہ المعجم المفہرس ۴/۸۷)

۳۹۹/۱۶ فَرَوْحٌ ..... نَعِیْمٍ

قرآن ۵۶/۸۹

۳۹۹/۲۳ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

قرآن ۹۳/۱۱

۴۰۰/۴-۵ رَبَّنَا ..... مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

قرآن ۷/۲۳

۴۰۰/۶-۷ واین اعجز المساکین را دو فرزند اند کلاں تر آنہا مسمیٰ است بہ محمد عاشق و ثانی نیاز احمد.....

مولف نے اس سے پہلے اپنے تین بیٹوں یعنی محمد معشوق، محمد عاشق، اور ابوداؤد نیاز احمد کا ذکر کیا ہے (کتاب حاضر ۳۸۵)

ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں مولف کے احوال و آثار قدرے تفصیل سے لکھے ہیں۔

۴۰۰/۱۲-۱۳ اللہ لَطِیْفٌ ..... الْعَزِیْزُ

قرآن ۴۲/۱۹

۴۰۰/۱۶-۱۷ ..... بشارت لَا یَذْکُرُ اللہ اِلَّا اللہ در مکتوبات جلد ثالث صریح بنام ایشاں مندرج است۔

مکتوبات معصومیہ جلد ثالث میں شیخ عبداللطیف کے نام یہ مکتوب نمبر ۵۳ ہے جس کا موضوع "شرح قول لا یذکر اللہ الا اللہ" و بیان آنکہ تحقق بکلام مجید از آثار ایں دید ست" ..... ہے (۳/۵۳/۸۳-۸۴)

۴۰۲/۱۷-۱۸ ..... چہ ایشاں زبان ایشاں حکم شجرۂ موسوی گرفتہ بود و ایں معنی تا آخر کار شامل حال ایشاں بودہ کہ در وقت ذکر و قرأت قرآن مجید خود را نمی یافتند ...

شیخ عبداللطیف حضرت خواجہ کو لکھتے ہیں :

شبی در نماز تہجد حین قرأۃِ قرآن مجید خود را قاری درمیاں نمی یافت و قرأۃ بایں طرف منسوب نمی دید بلکہ بہ محض قدرت او تعالیٰ کلام او گویا ایں جا ظہور فرمودہ و زبان خود را مانند شجرہ موسویہ می یافت و قول لا یذکر ..... مصداق ایں حال می دید ..... (ایضاً)

حضرت خواجہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں :

آنچہ اول نوشتہ اند درجۂ علیاست در فناء تا اثری از آثار سالک باقی ست .....

۴۰۲/۲۱ ..... در حضور والدِ ماجدِ خود صغیر بودند اغلب کہ یتیم ماندند .....

یعنی شیخ عبداللطیف اپنے والد قاضی عبدالقادر کے انتقال کے وقت کم سن تھے۔ قاضی عبدالقادر کا وصال ۱۰۶۸ھ میں ہوا (تعلیقاتِ حاضر ۳۶۹/ ۱-۱۰) اس اعتبار سے ان کی وفات کے وقت شیخ عبداللطیف تیرہ سال کے تھے [۱۰۶۸ - ۱۰۵۵ = ۱۳]

۴۰۳/۲-۳ ..... مصاحبتِ بادشاہ خلد مکان نیز چنانچہ باید داشت .....

شیخ عبداللطیف نے حضرت خواجہ سیف الدین کے ایما پر اورنگزیب عالمگیر کی صحبت اختیار کر لی تھی (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر بعنوان "بنا بر حضرت مجدد اورنگ زیب کی مصاحبت میں")

۴۰۳/۱۴-۱۵ ..... تنزلاتِ خمسہ را کہ بہ موافق اصطلاح شیخ محی الدین ابن العربی است ...

شیخ ابن عربی کی اصطلاح تنزلات کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

جامی : نقد النصوص، تنزل ۱۹/۳۴، تنزلات ۱۰۵ ..... بہ بعد و بامداد اشاریہ۔

۴۰۴/۵-۶ ..... ایں ہمہ استرضاءِ والدۂ ماجدۂ خود کہ عاجزۂ حضرت مجدد الف ثانی بودند ..... در محبوبیت آں خدیجۂ زمانی ممتاز بودند .....

یعنی شیخ عبداللطیف کی والدہ حضرت مجدد الف ثانی کی صاجزادی حضرت خدیجہ تھیں یہاں "خدیجہ زمانی" ان کے نام کی طرف اشارہ ہے (تعلیقاتِ ہذا ۳۶۳/۱۲-۱۴)

۴۰۴/۱۱-۱۳ ..... بعد از وصالِ آں ہادئ ارباب کمال (حضرت خواجہ محمد معصوم) بہ خلفِ رشید ایشاں ..... حضرت شیخ سیف الحق والملۃ والدین ..... روی آوردہ .....

مولف روضۃ القیومیہ (۱/۳۱۷) نے حضرت خواجہ سیف سے شیخ عبداللطیف کے منسلک ہونے کا ذکر کیا ہے۔ نیز حضرت سیف الدین کے مکاتیب بنام اورنگ زیب سے بھی ان کی بلند استعداد کا علم ہوتا ہے (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)

۴۰۴/۱۳-۱۶ ..... رسالہ کہ آنحضرت در ردِ شبہاتِ منکران کہ بر کلام امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نوشتہ اند .....

حضرت شیخ عبداللطیف کے رسالہ "در ردِ منکران حضرت مجدد" کے کسی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔ قیاس ہے کہ انہوں نے ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۲ء میں جب کہ مخالفین نے "شورش" برپا کی اور مخالفین کے ردّ میں حضرات مجددیہ نے جہاں بہت سے رسائل تالیف کیے (روضۃ القیومیہ ۳/۷۲) وہاں یہ رسالہ بھی لکھا گیا ہوگا۔ ان ایام میں شیخ عبداللطیف اورنگ زیب کی صحبت میں رہتے تھے۔ (تعلیقاتِ حاضر ۴۰۳/۲-۳)

۴۰۴/۲۵ بالفعل فرزند بلاواسطہ آں عمِ محترم (شیخ عبداللطیف) شیخ عبدالحی نام در قید حیات است .....

مولف روضۃ القیومیہ نے ان کا نام ایک جگہ عبدالحق لکھا ہے جو سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے کیونکہ باقی مقامات پر عبدالحی ہی تحریر ہوا ہے۔ شیخ عبدالحی اپنے بیٹوں سمیت حضرت خواجہ محمد زبیر سے منسلک تھے، لکھتے ہیں:

شیخ عبدالحی (عبدالحق) پسر شیخ عبداللطیف است سلوک باطن بحضرت قیوم رابع (خواجہ محمد زبیر) حاصل کردہ دو پسر دارد امام رفیع الدین و فدا احمد پسران شیخ عبدالحی است ..... امام رفیع الدین دو پسر دارد

صغیر، دخترِ شیخ عبدالحی اعز النساء است ..... (روضہ ۱/۲۱۱) ..... شیخ عبدالحی مع فرزندان بخدمت حضرت ایشاں (خواجہ محمد زبیر) فرمودند و فرزند کلاں ایشاں را خلافت عنایت کردہ اند و شیخ عبدالحی بہ صفات صلاح و ورع و تقویٰ و استقامت شریعت و طریقت کہ شیوۂ ایں طائفہ علیہ است موصوف است ..... شیخ محمد امام ..... ایشاں فرزند کلاں شیخ عبدالحی اند و مادرش دختر حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ۔ حضرت خلیفۃ اللہ (خواجہ محمد زبیر) از قدیم نظر عنایت خاص بر ایشاں داشتند و بشارات ظلال و اصول عنایت فرمودہ از خلافتِ خود مشرف ساختہ بسمت کابل رخصت نمودند در آنجا شیخ را قبولیت عظیم پیدا شدہ ..... علم ظاہر را نیز بہ پایہ تحصیل رسانیدہ است ..... شیخ فدا احمد ..... ایں عزیز نیز فرزند شیخ عبدالحی ہمراہ برادر کلاں خود شیخ محمد امام بخدمت حضرت خلیفۃ اللہ (شیخ محمد زبیر) مرید مرشد ..... (روضہ ۴/۳۴۱- قلمی)

۲۶/۴۰۴ شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اول شیخ محمد موسیٰ جن کا ایک لڑکا سراج الدین اور ایک لڑکی تھی دونوں لا ولد فوت ہوئے، شیخ عبداللطیف کے بیٹے شیخ عبدالحی مذکور کے علاوہ زین العابدین بھی تھے (روضہ ۱/۲۱۱ قلمی) شیخ عبداللطیف کی ایک بیٹی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب تھی (ایضاً)۔

حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک مکتوب شیخ عبداللطیف کے نام ہے (مکتوبات سعیدیہ ۱۳/۲۰)

شیخ عبداللطیف اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے تھے ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۴/۴۰۵ ..... مولوی معنوی شیخ محمد فرخ .....

شیخ محمد فرخ کا لقب "مولوی معنوی" ان کے حین حیات ہی رائج ہو گیا تھا۔ حضرت وحدت، شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری کو لکھتے ہیں :

..... ازمولوی معنوی حضرت شیخ محمد فرخ وخدمت میاں صاحب و میاں خلیل اللہ وسائر فقیرزادہا سلام وتحیۃ برسد... (گلشن وحدت ۲۳/۳۶)

۴۰۵/۱۰-۱۱ اِنّی توکّلتُ ..... مُّستَقِیمٍ

قرآن ۱۱/۵۶

۴۰۵/۱۴ ..... دو فرزند دیگر از ایشاں (شیخ محمد فرخ) کلاں بودند اما چوں.....

حضرت خواجہ محمد سعید کے دو فرزند شاہ عبداللہ اور شاہ لطف اللہ، شیخ محمد فرخ سے بڑے تھے (ہدیہ ۸)

۴۰۰/۱۱-۱۲ ..... دریں باب (مسئلہ رفع سبابہ) حضرت خازن الرحمت ہم درحالت حیات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہما رسالۂ مربوط نوشتہ بودند چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی..... درمکتوبی ازمکتوبات جلد اول تعریف آں نوشتہ اند.....

اس رسالے کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی، میر محمد نعمان بدخشی کو لکھتے ہیں:

فرزندی ارشدی محمد سعید دریں باب رسالہ می نویسد چوں بہ بیاض برسد فرستادہ خواہد شد..... (مکتوبات ۱/۳۱۲/۶۶۲)

زبدۃ المقامات میں ہے:

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد سعید) سلمہ اللہ بہ تقریب عدم رفع سبابہ در تشہد بہ مذہب مختار حنفیہ رسالہ بہ نگاشتہ بودند..... (۳۱۰)

..... رسالہ درباب منع اشارت سبابہ درتشہد بغایت متانت نوشتہ اند (حضرات القدس ۲/۲۳۵)

۴/۱۰-۱۶ ..... وکتب دیگر ہم ظاہرا تصنیف فرمودہ باشند.....

حضرت شیخ محمد فرخ کی تصانیف کی تفصیل کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۴۰۷/۱۵)

۴/۱۷ ..... خلف الرشید ایشاں (شیخ محمد فرخ) کہ مسمی بہ شیخ محمد ارشد است.....

شیخ محمد ارشد (۱۰۹۵-۱۱۶۲ھ/۱۶۸۳-۱۷۴۸ء) کو متداولہ علوم پر پوری دسترس حاصل تھی۔ خانوادۂ مجددیہ کے اکثر افراد ان کے شاگرد تھے۔ حالات

کے لیے دیکھئے :

۱- کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/۲۹۷

۲- رافت : جواہر علویہ ۲۶۸

۴۰۷/۸ مَن کان ..... لَاٰتٍ

قرآن ۲۹/۵

۴۰۷/۱۱ وصال آنجناب (شیخ محمد فرخ) درسال ہزار و صد وبست ویک .....

سال وفات کے بارے میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے، مولف روضۃ القیومیہ (۱/۲۹۵) نے ۴ رشوال ۱۱۱۸ھ، شیخ محمد مراد کشمیری نے ۱۱۲۰ھ (تحفۃ الفقراء ۱۲)، شاہ رؤف احمد رافت مجددی نے ۱۱۲۲ھ (جواہر علویہ ۲۷۰) اور یہی سنہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی لکھا ہے (رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد ورق ۲) لیکن مقامات معصومی میں ۱۱۲۱ھ دیا گیا ہے۔ گویا معاصرین یعنی شیخ محمد مراد کشمیری، شیخ محمد احسان اور میر صفر احمد کے بیانات میں ایک ایک سال کا فرق ہے۔

۴۰۷/۱۴-۱۵ رَبَّنَا ..... الکٰفِرِین

قرآن ۳/۱۴۷

حضرت مولوی علامہ محمد فرخ اپنے عہد کے جید عالم اور مثالی مدرس تھے۔ تذکرہ نویسوں نے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ معاصر مولف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری لکھتے ہیں :

علامۂ عصر عارف وحید مولانا محمد فرخ شاہ، ایشاں برادر حضرت پیر و مرشد (حضرت وحدت) راقم اند در خدمت والد بزرگوار خود حضرت خازن الرحمت کسب جمیع کمالات کردند، جامع بودند در علوم ظاہر و باطن لیکن پایۂ مولویت را ساتر مرتبۂ ارشاد فرمودہ اکثر عمر مبارک را بہ تدریس و تدقیق گذرانیدند جم غفیر از علماء و مشایخ عصر را شرف شاگردی حاصل شدہ و سلطان عالمگیر ہم بہ تقریب ایں توفیق مصدر خدمتہای بلیغہ گردیدہ از تقدس نفس نفیس ایشاں کسی چہ تواند نوشت محرر (شیخ محمد مراد کشمیری) بارہا ملازمت ایشاں کردہ و چندی

بشرکت زبدۃ الاولیاء شاہ علی رضا کہ خلف الصدق ایشاں اند درس کتب حدیث وفقہ درجناب ایشاں حاصل نمودہ نورمحض وفیض صرف بودند و بہ کشمیر ہم تشریف آوردند عمر مبارک ایشاں از حدود تعین تجاوز نمودہ چہارم شوال سنہ ہزار و یک صد و بیست ہجری انوار آفتاب آثار ایشاں او بہ کلبۂ خاک نمود رحمہ اللہ مکرر بہ حرمین رفتند و با والد ماجد خود وقتیکہ جمیع حضرات خانہ کوچ کردہ بہ حج تشریف بردند ہمراہ بودند (تحفۃ الفقراء ورق ۱۱ ب ۱۲-ا ۔ قلمی)

مشہور محدث شیخ محسن ترہٹی کا بیان قابل توجہ ہے:

کان یحفظ سبعین الف حدیث متناً و اسنادا وجرحا و تعدیلا و نال منزلۃ الاجتہاد فی الاحکام الفقھیۃ ..... (الیانع الجنی ٦٦)

وفی الفقہ قرب رتبۃ الاجتہاد (المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ ٢٦)

مولوی شیخ محمد فرخ کی سند حدیث دو طرح سے ہے اول اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعید کی آبائی سند حدیث (کتاب حاضر ۳۱-۳۲) دوسری سند شیخ علی الطبری سے بھی ہے۔ شیخ بہلول گول برکی جالندھری نے اپنے والد مرزا خان برکی کے بارے میں لکھا ہے:

اجازت حدیث بسند صحیح الی رسول اللہ علیہ السلام در سنہ یک ہزار و ہشتاد و شش بابویم از جانب محمد زین العابدین وعلی الطبری ساکنین مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا رسیدہ ..... میان او میان ایشاں شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی متورع حاجی حرمین الشریفین شیخ عبدالکریم و نیز ..... اجازت حدیث بسند صحیح از مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہرندی تعمیم و تخصیص از مشکوٰۃ و صحیح بخاری وغیرہما از صحاح ستہ و احادیث مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشاں را اجازت از جانب شیخ علی طبری و والد شریف خود میاں ..... (فوائد الاسرار از شیخ بہلول گول جالندھری ۔ ورق ا قلمی)

محدث شیخ علی الطبری بن عبدالقادر طبری الحسینی المکی الشافعی (ف ۱۰۷۰ھ) کے مفصل حالات محبّی نے خلاصۃ الاثر (۳/۱۶۱) میں دیئے ہیں۔ گویا یہ سند حضرت مولوی فرخ شاہ نے اپنے پہلے سفر حج بہ ہمراہی والد خود حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما لی تھی یعنی ۱۰۶۸ھ میں اس کے دو سال بعد شیخ علی الطبری کا وصال ہو گیا۔ مولوی فرخ شاہ اس کے بعد بھی حج کے لیے گئے تھے لیکن اس سند کا تعلق ان کے سفر اول سے ہے۔ اس سند میں شامل ایک اور محدث شیخ زین العابدین بھی ہیں۔ یہ بزرگ شیخ علی الطبری کے حقیقی بھائی تھے۔ حالات کے لیے دیکھیے خلاصۃ الاثر (۲/۱۹۵)۔ یہی شیخ علی طبری شافعی حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے (انوار القدسیہ ۱۹۲)۔

حضرت فرخ شاہ کے درس و تدریس کا شہرہ سارے ہندوستان میں تھا اور سرہند کا مدرسہ مرکزی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ اقتباس الانوار کے مشہور مولف شیخ محمد اکرم براسوی مولوی محمد فرخ شاہ کی خدمت میں کسب علوم کے لیے سرہند حاضر ہوئے تھے۔ (اقتباس الانوار ۳۳۸)

حضرت شیخ محمد فرخ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ اس وقت ہمیں ان کی صرف مندرجہ ذیل کتابوں کا علم ہو سکا ہے:

## (۱) اصلاحات الصوفیہ

اس کے آغاز میں مولف نے اس کی غایت تالیف یہ بتائی ہے:

الحمد للہ العلی العظیم شانہ الجلیل برھانہ لا تحصیٰ نعمہ ولا تغنی منہ حمداً طیباً مبارکاً..... اما بعد احقر عباد اللہ الغنی محمد فرخ بن الامام الربانی..... الشیخ محمد سعید النقشبندی الاحمدی می گوید کہ ایں چند فقرہ ایست نامربوط و لختی است از کلمات نامنظوم .... برخی از حقائق و معارف کہ زبان زد اکثری از صوفیہ علیہ گشتہ است بایراد شطری از دقائق و نازکیہا و لطافتہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بآں امتیاز دارند و مقالات مفردۂ ایشاں در ہر بابت کہ

از مشکاۃ نبوت اقتباس نمودہ ..... درپی جمع آں گماشتہ است از کتب قوم و مکاتیب علیہ حضرت مجدد داز صحبت و خدمت سراسر بہجت و سعادت حضرت قبلہ گاہی (خواجہ محمد سعید) قدس سرہ استفادہ برداشتہ آں را فراہم آوردہ است .....

محشی کتاب حاضر نے اس اہم لغت کو کئی خطی نسخوں کی بنیاد پر ایڈٹ کیا ہے ۔

## (۲) کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دفاع اور مخالفین کے رد میں حضرت علامہ محمد فرخ نے یہ رسالہ ۱۰۹۴ھ میں اس وقت تالیف کیا جب مخالفین نے شورش برپا کی (روضہ ۳/۷۵) اس رسالے کا آغاز یوں ہوتا ہے :

سبحان من لم یجد الخلق الیہ سبیلا الا بالعجز عن درک الادراک .....

اس کے خاتمے میں اس رسالے کا اور اپنا نام اس طرح لکھا ہے :

..... سبحانہ ایں حقیر کثیر التقصیر محمد فرخ بن شیخ محمد السعید النقشبندی الاحمدی می گوید ہر کہ ایں رسالہ را براد انکشاف مطالعہ نماید ......
بنا برآں ایں رسالہ را بہ کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء نامیدہ شد

یہ رسالہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال و مناقب کے سلسلے میں بھی خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ حضرت مجدد کے لیے احوال و مقامات بھی ثقہ روایات کی بنیاد پر نقل کئے ہیں جن سے حضرت مجدد کے احوال پر تالیف ہونے والی معاصر کتب خالی ہیں ۔ نگارندہ تعلیقات حاضر نے کئی خطی نسخوں کی بنیاد پر اس کا متن مرتب کیا ہے جس کے مقدمے میں مولف کے احوال و آثار کی تفصیلات تمام ممکن ذرائع سے مہیا کی ہیں ۔

## (۳) مکتوبات سعیدیہ

علامہ محمد فرخ نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔ اس میں ایک سو مکاتیب ہیں۔ یہ مجموعہ لاہور سے ۱۳۷۵ھ میں حکیم سیفی مرحوم نے شائع کیا تھا۔

## (۴) النجاۃ عن طریق الغواۃ

حضرت علامہ محمد فرخ نے یہ رسالہ اصطلاحات صوفیہ اور رد ملاحدہ کے موضوع پر تالیف کیا تھا جس کا تعارف خود کشف الغطاء میں ان الفاظ میں کرواتے ہیں :

..... ہر کہ تفصیل علم خواہد در بیان معانی فنا و بقا و جذبہ و سلوک وغیرہ ذالک من مصطلحات القوم فلیرجع الی رسالتنا المسماۃ بالنجاۃ عن طریق الغواۃ یجد فیہا معدنا بالکل جواہر ثمینہ ولآلی فریدہ ..... باعث بر تسوید رسالہ نجاۃ غلو بعضی ملاحدہ بود کہ قدم بر قدم ابلیس دارند در مسئلہ وحدت وجود کہ ایں مسئلہ غامضہ را از بعضی عبارات متشابہہ بزرگان برآوردہ بہ نہجی کہ دین متین را برہم زند آوردند چنانچہ رمزی ازاں ایں اوراق ہم ثبت یافت در رد آنہا سخن باشباع تطویل انجامیدہ است تا آں بی دینان رادست آویز نماند و باعث بر تالیف ایں رسالہ ہجوم ایں جماعت بر عزیزی کہ در اعتقاد بسیاری از مخلص عباد اللہ است.....
(کشف الغطاء، قلمی ۹۴ - ا، ب)

جواہر علویہ (۲۷۰) میں اس رسالے کا نام نجاۃ العورت سہو کتابت ہے۔

## (۵) جلاء الصدر عن مرآت الکعبۃ الحسناء

اس رسالے میں حقیقت کعبہ اور اس نوعیت کے دیگر مسائل پر بحث

کی گئی ہے۔ کشف الغطاء میں اس رسالے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

یابد دانست کہ یکی از مواضع مغلقہ کہ در فہم آنہا نہ در آمدہ است آں است کہ در بعضی مکاتیب (حضرت مجدد الف ثانی) واقع شدہ است کہ حقیقت کعبہ فوقِ حقیقت محمدی است و مسجود اوست ..... مطلب ازیں حکایت آں ست کہ حل ایں مقام را از رسالہ جلاء الصدر عن مرآت الکعبۃ الحسناء طلب نمایند امید است کہ از غل حقد نجات یابند (کشف الغطاء ۹۴ ب ۹۵-ا)

گویا یہ رسالہ النجاۃ کی طرح رسالہ جلاء الصدر بھی کشف الغطاء کی تصنیف ۱۰۹۴ھ سے پہلے تالیف ہو چکا تھا۔

## (۶) الحد الفاصل بین سدید الاعتقاد و بین الزندقۃ والالحاد

اس رسالے کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس کا ایک ایسا ناقص نسخہ جی معین الدین صاحب ساکن لاہور کے کتب خانے میں محفوظ ہے جس کا کوئی ورق بھی پورا پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس لیے اس رسالے کی تفصیل نہیں دی جا سکی۔

## (۷) تنقیۃ المنہاج المتین من مصائد لصوص الدین

حضرت علامہ محمد فرخ نے اپنے اس رسالے کا ذکر الحد الفاصل میں کیا ہے۔ جواہر علویہ (۲۷۰) میں اس کے نام میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی کے احوال پر اہم کتاب المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ (۲۶ حاشیہ) میں بھی اس رسالے کا ذکر کیا گیا ہے۔

## (۸) مکاشفات الحرمین

معاصر تذکرہ نویس شیخ محمد امین بدخشی نے اس رسالے کے حوالے اور اقتباسات دیئے ہیں وہ حضرت وحدت کی لطائف المدینہ کے ساتھ اس کا بھی

ذکر یوں کرتے ہیں :

مکاشفات الحرمین الشریفین کثیر عندی بخط الشیخ فرخ شاہ والشیخ عبدالاحد سلمہ اللہ تعالیٰ (نتائج الحرمین ورق ۲۸ ب)

## (۹) رسالہ در منع غنا

اس رسالے کا ذکر حضرت وحدت نے اپنے ایک مکتوب بنام شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری میں کیا ہے، لکھتے ہیں :

شیخ خلیل الرحمٰن سلام می رسانند و فرمودہ اند کہ رسالہ بابت حرمت غنا تصنیف برادرم مولوی شیخ محمد فرخ شاہ جیو برای ما نویسانده ارسال دارند (گلشن وحدت ۳۷/۴۴)

شاہ رؤف احمد نے رسالہ حرمۃ الغنا کے نام سے اس کا حوالہ دیا ہے (جواہر علویہ ۲۷۰)

## (۱۰) حاشیہ علیٰ حاشیۃ علامہ عبدالحکیم علی الخیالی

مقامات معصومی کے علاوہ جواہر علویہ (۲۷۰) میں بھی اسے علامہ محمد فرخ شاہ کی تالیف بتایا گیا ہے۔ نزہۃ الخواطر کے مولف نے بھی اس حاشیے کا ذکر کیا ہے (۶/۲۲۳)

## (۱۱) رسالہ در منع رفع سبابہ

مقامات معصومی کے علاوہ جواہر علویہ (۲۷۰) اور الیانع الجنی میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے (۶۷)

## (۱۲) القول الفاصل بین الحق والباطل

نزہۃ الخواطر (۶/۲۲۳) کے مولف نے اس کا نام شاہ محمد فرخ کی تصانیف کی فہرست میں لکھا ہے۔ اس رسالے کا موضوع غالباً حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین کا رد ہے۔

## (۱۳) رسالہ فی الحقیقۃ المحمدیہ

جواہر علویہ (۲۷۰)، مناقب الاحمدیہ (۲۶) اور نزہۃ الخواطر (۶/۲۲۳) میں اس رسالے کا ذکر کیا گیا ہے۔

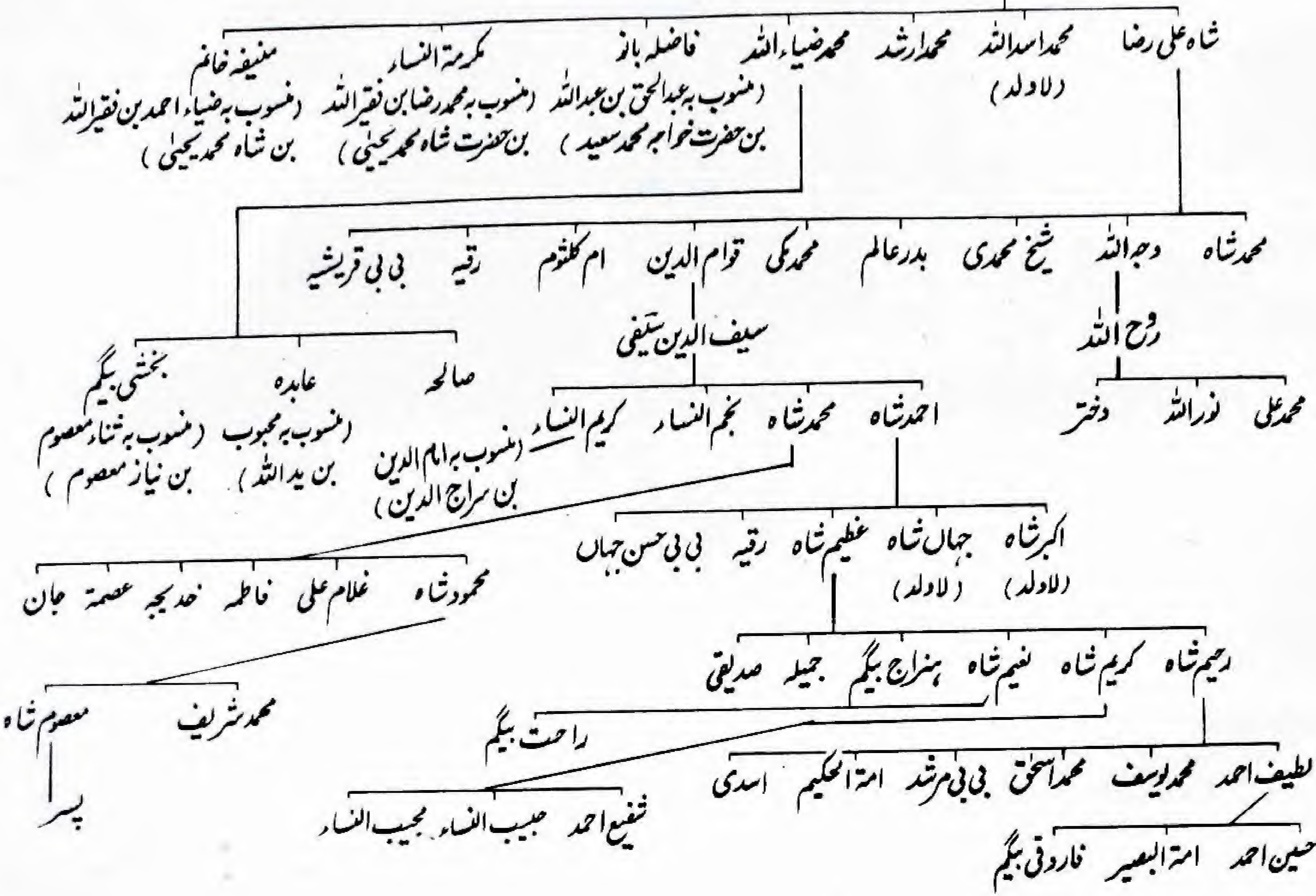
## (۱۴) رسالہ فی العقائد

صاحب نزہۃ الخواطر (۶/۲۲۳) نے اسے مولوی محمد فرخ شاہ کی تالیف بتایا ہے۔

## (۱۵) رسالہ وحدت الوجود

خطی۔ مخزونہ کتابخانہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف۔ پٹنہ

ان کے علاوہ مؤلف روضۃ القیومیہ (۱/۲۹۴) نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت شاہ محمد فرخ نے کئی درسی کتب پر شروح وحواشی لکھے تھے۔



علامہ مولوی محمد فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی
شاہ علی رضا
محمد اسد اللہ (لاولد)
محمد ارشد
محمد ضیاء اللہ
فاضلہ بانو (منسوب بہ عبدالحق بن عبداللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید)
مکرمۃ النساء (منسوب بہ محمد رضا بن نقیر اللہ بن حضرت شاہ محمد یحییٰ)
منیفہ خانم (منسوب بہ ضیاء احمد بن نقیر اللہ بن شاہ محمد یحییٰ)
محمد شاہ
وجہ اللہ
شیخ محمدی
بدر عالم
محمد مکی
قوام الدین
ام کلثوم
رقیہ
بی بی قریشیہ
روح اللہ
محمد علی
نور اللہ
دختر
سیف الدین سیفی
احمد شاہ
محمد شاہ
نجم النساء
کریم النساء (منسوب بہ امام الدین بن سراج الدین)
صالحہ
عابدہ (منسوب بہ محبوب بن ید اللہ)
بخشی بیگم (منسوب بہ شاہ معصوم بن نیاز معصوم)
اکبر شاہ (لاولد)
جہاں شاہ (لاولد)
عظیم شاہ
رقیہ
بی بی حسن جہاں
محمود شاہ
غلام علی
فاطمہ
خدیجہ
عصمۃ جان
رحیم شاہ
کریم شاہ
نعیم شاہ
ہنراج بیگم
جمیلہ
صدیقی
محمد شریف
معصوم شاہ
پسر
راحت بیگم
لطیف احمد
محمد یوسف
محمد اسحٰق
بی بی مرشد
امۃ الحکیم
اسدی
شفیع احمد
حبیب النساء
مجیب النساء
حسین احمد
امۃ البصیر
فاروقی بیگم

مولوی محمد ارشد بن مولوی محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید

- محمد راشد
  - بادشاہ بیگم
  - براتی بیگم
- محمد مرشد (مدفون رام پور)
  - محمد پیر
    - احمد کبیر
      - بیگما
      - عمدۃ بیگم
    - محمد بشیر
      - محمد نذیر
      - محمد قدیر
      - محمد عظیم
        - محمد کریم
        - محمد امین
      - محمد وزیر
      - حسن آراء
    - امۃ الارشد
  - سراج احمد (مولف سیر المرشدین)
    - غلام حسین
      - امامی بیگم
      - عزیز جہاں بیگم
      - ولایتی بیگم
    - سراج الرحمن
      - عزیز الرحمن
        - عبد الرحمن
        - عبد الحمید
        - مقصودہ بیگم
        - سعید الرحمن
          - سعید عمر
          - خلیل الرحمن
          - عبد الرحمن
          - وحید الرحمن عرف بھورا میاں
      - مقبول بیگم
    - بی بی حضرت
    - امۃ القیوم
    - جوہر آراء
  - فیض جہاں بیگم (والدہ شاہ ابو سعید دہلوی)
  - مرشدۃ النساء
  - رشدۃ النساء
  - مسترشدۃ النساء
- محمد ارشاد
  - محمد اسحاق
- محمد رشید
  - محمد فرید
  - سعید النساء
- بی بی رشیدہ
  - آمنہ
  - دختر

(ماخوذ از ہدیۂ احمدیہ ۱۰-۱۸ ، انساب الانجاب ۱۲-۱۶ ، تذکرہ کاملان رام پور از احمد علی شوق)

۴۰۸/۱۰ ..... (حضرت عبدالاحد وحدت) خرمنِ گل کہ از چہار چمنِ گلزار وحدت دمیدہ جیب و دامانِ صوفیۂ موحدہ را پُر کردہ .....

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا عبث ہے کہ حضرت وحدت اپنے بزرگوں کے خلاف وحدت الوجود کے مسلک کو اپنائے ہوئے تھے بلکہ اس کی وضاحت حضرت وحدت کے مرید صادق شیخ محمد مراد ڈنگ کشمیری نے ان الفاظ میں کی ہے:

ہر گاہ کہ معارف حضرت ایشاں (حضرت وحدت) منتج از توحید شہودی بود نیز حضرت ایشاں تخلص بہ وحدت داشت (گلشن وحدت ۱۶)

۴۰۸/۲۱-۲۲ ..... صحبت معصوم مارا .....

یہ خود حضرت وحدت کا شعر ہے۔ جو ان کی نوشتہ ۹ شعروں کی نظم سے ماخوذ ہے۔ ملاحظہ ہو چہار چمن وحدت (۱۲۱ - ۱۲۲)

۴۰۸/۲۳ ولادت با سعادت آں بانی گلزار وحدت (حضرت وحدت) در بلدۂ حضرت سرہند در حوالیٔ سال ہزار و پنجاہ اتفاق یافتہ .....

حضرت وحدت کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ معاصر مولف شیخ محمد مراد ڈنگ کشمیری جو حضرت وحدت کے خلیفہ بھی تھے، حضرت وحدت کا یہ کشف نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا میری عمر ۷۵ سال ہوگی اور یہ کشف صحیح ثابت ہوا اور ۱۱۲۶ھ میں وصال فرمایا۔ (حسنات المقربین ورق ۱۲۳ ب) اس اعتبار سے سال ولادت ۱۰۵۱ھ [۱۱۲۶ - ۷۵ = ۱۰۵۱] ہونا چاہیئے۔ تاہم ایک سال اگر جاری سال کے طور پر تصور کیا جائے تو کتابِ حاضر کی روایت صحت کے قریب ہے۔

۴۰۹/۱ ..... تخلص آنحضرت در شعر وحدت است .....

خود فرماتے ہیں:

احقر البریہ طالب راہِ احدیہ عبدالاحد ملقب بہ وحدت .... (چہار چمن ۴)

۴۰۹/۳ فصاحت کلام بالنیت تمام می ساخت روز مرۂ ایشاں بودہ .....

خود حضرت خواجہ محمد معصوم، حضرت وحدت کی فصاحت کے معترف تھے، فرماتے ہیں:

رقعۂ شریفہ رسیدہ و مضامین دلکش آں دل نشین گردید و اشعار رنگین آں متلوّن و ذوقین ساخت ..... (مکتوبات معصومیہ ۳/۲۴۸/۲۹۰)

نامۂ گرامی کہ مشتمل بر فقرہ ہای شوق و شعرہای شور انگیز بود رسیدہ مسرت بخش گردید (ایضاً ۳/۲۰۵/۲۵۰)

شعراء کے تذکروں میں بھی ماہرینِ فن نے ان کے کلام کی خوبیاں بیان کی ہیں (رک بہ مقدمۂ لطائف المدینہ)

۴۱۰/۳-۱۰ ..... حضرت ایشاں خود در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ بہ اسم مخدوم زادہ ثالث ..... مندرج است .....

دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۳/۱۱۷/۱۵۸-۱۵۹

۴۱۰/۸ ..... شیخ بدیع الدین .....

شیخ بدیع الدین حضرت خواجہ محمد سعید کے نواسے تھے یعنی ان کی دختر بی بی صالحہ بانو کے بیٹے تھے، بی بی صالحہ شریف محمود (از اولاد برادر حضرت مجدد الف ثانی) سے منسوب تھیں یعنی

بدیع الدین بن شریف محمود

کلیم اللہ — شہاب الدین — بی بی صفورہ (منسوب بہ عبداللطیف بن شیخ عبدالقادر نواسۂ حضرت مجدد و عم مولف مقاماتِ معصومی)

کلیم اللہ: محمد یونس — علیم اللہ عرف بڈھا

شیخ بدیع الدین، حضرت خواجہ کے علاوہ حضرت حجۃ اللہ کے بھی تربیت یافتہ تھے (روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۸) حضرت خواجہ محمد سعید کے دو مکاتیب ان کے نام ہیں (مکتوبات سعیدیہ ۱۱/۱۹، ۲۳/۲۶)، نیز ملاحظہ ہو:

روضۃ القیومیہ ۱/۳۰۸

ہدیۂ احمدیہ ۳۴

۴۱۰/۱۱-۱۴ ..... در اوّل تشریف آں بانی گلزار وحدت بہ خدمت سراسر سعادت ..... یافتہ بودم عبث می شود .....

حضرت وحدت نے اپنے ایک مکتوب (بنام اخوند سجاول سرہندی) میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے کسب فیض کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

مخدوما! در اوّل ایام انابت خلیفہ الرحمان ایں معنیٰ بہ خاطر فاطر خلجان داشت کہ چوں بہ خدمت تام سعادت انابت آری و قبلۂ توجہ ایشاں را سازی مبادا در نسبتی کہ با خازن الرحمت (خواجہ محمد سعید) داری فتوی واقع شود در معنیٰ معیت و ضمنیت کہ با ایشاں داشتی الخطاطی و بر ددتی طاری گردد ازیں جا ماندہ و ازاں جا راندہ گردی ..... (گلشن وحدت ۵۴/۶۶)

۴۱۰/۱۸-۲۲ ..... (حضرت خواجہ محمد معصوم فرمودند) بشارتی کہ از حضرت میاں جیو (خواجہ محمد سعید) یافتہ بودند معلوم ماہم گشت و شمارا کمالات ولایت کبریٰ ..... صغریٰ .....

حضرت وحدت نے جمادی الاوّل ۱۰۷۶ھ سے ۱۰۷۷ھ دو سالوں میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے پچاسی مجالس میں خصوصی توجہات لینے کی تفصیل مع مختلف بشارات دی ہے۔ (گلشن وحدت ۵۴/۶۷-۶۹.....)

۴۱۰/۲۰-۲۲ ..... مکتوبات شریف از جلد ثانی و ثالث مشحون انداز بشاراتی کہ بآں بانی گلزار وحدت صدور یافتہ و مقبولیت ایشاں صریحاً در قلم عنبریں رقم در آمدہ .....

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا مکتوب ۱۱۹ اور جلد سوم کے مکاتیب ۱۱۷، ۱۲۸ (بنام شیخ محمد باقر لاہوری، ضمناً) ۱۴۰، ۱۶۸، ۲۰۵، ۲۴۸ بھی حضرت وحدت کے نام ہیں جن میں بکثرت بشارات کا ذکر ہے۔ آخری مکتوب (۲۴۸) کے سوال و جواب ملاحظہ ہوں:

نوشتہ بودند کہ خود را از خاصان نمی دانم کہ خاصاں را قرب عظیم باشد ..... الخ
ایں فقیر شمارا از خاصان می شمرد و قرب شمارا بیش از بیش می فہمید .....

۴۱۱/۱۹-۲۳ ..... بیاضی دارند کہ تفصیل احوال از جنس بشارات عالی درجات و دیگر معاملات ..... از دریافت تفصیل مقدمات .....

حضرت وحدت نے اپنی اس بیاض کا خود حوالہ دیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دستِ مبارک سے بشارت میری اس بیاض میں تحریر فرمائی:

..... ایں بشارت بہ دستخط مبارک در بیاض ایں حقیر رقم نمودہ اند.....

(گلشن وحدت ۵۴/۷۰)

حضرت وحدت کے مرید مخلص شیخ محمد مراد ڈنگ کشمیری نے بھی یہ بیاض دیکھی تھی، لکھتے ہیں :

آنچہ از بیاض مخدوم مرشد مدظلہ العالی کہ از زبان مبارک حجۃ اللہ سلمہ اللہ تعالی شنیدہ ..... خود نگاہ داشتند و نقل آں باحقر فرستادند و آں ایں است درباب خود فرمودند کہ بہ خطاب حجۃ اللہ را مشرف ساختند و ندا در دادند کہ ہمہ دوستان تو مغفور اند ..... (حسنات المقربین، ورق ۱۷۰ ب)

بعد وصال حضرت ایشاں ..... رجوع بہ حضرت حجۃ اللہ ..... بہ کمال خضوع آوردہ ... ۴۱۲/۱-۲

حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال (۱۰۷۹ھ) کے بعد ۱۰۸۷ھ میں حضرت وحدت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے منسلک ہو گئے اور منصب قیومیت کے حضرت حجۃ اللہ کی طرف منتقل ہونے کے اثبات میں رسالہ لکھا۔ (روضۃ القیومیہ ۳/ ۲۹-۳۰)

دونوں حضرات کے مابین گہرے روابط رہے۔ حضرت حجۃ اللہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب حضرت وحدت کے نام ملتے ہیں :

وسیلۃ القبول ۱/ ۱۵/ ۱۹، ۲۲/ ۲۹، ۳۴/ ۴۵، ۲/ ۱۴/ ۳۱، ۴۲/ ۸۱

حضرت وحدت تین مرتبہ حج کے لیے گئے آخری دونوں حج حضرت حجۃ اللہ کے ہمراہ کیے (تحفۃ الفقراء ۱۰-۱)

..... اشعار آنحضرت (وحدت) ہمگی دل کشایندہ ..... ۴۱۲/ ۵

ماہرین شعر و ادب نے حضرت وحدت کے کلام پر عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ خوش گو نے لکھا ہے :

اگرچہ از اشتغال باطن فرصت نمی یافت کہ بہ فکر سخن پردازد اما دریں کار نیز استاد بود و بسیار معانی تازہ و مضامین رنگین از دگل می کرد۔

(سفینۂ خوش گو ۶۹)

بقول کشن چند اخلاص :

گاہ گاہی بحسب اتفاق زبان معجز بیان را یک دو مصرع گلفشاں می فرمودہ

(ہمیشہ بہار ۲۶۱)

بقول میر نجات اجلی :

وحدت باوجود فضل وکمال بقول الشعراء تلامیذ الرحمٰن شعر ہم می گفت (خازن الشعراء روٹوگراف مملوکہ جناب مشفق خواجہ - ورق ۱۶۸ - ا)

اس کے علاوہ بھی کئی تذکروں میں حضرت وحدت کے احوال وکلام درج ہوا ہے (لطائف المدینہ، مقدمہ)

۱۴۲/۷ ..... چہار چمن از مشاہیر رسائل آنجناب (حضرت وحدت) است وگلزار وحدت و.....

حضرت وحدت کثیر التصانیف بزرگ تھے مولف مقامات معصومی نے ان کی صرف پانچ کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ صوفیہ کے تذکروں میں ان کی دیگر حسب ذیل تصانیف کے نام ملتے ہیں۔

(۱) اسرار الجمعہ (۲) اسرار الفقر (۳) برہان جلی (۴) رسالہ در اثبات قیومیت
(۵) بیاض (۶) بدائع الشرائع (۷) توبہ نامہ (۸) الجنات الثمانیہ
(۹) جنود اللہ (۱۰) حاشیہ بر بعضی اقوال تفسیر بیضاوی (۱۱) خزائن المودہ
(۱۲) خزائن النبوۃ (۱۳) خیابان وحدت (۱۴) خیر الکلام
(۱۵) الدرر فی علم قرأت بسال ۱۱۰۶ھ (۱۶) رسالہ در احوال حضرت مجدد
(۱۷) رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد (۱۸) رسالہ در شرح بیت مثنوی
(۱۹) رسالہ منع رفع سبابہ (۲۰) رسالہ دربیان لطائف خمسہ واصول آنہا
(۲۱) رسالہ تصوف (۲۲) سبیل الرشاد (۲۳) سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث
(۲۴) شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجدد (۲۵) شرح کلمۂ تسبیح
(۲۶) شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ (۲۷) شواہد التجدید (۲۸) صحائف تسعہ
(۲۹) فیض عام (۳۰) قرۃ القارئین (۳۱) قصص برحق (۳۲) چہار چمن
(۳۳) کحل الجواہر (۳۴) گلشن وحدت (مجموعہ مکتوبات) (۳۵) لطائف المدینہ (سوانح حضرت خواجہ محمد سعید والد خود) (۳۶) لطائف (۳۷) مجمع البحرین
(۳۸) مناجات کبیر (۳۹) مناجات صغیر (۴۰) منشور الدرر فی فضائل السور
(۴۱) مثنوی (۴۲) نشر العطر (۴۳) نواقض الروافض۔

دیوان وحدت کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

انصاری، نورالحسن : فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۳۴۷ - ۳۴۹

نگارندہ تعلیقاتِ ہذا نے حضرت وحدت کی تالیف لطائف المدینہ مرتب کی ہے جس کے مفصل مقدمے میں ان کی تالیفات کا تعارف بھی کروایا ہے۔

۱۳/۴/۶ - ۷ ..... بنیرۂ ایشاں (حضرت وحدت) جامع الکمالات اظہرالدین خان .....

محمد اظہر مخاطب بہ نواب اظہرالدین خان بن شیخ محمد نقی بن حضرت وحدت، ہدیۂ احمدیہ میں ہے کہ اورنگ زیب نے انہیں نواب اظہرالدین خان کا خطاب دیا (۲۴ - ۲۵) لیکن عہد اورنگ زیب کی کتب تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ ان کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ احسان اللہ خان، انعام اللہ خان یقین تخلص (معروف شاعر و شاگرد حضرت مظہر) اور عرفان اللہ خان (ہدیۂ احمدیہ ۲۵) نواب اظہر کے بیٹے بھی منصب دار تھے (روضہ ۱/۳۰۳) نواب اظہر کے متعلق قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے:

پدرش (انعام اللہ یقین) قطع نظر از پیرزادگی بہ مصاحبت حضرت فردوس آرام گاہ نور اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسمان می شود خودش در ایام دولت نواب غفران مآب وزیرالممالک عمادالملک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ جاہ و مکنت ایام بکام دل بسری فرمود (مجموعۂ نغز طبع حافظ محمود شیرانی ۳۵۵)

۱۴/۲۳-۲۴ ..... چند بیتی کہ از غزل مشہورۂ ایشاں (حضرت وحدت) بہ خاطر رسیدہ ترقیم نماید ؎

شب خیال طرۂ .....

چہار چمن وحدت میں یہ پوری غزل موجود ہے۔ جس کے کل ۹ شعر ہیں مولف نے اس غزل کے صرف ۴ شعر نقل کئے ہیں۔ مولف نے یہ اشعار حافظہ کی بنیاد پر لکھے ہیں۔ دیوان سے تقابل کے بعد لفظی فرق معلوم ہوا اس لیے دیوان کو متن کتاب حاضر پر ترجیح دی گئی ہے۔ (چہار چمن ۳۲-۳۳)

۴/۱۶-۱۷ ..... وصال آنحضرت (وحدت) در بلدۂ دارالخلافہ شاہجہان آباد سال ہزار و بیست و ہفت اتفاق یافتہ .....

حضرت وحدت کے سالِ وصال میں اختلاف ہے۔ معاصرین کے اکثر تذکروں میں ۱۱۲۹ھ درج ہے چنانچہ سفینۂ خوشگو (۷۹)، نتائج الافکار (۳۵۰) اور روز روشن (۶۹۲) نے یہی سنہ دیا ہے۔ معاصر مورخ عاشق نے بھی یہی سالِ وصال تحریر کیا ہے۔ (تاریخ محمدی ۳۳) ایک اور ہم عصر اور حضرت وحدت کے خلیفۂ نامدار شیخ محمد مراد نگم کشمیری نے بھی ۱۱۲۹ھ درج کیا ہے اور بہت سے تعداتِ تاریخ وصال بھی نقل کیے ہیں۔ (حسنات الحرمین ۱۳۱۔ الف ب)

لیکن مؤلف مقاماتِ معصومی اور صاحب روضۃ القیومیہ (۲ / ۱۰۸) سنہ ۱۱۲۸ھ تحریر کیا ہے یعنی ایک سال کا فرق ہے۔ بظاہر ان دونوں اصحاب کو سہو ہوا ہے شیخ محمد مراد کشمیری "درک بہ قدر کتب علمی حیات خواجہ محمد معصوم کے ماخذ" جو حضرت وحدت کے عزیز ترین خلیفہ تھے۔ ان کے فرزند ارجمند عبدالرشید ایام مرض میں حضرت وحدت کے پاس دہلی میں تھے اور وہی حضرت وحدت کی نعش کو دہلی سے سرہند لے کر گئے تھے (حسنات ۱۳۱۔ الف) کا بیان سب سے مستند ہے۔ اسی طرح دیگر معاصرین یعنی خوشگو اور عاشق بھی ۱۱۲۹ھ پر متفق ہیں۔ اس باب میں متاخرین کے بیانات چنداں اہمیت نہیں رکھتے۔

۲۰-۱۹/۳۱۳ ..... نبیرۂ ایشاں شیخ الٰہ اللہ بہ اضافہ فوائد جدیدہ در خدمت .....

یعنی شیخ محمد الٰہ اللہ بن شیخ محمد جواد بن حضرت وحدت نے حضرت وحدت سے فیض پایا تھا (ہدیۃ احمدیہ ۴۱)

۲۳-۲۱/۳۱۴ فرزند اکبر ایشاں (حضرت وحدت) معرفت دستگاہی مرحومی شیخ ابوحنیفہ ..... وزیرک تابوت شریف ایشاں (حضرت وحدت) بہ پانی پت می رفت ..... دختیر (الف) ہم ہم سفر بودہ .....

شیخ محمد مراد کشمیری لکھتے ہیں:

وارثان نماز جنازہ نمودند و امام آں نماز فرزند دلبند خود ایشاں شیخ محمد تقی نام بودند۔ کی روز دیگر نعش مبارک را فرزندم کہ از جناب ایشاں کی بود بہ رحل الرشید (شیخ عبدالرشید بن شیخ محمد مراد کشمیری) نمودند تا بہ قصبہ سرہند رسانده در جای معین کہ از اشتغال متبرک بود و کن پاینده چناں شد .....

(حسنات الحرمین ۱۳۱۔ الف ب)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت وحدت کی نماز جنازہ کئی اصحاب نے پڑھائی۔ مولف روضۃ القیومیہ (۴/۸۸) نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد زبیر قدس سرہ نے اس نماز کی امامت کی۔

۴۱/۹-۱۱ ..... خلعتِ خاصِ خود را بہ من عنایت می نمایند من خلعتِ قیومیت بودہ کہ حضرت وحدت بعد حضرت حجۃ اللہ ..... بہ خود می فرمودند .....

حضرت وحدت کے نام حضرت حجۃ اللہ کا پورا مکتوب منصب قیومیت کے انتقال کے موضوع پر ہے، لکھتے ہیں :

خلعتِ ارشاد کہ نسبتِ قیومیت عبارت ازاں است چنانچہ بہ طریق قطع از حضرت مجدد الف ثانی بہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدست نفسھا رسیدہ ہمچنیں بالیقین بہ جناب عالی وصول یافتہ وایں معنیٰ .....

(وسیلۃ القبول ۳۱/۱۴/۲)

۴/۱۶ ..... (شیخ ابوحنیف) برایں فقیر (مولف) مہربانیِ خاص داشتند .....

شیخ ابوحنیف، حضرت وحدت کے بڑے صاحبزادے تھے، شیخ محمد مراد کشمیری لکھتے ہیں :

اول و اعلیٰ واقدم حضرت ولایت دستگاہ ابوحنیف ..... کہ در حین حیات آنجناب (حضرت وحدت) قدس سرہ می فرمودند کہ آنچہ قدس ما بود شیخ محمد حنیف بود چنانچہ ایں امر محرر ہم در سفرِ سوم (سرہند) معائنہ نمودہ بود

(حسنات المقربین ۱۲۱ ب، ۱۲۲)

شیخ محمد مراد نے اپنے ذاتی مشاہدات لکھے ہیں، فرماتے ہیں :

در مجاہدہ از سابقانند و در اخذ معانی و کمالات از ہمہ پیش قدم از کشف قلوب و قبور ..... محرر در سفر نخستین کہ ۱۰۸۱ھ بود ایشاں را در مکتب قرآن دیدہ و در سفرِ دوم کہ بعد چہار پنج سال شد کسب مسائل علوم دینیہ می نمودند و در سفر سوم کہ بعد آں بہ پانزدہ سال بود خیلی مستغرق کمالات صوری و معنوی بودند شبی کہ باتفاق اخوی حقیقت آگاہی شیخ محمد یوسف (کنٹ) از خدمت ایشاں رخصت حاصل شد باندک توجہ و تامل ہر دو

راہ متغیر ساختند ..... در سفر اخیر ایشاں و فقیر از سرہند تا دہلی و از دہلی تا سرہند در یک سواری بود ..... از مغتنمات وقت اند و بہ زیارت حرمین شریفین رسیدند ..... چوں فرزندی ثمرۃ الفواد شیخ عبدالرشید در سنہ ہزار و یک صد و نوزدہ بدارالارشاد سرہند رفت و از آنجا بعد دو سال آمد امور غریبہ از احوال ایں مخدوم زادہ صاحبِ سجادہ نقل نمودہ کہ عقل عقیل از درک آں تحیر نمود (تحفۃ الفقراء ۲۰-۱-۲۲)

شیخ ابوحنیف کا ایک خوبصورت مکتوب محررہ ۱۱۲۸ھ بنام شیخ محمد مراد کشمیری گلشن وحدت کے آخر میں درج ہے (۱۱۶/ ۱۶۷-۱۶۹) شیخ ابوحنیف نے ہدایہ مولف کتاب حاضر کے والد شیخ محمد فضل اللہ سے پڑھی تھی (مقامات معصومی ۳۶۸) شیخ ابوحنیف کا سالِ وصال ۱۱۳۲ھ صرف کتابِ ہذا میں ہی ملتا ہے۔ ان کے دو بیٹے اور ایک لڑکی تھی شیخ محمد زکی اور محمد میر، شیخ محمد زکی کے صرف ایک فرزند شیخ محمدی عرف شاہ بھیک تھے (ہدیۂ احمدیہ ۲۰) وہ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے (روضہ ۱/۳۰۲) معروف شاعر ارشد علی رسائی غالباً انہیں کے شاگرد تھے (سفینۂ خوشگو ۱۸۹)، شاہ بھیک حضرت میرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ اور کابل میں مصروفِ ارشاد تھے (مقاماتِ مظہری ۵۱، ۳۱۱، ۴۰۸، ۴۵۰ - ۱۵۱)

۲۱-۲۰/۴۱۵ ..... بالفعل دو فرزندان بلا واسطۂ حضرت وحدت ..... شیخ محمد نقی حیات اند .....

یہاں مولف نے حضرت وحدت کے صرف ایک صاحبزادے شیخ محمد نقی کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے کا نام نہیں لکھا یا کتاب حاضر کے دونوں نسخوں میں وہ جملہ غائب ہے جو ان کے دوسرے فرزند یعنی نورالحق کے نام کا حامل تھا۔

۲۱/۴۱۵ ..... شیخ محمد نقی

شیخ محمد نقی، حضرت وحدت کے دوسرے بیٹے تھے ۱۳ محرم ۱۱۴۸ھ میں انتقال ہوا (ہدیہ ۲۴) حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی سے سلوک کی تعلیم لی (روضہ ۱/۳۰۲)۔

۲۵-۲۳/۴۱۵ ..... شعر ایشاں مستغنی از توصیف واصفان است یکی از معتبران روایت نمودہ کہ حضرت حجۃ اللہ ..... شعر ایشاں را بر شعر والد شریف شان ترجیح می دادند .....

معاصر ماخذ روضۃ القیومیہ (۳۰۲/۱) میں ہے کہ شیخ محمد نقی (تقی سہو کتابت) شعر بھی اچھا کہتے تھے ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے بادشاہ کے سامنے پڑھا تھا۔ شیخ محمد نقی کے دو بیٹے نواب شیخ اظہرالدین خان (ر۔ک کتاب حاضر ۶/۴۱۳) اور شیخ ظہور اللہ تھے۔ نواب اظہرالدین خان کے بیٹے انعام اللہ خان یقین حضرت مظہر کے شاگرد اور معروف شاعر تھے۔ مشہور شاعر میر تقی میر جب سرہند گیا تو یقین کے دادا شیخ محمد نقی سے بھی ملا۔ وہ نکات الشعراء میں لکھتا ہے:

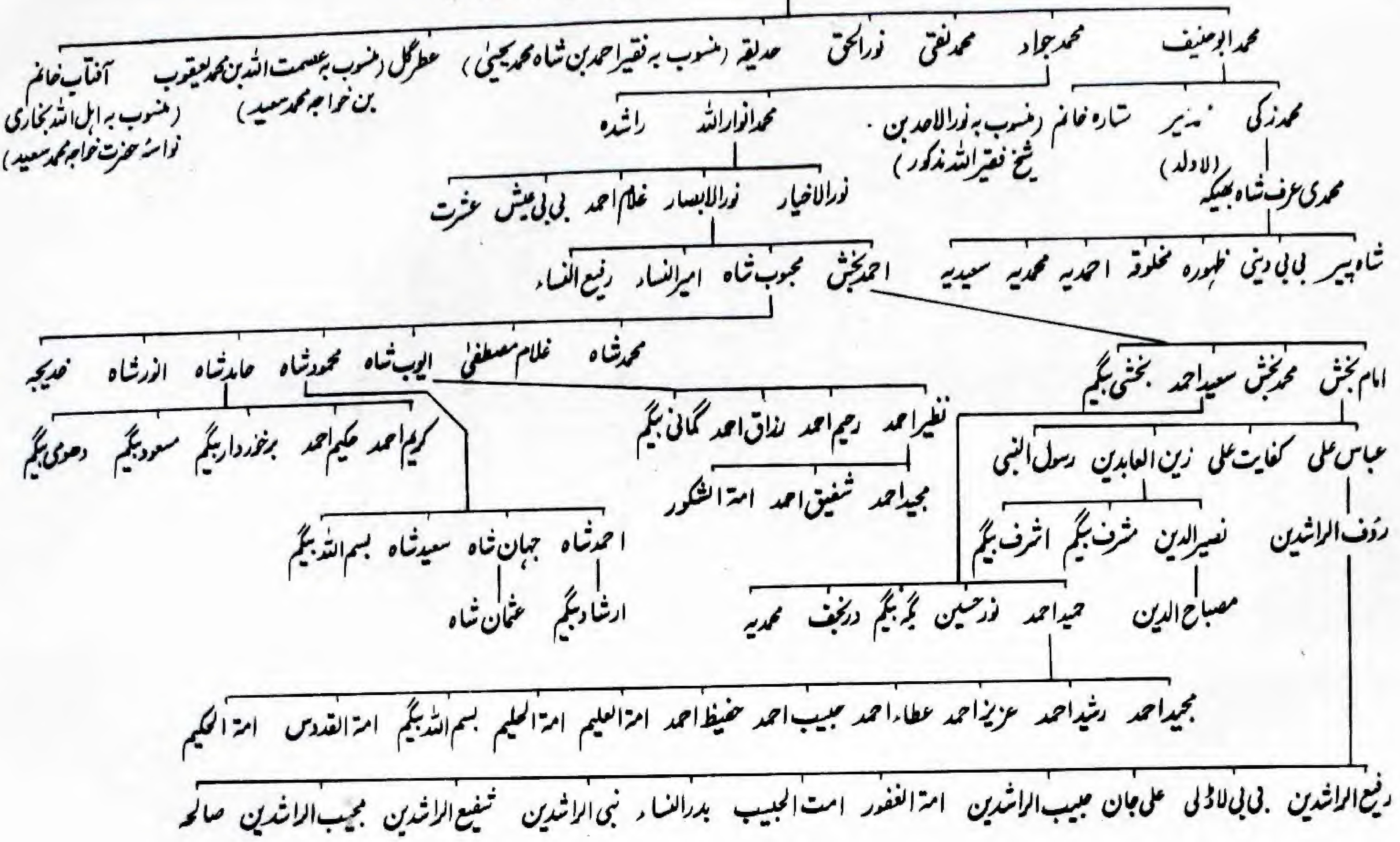
با جوش در سرہند ملاقات کردہ بودم بسیار آدم بامزہ یافتہ، بہ سلوک پیش آمدہ ضیافت فقیر کردہ تا دیر نشستہ صحبت مستوفی داشتم، شعر فارسی بطرز می گوید (نکات الشعراء ۸۱ طبع عبدالحق)

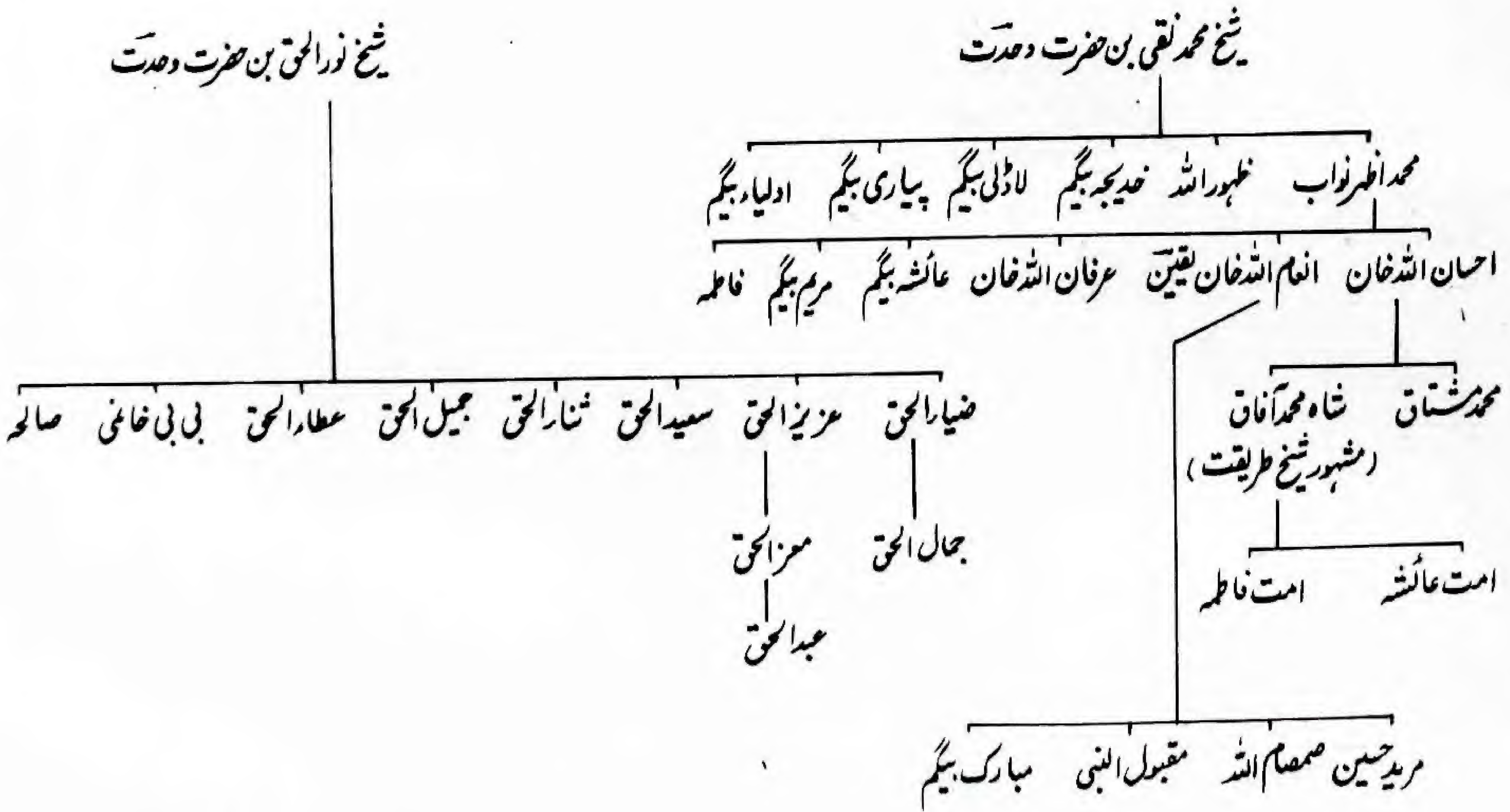
جیسا کہ ہم نے ہدیہ احمدیہ کے حوالے سے شیخ محمد نقی کا سال وصال ۱۱۴۸ھ پہلے لکھا ہے اس اعتبار سے میر جب سرہند گئے تو ان کی عمر کل تیرہ برس (سال ولادت میر ۱۱۳۵ھ) کی تھی اتنے کم سن کی ضیافت اور ان کی شاعری کے بارے میں اظہار رائے سب کچھ بعید از عقل معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً شیخ محمد نقی کا سال وفات ۱۱۴۸ھ غلط ہے۔ اسی طرح میر کا سال پیدائش بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔ لہذا دونوں سنین کی صحت کے لیے تحقیق لازم ہے۔

۴/۶-۷ رَبَّنَا ..... الکٰفِرِیْنَ

قرآن ۳/۱۴۷

حضرت وحدت کے مفصل حالات محشی کتاب ہذا نے ان کی تالیف لطائف المدینہ کے مقدمے میں لکھے ہیں۔ حضرت وحدت کی اولاد کے اسماء کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر سے منسلک شجرات حضرت وحدت۔


بن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی
محمد ابو حنیف محمد جواد محمد نقی نور الحق حدیقہ (منسوب بہ فقیر احمد بن شاہ محمد یحییٰ) عطر گل (منسوب بہ عصمت اللہ بن محمد یعقوب بن خواجہ محمد سعید) آفتاب خانم (منسوب بہ اہل اللہ بخاری نواسۂ حضرت خواجہ محمد سعید)
محمد زکی منیر (لاولد) ستارہ خانم (منسوب بہ نور الاحد بن شیخ فقیر اللہ مذکور) محمد انوار اللہ راشدہ
محمدی عرف شاہ بھیکہ
شاہ پیر بی بی دینی ظہورہ مخلوقہ احدیہ محمدیہ سعیدیہ
نور الاخیار نور الابصار غلام احمد بی بی عیش عشرت
احمد بخش محبوب شاہ امیر النساء رفیع النساء
امام بخش محمد بخش سعید احمد بختی بیگم
محمد شاہ غلام مصطفیٰ ایوب شاہ محمود شاہ حامد شاہ الور شاہ خدیجہ
نظیر احمد رحیم احمد رزاق احمد گمانی بیگم
مجید احمد شفیق احمد امۃ الشکور
کریم احمد حکیم احمد برخوردار بیگم مسعود بیگم دھوی بیگم
احمد شاہ جہان شاہ سعید شاہ بسم اللہ بیگم
ارشاد بیگم عثمان شاہ
عباس علی کفایت علی زین العابدین رسول النبی
روف الراشدین
نصیر الدین شرف بیگم اشرف بیگم
مصباح الدین
حمید احمد نور حسین بگہ بیگم درنجف محمدیہ
مجید احمد رشید احمد عزیز احمد عطاء احمد حبیب احمد حفیظ احمد امۃ العلیم امۃ الحلیم بسم اللہ بیگم امۃ القدس امۃ الحکیم
رفیع الراشدین بی بی لاڈلی علی جان حبیب الراشدین امۃ الغفور امت الحبیب بدر النساء نبی الراشدین شفیع الراشدین مجیب الراشدین صالحہ




(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۱۹-۲۷)

۲۱۷/۱۲-۱۵ ...... درحضورِ والدِ ماجد خود حضرت خازن الرحمت ..... نوجوان شدہ بودند.....

یعنی شیخ خلیل اللہ اپنے والدِ گرامی خواجہ محمد سعید کے وصال کے وقت نوجوان تھے ان کی کل عمر سولہ سال تھی (۱۰۷۱ - ۱۰۵۵ = ۱۶)

۲۱۷/۱۹-۲۰ مکتوبات فراوان در جلد ثالث حضرت ایشاں بہ نام آں مخدوم زادہ مندرج اند...

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم میں شیخ خلیل اللہ کے نام آپ کے تین مکاتیب یعنی ۳، ۱۹۵، ۲۱۶ موجود ہیں۔

۲۱۸/۳-۴ بشارت تعین حُبی کہ اسبق تعینات است و منتہای بشارات نیز در مکتوبات شریفہ صریحہ باسم ایشاں است .....

حضرت خواجہ، شیخ خلیل اللہ کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

..... ہنگام نوشتن کتابت شمارا بہ خلعت مزین بہ دروازہ تعین حُبی یافت و وصول معلوم شد دخول ہنوز مشخص نیست ..... بعد نوشتن کتابت مرۃ ثانیہ کہ توجہ واقع شد معلوم گردید کہ دخول دراں حقیقت میسر شد ..... اگر ولایت شما ولایت محمدی ست علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پس ترا ایں دخول و لحوق بالاصالۃ ست و گرنہ بالتبع ست الفرع (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۹۵/۲۴۲-۲۴۳)

۲۱۸/۱۳-۱۵ ..... بعد وصال حضرت ایشاں رجوع بہ کمالِ خضوع بحضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آوردند کہ .....

شیخ خلیل اللہ کو حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے ساتھ خصوصی انس تھا۔ ایک خط میں حضرت حجۃ اللہؒ لکھتے ہیں:

اخوی اعزی شیخ محمد خلیل اللہ عم زادہ ایں فقیر بہ فضائل و کمالات صوری و معنوی آراستہ اند و مقبول و منظورِ خاص حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطابی بودند ..... (وسیلۃ القبول ۲/۳۶/۷۱)

حضرت وحدت کے نام انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں شیخ خلیل اللہ کا بھی ذکر کیا ہے (ایضاً ۱/۳۴/۴۵)

۲۱۸/۲۰ عمر شریف (شیخ خلیل اللہ) قریب بہ ہشتاد است شنیدہ ام کہ دریں ایام کسل مند

اند.....

گویا کتاب حاضر کی تالیف کے دوران شیخ محمد خلیل اللہ کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ ان کی ولادت کا سنہ مولف نے ۱۰۵۵ھ لکھا ہے (۱۲/۴۱۷) اس اعتبار سے وہ ۱۱۳۵ھ [۱۰۵۵ + ۸۰ = ۱۱۳۵] تک بقید حیات تھے لیکن معاصر ماخذ روضۃ القیومیہ (۳۰۵/۱) میں ہے کہ ان کا انتقال ۱۱۳۱ھ کو ہوا۔ صاحب ہدیۂ احمدیہ نے بغیر کسی حوالے کے سالِ وصال ۱۱۳۳ھ درج کیا ہے (۲۷) جیسا کہ کتاب حاضر کے مولف نے خاتمے میں خود وضاحت کی ہے کہ انہوں نے ۱۱۳۴ھ میں یہ کتاب مکمل کی ہے، ممکن ہے انہیں ان کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ غالب گمان ہے کہ شیخ محمد خلیل کا ۱۱۳۳ھ یا ۱۱۳۴ھ کو وصال ہوا۔

○ شیخ محمد خلیل اللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ان کے والد گرامی کے دو مکاتیب ہیں (مکتوبات سعیدیہ ۱۹، ۲۰/۲۵) شیخ حجۃ اللہ کے علاوہ حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے (خزینۃ المعارف ۱۰۹/۸۳) شیخ محمد خلیل اللہ، حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے سفر حج میں ان کے ہمرکاب تھے (روضۃ ۱۱۲/۳)۔ ان کی اولاد کے اسماء کے لیے ملاحظہ ہو ان تعلیقات کے ساتھ منسلک شجرہ۔

..... شیخ محمد یعقوب ..... ۳۱۸/۲۲

شیخ محمد یعقوب حضرت خواجہ محمد سعید کے ساتویں فرزند اور والد گرامی کے وصال کے وقت خرد سال تھے۔ حضرت حجۃ اللہ اور حضرت وحدت نے تعلیم و تربیت کی (روضہ ۳۰۶/۱)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے:

بخدمت عروۃ الوثقیٰ کسب کمالات کردند و بعد وفات آنحضرت بخدمت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ رجوع آوردند و مستفید شدند وفات حضرت محمد یعقوب ۲۲/ ذی الحج..... (رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد ۸ - قلمی)

قاضی صاحب نے ان کا سال وفات نہیں لکھا۔ ان کے والد

حضرت خواجہ محمد سعید کا ایک مکتوب ان کے نام ہے جس میں ایک آیت پاک کی تفسیر بیان کی گئی ہے (مکتوبات سعیدیہ ۵۶/۱۱۱-۱۱۲) شیخ محمد یعقوب کی اولاد کے اسماء کے لیے دیکھئے تعلیقات ہذا سے منسلک شجرہ۔

۲۲/۴۱۸ ..... شیخ محمد تقی

شیخ محمد تقی، حضرت خواجہ محمد سعید کے آٹھویں فرزند تھے، سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں مکمل کیا (روضہ ۱/۳۰۶) اور اس سے قبل حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں فیض یاب ہوتے رہے۔ ۱۱۱۷ھ میں انتقال ہوا (ہدیۂ احمدیہ ۳۲)۔ حضرت وحدت نے لکھا ہے کہ میرے بھائی شیخ محمد تقی ہندی زبان بھی جانتے ہیں (گلشن وحدت ۷۴/۱۲۶)۔ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کا ایک مکتوب شیخ محمد تقی کے نام ہے (مکتوبات سعیدیہ ۵۴/۱۱۱)

۶/۴۱۹ شیخ عبدالحق مرحوم نبیسۂ حضرت ایشاں بودند و نبیرۂ حضرت خازن الرحمت .....

یعنی شیخ عبدالحق حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے اور حضرت خواجہ محمد سعید کے پوتے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی امۃ اللہ، شاہ عبداللہ بن حضرت خواجہ محمد سعید سے منسوب تھیں جن کے بطن سے یہ فرزند یعنی شیخ عبدالحق تولد ہوئے (ہدیۂ احمدیہ ۳۶)

یہاں مقامات معصومی کے دو نسخوں میں عبدالحی ہے جو سہو کتابت ہے۔ چنانچہ چند سطور کے بعد خود مولف نے لکھا ہے کہ "پدر شیخ عبدالحق شیخ عبداللہ بودہ"۔ کتب انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ شیخ عبداللہ کے اس فرزند کا نام عبدالحق تھا (رک بہ رسالہ انساب اولاد حضرت مجدد از قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۳، ہدیہ ۳۶، ۹۔ انساب الانجاب ۱۲)

شیخ عبدالحق نے سلوک باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں مکمل کیا بڑے متقی تھے (روضہ ۱/۲۹۳)

۹/۴۱۹ شیخ محمد قطب نیز نبیسۂ حضرت ایشاں و نبیرۂ حضرت خازن الرحمت اند .....

یعنی شیخ محمد قطب حضرت خواجہ محمد معصوم کے نواسے اور حضرت خازن الرحمت

خواجہ محمد سعید کے پوتے تھے وہ اس طرح کہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی صاحبزادی عاقلہ بیگم کا نکاح شیخ سعدالدین محمد صالح بن حضرت خواجہ محمد سعید سے ہوا جن کے بطن سے شیخ محمد قطب تولد ہوئے (ہدیہ ۳۶، ۱۸)

شیخ محمد قطب نے حضرت خواجہ محمد معصوم کے علاوہ حضرت حجۃ اللہ سے بھی سلوک کی تعلیم لی (روضہ ۱/۲۹۹) شیخ محمد قطب، حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے سفر حج میں ان کے ہمرکاب تھے، لکھتے ہیں :

محمد قطب ہمشیرہ زادہ رفیق ایں سفر سلام مقرون بہ اشتیاق تمام قبول نمایند (وسیلۃ القبول ۲/۳۸/۷۷)

۱۴/۴۱۹ شیخ بدیع الدین نبیسۂ حضرت خازن الرحمت .....

شیخ بدیع الدین کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر (۸/۴۱۰)

۱۸-۱۷/۴۱۹ رَبَّنَا ..... اِمَامًا

قرآن ۲۵/۷۴

شیخ محمد خلیل اللہ بن خواجہ محمد سعید



(ماخوذ از ہدیۂ احمد ۲۷-۲۹)

شیخ محمد یعقوب بن خواجہ محمد سعید

شیخ عصمت اللہ — جمیلہ (منسوب بہ محمد سالم بن حضرت مروج الشریعت)

منفعت اللہ (لاولد) — سلطان المشائخ — ولی اللہ — غلام الٰہی — جانا بیگم (منسوب بہ امیر خسرو بخاری نواسۂ حضرت خواجہ محمد سعید)

ولی اللہ: خیر النساء

غلام الٰہی: غلام امام

سلطان المشائخ: عنایت النبی

عنایت النبی: عطاء النبی — ضیاء النبی — نور النبی — عبد اللہ — احمد شاہ — امت اللہ

عطاء النبی: رسول النبی — امۃ النساء — امۃ الباقی

رسول النبی: ہدایت النبی — تقی النبی — مجید النبی — علی النبی — منیب النبی

ہدایت النبی: عزیز النبی — زمرد جہاں چھی بیگم

ضیاء النبی: مصباح النبی — احمد النبی — سراج النبی — حبیب النبی — موتی بیگم — امۃ النبی — امیر بیگم

سراج النبی: غلام مرتضیٰ عرف میاں ملا (لاولد) — سعید النبی

سعید النبی: وحید النبی — فاطمہ

وحید النبی: فرید النبی

حبیب النبی: رشید النبی — ولی النبی — لطیف النبی — حمید النبی — امت الرحمٰن

ولی النبی: امۃ الکریم — امۃ السلام — سعیدی بیگم — رشیدی بیگم — خلیل النبی — حبیب النبی — عزیز النبی — شفیق النبی

شفیق النبی: امۃ الولی — امۃ الغنی

نور النبی بن عنایت النبی

ظہور النبی — دلیل النبی — فضل الرحمٰن — عزیز الرحمٰن — عبد الرحمٰن — نور الرحمٰن — کرسی بیگم — قدسی بیگم

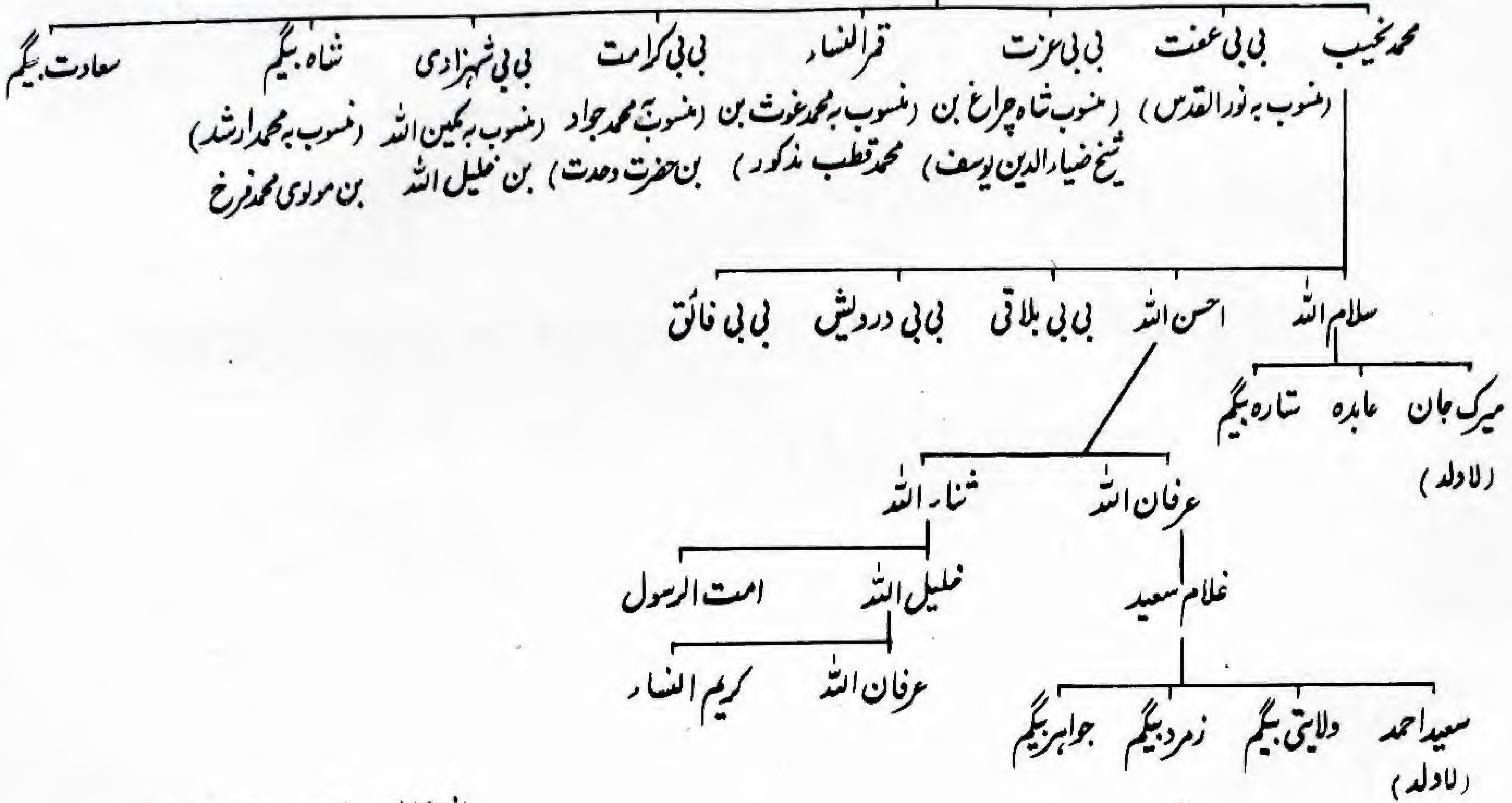
(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۲۹-۳۲، تذکرہ کاملانِ رام پور)

مولوی لطیف النبی بن حبیب النبی

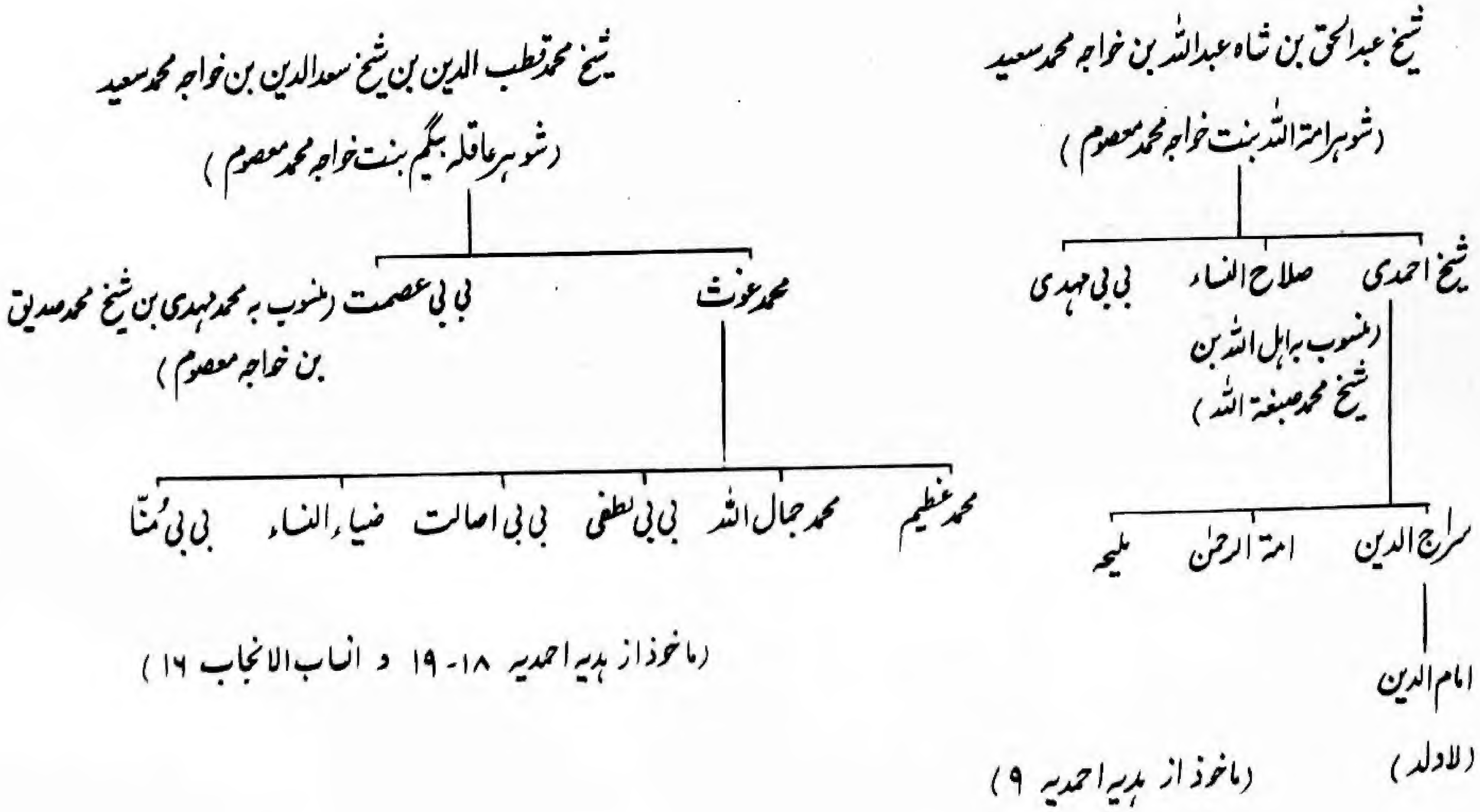
امۃ الحلیم — امۃ الحکیم

حمید النبی بن حبیب النبی

مجیب النبی — امت الجلیل — امت الحسیب




(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۳۲-۳۳)



شیخ عبدالحق بن شاہ عبداللہ بن خواجہ محمد سعید
(شوہر امۃ اللہ بنت خواجہ محمد معصوم)
شیخ احمدی
صلاح النساء
بی بی مہدی
(منسوب بہ اہل اللہ بن شیخ محمد صبغۃ اللہ)
سراج الدین
امۃ الرحمن
ملیحہ
امام الدین
(لاولد)
(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۹)
شیخ محمد قطب الدین بن شیخ سعدالدین بن خواجہ محمد سعید
(شوہر عاقلہ بیگم بنت خواجہ محمد معصوم)
محمد غوث
بی بی عصمت (منسوب بہ محمد مہدی بن شیخ محمد صدیق بن خواجہ معصوم)
محمد عظیم
محمد جمال اللہ
بی بی لطفی
بی بی اصالت
ضیاء النساء
بی بی مُنّا
(ماخوذ از ہدیہ احمدیہ ۱۸-۱۹ و انساب الانجاب ۱۶)

# مفتاح نہم

۴۲/۱۰-۱۲ وَعِنْدَہٗ ..... کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ

قرآن ۶/۵۹

۴۲۲/۱ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ

قرآن ۱۶/۹۶

۴۲۲/۱۹ من احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضني ابغضهم

حدیث - ترمذی (مناقب ۵۸)، مسند امام احمد ۴/۸۷، ۵/۵۵، ۵۷

[بحوالہ المعجم المفہرس ۱/۲۰۰]

۴۲۲/۶-۷ ..... متفق علیہ اولاد کرام حضرت ایشاں است کہ آنجناب (خواجہ محمد حنیف کابلی) افضل خلفای معصومی اند .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی اولاد کرام اس امر پر متفق ہے کہ حضرت خواجہ کے خلفا میں سب سے افضل خواجہ محمد حنیف کابلی تھے، حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

خواجہ محمد حنیف افضل اصحاب آنحضرت است غیر اولاد الکرام .....

(خزینۃ المعارف ۴۰/۲۴)

۴۲۲/۱۶-۱۷ ..... حضرت ایشاں در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی بآں خلیفۂ اول می نویسند .....

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ششم ہے جس کا آخری جملہ یہاں نقل کیا گیا۔

۴۲۲/۳-۵ ..... در ظاہر ہم مرید شدند و موردِ عنایات گردیدہ و در اندک مدت خلعتِ

خلافت رخصت کابل حاصل نمودہ .....

یہ حضرت شیخ محمد حنیف کابلی کے حضرت خواجہ محمد معصوم کے ارادت مند ہونے اور کابل سے سرہند حاضر ہونے کا واقعہ ہے۔ مولف روضۃ القیومیہ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ خواجہ محمد حنیف نے اپنا یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفۂ نامدار میر محمد نعمان بدخشی سے بیان کیا تو وہ انہیں حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند لائے۔ (روضہ ۲/ ۲۱)

۴۲۷/۲۰-۲۱ ..... ہر سہ جلد مکتوبات قدسی سمات از بشارات کہ باسم سامی ایشاں (خواجہ محمد حنیف) است مشحون .....

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۱/ ۱۴، ۲۲، ۴۷، ۷۹، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۱۲۰، ۱۵۸، ۱۷۰، ۲۰۱،

۲/ ۶، ۸، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۰،

۸۱، ۱۴۸ ـــــ ۳/ ۴۳، ۷۷

۴۲۷/۲۳ چارباغ جلال آباد .....

جلال آباد افغانستان کا مشہور مقام ہے۔ آریانا دائرۃ المعارف میں ہے :

> شہر ایست مرکز ولایت ننگرہار کہ از کابل بہ مسافت تقریباً ۱۸۲ کلومیتر بر سر راہ کابل و پشاور بکنار دریای بھسود کہ آزاد دریای کابل ہم می نامند واقع بخط ۷۰ درجہ ۲۷ دقیقہ ۴ ۵ ثانیہ طول البلد شرقی و خط ۳۴ درجہ ۲۶ دقیقہ ۲ ثانیہ عرض البلد شمالی کائن بودہ ..... در جلال آباد باغہای مشہوریکہ از حیث قشنگی و سرسبزی نظیر نہ دارد ..... (۴/ ۹۷۵)

ہندوستان سے کابل جانے کے لیے چارباغ جلال آباد منزل اور پڑاؤ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا (حبیبی : تاریخ افغانستان ۵۴، ۶۳، ۹۱)

۴۲۸/ ۱۸ ..... کتابتی کہ ملا تیمور آوردہ بود .....

ملا تیمور کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں ہیں یہ خواجہ محمد حنیف کابلی کا

عریضہ نے کہ حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوتے تھے، غالب گمان ہے کہ حضرت خواجہ کے مکتوب الیہ تیمور بیگ کولابی ہوں گے وہ حاجی محمد عاشور بخاری (خلیفۂ حضرت خواجہ) کے تعلق داروں میں سے تھے (مکتوباتِ معصومیہ ۳/۸۲، ۱۸۶) مولف روضۃ القیومیہ نے انہیں (نام تمر بیگ کولابی درج کیا ہے) حضرت خواجہ کے خلفاء میں شمار کیا ہے (۲/۲۴۶)

۴۳۰/۱۲-۱۵ ..... کتابی کہ در تعزیت ایشاں (خواجہ محمد حنیف) بہ فرزندانِ ایشاں نوشتہ اندہم درآں جلد مبارک مندرج است .....

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم میں مکتوب نمبر ۱۵۴ بہ فرزندان حقائق و معارف آگاہ خواجہ محمد حنیف کابلی در عزای خواجہ مرحوم و ......

برخوردار سعادت آثار خواجہ عبید اللہ مع برادر و ہمشیرہا بکمال برسند و عصمت پناہ والدۂ ایں نورچشمان و سائر اہل طریق کہ درآنجا (کابل) اقامت ورزیدہ اند..... از شنودن ایں حادثہ جانکاہ چہ نویسد کہ بریں دوستان چہ قسم الم و اندوہ و چہ نوع فراق و مصیبت روی داد... و از فیوض و برکات خواجہ مرحوم امیدوار باشید و از مزار پُرانوار او ہموارہ دریوزہ نمایند ..... (۳/۱۵۴/۲۰۸)

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی کے وصال پر تعزیت کے لیے حضرت خواجہ نے ایک مکتوب ملا پایندہ محمد کابلی کو بھی لکھا ہے (۳/۱۶۸/۲۲۸-۲۲۹) اس میں "در اعزای خواجہ مرحوم" سے مراد یہی حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی ہیں (رک تعلیقات حاضرا ۵۰۱/۲۳)

۴۳۱/۲-۳ در ایام وصال آں خواجہ عالی شان تشریف عالی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ درآں جا بودہ چنانچہ امامت نماز جنازہ ہم آں امام ہمام فرمودہ .....

یہاں "عالی حضرت" سے حضرت شیخ محمد صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما مراد ہیں (کتاب حاضر ۲۶۶) جو ان ایام میں کابل گئے ہوئے تھے۔ مولف روضۃ القیومیہ (۲/۱۴۰) نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد حنیف کی وفات کا سن کر

حضرت خواجہ نے انہیں تعزیت کے لیے وہاں بھیجا جو صحیح نہیں ہے۔ مقامات معصومی کے مولف کا بیان اس لیے صحیح ہے کہ وہ حضرت شیخ محمد صبغت اللہ کے تربیت یافتہ تھے اور انہیں مولف روضۃ القیومیہ کے مقابلہ میں شیخ محمد صبغت اللہ کا قرب خاص حاصل تھا۔

٤٣١/٦ ..... ایں بدبخت فرنگی کہ مسمٰی بہ اسکندر است .....

خواجہ محمد حنیف کابلی کا معالج سکندر وہی تھا جسے اورنگ زیب نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے علاج کے لیے سرہند بھیجا تھا (تعلیقات حاضر ۲۴۰/۱۰) اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس فرنگی ڈاکٹر کو اورنگ زیب نے ہی حضرت خواجہ محمد حنیف کے علاج کے لیے کابل بھیجا۔

٤٣١/٨-٩ مولد و مسکن و مدفن آنجناب (خواجہ محمد حنیف) در قریۂ میوہ خاتون است کہ سہ فرسخ از کابل است و در دامنۂ کوہ واقع است .....

آقای خلیل اللہ خلیلی سابق سفیر افغانستان حال مقیم اسلام آباد پاکستان نے قریہ میوہ خاتون کا حسب ذیل محل وقوع بتایا ہے:

قریہ میوہ خاتون، در شمال کابل گزشتہ از قلعۂ حسین کوت در کنار راستِ جادۂ عمومی یعنی در جنوب جادۂ عمومی ..... زیارت حضرت خواجہ محمد حنیف گنبد نہ دارد اما سنگ مرمری و کتبہ موجود .....

٤٣١/٩ وصال ایشاں (خواجہ محمد حنیف) در سال ہزار و ہفتاد و ہشت است .....

یہاں مقامات معصومی کے دونوں خطی نسخوں میں سال وصال ”ہزار و ہشتاد و ہفت یا ہشت“ ہے جو سہو کتابت ہے جیسا کہ مولف نے خود وضاحت کی ہے کہ خواجہ محمد حنیف، حضرت خواجہ محمد معصوم کے حین حیات فوت ہوئے، حضرت خواجہ کا سال وصال ۱۰۷۹ھ ہے۔ اس لیے یہاں اس سنہ کو مولف کی غلطی نہیں بلکہ سہو کتابت تصور کیا جائے گا۔ مولفِ روضۃ القیومیہ (۱۴۰/۲) نے وضاحت کی ہے کہ خواجہ محمد حنیف کا وصال ۴۵ سال قیومیت میں ہوا، اس اعتبار سے حدود ۱۰۷۸ھ ہو گا۔ لیکن روضۃ القیومیہ (۲۳۴/۲) میں ہی ان کا سال وفات ۱۰۷۵ھ درج ہے جسے اردو ترجمے کا سہو کتابت قرار دیا

جا سکتا ہے۔

۴۳۱/۱۴ حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی، حضرت خواجہ کے اولین و اکابر خلفاء میں سے تھے۔ خود حضرت خواجہ اور آپ کے صاحبزادگان نے ان کی اعلیٰ استعداد کا ذکر کیا ہے ان کا پورا خانوادہ حضرت خواجہ کے مریدین میں شامل تھا (مکتوبات معصومیہ ۳/ ۱۵۴/۲۰۸) حضرت خواجہ نے خواجہ محمد حنیف کے مریدین محمد ہاشم، فاضل، ملا علی محمد اور ملا عبدالسلام کے باطنی عروج پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے (مکتوبات معصومیہ ۲/ ۱۳/ ۴۰، ۲۰۰/ ۴۷) نیز ملا محمد پاینده کابلی جو حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے (رک بآں) خواجہ محمد حنیف سے ہی منسلک تھے۔ ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی خواجہ محمد حنیف نے لے لی تھی (ایضاً ۲/ ۲۰/ ۴۷) حضرت مروج الشریعت محمد عبید اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے خواجہ محمد حنیف کے فضائل تحریر کیے ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

برزبان الہام ترجمان (خواجہ محمد معصوم) آوردند کہ نورانیت تو (خواجہ محمد حنیف) عالم را فرو گرفت ...... (خزینہ ۲۴/ ۴۱)

۴۳۲/۷ ...... خواجہ عبدالغفور سمرقندی از خلفای حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذشتہ اند ......

خواجہ محمد صدیق پشاوری کے والد گرامی خواجہ عبدالغفور سمرقندی، حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں سے تھے (زبدۃ المقامات ۳۸۹) حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہو کر باقاعدہ سلوک کی تعلیم حاصل کی (روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۴۰) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے تین مکاتیب ان کے نام ہیں: دفتر اول ۴۲، ۲۰۶، ۲۳۵ موخر الذکر مکتوب ملا عبدالغفور سمرقندی، حاجی بیگ فرکتی اور خواجہ محمد اشرف کابلی کے نام مشترکہ طور پر صادر ہوا ہے جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب باہم مصروف ارشاد تھے۔ خواجہ عبدالغفور سمرقندی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کا بھی ایک مکتوب ہے (۱/ ۱۵۷/ ۳۱۶-۳۱۸) جس کا ابتدائی حصہ کتاب حاضر میں نقل کیا جا چکا ہے (۳۵)۔ درگاہِ حضرت خواجہ محمد صدیق واقعہ پشاور کے موجودہ متولی نے مرتب کتاب ہذا کو بتایا کہ

خواجہ محمد صدیق کے مزار کے سامنے ہی دائیں جانب قدیم مقبرہ حضرت خواجہ عبد الشکور سمرقندی یعنی والد خواجہ محمد صدیق کی ہے۔ اس کی تصدیق کسی اور ذریعے سے نہیں ہو سکی کہ خواجہ عبد الشکور کا وصال کہاں ہوا اور ان کا مدفن کہاں ہے۔ مؤلف مقامات معصومی کا بیان کہ ان کے بیٹے خواجہ محمد صدیق کی ولادت پشاور میں ہوئی تھی (۳۳۰/۱۳) قابل توجہ ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ خواجہ عبد الشکور سمرقندی پشاور میں رہتے تھے۔ مزارات سمرقند کے موضوع پر لکھی جانے والی دو تین کتابیں بھی قندیہ اور سمریہ ان کے نام سے خالی ہیں۔ شیخ محمد مراد تنگ کشمیری نے بھی حافظ عبد الشکور پشاوری سے ملاقات کی تھی وہ بعد کی شخصیت ہیں اور حدود ۱۱۲۵ھ میں وہ معروف اشخاص تھے (تحفۃ الفقراء ۵۰۷) خواجہ عبد الشکور سمرقندی کے ایک اور صاحبزادے شیخ محمد عارف بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے (مکتوب ملاحظہ ہو ۵۰)۔ البتہ مؤلف مقامات معصومی نے خواجہ عبد الشکور سمرقندی کے متعلق ان کے پوتے خواجہ محمد عزیز بن خواجہ محمد صدیق پشاوری کی زبانی لکھا ہے کہ ہمارے دادا خواجہ عبد الشکور حضرت مجدد کے ایام قید (قلعہ گوالیار) کے دوران خدمت کے لیے موجود تھے۔ (۳۳۲/۱۰۰۱۰) یہ اطلاع بہت اہم ہے حضرت مجدد کے احوال پر سارے کتب اس نکتہ سے خالی ہیں۔

۳۳۲/ ۵۰۴ ...... ولایت میر محمد نعمان و خواجہ محمد حنیف در جاہای دیگر خود ثابت ......

حضرت میر محمد نعمان بدخشی کے حالات حضرت مجدد الف ثانی کے معاصر سوانح نگاروں نے اولین خلیفہ کے طور پر لکھے ہیں (زبدۃ المقامات ۳۲۹، حضرات القدس ۲/۲۹۹)

۳۳۲/ ۷ ...... بہ ایراد مکتوب ہژدہم در صحیفہ سابقہ مذکور کل گذشت ......

مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کا یہ مکتوب نمبر ۱۸ ہے جو یہاں بھی نقل کیا گیا ہے۔

۳۳۲/ ۲۳۔۲۴ ...... شیخ موصل شصت سال گریست ......

شیخ فتح موصلی کے کثرت گریہ کا حال تذکرۃ الاولیاء (۳۳۲) از شیخ عطار میں ہے اور اس خواب کا ذکر ہے۔

شیخ فتح بن سعید موصلی (ف ۲۲۰ھ) زہاد کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے، رک بہ :

۱- ہروی، عبداللہ انصاری : طبقات الصوفیہ، طبع مولائی بامداد اشاریہ

۲- رسالہ قشیریہ (قدیم فارسی ترجمہ) طبع فروزانفر ۴۸، ۳۳۱ و بہ بعد

۳- عطار : تذکرۃ الاولیاء، طبع استعلامی ۳۴۲-۳۴۴

۴۳۶/۸-۹ ..... مکاتیب دیگر کہ در مجلدات ثلاثہ درج گردیدہ اند.....

مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ محمد صدیق پشاوری کے نام ہیں :

۱/ ۱۸، ۵۶، ۶۶، ۸۴، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۷۹، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۶، ۲۲۸

۲/ ۱، ۳، ۷، ۳۵

۳/ ۷۵، ۱۲۰

۴۳۶/۱۵-۲۰ ..... در اواخر عمر آں خواجہ عالی شان (خواجہ محمد صدیق پشاوری) تشریف حضرت قبلہ گاہی اقطاب دستگاہی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ السامی بہ پشاور اتفاق یافتہ .....

یعنی حضرت خواجہ محمد صدیق کے آخری ایام حیات میں مولف کے والد حضرت شیخ محمد فضل اللہ پشاور میں تھے۔ مولف کے والد گرامی کے متعدد مرتبہ کابل جاتے ہوئے پشاور میں قیام کا ذکر کتاب حاضر میں کیا گیا ہے (۳۶۲-۴۰۰) حتیٰ کہ ان کا وصال بھی ۱۱۱۷ھ کو پشاور میں ہوا (کتاب ہذا ۳۸۵/۱۶-۱۷)

۴۳۶/۲۱-۲۳ ..... روضۂ شریف (خواجہ محمد صدیق پشاوری) بیرون شہر متصل باغ گنج علی خان در اثناء راہِ کابل واقع است و گنبد مقبول نیفتاد بلکہ قبر شریف ہم خام است...

ان ایام میں بھی یہ مزار خام حالت میں ہے اور پشاور شہر کے وسط میں ریلوے لائن کے ساتھ ہے۔ اس کے بالکل متصل عام گاڑیاں گزرنے کے لیے پختہ پل بنا ہوا ہے۔ موجودہ سجادہ نشین خود کو حضرت خواجہ محمد صدیق کی اولاد

سے بتاتے ہیں لیکن ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محشی کتاب حاضر صوبہ سرحد کے معروف عالم مولوی سید محمد امیر شاہ قادری (از اولاد حضرت شاہ محمد غوث لاہوری قدس سرہ) کے ہمراہ ۶ اپریل ۱۹۸۵ء کو اس احاطے کو کھوجنے کے لیے گیا تو حسب ذیل نتائج اخذ کیے:

۱۔ اس بہت بڑے احاطے میں اکثر قبور اصل اور قدیم حالت میں موجود ہیں۔

۲۔ خواجہ محمد صدیق کا مزار ہنوز خام ہے اس کے ساتھ ہی ایک قدیم دیوار بھی ہے ہمیں بتایا گیا کہ یہ خواجہ محمد صدیق کا حجرہ اعتکاف کی دیوار ہے۔

۳۔ اس دیوار کے دائیں جانب ایک چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی پرانی قبر ہے، متولی نے بتایا کہ یہ حضرت خواجہ محمد صدیق کے والد بزرگوار یعنی خواجہ عبدالغفور سمرقندی (خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی) کی ہے (کتاب حاضر ۴۳۲/۷، تعلیقات)

ہمیں بتایا گیا کہ مذکورہ پل کی تعمیر کے دوران بہت ساری مٹی ان قبور اور حجرے پر گری اور مدتوں یہ قبور اور حجرہ مٹی کے نیچے دبے رہے جس کی وجہ سے حجرہ کی چھت گر گئی کھود کر دوبارہ برآمد کیا گیا ہے۔

۴۔ اگلے احاطہ میں بھی بہت سی قبور ہیں جن میں سے بعض کی مرمت کر دی گئی ہے۔ اس احاطے میں خواجہ محمد صدیق کے بیٹے خواجہ محمد حسین کی قبر کی نشاندہی بھی کی گئی۔

ان تمام قبور کے عکس کتاب ہذا کے آخر میں منسلک ہیں۔

خواجہ محمد صدیق کے روضے سے متصل باغ گنج علی خان کا تذکرہ ہمیں متعارف کتب میں نہیں مل سکا۔ یہ گنج علی خان وہی ہے جس کی زبانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے مناقب میں مولف نے ایک روایت نقل کی ہے (۱۲/۹۶) گنج علی خان عبداللہ بیگ بن امیر الامراء علی مردان خان عہد شاہ جہان میں کئی عہدوں پر فائز رہا پھر اورنگ زیب کے زمانہ حکومت میں بھی اہم امور انجام دیئے۔ کابل کی مہمات میں دادِ شجاعت بھی لی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱۔ صمصام الدولہ: مآثر الامراء ۳/۱۳۳-۱۳۴

Athar Ali: Mughal Nobility under Aurangzeb. p.114, 185

عہد مغلیہ کی جنگوں کے حالات کے ضمن میں قندھار میں ایک باغ گنج علی کا نام ملتا ہے (حبیبی : تاریخ افغانستان ۱۱۶، ۲۰۶) ممکن ہے کہ یہ باغ بھی اسی گنج علی خان کا ہو۔

۴۳۷/۱-۲ ازآں جناب (خواجہ محمد صدیق) پنج شش فرزند ماندند..... و خواجہ محمد حسین مستثنیٰ بود.....

مقاماتِ معصومی کی بنیاد پر خواجہ محمد صدیق پشاوری کا صرف مندرجہ ذیل شجرہ نسبی مرتب ہوتا ہے۔ ان کے ایک بیٹے کا نام خواجہ محمد صادق تھا، (روضۃ القیومیہ ۲/ ۲۳۵)

خواجہ عبدالغفور سمرقندی

خواجہ محمد صدیق پشاوری — خواجہ محمد فاروق

(خواجہ محمد صدیق پشاوری کے بیٹے:) خواجہ محمد عزیز — خواجہ محمد حسین — خواجہ محمد صادق

خانقاہِ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد صدیق کو حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد بتلاتے ہیں اور خود سید کہلواتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس جو شجرہ (بہت ناقص و غلط) موجود ہے وہ تو شجرۂ طریقت ہے جسے وہ لوگ اپنا شجرۂ نسب سمجھتے ہیں۔ تاہم خواجہ محمد حسین بن خواجہ محمد صدیق کے نام کے ساتھ ان کی حسب ذیل اولاد کے اسماء اس ناقص شجرے سے نقل کیے جا رہے ہیں:

خواجہ محمد حسین بن خواجہ محمد صدیق پشاوری

خواجہ غلام حیدر — خواجہ غلام حبیب — خواجہ فضل قادر

(خواجہ غلام حیدر کے بیٹے:) فضلِ حق — عابد

(خواجہ غلام حبیب کے بیٹے:) شاہ میر — منظفر شاہ — میر شاہ — ابراہیم — کرنل احمد شاہ

(خواجہ فضل قادر کی اولاد:) زہرہ بی بی (منسوب بہ فضلِ حق بن غلام حیدر مذکور)

حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم ، خواجہ محمد صدیق پشاوری کے متعلق لکھتے ہیں :

خواجہ محمد صدیق پشوری کمالات و مقامات وی در مکاتیب شریفہ مندرج است کہ وی تعلب سرزمینِ وطنِ خود است وی را یاران مستثنیٰ می ساختند و احوالات بغایت اصیل بوی عنایت شدہ و از گذشت مقامات ظلال از اصل نصیبی در وی می فرمودند و محبت او را نسبت بہ خود سخت و شگرف می فرمودند۔ در ارشاد درجہ بلند دارد دریں سفر کہ بہ ملازمت علیہ رسیدہ بہ حصول کمالات نبوت مشرف گردید (خزینۃ المعارف ۲۴/۴۴)

حضرت خواجہ سیف الدین فرماتے ہیں :

خواجہ محمد صدیق پشوری دریں سفر کہ آمدہ بود شبی رخصت او فرمودہ کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ عنایات عظیمہ نمودند و خلعتِ خاص مرحمت فرمودند و بہ حصول بہرہ از کمالاتِ نبوت نیز دریں نوبت سربلند گردید ، (مکتوبات سیفیہ ۱۷۲/۱۹۸)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے خواجہ محمد صدیق کے مریدین کی استعداد باطنی کی تعریف فرمائی ہے ۔ یہ حضرات خواجہ محمد صدیق سے باطنی تربیت کے لیے منسلک تھے :

ملا عبداللہ ۔ ملا ادریس ۔ صوفی محمد شریف ۔ مولانا حسن علی پشاوری، ملا نعمت اللہ پشاوری (مکتوبات معصومیہ ۱۲۲/۱ ، ۲۷۶ ، ۱۳۹/۲۹۰) ، خواجہ محمد شریف کی خواجہ محمد صدیق سے ناراضی اور انہیں اپنے شیخ یعنی خواجہ محمد صدیق پشاوری کو ہر حال میں راضی کرنے کا حکم (گلشنِ وحدت ۵۹/۱۰۸-۱۰۹) ۔

(ر ک مقاماتِ معصومی اردو ترجمہ ، حاشیہ

مرزا مقیم پایانی کابلی (منصب دار متوفی ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء مرید حضرت خواجہ محمد معصوم ) بھی خواجہ محمد صدیق پشاوری سے ملے تھے ۔ انہوں نے خواجہ محمد صدیق سے اپنی ملاقات کا واقعہ شیخ محمد مراد کشمیری کو بتایا تھا ۔ (تحفۃ الفقراء ۱۷۶)

۴۳۸/۷-۸ ..... در جلد ثالث مکتوب کہ باسم مخدوم زادۂ سادس شیخ محمد صدیق قدس سرہ ثبت یافتہ مملو از فضائل ایشاں (مرزا امان اللہ برہانپوری) است .....

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد ثالث میں یہ مکتوب نمبر ۷۰، ہے جس کا موضوع ہے :

"ذکر بعضی احوالِ حقائق آگاہ میرزا امان اللہ برہانپوری و شرحِ استفادہ ہائی او از برکات حضرت ایشاں"..... آپ لکھتے ہیں :

حقائق آگاہ میرزا امان بیگ در سنہ ہزار و پنجاہ و ہفت از بلدۂ برہانپور بہ بلدۂ سرہند بجہت زیارتِ مرقد مطہرۂ حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ العزیز و ملاقات مجاوران آں روضۂ مطہرہ بکمالِ شوق و نیاز رسید..... آناً فاناً خود را چیزی دیگر یافت و حیران ایں معاملۂ غریبہ و عجیبہ شدہ کہ ایں چیست..... روزی بہ فقیر نوشتہ فرستاد کہ ایں ذرۂ بی مقدار قوت و استعداد تحریر و تقریر نیست کہ از ورودِ فیوض و برکات و واردات در حیز تحریر و تقریر تواند آورد..... می گفت دراں ہنگام کہ بارادۂ حج با اہل و عیال از خانہ برآمدم و بہ کشتی سوار شدم روزی طغیانِ باد شد و مردم کشتی را یاسِ خاص روی داد و من.....

(۳/ ۷۰/ ۱۱۱-۱۱۴)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں :

۱- مرزا امان بیگ برہانپوری ۱۰۵۷ھ میں باقاعدہ سرہند حاضر ہوئے۔

۲- انہیں بہت جلد باطنی ترقی نصیب ہوئی اور حضرت خواجہ نے اس عروج کی تصدیق کی۔

۳- مرزا امان بیگ حج کے لیے بھی گئے تھے.....

۴۲/۱۰-۱۱ در ہر سہ جلد مکتوبات قدسی آیات مکاتبت کثیرہ مشتمل بر بشارات عالیات بنام آں خلیفۂ عالی مقام (مرزا امان بیگ) است.....

مرزا امان بیگ علیہ الرحمت کے نام مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں :

۱/ ۲۴، ۷۶، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۲۷،

مرزا امان بیگ کے نام صرف جلد اوّل میں ہی مکاتیب ہیں، جلد دوم اور سوم میں "امان اللہ" نام کے جو مکتوب الیہ ہیں وہ ان سے مختلف شخصیت

معلوم ہوتے ہیں لیکن ہیں وہ بھی "برہانپوری"۔ انہیں (۳/۹۳، ۱۲۶) خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہانپور لکھا گیا ہے۔ جب کہ جلد اول میں ان کا نام فقط "مرزا امان بیگ" درج ہوا ہے۔ اولیائے دکن کے احوال پر سب سے مفصل کتاب محبوب ذی المنن تذکرۂ اولیائے دکن میں مرزا امان بیگ اور خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہانپوری دونوں کے حالات نہیں لکھے گئے۔ مقاماتِ معصومی کے مولف کو نام کے اشتراک کی وجہ سے سہو ہوا ہے۔ شیخ ابوالمظفر برہانپوری کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب میں خواجہ امان اللہ برہانپوری کا نام جس طریقے سے وارد ہوا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہیں ہوگا کہ ان کی تربیت کرنا شیخ ابوالمظفر کی ذمہ داری تھی مرزا امان بیگ کے نام جلد اول کے مکتوب نمبر ۷، کا ابتدائی حصہ مولف اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔ (کتاب حاضر ۱۶۹-۱۷۱) گویا برہان پور کی دونوں ہم نام شخصیات حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھیں، خواجہ امان اللہ کے پورے خانوادے کے حضرات سرہند سے منسلک ہونے کے ثبوت موجود ہیں۔ ان کے ایک بیٹے شیخ محمد برہان پوری بھی حضرت خواجہ کے مرید تھے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۲۵/۱۷۱، ۱۸۵/۲۳۵) حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ کو جب معلوم ہوا کہ شیخ محمد برہانپوری جو حج کے لیے گئے تھے وہیں انتقال کر گئے ہیں اور ان کی اولاد اب پریشان ہے تو اس قدیم تعلق داری کی بنا پر حضرت خواجہ محمد سعید نے اورنگ زیب کو ان کی اولاد کے بارے یہ خط لکھا:

حقائق آگاہ شیخ محمد برہانپوری کہ بہ حج رفتہ بود رحلت نمود و فرزندان ایشان صلاح آثار شیخ شہاب الدین وغیرہ دریں شہر رسیدند و با انتظار موسم نشستہ اند تا بوطن مراجعت نمودہ بزاویۂ مسکنت اقامت نمایند..... وحل ایں عقدہ در عالم اسباب وابستہ بعنایت و توجہ ایشاں یافت، .......
شیخ شہاب الدین باوجود طریقۂ بزرگان خود از طریقہ ایں فقراء نیز حظی گرفت ..... (مکتوبات سعیدیہ ۳۹/۹۴)

۱۶/۴۳۸ ..... برادر میر ضیاء الدین حسین .....

میر ضیاء الدین حسین مخاطب بہ اسلام خان (رک بہ کتاب حاضر: ۱۵۰ مع تعلیقات)

۱۸/۴۳۸ ...... مولانا ابوالمظفر نبیرۂ شیخ علم اللہ...... (برہانپوری)

مولانا ابوالمظفر (رک بہ کتاب حاضر ۴۴۸ - ۴۴۹)

۳/۴۴ مسکن و مدفن آنجناب (مرزا امان اللہ بیگ برہانپوری) بلدہ دارالسرور برہان پور است......

مرزا امان اللہ کے مزار کا ذکر محبوب ذی المنن میں نہیں ہے، برہان پور، دکن کے مشہور علاقوں میں سے ہے (ملاحظہ ہو تاریخ برہانپور مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

۶-۵/۴۴ ...... جد شریف آنجناب (شیخ ابوالمظفر برہانپوری) شیخ علم اللہ از مشاہیر مشائخ آنجای (برہانپور) گذشتہ......

دکن کے مقامی تذکروں میں شیخ علم اللہ کا نام "شیخ علیم اللہ محدث عباسی" درج ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے، وہ اصلاً پوربی کے تھے حج کے لیے جاتے ہوئے برہان پور میں مقیم ہوئے اور پھر وہاں سے واپس آکر یہیں سکونت اختیار کرلی۔ حرمین الشریفین میں دو سال تک مقیم رہ کر وہاں کے علماء خصوصاً شیخ ابن حجر شافعی مصری مکی سے استفادہ کیا اور سندِ حدیث لی۔ شیخ عیدروس سے سلسلہ عیدروسیہ میں خلافت لی اور برہان پور میں سلسلہ درس و تدریس شروع کر دیا۔ بہت مقبولیت ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ کے کہنے پر وہ برہانپور سے بیجاپور میں رونق افروز ہوئے اور صدر مدرس کا عہدہ قبول کر لیا۔ ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۲۴ھ کو وصال ہوا۔ ان کے دو فرزند تھے شیخ ابوحنیفہ اور شیخ ابوالمعالی، اول الذکر عالم و عارف تھے۔ شیخ ابوالمعالی کے دو بیٹے ابوتراب اور قاضی عزیزالدین محمد تھے۔ (ملکاپوری، عبدالجبار: محبوب ذی المنن ۱/ ۶۰۸-۶۱۲ ملخصاً)

عبدالجبار ملکاپوری نے شیخ ابوحنیفہ بن شیخ علیم اللہ کی اولاد کا تذکرہ نہیں کیا۔ ممکن ہے شیخ ابوالمظفر انہیں شیخ ابوحنیفہ کے بیٹے ہوں۔ نیز ملکاپوری نے شیخ ابوالمظفر کے حالات میں بھی یہ نہیں بتایا کہ ان کے والد کون تھے یا یہ کہ شیخ علیم اللہ کے پوتے تھے۔

۷-۶/۴ بر تعریبی نام آں عزیز (شیخ علم اللہ) در قلم محترم حضرت ایشاں در صدر مکتوبی کہ در کنزِ سابق گذشتہ......

حضرت خواجہ کا پورا مکتوب گذشتہ کنز میں مولف نے نقل کیا ہے جس میں شیخ ابوالمظفر کے ساتھ ساتھ انہیں نبیرۂ شیخ علم اللہ لکھا گیا ہے (۴۳۸/۱۸)

..... شروع ارادت آں صاحبِ ولایت در خدمت فیض موہبت مرزا امان اللہ بودہ بعد ازاں باستصواب آنجناب (مرزا امان اللہ) دولت صحبت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل گردیدہ ..... ۴۴۸/۷-۸

حضرت خواجہ نے اس امر کی خود وضاحت فرمائی ہے :

(بنام میرزا امان اللہ برہانپوری) ..... آنچہ درباب مولانا ابوالمظفر نبیرۂ شیخ علم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً دیدہ اندکہ گویا... (۱/۲۴/۹۷)

یہ پورا مکتوب اس سے پہلے مولف نقل کر چکے ہیں (۴۳۸ - ۴۴۶)

..... گویند وجاہت ظاہری بر علم عمیق شامل حال ایشاں (شیخ ابوالمظفر) بودہ ..... ۴۴۸/۹

یہاں "وجاہت ظاہری" سے شیخ ابوالمظفر کی امارت مراد ہے۔ مولفِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۲) نے لکھا ہے کہ شیخ دکن کے رؤسا میں سے تھے۔

..... تفصیل بعضی از حالات آں جناب از دو جلد اخیر مکتوبات قدسی آیات حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب باید نمود ..... ۴۴۸/۱۰-۱۱

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم و سوم میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ ابوالمظفر کے نام ہیں :

۲/ ۳۹، ۷۱ ۳/ ۵۴، ۹۰، ۱۲۵، ۲۳۹

..... نقل کہ از سیادت پناہی مرحومی میر محمد عیسیٰ برہانپوری ..... ۴۴۸/۱۹

میر محمد عیسیٰ برہانپوری مخاطب بہ ہمت خان بن اسلام خان (رک بہ کتاب حاضر ۵۱۰ مع تعلیقات) و مقدمہ کتاب ہذا بعنوان "راویانِ مقاماتِ معصومی"

..... در حین حیات حضرت ایشاں ہم بہ حضرت مخدوم زادۂ ثالث مروج الشریعت قدس سرہ بیشتر بودہ رجوع توجہ نمودند..... ۴۴۸/۲۲-۲۳

حضرت مروج الشریعت نے شیخ ابوالمظفر کے بہت فضائل تحریر کئے ہیں رک تعلیقات حاضر ۴۴۹/۱۶

مولد و مسکن و مدفن آنجناب (شیخ ابوالمظفر) بلدہ برہانپور است فقیر ہم زیارت ۴۴۹/۸

مزار شریف ایشاں نمودہ .....

عبدالجبار ملکاپوری نے لکھا ہے کہ شیخ ابوالمظفر کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام اور برہان پور کی عید گاہ کے قریب ہے۔ (محبوب ذی المنن ۱/۱۴۹)
شیخ ابوالمظفر کی تاریخ وفات حدود ۱۱۰۸ھ ہے (ایضاً و نزہۃ الخواطر ۶/۱۸)
لیکن روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۶) میں ان کا سال وفات ۱۰۸۳ھ درج ہے، ہم نے ملکاپوری کے سنہ کو علاقائی بیان ہونے کی بنا پر ترجیح دی ہے اگرچہ وہ روضۃ القیومیہ کے مقابلہ میں بہت بعد کا ماخذ ہے۔

۴۴۹/۱۵ ربنا لا تواخذنا ..... اخطأنا

قرآن ۲/۲۸۶

۴۴۹/۱۶ شیخ ابوالمظفر برہانپوری حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ لکھتے ہیں:

معرفت گاہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری نبیرۂ شیخ علم اللہ محدث است اولاً در صحبتِ غفران پناہ شیخ عبداللطیف قدس سرہ بود، بعدہ بمیرزا امان بیگ ملحق شدہ باز در صحبت فیض رتبت حضرت پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم) قدس سرہ رسیدہ یافت آنچہ یافت ..... (خزینۃ المعارف ۱۲۶/۱۴۳)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ شیخ ابوالمظفر پہلے پہل معروف شیخ طریقت شیخ عبداللطیف برھانپوری (حالات کے لیے دیکھئے تعلیقات حاضر ۴/۵۰۷) سے منسلک ہوتے۔

۲۔ پھر شیخ میرزا امان بیگ سے اور ان کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل کی۔

حضرت مروج الشریعت مزید لکھتے ہیں:

شیخ ابوالمظفر برہانپوری من خواص اصحابہ وخلص احبابہ رزی حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) در مادۂ او امری عجیب دیدہ و بہ فقیر حکایت تطویل فرمودند ..... ایضاً وی را بحصولِ کمالاتِ نبوت بشر گردانیدند ..... بعد ان تیسرلہٗ سلوک الولایۃ الکبریٰ

والمشارٌ الیه فی مقامات التقوی والورع والاحتیاط فی الافعال والاقوال مع حسن الخلق و بشاشة الوجه کبریت احمر است ...... ارشاد و ہدایت اصحاب و تکمیل مریدان ید طولیٰ دارد ...... بہ یاران خود بشارات کمالات نبوت و حقیقت کعبہ و قرآنی می دہد (خزینہ ۲۴/۲۲)

...... حقائق دستگاہی شیخ ابوالمظفر را دریں سفر میمنت اثر (سرہند) بنظرات عنایات حضرت قبلہ دین و دنیا امتیاز حاصل گردیدہ و معاملۂ سلوک سنین را در ساعت معدودہ بانجام رسانید و از انوار خاصۂ آں حضرت و اسرار مختصۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہرہ ہای فراوان نصیب روزگار مشارٌ الیہ گردید و حقائق ثلثہ و حقیقتی کہ فوق آنہا است ...... در توجہ رخصت بہ بشارت قطبیت مبشر ساختند اما مقید بہماں بقعۂ برہانپور ...... (ایضاً ۱۵۴/۱۷۲-۱۷۳ نیز ۱۵۳/۱۷۱-۱۷۲)

شیخ ابوالمظفر حدود ۱۰۳۸ھ میں حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے (رحمنہ ۲/۲۲)، حضرت مروج الشریعت کے مجموعۂ مکتوبات کے مطبوعہ نسخۂ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان میں ایک مکتوب بسلسلہ فضائل شیخ ابوالمظفر (۱۵۳/۱۷۲) ہے جس میں حضرت خواجہ کا ۱۰۸۲ھ میں روضۂ حضرت امام ربانی پر حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے یقیناً یہ سنہ سہو کتابت ہے کیوں کہ حضرت خواجہ کا تو ۱۰۷۹ھ میں وصال ہو چکا تھا۔

شیخ ابوالمظفر کے خلفاء میں شیخ حسین عشاق کا ذکر روضۃ القیومیہ میں ملتا ہے (۲/۲۳۶) ان کے علاوہ مولانا سید عنایت اللہ بالا پوری بن سید محمد بن الہداد بن سید موسیٰ بن امام سید ظہیر الدین خجندی بھی ان کے خلیفۂ نامدار تھے۔ ۱۱۱۷ھ میں انتقال ہوا مفصل حالات کے لیے دیکھئے:

۱- ملکاپوری، عبدالجبار: محبوب ذی المنن ۱/۶۱۳-۶۲۹

۲- شمس الدین: عنایات الٰہیہ [احوال شیخ عنایت اللہ] بسال ۱۱۶۲ھ خطی نسخہ نیشنل میوزیم کراچی نمبر N.M. 1961 - 1556

۳- آزاد بلگرامی: سبحۃ المرجان ۱/۲۶۳-۲۶۴

۴۔ ایضاً : خزانۂ عامرہ ۳۸۱

۵۔ عبدالحی حسنی : نزہۃ الخواطر ۶/۱۹۴-۱۹۵

۴۵۰/۷-۸ ...... در اواخر خلافت بر بادشاہِ خلد مکان ہم از حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل نمودہ عالمی را از اہل عسکر بہ ہدایت رسانیدہ ......

یہاں "خلافت بر بادشاہِ خلد مکان" سے مراد شیخ محمد علیم جلال آبادی کو اورنگ زیب کی مصاحبت میں حضرت خواجہ کا نائب مقرر کرنا ہے گویا انہیں خلافت دے کر سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ساتھ اس کی باطنی تربیت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ نے اورنگ زیب کو ایک خط میں اس کی باطنی ترقی کے حال پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :

...... کمترین دُعاگویان بعرض خادمان عتبہ ...... حضرت ناصر الملت والدین مرجع الاسلام و موید المسلمین ...... برادر دینی شیخ عبدالعلیم کتابتی بایں فقیر نوشتہ بودند از جمعیت باطنی آنحضرت (اورنگ زیب) و اشتغال و تقید بایں امر جلیل القدر مندرج ساختہ شکر خداوندی جل سلطانہ بجا آوردہ ...... (۳/۱۲۲/۱۶۷)

گویا حضرت خواجہ سیف الدین کے ہمراہ ہی یا ان کے والدین کی خدمت میں سرہند حاضری کے دوران شیخ عبدالعلیم (محمد علیم) اورنگ زیب کے اشغال باطنی کی مشق کے لیے مقرر تھے (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر بعنوان "خلفاء حضرت خواجہ اورنگزیب کی مصاحبت میں")

۴۵۰/۸-۹ ...... مکتوبی از مکتوبات جلد اول کہ بالفعل پیش راقم موجود است ...... ایراد می نماید ......

مکتوبات معصومیہ ۱/۲۸/۱۰۹-۱۱۰

۴۵۱/۱-۲ ...... در احوال یارانِ خود (شیخ محمد علیم جلال آبادی) نوشتہ بودید کہ چندیں ذکر قلب و یادداشت دارند ......

حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام شیخ محمد علیم میں ان کے مریدین کے احوال کی تحسین فرمائی ہے۔ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

برادر دینی ملا شاہ حسین چند روز ایں جا بود از صحبت او خیلی محظوظ و ذوقین شدیم و بر وفق اجازت شما ما ہم اجازت نمودیم ..... چوں محب و فدوی شماست طریقہ شفقت و مہربانی بیش از بیش بادی مرعی دارند (۲/۵۴/۹۴) ..... از احوال خواجہ عبدالرحیم نوشتہ بودند نیک و پسندیدہ است مطالعۂ آں خوش وقت ساخت ..... اسامی یارانی کہ نو داخلِ طریقہ شدہ اند نوشتہ بودند بوضوح انجامید ..... (۳/۱۱۲/۱۵۵)

۴۵۱/ ۵ ..... مولانا یار محمد .....

مولانا یار محمد، شیخ محمد علیم جلال آبادی کے مریدین میں سے تھے۔ ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب بھی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ۱/۳۲/۱۴۱)

۴۵۱/ ۱۳ ..... ملا حسن علی (پشاوری)

ملا حسن علی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر (۴۵۸)

۴۵۱/ ۱۷-۱۸ ..... کندی باغ کہ در نواحی جلال آباد است

کندی۔ یو کلی دی چی د ننگرار ولایت د نوگیانیو د لسوالی د شیرزاد د ختیځ په ۹ کلو متری کی د ختیځ طول البلد په ۶۹ درجو ۵۹ دقیقو ۳۶ ثانیو او د شمال عرض البلد په ۳۴ درجو ۱۶ دقیقو او ۲۸ ثانیو کی واقعہ دی
(د افغانستان جغرافی قاموس۔ کابل ۱۹۷۰ء ۵/۹۹)

کندی باغ۔ دی وکتل شی (ایضاً)

کندی باغ نزدیک شہر جلال آباد بطرف غرب است (افادات آقای خلیلی)

شیخ محمد علیم جلال آبادی، حضرت خواجہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں:

۱/ ۲۸، ۱۴۰ ۲/ ۵۴ ۳/ ۹۵، ۱۱۲، ۱۲۱، ۱۴۷

حضرت مروج الشریعت کا بھی ایک مکتوب ان کے نام ہے (خزینۃ المعارف ۲۳/۳۹)، حضرت مروج الشریعت ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

(حضرت خواجہ محمد معصوم) حالِ او را و حال یارانِ او را می پسندیدند و مکاشفاتِ او را ردّ نمی کردند ..... حال آنکہ یارانِ وی رشیدند

از شیخ او حرف درمیان بود فرمودند کہ بر بعض طلاب ابواب کشوف می کشائید و امور عجیب می نمایند...... (خزینہ ۲۴/۴۵)

حقائق آگاہ شیخ محمد علیم کہ از یارانِ مخصوص حضرت ایشاں است (ایضاً ۳۵/ ۵۸)

حضرت خواجہ کے مکاتیب میں شیخ محمد علیم کا نام عبدالعلیم نقل ہوا ہے (۳/۱۲۲/۱۶۷) جسے سہو کتابت سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ شیخ محمد علیم جلال آبادی کے ایک بیٹے کا نام عبدالعلیم پشاوری تھا۔ وہ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے مرید اور قراول پورہ میں سکونت رکھتے تھے، حضرت حجۃ اللہ لکھتے ہیں:

شیخ عبدالعلیم پشاوری کہ الحال در قراول پورہ سکونت دارد از یارانِ رشید ایں احقر است و صاحبِ کشف و حال۔ پدرش از خلفاءِ قطب الاقطاب حضرت قبلہ گاہی بود متصدع خدمۃ علیہ گردیدہ بود، امّا نام پدرش شیخ علیم است و وی فوت شدہ (وسیلۃ القبول ۱/۱۱۵/۱۲۳)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

۱۔ شیخ عبدالعلیم پشاوری بن شیخ محمد علیم جلال آبادی قراول پورہ میں رہتے تھے۔

۲۔ وہ حضرت حجۃ اللہ کے "یاران رشید" میں سے تھے۔

۳۔ انہوں نے مکتوب الیہ (جن کا نام درج نہیں ہے) کی صحبت اختیار کرنے کا عزم کرلیا تھا۔ حضرت حجۃ اللہ کا یہ خط کسی امیر کے نام ہے۔ مکتوب کے دوسرے جملے یعنی:

"معروض جناب علیہ می دارد کہ بہ ورود نوازش نامۂ سامی مشرف و مکرم گردید" سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ خط اورنگ زیب کے نام ہوگا۔ کیوں کہ ان کے والد اورنگ زیب کے مصاحب تھے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۲۲/۱۶۷) حضرت حجۃ اللہ نے ان کے والد کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ شاید ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے کو صحبت میں حاضر رہنے کا حکم دیا ہو۔

مولف مقاماتِ معصومی نے شیخ محمد علیم جلال آبادی کا سال وفات نہیں لکھا لیکن حضرت حجۃ اللہ نے اپنے خط میں جس کا اقتباس اوپر دیا گیا ہے میں لکھا ہے

کہ شیخ حلیم فوت ہو چکے ہیں جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے وصال ۱۱۱۵ھ سے قبل انتقال کر گئے تھے۔

۲۵۲/۵-۶ ..... (شیخ محمد باقر لاہوری) در آخر کار بنا بر مصلحتی اختیار رضاعت نمودہ.....
تفصیل کے لیے دیکھیے تعلیقات حاضر (۲۵۲م/۲۰-۲۲)
حضرت خواجہ نے اپنے مکتوبات کی جلد سوم میں انہیں بشارات فراوان سے نوازا ہے۔ فرماتے ہیں :
..... ظہور صنعت شعر از کمال رضامندی ست علی الخصوص کہ در نماز روی دہد کہ اصالت دارد..... مبداء تعین شما صفت علم بود.....
احوال عالی و سنجیدہ است و شرکت افراد عالم در بعض احوال از جامعیت استعداد و جامعیت اسم کہ مبداء تعین است مخبر است گویا دیگران اجزای او یند..... احوال یاران خود نوشتہ بودید..... ہمہ درست و سنجیدہ است..... (۳/۱۰/۱۴۳-۱۴۵) اسی جلد کے مکتوب ۱۲۸ میں بہت سے مقامات کی بشارت دی گئی ہے۔ مکتوب ۱۵۰ میں شیخ محمد باقر کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مکاتیب میں بکثرت بشارات دی گئی ہیں :
۳/ ۱۵۶، ۱۹۲، ۲۱۸، ۲۳۸، ۲۴۴، ۲۴۹

۲۵۲/۱۰-۱۱ ..... خلافت بر بادشاہ خلد مکان ہم از حضرت ایشاں یافتہ، اکثری از اہل عسکر را سوز ساختہ.....
بالکل اسی نوعیت والفاظ پر مشتمل ایک جملہ مولف نے حضرت خواجہ کے خلیفہ شیخ محمد حلیم جلال آبادی کے لیے لکھا ہے (رک بہ تعلیقات حاضر ۲۵۰/۳-۴)
گویا اورنگ زیب کی باطنی تربیت کے لیے حضرت خواجہ باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اپنے خلفاء کو مرکز میں اور لشکر کے ساتھ رہ کر اس کی تربیت کے لیے متعین فرماتے تھے۔ شیخ محمد باقر کو بھی اس مقصد کے لیے خلافت دے کر وہاں متعین کیا گیا۔
شیخ محمد باقر نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اورنگ زیب کی باطنی استعداد کا حال درج کیا تو حضرت خواجہ نے اس پر اطمینان کا اظہار کرتے

ہوئے جواباً فرمایا :

مکتوب شریف رسیدہ مسرت بخش گردید از ملاقاتِ خلیفۂ عہد (اورنگزیب) کہ برنگاشتہ بودند مفصلاً بہ وضوح پیوست۔ حق سبحانہ عواقبِ امور بخیر کناد و خلیفۂ وقت (اورنگ زیب) را توفیق و استقامت بخشاد و از برکاتِ و نسبتِ ایں اکابر نصیب کامل دہاد ...... (۳/۱۹۴/۲۴۱-۲۴۲) در رک بہ مقدمہ کتاب حاضر۔

۴/۱۱-۱۲ ...... حضرت ایشاں آں عزیز (شیخ محمد باقر) را بجای فرزند خود در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کہ باسم بادشاہ خلد مکان است صریح برنگاشتہ اند......

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب کی تیسری جلد کے کسی مکتوب بنام اورنگ زیب میں شیخ محمد باقر لاہوری کو "فرزند خود" نہیں لکھا، البتہ اورنگ زیب کے ایک مقرب خاص بختاور خان (رک کتاب ہذا ۱۹/۵۱۰) کے نام مکتوب میں یہ بات تحریر فرمائی ہے :

اشفاق پناہا ! شیخ محمد باقر کہ بجای فرزندِ ماست و بکمالات صوریہ آراستہ شکرگزاری اشفاق ایشاں را مکرر نوشتہ سببِ مسرت فقرا گردیدہ و باعث ازدیادِ دعاگوئی گشت خدمت و رعایت درویشاں باب اللہ وسیلۂ ترقی دارین ست ...... (۳/۲۴۴/۲۸۸)

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہوری اورنگ زیب کے علاوہ بختاور خان کے ہاں بھی نشست و برخاست رکھتے تھے۔

معاصر مولف شیخ محمد مراد ڈنگ کشمیری لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے حضرت خواجہ سے استدعا کی تھی کہ اپنا کوئی خلیفہ میری تربیت کے لیے مامور کریں تو آپ نے شیخ محمد باقر کو اس کام کا حکم دیا :

بامر حضرت عروۃ الوثقیٰ مدتی در حضور ظل سبحانی عالمگیر بادشاہ کہ استدعاءِ رفاقت یکی از خلفاء کردہ بودہ گذرانیدہ (تحفۃ الفقراء ۷۴-ا)

۲۰-۲۲/ ...... بعد ازاں شیخ باخذِ خدمات لاہور مبتلا گردیدہ ...... البتہ ...... جبراً نہ باشد کہ بادشاہِ مذکور (اورنگ زیب) ہم از منظورانِ خاص حضرت ایشاں

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودہ .....

یہاں شیخ محمد باقر لاہوری کے منصب "مفتی دار السلطنت لاہور" کی طرف اشارہ ہے کہ خود حضرت خواجہ کی رضامندی اس میں شامل تھی۔ اپنے اس منصب کا شیخ محمد باقر لاہوری نے خود ذکر کیا ہے ؎

کہ فقیری شکستہ تر مسکین | کمترین باقر بن شرف الدین
مفتیٔ دار سلطنت لاہور | صانہا اللہ عن الجفاء الجور

(دامِ حق۔ ورق ۱-ب)

محمد اسلم پسروری نے بھی لکھا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہور کے مفتی کے منصب پر فائز تھے (فرحت الناظرین ۲۰۵) اورنگ زیب نے شیخ محمد باقر کو یقیناً ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی لاہوری کی بجائے یا ان کے وصال کے بعد لاہور کا مفتی مقرر کیا ہوگا۔ فرحت الناظرین کے مولف نے ہی لکھا ہے کہ ملا شرف الدین لاہوری بھی لاہور کے مفتی کے منصب پر فائز تھے (ایضاً ۲۰۵)۔ ہمیں مفتی محمد باقر کا ایک استفتا دستیاب ہوا ہے جس پر ان کی یہ مہریں ثبت ہیں "خادم شرع متین محمد باقر شرف الدین"۔ اس استفتا رکا عکس کتاب حاضر کے آخر میں منسلک ہے۔

یہ کسی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ شیخ محمد باقر کتنا عرصہ لاہور کے مفتی رہے تاہم دامِ حق کی تالیف سے اپنے وصال ۱۱۰۹ھ تک شاید یہ خدمات انجام دی ہوں۔ (رک بہ تعلیقات حاضر ۴۵۴/۱۰-۱۵) کنہیا لال نے لکھا ہے کہ "شاہ جہانی عہد میں ایک نامی مفتی محمد باقر تھا" (تاریخ لاہور ۵۴) جو محض غلط ہے۔ شیخ محمد باقر تو اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے مفتی بنے۔ یقیناً یہ اشارہ ان کے والد گرامی مفتی شرف الدین عباسی کی طرف ہے جو شیخ محمد باقر سے پہلے لاہور کے مفتی تھے۔ کنہیا لال کے غلط بیان کو بغیر حوالے کے محمد دین فوق نے بھی نقل کیا ہے۔ (تذکرۃ العلماء والمشائخ معروف بہ تذکرہ علمای لاہور ۱۳)

۴۵۲/۲۳-۲۴ ..... تفسیر قرآن مجید ہم بزبان اختصار قلمی فرمودہ .....

اس تفسیر کا نام منتہی الایجاز لکشف الاعجاز ہے جس سے اس کا سال تکمیل ۱۱۰۱ھ برآمد ہوتا ہے۔ خود وضاحت فرماتے ہیں :

نحمدک یا من ابان من مخزن کلامہ البسیط الحقیقی الازلی الابدی بکشف حقائقہ ومعانیہ وافہاما و الہاما لاسیما علی عبدک المسکین محمد باقر بن شرف الدین العباسی الحسینی نسبًا اللاھوری موطنًا و مقامًا بالتوفیق بتمیق التفسیر الوجیز الانیق..... المسمی بمنتھی الایجاز لکشف الاعجاز قد نُشیر تاریخہ انتہا و تماما المجعول مرصد القافیۃ .....

منتہی الایجاز کا یہ ـــــــ نسخہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری کے کتب خانے سے کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد میں آیا ہے۔ اس کا نمبر ۱۲۳۴ ہے۔

۴۵/۲۴-۲۵ ..... شرح مواضع مغلقہ ہر شش دفتر مکتوبات نیز موافق استعدادِ خود نوشتہ ..... کتاب علیحدہ نمودہ ......

یہاں شیخ محمد باقر لاہوری کی مشہور تالیف کنز الہدایات مراد ہے۔ یہ کتاب ۱۰۸۰ھ میں تالیف ہوئی۔ اس میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرھما اور رسالۂ مبداء ومعاد کی عبارات کو بلاتفاوت و تصرف موضوعی ترتیب سے یکجا کر دیا ہے۔ کتاب کے آغاز و تکمیل وغیرہ کی تفصیل خود مرتب کے الفاظ میں ملاحظہ ہو :

حمد بی حد و سپاس بی قیاس مرمنعمی راکہ سنت سَنیۂ محمدیہ را علیہ و علی آلہ وصحبہ افضل الصلوات واکمل التحیات بطریقۂ انیقہ احمدیہ ...... تجدید فرمودہ ...... امابعد می گوید اضعف عباد اللہ المعین محمد باقر بن شرف الدین اللاہوری العباسی الحسینی عفی عنہما کہ چوں مراتب حصول سلوک و حقائق و خصائص حضرت امام ہمام ...... محرم اسرار فرقانی المحبوب الصمدانی مجدد الالف الثانی ...... در مکتوبات ...... حضرت مجدد الف ثانی ...... و حضرت پیر دستگیر قطب الانام ...... (حضرت خواجہ محمد معصوم) ...... مرتبہ بعد مرتبہ مذکور نیست و بیان

ترتیب این مراتب درانجا ملحوظ نہ بہ خاطر این فدوی ریخت کہ رسالہ مبدا، ومعاد و دفاتر ستہ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) را رضی اللہ تعالیٰ عنہما در نظر داشتہ این لآلی منثورہ را منتظم سازد ..... فی الحادی والعشرین من شوال سنہ الف وثمانین من الہجرۃ المبارکہ ..... اتممت تالیفہ فی تاسع ذی القعدۃ من العام المذکور اتماماً ..... وبعد از اتمام بعضی خصائص درخاتمہ ذکر یافتہ .....

این فقیر التزام کردہ کہ عبارات اصل را بعینہا تبرکاً ایراد نماید مگر در بعضی مواضع کہ بجہت بعضی حکم بہ تغیرِ یسیر آوردہ ..... لفظ فائدہ بجای فصل اختیار نمودہ در بیست ہدایت و یک خاتمہ و یک مسکۃ الختام مرتب کردہ واز این جہت این رسالہ را بہ کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات مسمیٰ ساختہ ودر اثنای تالیف بارہا خوش وقتیٔ حضرت مجدد الف ثانی و حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہما درباب این تالیف پرتو انداختہ واتحاد خاص بجناب آنحضرت ونسبتی خاص در خود یافتہ و توفیق وامداد از آنجناب معلوم ساختہ ..... (کنز الہدایات مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری)

کنز الہدایات کے عربی میں بھی ترجمے ہوئے ہیں اس وقت ہمیں صرف ان دو ترجموں کا علم ہے

۱- عربی ترجمہ از شیخ محمد باقر بن محمد جعفر حنفی دہلوی، قلمی نسخہ مخزونہ کتاب خانہ رباط مظہر مدینہ منورہ (یادداشتہای مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری راجع بہ سفرِ حج)

۲- حرز العنایات ترجمہ کنز الہدایات از شیخ محمد حفظی آفندی۔ قلمی نسخہ مخزونہ کتب خانہ سلیمانیہ استنبول ترکیہ، عکس مملوکہ ڈاکٹر امین اللہ وثیر

[مطبوعہ مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور۔ جنوری۔ اپریل ۱۹۷۵ء]

(د تعارفِ ترجمہ اورینٹل کالج میگزین صدسالہ جشن نمبر۔ ۱۹۷۲ء)

کنز الہدایات کا فارسی متن حضرت مولانا نور احمد امرتسری نے ایڈٹ کر کے امرتسر سے ۱۳۳۵ھ میں شائع کیا تھا۔

مولفِ مقاماتِ معصومی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد باقر لاہوری "صاحبِ تصانیفِ زیبا" تھے۔ انہوں نے ان کی صرف دو تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت تک ہمیں ان مزید تصانیف کا علم ہوا ہے:

**شمائل نبوی:**

اس کتاب کا ایک نسخہ شیخ محمد باقر نے شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری کو ایک سفر کے دوران دیا تھا، شیخ محمد مراد لکھتے ہیں:

دریک سفر بعد معاودت از سرہند کہ محرر بہ وطن می آمد ملاقات کردہ شمائل نبوی تالیف خود بہ محرر دادہ رسالۂ مفید جدید النفع بود (تحفۃ الفقراء ۷۳)

**حاشیۂ قرآن مجید:**

مولانا محمد باقر لاہوری نے قرآن پاک کے اس نسخے پر حواشی لکھے ہیں۔ انہوں نے منتہی الایجاز کے نام سے جو تفسیر ۱۱۰۱ھ میں تالیف کی تھی (رک تعلیقاتِ حاضر ۵۲/۲۳) قرآن پاک کے اس نسخے پر حواشی غالباً اسی کی تیاری کے سلسلے میں ہونگے۔ ان حواشی کا آغاز ۱۰۷۸ھ میں ہوا اور اگلے سال یعنی ۱۰۷۹ھ میں مکمل کر لیا۔ خود فرماتے ہیں:

بحمد اللہ تعالیٰ علی نعمۃ انزالہ الفرقان ونصلی ونسلم علی حبیبہ ..... اما بعد فانہ طالما ھجش ببالی .... شفاعۃ کلامہ الجلیل فی حق ھذا المذنب الذلیل ......

ثم انی رقمت الحواشی من التفاسیر التی اذکرھا فکلما لم علم بعلامۃ الکتاب فی آخر الحاشیۃ فھو غالباً ماخوذ من تفسیر اعانۃ القاری علی فھم کلام الباری للشیخ العالم العامل مولانا ابی القاسم وھو مستنبط من البیضاوی والمدارک والجلالین والکشاف والحواشی التی رقمتھا من التفسیر الآخر من البیضاوی والزاھدی والحسینی

والوجيز والمغنى ومعالم التنزيل وجامع البيان فاعلمت فى اواخرها باسم الكتاب مصرحًا او رموزًا ..... ثم التى كلما نقلت الحاشيه بعينها فاكتفت فى آخرها باسم الكتاب ..... بدون نقل من التفاسير او مع انضمام النقل فرقمت فى آخره لفظ الراقم ..... وكان ابتدآءها فى شوال سنة الف وثمانية وسبعين واختتامها فى ربيع الاول سنه الف وتسعة وسبعين من الهجرة النبوية ..... وانا الفقير المسكين محمد باقر بن شرف الدين غفر الله ذنوبهما .....

آخر میں ترقیمہ اور سالِ کتابت و اسمِ کاتب موجود نہیں ہے کسی نے محشی مولانا محمد باقر بن شرف الدین کو کاٹ کر اپنا نام لکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسا کرنے والے کا نام تو پڑھا نہیں جا سکا لیکن اصل محشی کا نام بدقت پڑھا جا سکتا ہے۔ محشی کے اس دیباچے کے بعد ایک ورق پر مہر "محمد کامل خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۲۳ھ" ثبت ہے اور اس کے نیچے یہ جملہ "من موہبات جناب قطب الانام حضرت قیوم" قابلِ توجہ ہے۔ یہ مہر اورنگ زیب کے جانشین شاہ عالم بہادر شاہ (۱۱۱۸ - ۱۱۲۴ھ) کے کتب خانے کی ہے۔ مہر کے نیچے کتابدار محمد کامل اس جملے سے کہ "یہ نسخہ حضرت قیوم کے عطیات میں ہے" سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خود محشی مولانا محمد باقر نے شاہ عالم بہادر شاہ کو اس کی شہزادگی کے زمانے میں دیا ہوگا کیونکہ اس شہزادے کی مولانا محمد باقر کے ساتھ عقیدت کا حال اسی کنز شستم میں درج ہے۔ یا عین ممکن ہے کہ یہ وہی نسخہ ہو جسے حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما نے سات روپے ہدیہ بھیج کر حضرت شیخ محمد باقر سے طلب کیا تھا (مکتوبات سیفیہ ۱۴۲/۱۷۰) حضرت خواجہ سیف الدین نے یہ نسخہ اورنگ زیب کو تحفۃً دیا ہوگا۔ اور شاہی کتب خانے کی زینت بنا اور منقولہ جملے میں "حضرت قیوم" سے مراد یہی حضرت خواجہ سیف الدین ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم نہیں ہو سکتے کیونکہ

اس نسخے پر حواشی کا کام ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں اختتام کو پہنچا اور اسی ماہ و سال میں حضرت خواجہ محمد معصوم کا وصال ہوا (رک بہ کتاب حاضر ۲۴۷) اس وقت یہ مبارک خطی نسخہ مکتبہ خاور لاہور کے مالک کے پاس ہے۔ افسوس کہ مالکِ مصحف کی بدمزاجی کے باعث اس سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جا سکا۔

دامِ حق:

مولانا محمد باقر نے کتاب خلاصۂ کیدانی کو معروف درسی کتاب "نامِ حق" کی پیروی میں فارسی نظم میں ڈھالا ہے۔ اس کے آغاز میں لکھا ہے کہ "میں دارالسلطنت لاہور کا مفتی ہوں"۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دامِ حق صید کرد جان مرا — نامِ حق یار شد نہان مرا
جامِ عشقِ رسول می نوشم — حلقۂ ذکر اوست در گوشم
کز فقیری سکستہ تر مسکین — کمترین باقر بن شمس الدین
مفتیِ دارِ سلطنت لاہور — صانہا اللہ عن الجفار الجور
کرد نظم خلاصۂ کیدانی — لائق دوستان ربانی

دامِ حق کے مندرجہ ذیل خطی نسخے ہماری نظر سے گزرے ہیں۔

۱۔ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۴۸۹۸

۲۔ کتب خانہ صمدانی، مولانا فضل صمدانی، بہانہ ماڑی، پشاور۔

۳۔ مملوکہ صاحبزادہ محمد شریف ولد سید محمد عالم نوشاہی، بمقام ڈھل، متصل سرای عالمگیر، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات پاکستان (شرافت نوشاہی: شریف التواریخ ۳/۳/ ۱۹۷-۱۹۸)

برٹش لائبریری، لندن کے فہرست ساز (Meredith- Owens) نے غلط فہمی کی بنا پر مفتی محمد باقر لاہوری کی کتاب کنز الہدایات کو مبدا و معاد کا نام دے کر اسے ان کی الگ تصنیف قرار دے دیا ہے۔

(Hand list of Persian Maunuscripts or. 10947 p.7)

احقر نے یہ خطی نسخہ برٹش لائبریری میں جا کر دیکھا ہے اس نسخے کے ورق ۵، ب سطر ۱۱-۱۲ پر کتاب کا نام کنز الہدایات ہی درج ہے۔ دراصل کنز الہدایات

کے آغاز میں مولف نے حضرت مجدد الف ثانی کے رسالے مبداء و معاد کا نام اس طریقے سے لکھا ہے کہ اس سے فہرست ساز کو دھوکا ہوا اور اس نے اسے مفتی محمد باقر کا اپنا رسالہ سمجھ لیا، جملہ یوں ہے :

"بخاطر ایں فدوی ریخت کہ رسالۂ مبداء و معاد و دفاترِ ستۂ مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی و"..... در نظر داشتہ کہ ایں لآلی منثورہ را منتظم سازد ..... (پورا اقتباس انہیں تعلیقات میں نقل کیا جا چکا ہے)

۱۹/۴۵۳ ..... پیر دستگیرِ ما (خواجہ محمد معصوم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ احقر خدام (مفتی محمد باقر لاہوری) را بہ توجہات علیۂ قبلۂ دو جہانی سیف رحمانی (خواجہ سیف الدین) مدظلہ.....

یہاں "سیف رحمانی" سے حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرھما مراد ہیں۔ مفتی محمد باقر نے حضرت خواجہ کے حین حیات اور آپ کے وصال کے بعد بھی حضرت خواجہ سیف الدین سے کسب فیض کیا تھا (مکتوبات سیفیہ، مکاتیب بنام مفتی محمد باقر)

۲۱-۲۰/۴۵۳ ..... بہرۂ از مقطعات و متشابہات و محبوبیت ممتزج ..... و نسبت اصالت ..... و دیگر بشارات و .....

حضرت خواجہ سیف الدین نے مفتی محمد باقر کو بہت سی بشارات سے نوازا تھا، فرماتے ہیں :

حضرت قبلۂ دارین (خواجہ محمد معصوم) از کمالِ بندہ نوازی نیز نگارش فرمودند از اقتدای صلوٰۃ کہ مقامِ معبودیتِ صرف است ایضاً نصیبی در حق شما نشان دادہ و از الحاق بہ حقیقت الحقائق و بحصول بہرہ از ذات موہوب کہ از راہ عارف قیوم است (مکتوبات سیفیہ ۱۳۱/ ۱۵۸)

صحیفۂ شریفہ ..... رسانیدہ خوش وقت ساخت آنچہ از حصول محبوبیت ذاتیہ و بہرہ یافتن از محبوبیتِ صرف کہ تعلق باخفی دارد نگارش یافتہ بود۔ فرحت بر فرحت افزود ..... (ایضاً ۱۳۳/ ۱۵۹)

۲-۱/۴۵۴ ..... از ولایات ثلاثہ و حقائق ثلاثہ بل فوق تعین حبی در مدتِ قلیلہ نواختہ بودند...

حضرت خواجہ سیف الدین نے اس نوعیت کی بشارات اپنے کئی مکاتیب

بنام مفتی محمد باقر انہیں دی ہیں ملاحظہ ہو: مکتوبات سیفیہ ۵۰/ ۷۰، ۱۳۱/ ۱۵۸

گویا مفتی محمد باقر علیہ الرحمت نے مولف کے والد کی بیاض میں اپنے جو احوال تحریر کئے ہیں ان میں سے ہر بشارت کی تصدیق مکتوبات سیفیہ سے ہو جاتی ہے۔

۴۵۴/۱۳-۱۵ ..... تشریفِ بادشاہزادۂ معظم محمد بہادر شاہ بہ تقریب صوبہ داری ملتان وکابل اتفاق کردہ چوں اختیار خدمات لاہور نوکر طور نمودہ بودند استقبال ضرور گشتہ .....

یعنی جب شہزادہ محمد بہادر شاہ بن اورنگ زیب کو ملتان وکابل کی صوبہ داری سونپی گئی اور وہ ملتان جاتے ہوئے لاہور سے گزرا تو مفتی محمد باقر کو مفتی شہر ہونے کی حیثیت سے شہزادے کے استقبال کے لیے جانا پڑا۔ یہاں "خدمات لاہور نوکر طور نمودہ" سے وہی منصب "مفتی دارالسلطنت لاہور" مراد ہے۔

اورنگ زیب نے اپنے ۳۹ سال حکومت (۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء) میں کابل اور ملتان کے باغیوں کو تنبیہہ کرنے کے لیے اقدامات کئے۔ شہزادہ معزالدین بہادر شاہ شاہ عالم کو ملتان کا صوبہ دار مقرر کیا، منتخب اللباب میں ہے:

بسبب اخبار مختلف شورش وفسادِ ملتان کہ فرقۂ مشہورہ بلچی بپای سہ نقطہ ہندی کہ بہ لباس فقیران طریقۂ مفسدان اختیار کردہ بودند وآشوب بلوچان علاقۂ آں در صوبۂ ملتان گردیدہ بود پادشاہزادۂ ولی عہد را مع پسران برای بندوبست صوبۂ کابل مامور نمودند وشاہزادہ معزالدین را بہ صوبۂ ملتان مقرر فرمودند (۲/۴۴۴)

گویا ۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء میں شیخ محمد باقر، لاہور میں مفتی کے منصب پر فائز تھے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے وصال ۱۱۰۹ھ تک اس منصب پر "خدمات" بجالاتے رہے ہوں گے۔

۴۵۴/۱۵-۱۷ ..... بہ قصدِ استقبالِ (شہزادہ معزالدین بہادر شاہ) برآمدہ اما خجالت برکمال درخاطر متمکن گشتہ کہ در وقتِ غلبۂ ارشاد وطنطنۂ مشیخت معاملہ صحبت بہ نوعی دیگر بودہ کہ الحال حرف نوکری درمیان است .....

یہاں مفتی محمد باقر کا حضرت خواجہ کے اس امر کی طرف اشارہ ہے جب انہیں خلافت ہی اورنگ زیب، شہزادوں اور اہلِ عسکر کی باطنی تعلیم وتربیت کیلئے

دے کر دربار شاہی میں بھیجا گیا تھا وہاں ان کے ارشاد و مشیخت کی یہ شان تھی کہ معاصر مولف شیخ محمد مراد کشمیری جو ان سے ملے بھی تھے لکھا ہے :

روزی در مراقبہ بودند کہ پادشاہ (اورنگ زیب) روی ایشاں گذشت باوجود تکلیف مقربان اصلاً از جای نہ رفتہ خلل در نسبتِ خود نمیداختہ از راہ کمال استغنا و استغراق پروای تعظیم و پاس پادشاہی نہ نمودہ ۔

(تحفۃ الفقراء ۴۷)

۴۵۵/۲ ..... درہماں مجلس (استقبال) بشارتِ سلطنت ہم کہ از حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا آخر روز افزوں بودہ .....

رک بہ تعلیقات حاضر (۵۰۷ - ۵۰۸)

۴۵۵/۴-۷ حضرت مرشدی قبلہ گاہی یک بیت آں عزیز (مفتی محمد باقر لاہوری) در بیاض خاص بہ دستخط شریف نوشتہ اند ..... ؎

کاہش نفسِ خود .....

مفتی محمد باقر لاہوری شاعر تھے انہوں نے اپنی تالیفات میں اپنے اشعار نقل کیے ہیں۔ (کنز الہدایات ۴-۵ تین شعر) نیز مفتی محمد باقر کا منظوم فارسی رسالہ دامِ حق ان کے پختہ کار شاعر ہونے کا ثبوت ہے (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۴۵۲/۲۴-۵)

۴۵۵/۸ ...... وصال آں عزیز (مفتی محمد باقر لاہوری) در حوالیٔ سنہ ہزار و صد و نہ ہجری در بلدۂ لاہور اتفاق افتاد .....

مفتی محمد باقر کے سال وصال میں اختلاف ہے معاصر مولفین شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے صاحبِ مقاماتِ معصومی ہی کی طرح لکھا ہے کہ " در حدود سنہ ہزار و یک صد و چند رحلت گزیں شدند" (تحفۃ الفقراء، ۴۷) اسماعیل پاشا بغدادی نے مفتی محمد باقر کا سنہ وفات ۱۰۸۰ھ اور ان کی تالیف کنز الہدایات کا نام کنز الہداۃ فی المکتوبات لکھا ہے جو بالکل غلط ہے دراصل انہوں نے کنز الہدایات کے دیباچے میں اس کا سال تالیف ۱۰۸۰ھ (رک بہ تعلیقات ۴۵۲/۲۴-۲۵) دیکھا تو اسے مولف کا زمانہ حیات قیاس کرنے کی بجائے سہواً اسے مولف یعنی

مفتی محمد باقر کا سال وصال سمجھ لیا ( ہدیۃ العارفین ۲/۲۹۲ ) ۔ اسی طرح بغیر حوالے کے عمر رضا کحالہ نے مفتی محمد باقر کا سالِ انتقال ۱۰۷۹ھ لکھ دیا حالانکہ انہوں نے اسماعیل پاشا بغدادی کا مذکورہ بالا حوالہ ہی دیا ہے ۔ اگر ان کی مراد اس سے مولف کا زمانہ حیات ہے تو یہاں انہوں نے حسب عادت ۱۰۷۹ھ کے ساتھ "کان حیًا" نہیں لکھا ۔

بہرحال دونوں معاصر مولف جو مفتی محمد باقر لاہوری سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کر چکے تھے یعنی صاحب کتاب حاضر اور شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری صحیح سال وصال سے بے خبر تھے لہذا کسی نئی دستاویز کے منظر عام پر آنے تک مفتی محمد باقر لاہوری کا سال وصال بقول مولف مقامات معصومی حدود ۱۱۰۹ھ ہی تسلیم کیا جانا چاہیے ۔

۴/۸-۹ ..... ہماں دیوان خانہ کہ مسکنِ ایشاں ( مفتی محمد باقر لاہوری ) بودہ مدفن ہم گردیدہ و ہماں جا قبرش مشخص گشتہ

گویا مفتی محمد باقر لاہور میں اپنے دیوان خانے میں ہی دفن ہوئے ۔ قدیم اندرون شہر لاہور کے محلوں میں سے "چوہٹہ مفتی باقر" کے نام سے ایک محلہ اب تک موجود ہے ۔ کنھیا لال نے لکھا ہے ۔ مفتی محمد باقر ..... جس کی اولاد کا اب نام و نشان نہیں ہے صرف ایک محلہ چوہٹہ مفتی محمد باقر کے نام سے مشہور ہے ( تاریخ لاہور ۵۴-۵۵ ) ۔

پروفیسر علم الدین سالک نے لکھا ہے کہ مفتی محمد باقر کا مزار چوہٹہ مفتی باقر میں ہے ( نقوش لاہور نمبر ۵۰۹ ) ۱۹۲۰ء میں جب فوق نے تذکرہ علمائے لاہور تالیف کیا تو مفتی صاحب کے تمام مکانات "لاپتہ" ہو چکے تھے ( تذکرہ ۱۳ ) ۔

۴/۱۱-۱۲ ..... اولاد ایشاں ( مفتی محمد باقر لاہوری ) شیخ محمد قطب کہ اوسط بودہ ..... نیز سفر دار البقا گزیدہ .....

شیخ محمد قطب بن مفتی محمد باقر کے حالات ہمیں دستیاب نہیں ہو سکے ۔ گویا شیخ محمد قطب کتاب حاضر کی تکمیل ۱۱۳۴ھ سے قبل فوت ہو چکے تھے ۔

مفتی محمد باقر لاہوری کے صاحبزادے محمد قطب بھی ذی علم ، مولف اور

شاعر تھے۔ انہوں نے نقشبندی سلسلہ کے صوفیہ کے ایک تذکرے گلزار اسرار الصوفیہ کا سال تالیف ۱۱۲۴ھ کے لیے کئی شعری مادے تجویز کیے تھے۔ یہ کتاب دیدۂ مغل مخاطب بہ آغر خان کی تالیف ہے۔ اس کے خاتمے میں مولف نے وضاحت کی ہے :

تاریخ ابتداء و اختتام تالیف این کتاب .....

میاں شیخ قطب الدین بن مرحومی و مغفوری میاں شیخ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ بودند بطریق یادگار نوشتہ شد۔

لیکن یہ تمام مادے کتابت کے ایسے اغلاط سے پُر ہیں کہ ان کے اعداد شمار سے کسی مادے سے بھی سنہ ۱۱۲۴ھ برآمد نہیں ہوتا۔

اس کتاب کا خطی نسخہ، انڈیا آفس لائبریری میں ہے درک مقدمۂ کتاب حاضر بعنوان "حیات حضرت خواجہ کے ماخذ")

۱۸۸۲ء میں جب کنھیالال نے تاریخ لاہور تالیف کی تو مفتی محمد باقر کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا (تاریخ لاہور ۵۴-۵۵)۔ ۱۹۲۰ء میں بھی جب فوق نے تذکرہ علمائے لاہور تالیف کیا تو مفتی محمد باقر کی اولاد کا کوئی فرد موجود نہیں تھا (تذکرہ ۱۳)

مفتی محمد باقر کے ایک بھائی ملا محمد امین حافظ آبادی کے حالات کتاب حاضر میں ملاحظہ کریں (۴۹۰)

مفتی محمد باقر لاہوری کے خانوادے سے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ حسینی سادات میں سے تھے انہوں نے اپنا پورا نام یوں لکھا ہے :

"محمد باقر بن شرف الدین اللاہوری العباسی الحسینی" (کنز ۲)

شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو انہیں ذاتی طور سے جانتے تھے انہیں "حسینی سادات" میں سے بتایا ہے (تحفۃ الفقراء ۷۳) مقامات معصومی کے مولف اور شیخ محمد مراد دونوں نے مفتی محمد باقر کے خانوادے کے بارے میں کچھ نہیں لکھا کہ ان کے اجداد کب اور کہاں سے ہندوستان اور پھر لاہور میں وارد ہوئے۔ ہمیں صرف اسی قدر معلوم ہے کہ ان کے والد میر شرف الدین عباسی بھی لاہور کے مفتی

تھے (فرحت الناظرین ۲۰۵) محمد دین فوق نے بغیر کسی سند کے لکھا ہے کہ ان کا خاندان قدیم شاہان اسلام کے زمانے سے ممتاز و معزز چلا آتا تھا .....
(تذکرہ علمائے لاہور ۱۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت مفتی محمد باقر پر غایت درجہ مہربان تھے باطنی تربیت کے لیے انہیں اپنے فرزند خواجہ سیف الدین کے سپرد کیا (تحفۃ الفقراء ۷۳) حضرت خواجہ اور حضرت خواجہ سیف الدین دونوں بزرگوں نے مفتی محمد باقر کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرما کر ان کے احوال کی تصدیق کی تھی [مکتوبات معصومیہ، مکتوبات سیفیہ (اقتباسات چند سطور کے بعد دیئے گئے ہیں)]

مفتی محمد باقر کے والد گرامی میر شرف الدین عباسی لاہوری بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے، خود اورنگ زیب خواہش مند تھا کہ میر شرف الدین حضرت خواجہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوں اور اس سلسلے میں بختاور خان نے خاص کردار ادا کیا، خواجہ سیف الدین اورنگ زیب کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

از احوال والد شما ..... بحضور بادشاہ مذکور شد پرسید کہ والد شیخ ہم شغل گرفتہ اند گفتم آری خیلی طلب دارند و آرزوی رسیدن بہ سرہند ہم بسیار دارند، بختاور خان دریں باب خیلی جنبد ..... فقیر از محبت و دلسوزی مشارٌ الیہ خیلی محظوظ است (مکتوبات سیفیہ ۱۴۲/ ۱۶۹)

خواجہ سیف الدین نے اپنے دیگر مکاتیب میں بھی میر شرف الدین لاہوری کا ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں انہیں "اعلم العلماء" لکھا ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۲۳/ ۱۵۲)

مفتی میر محمد باقر لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد سعید کے تین مکاتیب ہیں جن میں ان کی استعداد پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے (مکتوبات سعیدیہ ۶۲/ ۱۱۸، ۷۰/ ۱۳۱، ۷۶/ ۱۳۵)

حضرت وحدت نے منصب قیومیت اور اصالت کی بحث و شرح کے دوران شیخ محمد باقر کی اس باب میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے ساتھ

مراسلت کو بطور سند پیش کیا ہے (گلشن وحدت ۵۹/۱۰۱-۱۰۲)

حضرت خواجہ نے مفتی محمد باقر کی تربیت کے لیے انہیں اپنے فرزند خواجہ سیف الدین کے سپرد کر دیا تھا (تحفۃ الفقراد ۷۲)، حضرت خواجہ سیف الدین ان کے احوال پر بڑے مطمئن تھے۔ کئی مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کی تسبیح بطور تبرک مفتی محمد باقر لاہوری کو ارسال کی گئی:

تسبیحی کہ در استعمال حضرت قبلہ کونین درآمدہ فرستادہ شد (مکتوبات سیفیہ ۱۱۹/۱۴۸)

این سہ چہار بشارت کہ غایبانہ در حق شما فرمودۂ (حضرت خواجہ محمد معصوم) اند یارانِ دیگر را در سالہا قلیلی از آنہا بدست افتد ہم ہزار مغتنم می دانند (ایضاً ۱۳۱/۱۵۸) چوں شما (مفتی محمد باقر) را در مکتوبات و معارف آنحضرت (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ مہارت تمام است، آنچہ از ضروریات این راہ است بہ طالبان صادق رہنمونی می نمودہ باشند.... (ایضاً ۱۴۱/۱۶۷)

حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) در مجموع اصحاب تعریفِ استعداد و سرعت سیر شما بسیار می فرمودند..... (ایضاً ۱۴۳/۱۷۰)

۴۵۶/۶-۷ ..... باوجود قرب داراشکوہ ہم در اظہارِ کلمۂ حق پیش شاہِ مذکور بی غم داندہ بودہ .....

ان امور کی تفصیل کتاب کے مقدمے میں ملاحظہ کریں۔

۴۵۶/۸-۱۰ ..... غرض از ترقیم مکتوبی کہ بست و نہم است از جلد اول در فرضیتِ امر معروف و نہی منکر و ردّ جماعت کہ مذہبِ صوفیۂ علیہ را ترک تعرض دانستہ اند بہ اسقاطِ عمل و مفاسدِ دیگر قائل گشتہ بہ مشارٌ الیہ برای محض نمود داراشکوہ است.....

چونکہ مکتوب الیہ مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی، داراشکوہ کے مقرب تھے۔ اس لیے حضرت خواجہ نے داراشکوہ کے عقائدِ مفاسدہ کے خلاف اور سنتِ سنیہ پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ طویل مکتوب لکھا۔ حضرت خواجہ اسی مکتوب میں داراشکوہ کے مسلک صلح کل و وحدتِ ادیان پر زد لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

عجب کار و بار است جمعی از آنانکہ مشرب کم آزادی و صلح کل اختیار کردہ

اند باہمہ فرق از کافران و جہودان و جوگیہ و براہمہ و ملاحدہ و زنادقہ و اہنی دغیرآں نیک اند..... اہلِ سنت وجماعت..... فرقۂ ناجیہ اند..... بایشاں غلظت وعداوت دارند..... (۱/۲۹/۱۲۱)

گویا کتاب حاضر کی بدولت پہلی مرتبہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ کا مذکورہ مکتوب داراشکوہی مکتبۂ فکر کی تردید میں لکھا گیا تھا (رک بہ مقدمہ کتاب حاضر)

۲۳/۴۵۶ ..... مکاتیب دیگر ہم مشتمل بر بشارات علیہ و فوائدِ خفیہ و جلیہ اند بنام آں عزیز (مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی) .....

مکتوبات معصومیہ ۱/ ۲۵، ۲۹، ۵۷، ۷۳، ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۷، ۱۴۱، ۱۵۴، ۱۸۲، ۲۲۴۔

۴۵۸/۵-۶ ..... مکاتیب فراوان در سہ جلد مکتوبات بنام مشارٌ الیہ مندرج است.....

ملا حسن علی پشاوری کے نام مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں:

۱/ ۲۸، ۳۹، ۶۱، ۶۵، ۷۲، ۹۸، ۱۲۵، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۷۸، ۲۱۴۔

۲/ ۱، ۲۰۔ ۳/ ۱۱۵

۴۵۸/۷-۸ اکثر عادت مبارک حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ چناں است کہ در عنوان مکاتیب دُعا بایں عبارت می فرمایند: احسن اللہ.....

رک بہ مکتوبات معصومیہ ۱/۶۱/۱۷۶

۴۵۸/۱۱-۱۴ شجرۂ سلسلہ علیہ نقشبندیہ..... در ابیات بستہ.....

ملا حسن علی پشاوری کا نظم کردہ شجرۂ طریقت مشائخ نقشبندیہ کے کسی خطی نسخے کا ہمیں تاحال علم نہیں ہے۔

۴۵۸/۱۸ مولد و مسکن و مدفن آں عزیز (ملا حسن علی پشاوری) بلدۂ پشاور است.....

ہمیں تحقیق کے باوجود پشاور میں ان کے مدفن کا علم نہیں ہو سکا۔ ملا حسن علی پشاوری صاحبِ استعداد خلیفہ تھے۔ حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں:

مولانا حسن علی دریں مرتبہ کہ از خدمتِ عالیہ رخصت شد بعد رخصت (حضرت خواجہ محمد معصوم) می فرمودند کہ ایں مرتبہ فلانی کارِ خود را تمام کردہ

رفت ، می فرمودند کہ لفظ علم را در جبین وی نوشتہ دیدم یعنی مبداءِ یقین او علم باشد (خزینۃ المعارف ۴۵/۲۴)

ملا حسن علی پشاوری کے حضرت خواجہ کے خلفاء کے ساتھ بڑے گہرے مراسم تھے چنانچہ شیخ علیم جلال آبادی، خواجہ محمد صدیق پشاوری، ملا نعمت اللہ پشاوری اور شیخ محمد امین بدخشی (مولف نتائج الحرمین) کے نام حضرت خواجہ کے مشترکہ مکاتیب صادر ہوتے ہیں (مکتوبات معصومیہ ۲۸/۱ ، ۱۱۰ ، ۱۹۰/۱۳۹ ، ۳۹۱/۲۱۴ ، ۲۰/۱/۲ )

۴۵۹/۵ بھٹی کوٹ موضعی است مشہور میان پشاور و کابل قریہ ایست معروف بہ طفیل عزیز معہود (اخون ملا موسیٰ بھٹی کوٹ)

افغانستان کے جغرافیہ پر پشتو میں ایک اہم قاموس ہے جس میں بھٹی کوٹ کا محل وقوع یوں درج ہے :

بتی کوت : پوہ دوہمہ درجہ علاقہ داری دہ چہ د ننگرہار د ولایت دشنیوار د پہ نوی حکومت پوری راساً تری دہ ..... یوکلی دی چند د ننگرہار د ولایت د مرکزی بنار جلال کوت د جنوبی فتح بہ ۵، ۳۲ کلومتری کی دشنیوار و دلوی حکومت د مہندی بہ درعیہ درجہ..... دختیع طول البلد بہ ۷۰ درجو ۴۰ دقیقو ۱۶ ثانیو او د اشمال عرض البلد پہ ۳۴ درجو ۱۶ دقیقوکی واقع او ..... (د افغانستان جغرافی قاموس، کابل ۱۹۷۰ء ۔ لمری جلد ۲۳۷)

موضع بتی کوٹ میان جلال آباد و پشاور بطرف جنوب راہ عام (افادات آقای خلیلی)

۴۵۹/۶ ...... ایشاں (ملا موسیٰ بھٹی کوٹ) را خوندمی گفتند کہ در آں دیار (افغانستان) علماء را بایں لقب می نمایند.....

آخوند ..... مخففہ ..... آقا خوند خداوند یا خوند..... ملا، عالم، باسواد، عالم روحانی، پیشوای مذہبی، معلم کتب خانہ (فرہنگ فارسی معین ۳۵/۱)

۱۵/۴۵۹ ....: بادجودی کہ بادشاہ فردوس آشیاں اندکی سوءِ مزاج بہ تقریبی از تقریبات از آنحضرت عالی درجات شدہ بود.....

یہاں "بادشاہ فردوس آشیاں" سے شاہ جہان مراد ہے۔(رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)

۴/۴۶۰ ..... حضرت شاہ جیو قدس سرہ کہ برادرِ اصغر حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند......

یہاں "شاہ جیو" سے حضرت شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی مراد ہیں۔ (رک تعلیقاتِ حاضر ۳۶۰/۲۰-۲۱ ، ۳۶۱/۳-۶)

۴۶۱/۱۱-۱۲ ..... بالفعل فرزند رشید ایشاں، میر سعد اللہ سلمہ ربہ بجای نشینئ پدرِ بزرگوارِ خود (آخوند موسیٰ بھٹی کوٹی) بہ قبولیت تمام بر مسند ارشاد نشستہ است......

میر سعد اللہ بن آخوند میر موسیٰ، حضرت خواجہ محمد زبیر بن حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے خلیفہ تھے۔حضرت خواجہ محمد زبیر نے اپنے قیام کابل کے دوران ۱۱۱۴ھ میں انہیں خلافت دے کر اُن کے علاقے میں متعین کیا (روضۃ القیومیہ ۳/ ۱۲۸ ، ۴/ ۲۴)۔ میر سعد اللہ کو افغانستان میں خواجہ محمد زبیر کا خلیفہ اعظم بتایا گیا ہے۔انہوں نے سلوک کی تعلیم کاملاً حضرت خواجہ محمد زبیر سے ہی حاصل کی اور بہت سے اصحاب نے میر سعد اللہ سے باطنی استفادہ کیا۔متقی و متشرع تھے (ایضاً ۴/ ۲۹۴-۲۹۵) روضۃ القیومیہ کی تکمیل حدود ۱۱۶۴ھ تک بقید حیات تھے (ایضاً)

۱۱/۴۶ ..... درباغچہ کہ سابق قبر برادرِ ایشاں (میر موسیٰ) میر رحمت اللہ بود مدفون گشتند...

معروف محقق و شاعر افغانستان آقای خلیلی نے ہمیں بتایا ہے کہ اخوند موسیٰ کا مزار موضع بھٹی کوٹ میں مشہور ہے جس پر کوئی گنبد اور کتبہ نہیں ہے۔اخوند میر موسیٰ بھٹی کوٹی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب موجود ہیں (۲/ ۱۲۲، ۳/ ۱۷۹) مؤخر الذکر مکتوب میں حاشیہ پر ان کی نسبت "اسپوری" درج ہے۔لیکن دونوں مکاتیب میں ان کے نام کے ساتھ لفظ "میر" شریک ہے۔کتاب حاضر سے بھی ثابت ہے کہ وہ سید تھے اور انہیں "میر" ہی کہا جاتا تھا۔اس لیے ہمارا قیاس ہے کہ ان دونوں مکاتیب کے مکتوب الیہ یہی اخوند میر موسیٰ بھٹی کوٹی ہیں۔ دوسرے مکتوب

میں ان کے مریدین کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے:

آنچہ از احوال یاران نوشتہ بودند کہ بعضی در ذکر لطائف اند و بعضی بہ فنای قلب رسیدہ اند خوش وقت ساخت ..... برادر دینی حافظ محمد طاہر و رجب علی سلام خوانند ..... (۲۳۰/۱۷۹/۳)

اخوند میر موسیٰ، ان کے بڑے بھائی میر رحمت اللہ اور میر سعد اللہ بن اخوند موسیٰ کی بدولت بھٹی کوٹ ننگر ہار میں سلسلہ نقشبندیہ کی خوب ترویج ہوئی۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکار پوری (ف ۱۱۹۵ھ) کے مریدین و مکتوب الیہم میں بعض نسبتیں اسی علاقے کی بھی ہیں (مکتوبات ۱۲/۹۶ بنام ملا صلاح بتی کوتی)

۴۶۲/۴ ..... جامع العلوم مُلا بدر الدین سلطانپوری .....

مُلا بدر الدین کو "جامع العلوم" ان کے حین حیات ہی کہا جانے لگا تھا۔ مکتوبات معصومیہ کی جلد اول کے جامع حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے ان کے نام کے ساتھ "جامع العلوم" لکھا ہے (۱۴۲/۳۵/۱)۔

۴۶۲/۱۲ ..... جمیع مخدوم زادہ ہای عالی درجات تلامیذ ایشاں (مُلا بدر الدین سلطانپوری) اند .....

یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سارے صاحبزادے مُلا بدر الدین کے شاگرد تھے۔ مولف نے اس امر کی تصریح کتاب حاضر میں صاحبزادگان کے حالات کے تحت کر دی ہے .....

۴۶۲/۱۶-۲۱ ..... سفر حجاز در رکاب سعادت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمودہ، قصدِ اقامت آں دیارِ پُرانوار فرمودند ..... القصہ ہفت سال در آں اماکن نورانی اقامت شدہ بود .....

حضرت خواجہ ۱۰۶۸ھ میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوتے اور ملا بدر الدین سلطان پوری آپ کی آمد کے سات سال بعد یعنی ۱۰۷۵ھ [۱۰۶۸ + ۷] میں واپس آئے۔

۴۶۲/۲۱-۲۴ ..... قبائل ایشاں (ملا بدر الدین سلطانپوری) در حضرت سرہند رسیدہ بہ خدمت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ التماس نمودند کہ باخوند نگارش فرمایند تا امتثال امر

واجب بجا آورد ..... درمعرضِ قبول افتاد آں مکتوب در جلد ثالث مندرج است ودرآں صحیفۂ شریفہ تعریف بلدۂ سرہند وفضل روضۂ منورۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز مرقوم است .....

حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں :

بفضائل مآب شیخ بدرالدین سلطانپوری ..... ایام مفارقت بامتداد کشیدہ وحدیث شوق از بیان بیرون دوستان ہر سال ہنگامِ رجوع حجاج انتظار قدوم شریف می بردند چوں معلوم شود کہ نیامدند چشم بر سال دیگر می دوزند اگر ارادۂ توطن آنجای است اعلام فرمایند ..... الحق افسوس ست کہ کسی ازاں دیارِ عُلیا بایں دیارِ سُفلی آید ..... آری اگر بہ نیتِ زیارت روضۂ مطہرۂ حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدد الف ثانی) وملاقات مجاوران آں مرقدِ منیر بیایند ..... گنجائش دارد ..... (۱۰۷/۶۵/۳)

حضرت خواجہ کا یہ مکتوب آپ کے مکتوبات کی جلد سوم میں ہے جو ۱۰۷۲ھ میں جمع و مرتب ہوئی اس لیے قیاس ہے کہ یہ مکتوب گرامی حدود ۱۰۷۳ھ میں لکھا گیا اور مُلا بدرالدین دو سال بعد بوجہ مسافت اور زیارت دیگر اماکن میں صرف کر کے ۱۰۷۵ھ میں ہندوستان پہنچے (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۱۶/۴۶۲)

۴۶/۶-۷ ..... علامی فہامی مولانا نجم الدین و جمیع کمالات قائم مقام پدر بزرگوار خود (ملا بدرالدین) است .....

مولانا نجم الدین بن مُلا بدرالدین سلطانپوری اپنے عہد کے صاحب سند مدرس تھے اور اپنے والد کے عین حیات ہی مدرسۂ سلطانپور میں درس و تدریس کی مسند پر متمکن تھے۔ ۱۰۸۸ھ میں مولانا بہلول گول برکی جالندھری کے والد مرزا خان برکی نے حدیث کی سند انہیں سے لی تھی (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۱۵/۴۶۳)

۴۶/۱۱-۱۳ ..... شروع ارادت (مولانا نجم الدین سلطانپوری) از حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ داشتند اما کار را در خدمتِ خال اکرم قطب العارفین حضرت سیف الحق ..... بآخر رسانیدہ .....

گویا مولانا نجم الدین نے سلوک کی تکمیل حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں کی تھی۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے ان کے احوال پر تحسین فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

..... فضائل و کمالات دستگاہ ..... مکتوب مرغوب کہ محتوی بر اذواقِ باطنی بود دسبب لذات معنویہ گشت، حالتی کہ در نوم رو دہد بغایت اصیل است ..... کہ از لوازم برکات خلوت باشد ..... (مکتوباتِ سیفیہ ۱۸۲/۲۰۳)

صاحبِ روضۃ القیومیہ کا بیان غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین نے خلافت ہی حضرت خواجہ محمد معصوم سے پائی (۲/۲۳۹) نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ سلطانپور کے اکثر طالب انہیں کے مرید ہوتے ..... (ایضاً)

۱۵/۴۶۳ جامع العلوم ملا بدرالدین سلطانپوری اپنے عہد کے جید عالم، محدث اور مسندِ وقت تھے۔ ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے جامع بھی، حضرت خواجہ کے چار مکاتیب ان کے نام ہیں۔

۱/ ۳۵/ ۴۲ در بیان آنکہ قرب ولایت فنای علم و ارادت در کار است .....

۲/ ۷۸، ۱۱۴ یہ دونوں مکاتیب عربی میں ان کے قیام حرمین الشریفین کے دوران لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

۳/ ۶۵ طلب از حرمین الشریفین .....

حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ سے ان کے احوال کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا:

از حال مولانا بدرالدین سلطانپوری بہ فقیری فرمودند کہ چوں تو شبِ از جانب فلانی مذکور نمودی بعد تہجد حال او گشتم دیدم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوازشہا در حق وی نمودند و امری عظیم عنایت نمودند معلوم شد کہ شربی از کمالات نبوت بود بعد ازاں در حلقۂ فجر متوجہ وی شدم و

وی رو بروی ما نشسته بود او را نصیبی از کمالات مذکور یافتیم در پهلوی فلانی نشسته بود چوں موازنۂ نسبتِ فلانی نموده شد در جنتِ وی کنجشکی نمود از عدم اطلاع کما هی وی بر نسبتِ خود حرفی می فرمودند۔ معروض داشته شد که نسبت بچه مشابه است و علم بکدام درجه، فرمودند که چوں عضدی خوانی بل تمام تحصیلی حرفی از کافیه نه فهمد، روزی فرمودند که متوجهٔ وی گشتم دیدم که وجود بشریت کوه کوه سحاب دار از وی زائل می شد و بعضی از اقسام عالیه فنا در وی نشان می دادند، شبی بعد از نماز عشا متوجه گشته فرمودند که ملتمس تعین ولایت خود بود، بعد توجه انبساط و وسعت در وی بسیار یافته شد ولایتش ابراهیمی باشد علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام ۔ و از نسبت خلّت در وی نشان دادند و نیز از حصولِ معنی خاص در قلب که در حدیث تعبیر از آں به لکن یسعنی قلب عبدی المومن آمده وی را مبشر ساختند (خزینۃ المعارف ۴۱/۲۴)

حضرت مروج الشریعت نے اورنگ زیب کے دربار سے اپنے برادر بزرگ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کو خط لکھا ہے کہ میں نے اورنگ زیب کے ساتھ اپنی صحبتوں کا حال تحریر کیا ہے ۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب اورنگ زیب کے سامنے مولانا بدر الدین کے اوصاف بیان کئے گئے تو بادشاہ نے کہا کہ انہیں بھی یہاں بلا لیا جائے :

تعریف میاں شیخ بدر الدین بسیار نمودیم و بعضی از حرارتهای دینی ایشاں را که به بادشاه جیو می خواهند مذکور به کنند، مذکور کردیم تبسم کردند و خوش وقت شدند و فرمودند اگر میاں راضی باشند به طلبند (ایضاً ۱۲۸/۱۴۵)

مولانا بدر الدین کا مدرسہ طلبہ کے لیے مرجع خاص تھا اور وہ باقاعدہ طلبہ کو سندیں دیتے تھے ۔ ۱۰۸۸ھ میں شیخ بہلول گول برکی جالندھری کے والد مرزا خان برکی نے حدیث کی سند مولانا بدر الدین اور ان کے بیٹے شیخ نجم الدین سے لی اس سند کے یہ الفاظ :

اجازت حدیث بہ سندِ صحیح از مولوی محمد فرخ کابلی ثم السہرندی ..... و نیز اجازت ..... از حضرت میاں شیخ بدر الدین افغان و از پسر او میاں نجم الدین السلطان پوری الحنفی فتح اللہ تعالیٰ فی اجلہ رسیدہ است و ایشاں از شیخ شمس الدین محمد البابلی الشافعی رسیدہ است (فوائد الاسرار ورق ۱)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۱- ملا بدر الدین سلطان پوری نسلاً افغان تھے۔

۲- ان کے بیٹے مولانا نجم الدین بھی اپنے والد کے حین حیات مسندِ درس و تدریس سنبھالے ہوئے تھے۔

۳- ملا بدر الدین کی سند حدیث حضراتِ مجددیہ سے مختلف ہے۔

یعنی وہ شیخ شمس الدین محمد بابلی کے شاگرد ہیں۔ غالباً انہوں نے یہ سندِ حدیث اپنے حرمین الشریفین کے قیام (۱۰۶۸-۱۰۷۳ھ) کے دوران لی ہوگی۔ شیخ محمد بن علاء الدین ابو عبداللہ شمس الدین البابلی القاہری الازہری الشافعی (۱۰۰۰-۱۰۷۷ھ) اپنے عہد کے جید عالم اور حافظ حدیث تھے کئی اہم کتابوں کے مصنف بھی ان کے احوال و آثار کے لیے ملاحظہ ہو :

۱- محبی ، خلاصۃ الاثر ۴/۳۹-۴۲

۲- بغدادی : ہدیۃ العارفین ۲/۲۹

۳- کحالہ : معجم المولفین ۱۱/۳۴

شیخ شمس الدین محمد البابلی ، بابل [من اعمال مصر الی القاہرۃ (محبی ۴/۳۹)] کے رہنے والے تھے ممکن ہے مولانا بدر الدین سلطان پوری طلب علم کے لیے مصر گئے ہوں اور انہوں نے حدیث کی سند جامعہ ازہر سے لی ہو اور شیخ شمس الدین بابلی ان دنوں جامعہ میں استاد ہوں ..... یہ سب امور تحقیق طلب ہیں۔ سلطان پور، پنجاب کی مشہور ریاست کپورتھلہ میں ہے۔ اس کے برطانوی عہد کے محلِ وقوع اور اس نام کے دیگر قصبات کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

Hand Gazetteer of India. p. 365.

۹-۶/۴۶۴ ..... مکتوبی کہ باسم حقائق آگاہ خواجہ محمد حنیف کابلی است نگارش می

فرمایند ..... (مکتوبات معصومیہ ۱/۵۵/۱۷۱)

۴۶۴/۱۱-۱۲ ..... استماع قرآن حضرت ایشاں ہم بر دی تعلق داشتہ .....

حضرت خواجہ نے حافظ عبدالکریم کے بارے میں حضرت مروج الشریعت سے فرمایا :

حافظ عبدالکریم می فرمودند کہ چوں درخلوات اکثر بہ استماع تلاوتِ قرآن رفیق است ازیں جہت از کمالات ما بسیار بہرہ دراست (خزینۃ المعارف ۴۵/۲۴)

۴۶۶/۱۴ ..... مکاتیب شرحِ احوالِ وی در مکتوباتِ شریفہ مندرج .....

حافظ عبدالکریم توہانی کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۱/ ۳۴، ۱۶۶، ۱۶۷

موخر الذکر دونوں مکاتیب میں ان کی عالی ہمتی اور اعلیٰ استعداد کی تعریف و تصدیق کی گئی ہے ۔

۴۶۶/۵-۶ ..... شیخ بدیع الدین ..... کہ از اکابر خلفای امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذشتہ اند .....

شیخ بدیع الدین سہارنپوری بن رفیع الدین بن عبدالستار انصاری حضرت مجدد الف ثانی کے معروف ترین خلفاء میں سے تھے ، حالات کے لیے دیکھئے :

۱- کشمی : زبدۃ المقامات ۳۴۶ - ۳۵۱
۲- سرہندی : حضرات القدس ۲/ ۳۳۴ - ۳۴۰
۳- محمد صادق : طبقات شاہجہانی ۴۰۳ ب ۴۰۴ ا
۴- محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱/ ۳۲۸
۵- عبدالحیٔ حسنی : نزہۃ الخواطر ۵/ ۹۱ - ۹۲

شیخ بدیع الدین کا وصال ۱۰۴۵ھ میں ہوا ، معاصر ماخذ طبقات شاہجہانی میں ہے :

بعضی بیماریہا ءِ قوی عارض گشت در سنہ ہزار و چہل و پنج از عالم در

گذشت (طبقات ورق ۴۰۴-الف)

صاحب نزہۃ الخواطر نے چودھویں صدی ہجری کی ایک کتاب مہر جہانتاب کے حوالے سے ان کا سالِ وفات ۱۰۴۲ھ درج کیا ہے (۹۱/۵) جو معاصر شہادت یعنی طبقات شاہ جہانی کے مقابلے میں چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سہارنپور تشریف لے جانے اور شیخ بدیع الدین کے ہاں قیام فرمانے کا ذکر مولف اس سے پہلے کر چکے ہیں (کتاب حاضر ۲۳۳/۱)

۴۶۵/۱۲ ..... مکاتیب کثیرہ مشتمل بر بشارات علیہ بنام در جلدین آخرین مکتوبات قدسی آیات مندرج .....

مکتوبات معصومیہ میں مندرجہ ذیل مکاتیب شیخ بایزید کے نام ہیں :

۲/ ۴۲، ۷۳، ۷۴، ۸۰، ۸۵، ۱۳۹۔

۳/ ۱۰۸، ۱۵۲

۴۶۵/۱۸-۱۹ ..... در آں ایام خلفِ رشید شیخ بایزید مسمّٰی بہ حسام الدین در قید حیات بودہ.....

شیخ حسام الدین بن شیخ بایزید بن شیخ بدیع الدین سہارنپوری کے حالات اس سلسلے کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے دو مکاتیب جن شیخ حسام الدین کے نام ہیں ممکن ہے یہ وہی شیخ حسام الدین سہارنپوری ہوں۔ ایک مکتوب میں ان کی شرح حصنِ حصین کے ملنے پر مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ (وسیلۃ القبول ۲/ ۱۹/ ۳۸-۴۰) دوسرے مکتوب میں انہیں یادِ خدا میں مشغول رہنے کی ہدایت کی گئی ہے (ایضاً ۲/۴۶/۸۶)

۴۶۵/۱۹ کتاب مرافض الروافض

مرافض الروافض تصنیف شیخ حسام الدین بن شیخ بایزید سہارنپوری کا ایک خطی نسخہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی لاہور کے پاس ہے۔

۴۶۶/۱۱ مولد و مسکن و مدفن آں شیخ (بایزید) بلدۂ سہارنپور است .....

سہارنپور، بفتح السین المهملة والهاء والالف وفتح الراء وسكون النون وضم الفاء وسكون الواؤ آخرها راء (سهارنفور تعریب) قصبة من صوبه دهلی سبحة المرجان ۱/ ۱۳۸)

نیز امپیریل گزیٹیر آف انڈیا ۲۱/ ۳۶۷ - ۳۷۸ جہاں اس کے عہد برطانوی کا محل وقوع بتایا گیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے شیخ بایزید کی اعلیٰ استعداد کی کئی مکاتیب میں ستائش کی ہے۔ فرماتے ہیں :

واقعۂ ثانیہ کہ متضمن اجازت طریقۂ غوث الاعظم است قدس اللہ بسرہ تعلق بحضور دارد و آنچہ مناسب وقت و استعداد بود بعد استخارہ بہ عمل آید ...... ( ۲/ ۸۰/ ۱۲۸ )

یقیناً شیخ بایزید کو طریقۂ قادریہ میں بھی اجازت تھی چنانچہ انہوں نے طریقۂ نقشبندیہ و قادریہ میں شجرہ بھی نظم کیا تھا جس کا مولف نے ذکر کیا ہے ( ۴۶۶/ ۸ - ۹ )

ایک بشارت دیتے ہوئے لکھا ہے :

...... ایں از نشاۂ محبوبیت است ...... ( ۲/ ۸۵/ ۱۳۹ )

شیخ بایزید کے ایک مرید شیخ عبداللہ کے باطنی احوال بھی ایک مکتوب میں زیر بحث لائے ہیں ( ۳/ ۱۵۲/ ۲۰۶ )

حضرت مروج الشریعت کے شیخ بایزید کے نام چھ مکاتیب ہیں جن میں انہیں بہت سی بشارات سے نوازا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو :

خزینۃ المعارف ۳۴/ ۵۶ - ۵۷، ۹۷/ ۱۲۳ - ۱۲۴، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱/ ۱۲۴ - ۱۲۵

حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی چھ ہی مکاتیب ان کے نام ہیں، ملاحظہ ہو :

مکتوباتِ سیفیہ ۹۰ - ۹۵/ ۱۲۹ - ۱۳۲

۴ / ۶ وطن مالوف وی ( حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری ) اگرچہ دیہی در ولایتِ حصار است ......

یہاں مولف نے حاجی حبیب اللہ حصاری کے مسکن کا نام نہیں لکھا بلکہ محض اُسے ولایتِ حصار کا ایک موضع بتایا ہے۔ چونکہ حاجی حبیب اللہ مولانا یعقوب چرخی کی اولاد میں سے تھے ( تعلیقاتِ حاضر ۴۶۸/ ۱۷ ) مولانا یعقوب کا مزار حصار

کے موضع "ھلغتو" میں ہے، بقولِ صاحبِ رشحات :

قبر مبارک ایشاں در ھلغتو است کہ یکی از دیہای حصار است (١/١١٦)

معلوم ہوتا ہے کہ "ہلغتو" کا نام بعد میں تبدیل کر دیا گیا۔ سعید نفیسی نے لکھا ہے :

قبر وی اینک (مولانا یعقوب) در کالخوز لینن در ٥ کیلو متری دوشنبہ پای تخت تاجیکستان در وادی چغانیان در جای ست کہ سابقاً شہر حصار شادمان در آنجا بودہ و بعد بہ حصارات معروف شدہ و اینک اثری از آں شہر نیست و تنہا یک حمام و دو مزار از آں ماندہ است۔ قبر پسرش (مولانا یعقوب) یوسف چرخی کہ جانشین پدر شدہ تقریباً در ۴۰ کیلو متری دوشنبہ است در جای کہ اینک بنام چرتک معروف است (تاریخ نظم و نثر در ایران ٢/ ٧٧٨-٧٧٩)

گویا مولانا یعقوب کی اولاد کے ولایت حصار میں دو مسکن تھے اول ہلغتو (کالخوز لینن) اور "چرتک"۔

مولانا یعقوب کے صرف دو فرزندوں کے نام ملتے ہیں۔ ایک جواں سال ہی فوت ہو گئے تھے (تفسیر چرخی) دوسرے مولانا یوسف جن کا مزار چرتک میں ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا یعقوب کی نسل اسی بیٹے مولانا یوسف سے باقی رہی ہو۔

..... ولایت حصار ..... ٦/٤٦٧

حصار، نامِ قلعۂ مستحکمی بودہ است در ترکستان در امارات بخارا، در سیصد و ہشتاد ہزار گزی از جنوب شرقی بخارا و مرکز خطہ ای موسوم بہ ہمیں اسم می باشد (ظرایف و طرایف ٢٥٣)

نیز ملاحظہ ہو : لسعترنج : جغرافیای تاریخی سرزمین ہای خلافت شرقی ٤٦٨

دائرۃ المعارف آریانا ٥/ ٢٥٧

۴۶۷/۶ ..... حضرت بخارا .....

بخارا اس وقت روسی ترکستان میں ہے۔ نقشبندی مشائخ کا مرکز، سلسلۂ نقشبندیہ کا احیا و عروج اسی سرزمین پر ہوا۔ ملاحظہ ہو :

(۱) نرشخی، ابوبکر محمد : تاریخ بخارا طبع مدرس رضوی

(۲) خنجی، فضل اللہ بن روزبہان : مہمان نامۂ بخارا طبع منوچہر ستودہ

(۳) معین الفقراء، احمد بن محمود : تاریخ ملازادہ طبع احمد گلچیں معانی۔

(۴) فرای، ریچارد : بخارا ترجمہ محمود محمودی

(۵) ناصر الدین بخاری : تحفۃ الزائرین [مزاراتِ بخارا] مطبوعہ بخارا ۱۳۲۸ھ

۴۶۷/ ۷ امام حفص کبیر .....

امام ابو حفص احمد بن حفص بن زبرقان بن عبداللہ بن بحر عجلی بخاری (۱۵۰۔ ۲۱۷ھ)، امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد اور بخارا میں فقۂ حنفی کے موسس تھے تفصیل کے لیے دیکھئے :

(۱) نرشخی : تاریخِ بخارا ۷۷۔۸۰

(۲) معین الفقراء : تاریخ ملازادہ ۱۸ و بہ بعد

(۳) قرشی، ابی محمد عبدالقادر : الجواہر المضیہ ۱/ ۶۷

۴۶۷/ ۹ ..... معارفِ ہند کہ بنیادِ آں نیز از سمرقند و بخارا باشد .....

یہاں سلسلۂ نقشبندیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلسلے کے مشائخ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے لے کر حضرت خواجہ احرار قدس سرھما تک سب کا تعلق انہی خطوں یعنی بخارا و سمرقند سے تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں :

تخم (سلسلۂ نقشبندیہ) از بخارا و سمرقند آوردہ در زمین ہند کہ مایہ اش از خاکِ یثرب و بطحا است کشتند و بآب فضل سالہا آں را سیراب داشتند ..... (مکتوبات ۱/ ۲۶۰/ ۴۴۹)

۴۶۸/ ۸ ..... بادشاہِ ولایت از حلقہ بگوشانِ وی بودہ .....

یعنی ولایت بخارا کا بادشاہ حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری (ف ۱۱۱۰/ ۱۶۹۸ء)

کا حلقہ بگوش تھا۔ حاجی حبیب کے زمانہ حیات میں بلخ و بخارا کا حکمران سبحان قلی بن نذر محمد خان تھا (۱۶۸۰ - ۱۷۰۲ء)

۴۶۸/۱۲-۱۳ فرزندِ اوسطِ ایشاں را بسیار تعریف شنیدہ ام کہ.....

۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء میں شیخ اسد اللہ بن حاجی حبیب اللہ بخاری کا حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی خدمت میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ دہلی میں حاضر ہونے کا ذکر معاصر ماخذ روضۃ القیومیہ (۴/۱۴۲) میں ملتا ہے شاہ توران ابوالفیض (۱۷۰۵ - ۱۷۴۷ء) شیخ اسد اللہ کا معتقد خاص تھا (ایضاً ۱۴۲-۱۴۳)

۴۶۸/۱۵ ...... مرقد حاجی (حبیب اللہ بخاری) مرحوم بلدۂ بخارا است .....

مزاراتِ بخارا کے موضوع پر تالیف ہونے والی اہم کتاب تحفۃ الزائرین ان کے ذکر سے خالی ہے۔

حاجی حبیب اللہ حصاری ثم بخاری حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت و مولف حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی ثم چرخی ثم سررزی معروف بہ مولانا یعقوب چرخی (ف ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء) کی اولاد میں سے تھے حاجی حبیب اللہ کی اولاد میں سے ایک خاتون مولف مقاماتِ معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفر احمد معصومی کے عقد میں تھیں اور ان کے بطن سے میاں فضل کریم تولد ہوئے تھے، خاندانی ماخذ تحفۃ المرشد میں ہے:

مادر ایشاں (فضل کریم بن شیخ فضل احمد) از اولاد حضرت خواجہ حبیب اللہ بخاری قدس سرہ بودند کہ ایشاں خلیفۂ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ بودند و از اولاد حضرت امام ہمام مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ بودہ کہ ایشاں از اولاد حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ اند (۱۴۱)

ہمیں اس وقت تک مولانا یعقوب چرخی کی اولاد کی تفصیل معلوم نہیں ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا ہے کہ حاجی حبیب اللہ بخاری کا نسب کن واسطوں سے مولانا چرخی تک واصل ہوتا ہے تاہم اس قیاس کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ

وہ مولانا یوسف بن مولانا یعقوب چرخی کی اولاد میں سے ہوں گے (تعلیقات، ۶/۴۶)

معروف شاعر مرزا بیدل نے مولانا یعقوب چرخی کے ایک نبیرے سید محمود کا ذکر کیا ہے :

سید محمود کہ از نبائرِ یعقوب چرخی بود حکومت داشت (چہار عنصر بحوالہ مقدمۂ استاد خلیلی برنی نائۂ چرخی ۹۷)

یہاں بیدل نے مولانا محمود کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے جس سے تحفۃ المرشد کے منقولہ بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ مولانا چرخی "عباسی سید" تھے۔ گویا سید محمود اور حاجی حبیب اللہ بخاری ایک ہی زمانے میں ہندوستان میں مقیم تھے۔ ممکن ہے حقیقی بھائی بھی ہوں۔

حاجی حبیب اللہ بخاری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت کے مندرجہ ذیل مکاتیب موجود ہیں :

۲/ ۱۳۴ ، ۳/ ۵۷، ۱۶۰، ۲۳۰

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

آں چیزہای کہ برادرِ شما می بیند نیک و مبارک ست ..... از احوال یارانِ خود نوشتہ اند ہمہ خوب و عالی است مطالعہ آں خوش وقت ساخت (۳/ ۱۶۰/ ۲۱۳)

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حاجی حبیب اللہ کے ایک بھائی بھی حضرت خواجہ کے حلقہ بگوش تھے۔

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں :

..... احوال ملا فتح اللہ کہ نوشتہ بودید نیک و اصیل ست و احوال یاران دیگر ہم خوب ست ..... (۳/ ۲۳۰/ ۲۷۷)

حاجی حبیب اللہ بخاری کے مریدوں نے حضرت مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تو جواب میں حضرت مروج الشریعت نے ان کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے ایک مکتوب بنام حاجی حبیب اللہ میں ان کے بلند احوال پر تحسین کی ہے (خزینہ ۲۱/ ۳۴-۳۶)

ان مریدین میں سے ملا عاشور باقی کے رقعہ کے ملنے کا ذکر بھی کیا گیا ہے (خزینۃ المعارف ۷۰/۹۸-۹۹)۔ حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما نے اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ میں لکھا ہے :

وجودِ شریف حقائق و معارف آگاہ ہدایت و ارشاد دستگاہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی حبیب اللہ کہ از کامل خلفای حضرت قطب الاقطابی قبلہ گاہی اند، درآں دیار کائن است..... (وسیلۃ القبول ۲/۳۹/۷۹)

حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ حاجی حبیب اللہ کے گہرے روابط تھے، دونوں حضرات کے مابین مراسلت بھی تھی۔ ایک مکتوب میں حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں :

امید آں شد کہ آں برادر عزیز را مدار آں سرزمین (بخارا) ساختہ اند و قطب ایں جا بآں منوط داشتہ...... بہر کدام از یاران علی الخصوص برادر طریق اخوند ملا باقی خان و خواجہ کلاں و عباد اللہ خواجہ و خلیفہ عاشور و اخوند حافظ زاہد و حافظ عاشور و اخوند ملا محمد امین وغیرہم ازیں فقیر دعوات وافیات و تجلیات زاکیات موصول باد۔ کتابتِ ملا محمد امین نیز رسیدہ و از مطالع آں متلذذ گردید..... (وسیلۃ القبول ۱/۵۶/ ۶۷-۶۸)

چوں برادر ریز (حاجی حبیب اللہ) کہ منظورِ خاص حضرت قبلہ گاہی قطب الاقطابی بودند نیز ازیں انوار و اسرار سیراب اند اُمید کہ لب تشنگانِ بادیۂ طلب را ازیں بحار شاداب سازند..... (ایضاً ۲/۳۸/۷۶)

حضرت خواجہ سیف الدین نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے حاجی حبیب اللہ کو حقیقتِ کعبہ کی بشارت دی تھی :

تعریف بلندیٔ استعداد حاجی حبیب چند بار نمودند و نصیبی از حقیقتِ کعبۂ ربانی درحقِ وی نشان دادند (مکتوبات سیفیہ ۲/۱۷۲/۱۹۸)

انوار القدسیہ میں ہے :

کان من اعظم مشائخ خراسان و ما وراء النهر و قد

روج الطریقة فی تلک الممالک ترویجا نا ما قیل انه اذن باالخلافة لاربعمائة رجل و بشرهم بالکمال والتکمیل (۱۹۷)

معروف شیخ طریقت شیخ مراد شامی کو حضرت خواجہ نے خلافت دے کر شام کی طرف روانہ کیا تو انہیں چند دن حاجی حبیب اللہ کی خدمت میں رہنے کی تاکید کی (روضہ ۲/۲۳۶)

حاجی حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند شیخ محمد نعمان اور خواجہ اسد اللہ ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ (روضۃ القیومیہ ۴/۱۴۲-۱۴۳، ۳۰۲)

۴/۵ ..... مولد آنجناب (شیخ مراد شامی) بلدۂ کشمیر است .....

شیخ مراد شامی کے خاندانی ماخذ خصوصاً سلک الدرر سے اس امر کی تصدیق نہیں ہوتی کہ وہ اصلاً کشمیر کے تھے یا وہ کشمیر میں تولد ہوئے (سلک ۴/۱۲۹) لیکن ان کی معروف تالیف جامع مفردات القرآنیہ کے خطی نسخوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ترک فہرست سازوں نے ان کی علاقائی نسبت "کشمیری" ہی بتائی ہے (سٹوری: ادبیات فارسی ۱/۲۹۴) جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ شیخ مراد نے اپنی مذکورہ تصنیف میں اپنی نسبت "کشمیری" ہی لکھی ہوگی۔

۴/۶-۹ ..... دریک ہفتہ صحبت کار خود را باعتبار ساختہ مستحق خلافت ..... گردیدہ ..... و تعین ایام صحبتش بہ اختلاف اقوال است .....

مولف روضۃ القیومیہ (۲/۲۳۶) نے بھی صحبت کی مدت ایک ہفتہ بتائی ہے۔ شیخ مراد کے پڑپوتے شیخ محمد خلیل مرادی نے وضاحت کی ہے:

فهاجر الی بلاد الهند و اخذ هناک الطریقة النقشبندیة وغیرها عن الاستاذ الکبیر مهبط الاسرار الالهیة و مورد المعارف الربانیة الشیخ محمد معصوم الفاروقی ..... فلازمه وتتلمذ له و اخذ عنه و اقام عنده ایاما (سلک الدرر ۴/۱۲۹)

۴/۲۰-۲۳ ..... در ایام سفر اخیر حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ ..... بہ قصد حج بیت اللہ

..... داشتند، مولانا (مراد شامی) خدمت شائستہ بہ تقدیم رسانیدہ .....

حضرت حجۃ اللہ کے اس سفر حج اور مولانا مراد کا ان کی خدمت میں حرمین الشریفین میں حاضر ہونے کی تفصیل کے لیے دیکھئے : روضۃ القیومیہ ۳/۵۴،۱۱۶

مولانا مراد نے چار مرتبہ حج کے لیے سفر اختیار کیا ۱۰۶۷ تا ۱۱۱۹ھ۔ ان کا تیسرا سفر حج ۱۰۹۷ھ کو ہوا (سلک الدرر ۴/۱۳۰) اسی موقع پر انکی حضرت حجۃ اللہ سے حرمین میں ملاقات ہوئی یہ حضرت حجۃ اللہ کا دوسرا حج تھا (تعلیقات حاضر ۳۰۱/۲-۳) حضرت حجۃ اللہ ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء کو حج کے لیے سرہند سے روانہ ہوئے، اورنگ زیب ان دنوں دکنی مہمات میں مصروف تھا۔ اس نے انہیں مدتوں فتوحات کے لیے دعا کی غرض سے روکے رکھا یقیناً وہ حدود ۱۰۹۷ھ میں ہی حرمین پہنچے ہوں گے۔ (رک مقدمہ کتاب ہذا)

۴۷۰/ ۱۳ ..... وصالِ مولانا در حدود سالِ ہزار و صد و بست و چہار یا پنج اتفاق یافتہ ....

اس جملے سے واضح ہے کہ مولف کو مولانا مراد شامی کا صحیح سالِ وصال معلوم نہیں تھا اس لیے انہوں نے اسے حدود ۱۱۲۴ھ یا ۱۱۲۵ھ درج کیا ہے۔ مولانا مراد کے پڑپوتے شیخ محمد خلیل مرادی نے ۱۱۳۲ھ دیا ہے جس پر کسی مقامی تذکرہ نویس کو اختلاف نہیں ہے۔

۴۷۰/۱۳-۱۴ ..... مدفنش (مولانا مراد) بیت المقدس مقرر گشتہ .....

سال وفات کی طرح مولانا مراد کے مدفن کا یہ تعین بھی قیاسی ہی ہے۔ مدفن کا صحیح وقوع مولانا مراد کے خاندانی ماخذ میں یہ ہے :

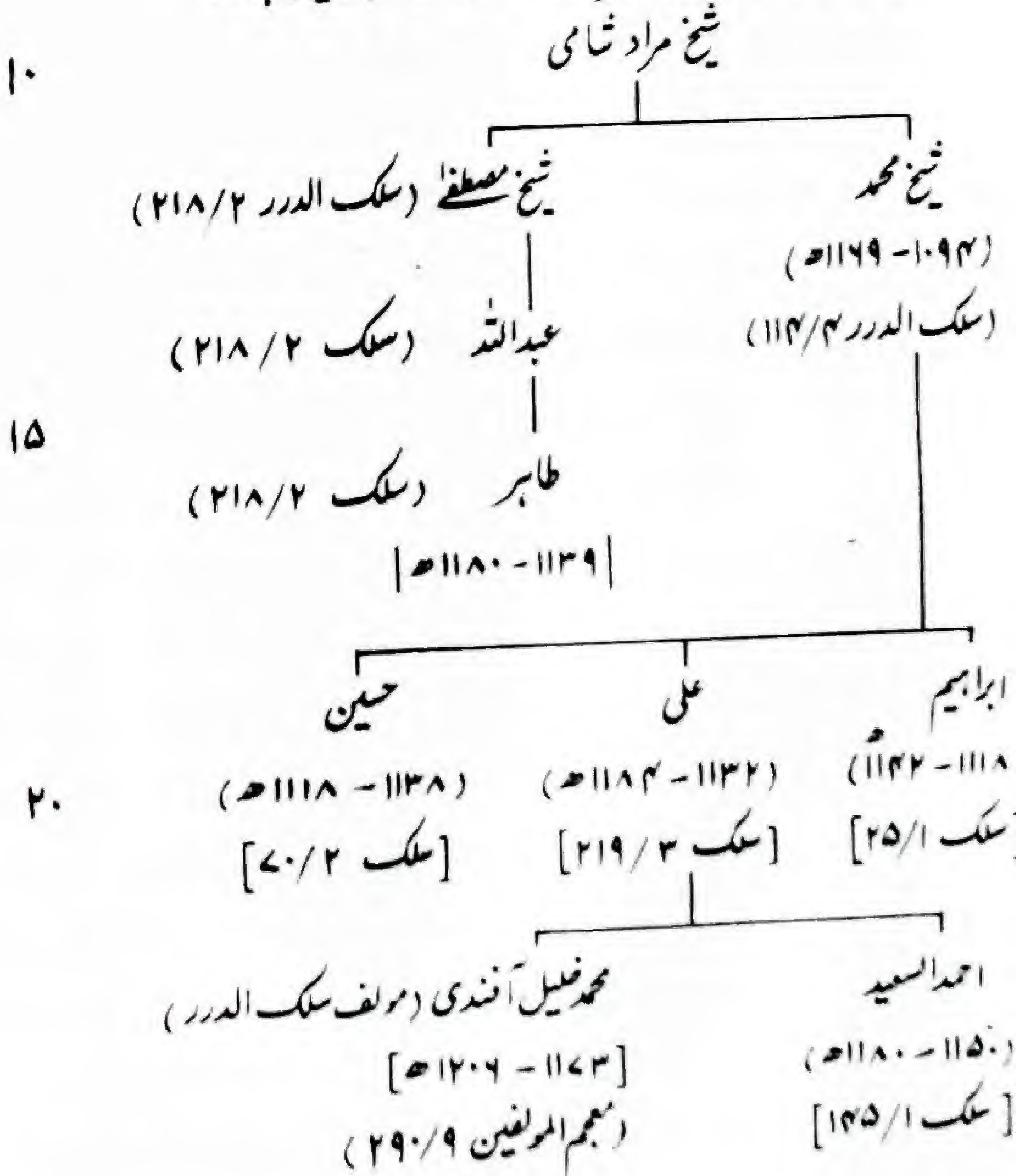
وفاته فی قسطنطنیة ..... فی جامع ابی ایوب خالد الانصاری رضی اللہ عنه و دفن فی درسخانة المدرسه المعروفة فی محلة نیشانجی پاشا ..... (سلک ۴/۱۳۰)

۴۷۰/ ۱۹ ..... دو فرزند ہم از مولانا (مراد) ماندہ ..... یکی از انہا بسیار رشید ارشادِ معصومی .....

مولانا شیخ مراد شامی کے دو صاحبزادے تھے ایک شیخ محمد اور دوسرے شیخ مصطفٰے۔ یہ دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے (روضہ ۴/۲۰، ۸۶) یہاں جس فرزند کے لیے "رشید ارشاد معصومی" لکھا ہے

اس سے مراد مولانا مراد کے فرزند شیخ محمد ہیں۔ شیخ محمد کے پوتے شیخ محمد خلیل مرادی نے سلک الدرر میں شیخ محمد کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ شیخ محمد (۱۰۹۴ - ۱۱۶۹ھ / ۱۶۸۳ - ۱۷۵۵ء) کئی اہم کتابوں کے مولف تھے (سلک ۴/۱۱۴-۱۱۶) نگارندۂ حواشئ ہذا نے حسنات الحرمین کے مقدمے (۲۸) میں اس قیاس کا اظہار کیا تھا کہ مولانا مراد کے صاحبزادے شیخ مصطفٰی حضرت خواجہ کے صحبت یافتہ تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ یہ قیاس محض غلط ہے۔ کیونکہ شیخ مصطفٰی مولانا کے دوسرے فرزند ہیں۔ فرزند اول شیخ محمد کی ولادت ۱۰۹۴ میں ہوئی۔ ظاہر ہے کہ شیخ مصطفٰی ان کے بعد تولد ہوئے۔

مولانا مراد شامی کی اولاد کا شجرہ سلک الدرر کے مطابق یوں ہوگا۔



مولانا مراد شامی کا سلسلۂ نسب سید الانبیاء ﷺ تک اس طرح واصل ہوتا ہے:

مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح بن محمد بن عمر بن شعیب بن ہود وینتہی الی النبی ﷺ الحسینی البخاری (سلک ۲/۷۰)

مولانا مراد کے والدگرامی شیخ علی بن داؤد نے سلوک کی تعلیم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے لی تھی، سلک الدرر میں ہے۔

(مولانا مراد) ..... کان یحفظ اکثر من عشرة آلاف حدیث مع اسانیدھا وحفظ روایتها ..... ولد فی سنه خمسین و الف وکان والده نقیب الاشراف فی بلدة سمرقند ... (مولانا مراد) ..... نشاء مجتهداً فی اکتساب العلوم والکمالات ثم قراء العلوم العربیه والفنون العلمیة ثم حصلت له النفحة الربانیه ..... فهاجر الی بلاد الهند واخذ هناك الطریقة النقشبندیة وغیرها عن الاستاذ الکبیر مهبط الاسرار الالهیه و مورد المعارف الربانیة الشیخ محمد معصوم الفاروقی ..... فلازمه وتتلمذ له واخذ عنه واقام عنده ایاما ثم امره بالتوجه لارشاد العموم وکان الجد المترجم سبقت جذبته الالهیة علی سلوکه و هو اخذها عن والده الاستاذ احمد الفاروقی الملقب بالمجدد وهو عن الامام محمد الباقی الی آخر السلسلة العلیة ..... ثم بعد مدة قدم الی الدیار الحجازیة قاصدا حج بیت الله الحرام و زیارة سید الانام محمد صلی الله علیه وسلم ثم استقام مجاوراً ثلاث سنین و بعدها توجه نحو بغداد ومنها قصد التوجه الی بخاری ومنها الی اصفهان ومنها الیها ولما مر علی بلاد العجم خرج لملاقاته میرزا صائب الشاعر المشهور واهدی الیه المنتخبات من شعره وصحب فی هذه

الرحلة علماء سمرقند وبلخ ومشايخها و اجتمع بهم ثم قصد ثانيا العود الى البغداد فعاد و استقام بها مدة ثم عزم على التوجه الى مكة المكرمة ثانياً فتوجه و بعد أداء الحج والنسک والزيارة مرّ على مصر القاهرة ومنها وفد الى دمشق وقطن بها وكان دخوله ووفوده اليها بعد الثمانين والف و اقبلت الناس عليه بدمشق ...... ففى سنه اثنتين وتسعين والف قصد التوجه لبلاد الروم فارتحل الى دار الملک قسطنطنيه ...... ثم استقام بها بمحلة ابى ايوب الانصارى قدس سره مقدار خمس سنين و فى سنه سبع وتسعين عاد الى دمشق فبعد مدة قصد التوجه الى الحجاز الى مكة المكرمة ثالث مرة ..... وجاور سنه واحدة وعاد الى دمشق ثم حج فى سنه تسع عشر ومائة والف رابعاً وعاد الى دمشق ايضا وكان فى دمشق معتقدا ملازا مفيدا ..... اخذ من السلطان مصطفىٰ خان قرى بدمشق ..... ومن آثاره بدمشق المدرسة المعروفه ..... و بنى مدرسه فى داره بمحلة سوق صار وجا و تعرف بالنقشبنديه البرانية مع مسجد ..... وله من التاليف المفردات القرآنية فى مجلدين تفسير للآيات وجعله باللغات الثلاث اوّلا بالعربية ثم بالفارسية ثم بالتركية و هو مشهور بين علماء الروم وغيرها وله رسائل كثيره فى الطريقة النقشبنديه ... (۲/۱۲۹-۱۳۰)

مولانا مراد سے متعلق اس طویل اقتباس سے سرہند میں لکھے جانے والے بعض تذکروں کے مندرجات بے بنیاد ثابت ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مبالغہ مولف روضۃ القیومیہ نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض تھے اور دونوں پاؤں سے معذور بھی (۲/۲۳۷) حالانکہ وہ تو حافظ حدیث

اور متعدد کتابوں کے مولف تھے۔ نیز اگر وہ معذور ہوتے تو اتنے طویل سفر کیسے کر سکتے تھے۔ چار مرتبہ حج اور اسلامی ممالک کے متعدد اسفار وغیرہ۔

مولانا مراد کی بعض تصانیف کے خطی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

۱۔ سٹوری: ادبیات فارسی ۱/۲۹۲

۲۔ بروکلمان (بسلسلہ محمد مراد الازبکی بخاری) ج ۲/۳۴۲، ۳۴۶، ضمیمہ ۲/۹۵۳

مولانا مراد اور ان کے خانوادے کے حالات کے لیے ملاحظہ:

۱۔ مرادی، محمد خلیل: سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر۔ ۴ مجلدات طبع بغداد۔

۲۔ ایضاً: مطمح الواجد فی ترجمة الوالد (بحوالہ معجم المولفین ۹/۲۹۰)

۳۔ ایضاً: اتحاف الاخلاف باوصاف الاسلاف (ایضاً)

یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ نقشبندی سلسلے کے ایک اہم مولف و مترجم شیخ محمد مراد بن عبداللہ قازانی منزلوی کی مترجم مکتوبات حضرت مجدد (عربی) مولانا مراد شامی سے بالکل مختلف ہیں۔ شیخ محمد مراد قازانی چین کے باشندے اور ۱۹۳۳ء تک بقید حیات تھے (زرکلی: الاعلام ۷/۲۱۴، کحالہ: معجم ۱۱/۲)

۳۷۱/۶-۷ ...... ہر عریضہ کہ ارسال خدمت نمودہ بزبان تازی نوشتہ ازیں جا ہم جواب بزبان فصیحۂ عربی سرافراز گشتہ ......

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم میں چار مکاتیب مخدوم آدم ٹھٹھوی کے نام ہیں یعنی ۲/۵۹، ۶۳، ۶۹، ۷۷

ان میں صرف مکتوب نمبر ۶۹، فارسی میں ہے باقی تینوں عربی زبان میں ہیں۔

۳۷۱/۱۳-۲۱ ...... در یک مکتوبی سوال آں نمودہ کہ طریقۂ علیہ سوریہ بحضرت رسالت خاتمیت می رسد ......

حضرت خواجہ نے اس کا مفصل جواب عنایت کیا ہے (مکتوبات معصومیہ ۲/۵۹/۹۹-۱۰۱)

۳۷۱/۲۲ مدتی چند مخدوم مذکور (آدم ٹھٹھوی) بعد وصال حضرت ایشاں [redacted]

در قیدِ حیات متمکن .....

مخدوم آدم حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے بھی کسبِ فیض کرتے رہے (تعلیقاتِ حاضر ۲۷۴/۵) اس لیے قیاس ہے کہ مخدوم، حضرت خواجہ کے وصال کے چار یا پانچ برس کے بعد فوت ہوئے ہوں گے۔ حدود ۱۰۸۴ھ میں مخدوم کے سالِ ولادت و وصال کے بارے میں سندھ کے مقامی تذکرے خاموش ہیں۔

۲۷۴/۳ مولد و مسکن و مدفن وی (مخدوم آدم) بلدۂ ٹھٹھہ است

مدفن ایشاں بر کوہچہ مکلی (تتہ) است (تکملہ مقالات الشعراء ۲۳۳)

مخدوم آدم حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم سے بھی منسلک تھے، خواجہ سیف الدین نے ایک خط کے جواب میں مخدوم آدم کے مریدین کے باطنی احوال پر اطمینان کا اظہار کیا ہے:

استماعِ اخبارِ استقامتِ شما بریں طریقۂ علیہ و سرگرمی ہنگام طلبہ سبب لذات معنویہ می گردد ..... بعضی یاران شما کہ ملاقات کردند از مطالعۂ احوال انفاسی محظوظ شدیم علی الخصوص شیخ انس، و سید فتح و ابوالحسن و ..... توفیق آثار شیخ عنایت اللہ ملاقات نمود از احوال پسندیدۂ او نیز محظوظ شدیم..... (مکتوبات سیفیہ ۱۶۶/۱۹۱، ۱۵۶/۱۷۶)

قانع ٹھٹھوی نے لکھا ہے:

مخدوم آدم نقشبندی المعروف بہ مخدوم آدو معاصر مخدوم آدم (بن مخدوم اسحٰق صدیقی ف ۱۰۶۶ھ) ...... در سلسلۂ نقشبندیہ عجب صاحبِ کمالی بر خاستہ مقاماتش عالی ست..... فرزندش محمد اشرف تام بعد واقعہ مخدوم قائم مقام شدہ بہ بزرگیٔ اتم زلیست نمود از و مخدوم محمد رو شنگر آئینہ مشیختِ جد و پدر برآمدہ..... مخدوم محمد صادق نقشبندی داماد مخدوم محمد اشرف مذکور طالب علم کامل معتقد جناب سید عبداللطیف تارک کہ موصوف بزرگی وا فرلودہ پسرش میاں غلام حسن المعروف بہ مخدوم ابوالحسن

به حرمین شریفین زادهما الله شرفاً و تعظیماً رفته نمود وانی کرد۔ اکنون بعد فوت مخدوم محمد حیات سندی که مدرسه آرای مدینه منوره بود و درآں سرزمین اعلم علماء و اقدم فضلاء زیسته جانشین سرآمد محدثان باکمال و سرگروه مدرسان صاحبِ قال و حال می باشند۔ (تحفة الکرام ۳/ ۲۳۵-۲۳۶ مطبوعہ بمبئی)

سندھ میں بھی سلسلۂ نقشبندیہ کو خوب عروج ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دو خلیفہ قاضی موسیٰ شوحین (سیہون) اور ان کے فرزند مولانا اسحٰق سندھ میں سرگرمِ عمل تھے (مکتوبات حضرت مجدد ۳/ ۶۹-۷۰)، حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ مخدوم آدم اور ان کے خلیفہ مخدوم ابوالقاسم نقشبندی کی کوششوں سے اس سلسلے کو سندھ میں کافی فروغ ہوا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

Ghulam Mustafa Khan: The Naqshbandi saints of sind. J.P.H.S

مخدوم آدم کے تین فرزند تھے، اولاد کا شجرہ یہ ہے:

مخدوم آدم

- مخدوم فیض اللہ
- مخدوم ابوبکر (روضة القیومیه ۲/ ۲۴۰)
  - مخدوم حاجی محمد (تکملہ ۲۸۵)
  - دختر منسوب بہ محمد صادق نقشبندی (تحفة الکرام ۳/ ۲۳۵)
    - مخدوم ابوالحسن صغیر محدث مدنی (شاگرد و جانشین شیخ محمد حیات سندھی) [تحفہ ۳/ ۲۳۶-۲۳۵، نزہة الخواطر ۶/ ۶]
- مخدوم محمد اشرف (تکملہ مقالات الشعراء ۲۸۵)

مخدوم آدم ٹھٹھوی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو :

۱- قانع : تحفۃ الکرام ۳/۲۳۵ و اُردو ترجمہ ۱۰۷ - ۱۲۷

۲- خلیل، محمد ابراہیم : تکملہ مقالات الشعراء طبع راشدی ۱۶۹، ۱۷۸، ۱۸۴، ۲۳۲، ۲۴۶، ۲۸۵، ۲۸۷ -

۳- محمد اعظم : تحفۃ الطاہرین طبع بدر عالم درانی ۷۸ - ۷۹

۴- محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۲۴۰

۵- یٰسین بن ابراہیم سنہوتی : الانوار القدسیہ، مصر ۱۹۷

۶- محمد زمان لواری : ملوک الکلام طبع نیاز ہمایونی - حیدرآباد، سندھ ۱۹۷۷ء

۳۷۳/۶-۷ ..... وی (مخدوم سید یوسف گردیزی) قبل از وصول بہ حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم از حقیقت تناسانِ روزگار و بزرگی ازلی باکسی مجتمع داشتہ سجادہ نشینِ مسندِ آباءِ کرام بکمال اہتمام بودہ و .....

مخدوم سید یوسف گردیزی کے اجداد و اولاد اکابر مشائخ میں سے تھے ان کے جدِ اعلیٰ شیخ قسورہ حضرت سید شیخ علی ہجویری گنج بخش لاہوری قدس سرہ صاحب کشف المحجوب کے معاصرین میں سے تھے، حضرت گنج بخش نے ان کی بہت تعریف کی ہے، فرماتے ہیں :

از اہل غزنین وسکان آں ..... شیخ اوحد قسورہ بن محمد الجردیزی با اہل طریقت شفقتی تمام دارد و مر ہر یک را نبردیک وی حرمتی ہست (کشف المحجوب ۲۱۷ - ۲۱۸ طبع ژوکوفسکی)

فخر مدبر نے آداب الحرب والشجاعت میں شیخ قسورہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے انہیں "شیخ الاسلام" لکھا ہے (طبع خوانساری ۲۳۷-۲۴۲)

کسی عصری ماخذ سے یہ ثابت نہ ہو سکا کہ مخدوم یوسف گردیزی ملتانی، شیخ الاسلام قسورہ بن محمد گردیزی کی اولاد میں سے تھے تاہم مخدوم یوسف کی موجودہ اولاد انہیں اپنے جدید شجروں کی بنیاد پر ان کا پوتا لکھتے ہیں یعنی مخدوم محمد یوسف بن شیخ ابوبکر بن شیخ قسورہ گردیزی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک شاہ گردیز کا ذکر کیا ہے (اخبار الاخیار ۶۱) لیکن نہ تو یہ بتایا کہ وہ شیخ قسورہ

کی اولاد میں سے تھے اور نہ ہی ان کا نام لکھا ہے۔ بلکہ شیخ محدث کے الفاظ "معاصر مخدوم شیخ بہاء الدین" سے اگر مخدوم محمد یوسف اوّل مراد لی جائے تو مخدوم یوسف کا سال وصال مندرجہ شجرات گردیزیان ۵۳۱ھ مشکوک ہو جاتا ہے کیونکہ مخدوم بہاء الدین زکریا کا سال وصال ۶۶۱ھ ہے۔

۴۷۳/۱۴-۱۷ ..... حضرت ایشاں طلب نام نمودہ سید ابراہیم گذاشتند..... فرزندانِ دیگر هم سہ چہار آں سید عالی تبار باقی باماندند.....

مخدوم محمد یوسف رابع کی اولاد کی تفصیل کے لیے دیکھئے شجرہ شامل تعلیقات حاضر (۴۷۴/۱۶)

۴۷۳/۱۸-۱۹ ..... ایں حقیر (مولف) را در رکاب حضرت قبلۂ دارین والدی و مرشدی در سنِ سیزدہ سالگی سیرِ ملتان در ہنگام صوبہ داریٔ نواب مکرم خان اتفاق کردہ.....

گویا مولف تیرہ سال کی عمر میں ملتان گئے یعنی (ولادت مولف ۱۰۸۶+۱۳) =۱۰۹۹ھ کو وہ ملتان میں تھے۔ مآثر الامراء (۳/۵۷۶) میں ہے کہ ۳۰ سال جلوس عالمگیری (۱۰۶۸+۳۰) ۱۰۹۸ھ میں نواب مکرم خان کو معزول کیا گیا اور اس کے بعد اُسے ملتان کی صوبہ داری ملی۔ مولف اس کے ایک سال بعد ۱۰۹۹ھ میں ملتان پہنچے تو نواب ملتان کے صوبہ دار بن چکے تھے گویا مقاماتِ معصومی کے مندرجہ بالا عصری بیان سے مآثر الامراء کے اس غیر واضح جملے "تیسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ معزول ہوا اور اس کے بعد اس کو ملتان کی صوبیداری ملی" کی تشریح ہو جاتی ہے کہ نواب معزولی کے اگلے ہی سال ملتان کے صوبہ دار تھے۔ (رک تعلیقات حاضر ۵۰۹-۵۱۰)

۴۷۳/۲۰ در فرزندان ایشاں (مخدوم محمد یوسف گردیزی) سید ابراہیم را مستثنیٰ نہیدہ.....

گردیزیان ملتان کے جدید شجروں میں درج ہے کہ سید ابراہیم دہلی میں فوت ہوئے ان کی نعش ملتان لائی گئی۔ سابق ایم این اے ملتان سید عباس حسین گردیزی نے ہمیں مخدوم یوسف اوّل کے مزار کے کمرے سے باہر بغیر کتبے کے ایک قبر دکھا کر بتایا کہ یہ سید ابراہیم بن مخدوم یوسف رابع کی ہے۔

۴۷۴/۲-۱۰ ..... برای فاتحہ و زیارت روضۂ مقدسۂ (حضرت خواجہ محمد معصوم) بحضرت سرہند

رسیدہ ہم دراں ایام سید عالی مقام (مخدوم محمد یوسف رابع) از مخدوم زادۂ ثانی حضرت حجۃ اللہ سوال فضیلت ذکر خفی بر ذکر جہر نمودہ ایشاں رسالۂ متین بہ زبان عربی بہ غایت زیبا.....

ہمیں رسالہ در فضیلت ذکر خفی مولفہ حضرت حجۃ اللہ کا کوئی خطی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا البتہ اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ نے یہ رسالہ مخدوم محمد یوسف کی استدعا پر اس وقت تالیف کیا جب وہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد سرہند حاضر ہوئے گویا رسالہ زیر بحث حدود ۱۰۸۰ھ میں تالیف کیا گیا ہوگا۔

۴۷۴/۱۱ سید مذکور (مخدوم محمد یوسف) در حوالی سنہ ہزار و نود ہجری بہ دار البقا پیوستہ.....

ڈاکٹر مہر عبد الحق (ملتان) کے کتب خانے میں حضرات القدس جلد دوم کا خطی نسخہ مکتوبہ ۱۱۲۶ھ محفوظ ہے جس کے پہلے زائد ورق پر بعض مشائخ کے سنین وصال کے مادے تحریر ہیں ان میں مخدوم محمد یوسف کا سال وصال ۱۰۹۳ھ درج ہے۔

تاریخ وصال قدوۂ ارباب کمال حضرت شیخ محمد یوسف گردیزی :

بود معین فضلا

۱۲ + ۱۷۰ + ۹۱۱ = ۱۰۹۳ھ

یقیناً ملتان میں موجود مذکورہ خطی نسخہ حضرات القدس اسی گردیزی خاندان کی ملکیت میں رہا ہوگا جس کے ایک ورق پر اس خاندان کے فردِ فرید مخدوم محمد یوسف رابع کا مادۂ تاریخ وصال محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ سنہ حضرات القدس کے سالِ کتابت ۱۱۲۶ھ کے بعد ضبط تحریر میں لایا گیا ہے جو مقاماتِ معصومی کی تالیف ۱۱۳۴ھ سے پہلے کی تحریر ہے۔ مقامات میں سال وصال حوالی ۱۰۹۰ھ اور منقولہ بالا سنہ ۱۰۹۳ھ میں زیادہ فرق بھی نہیں ہے۔

۴۷۴/۱۱-۱۲ ..... مولد و مسکن و مدفن (مخدوم محمد یوسف رابع) بلدۂ دار الامان ملتان است.....

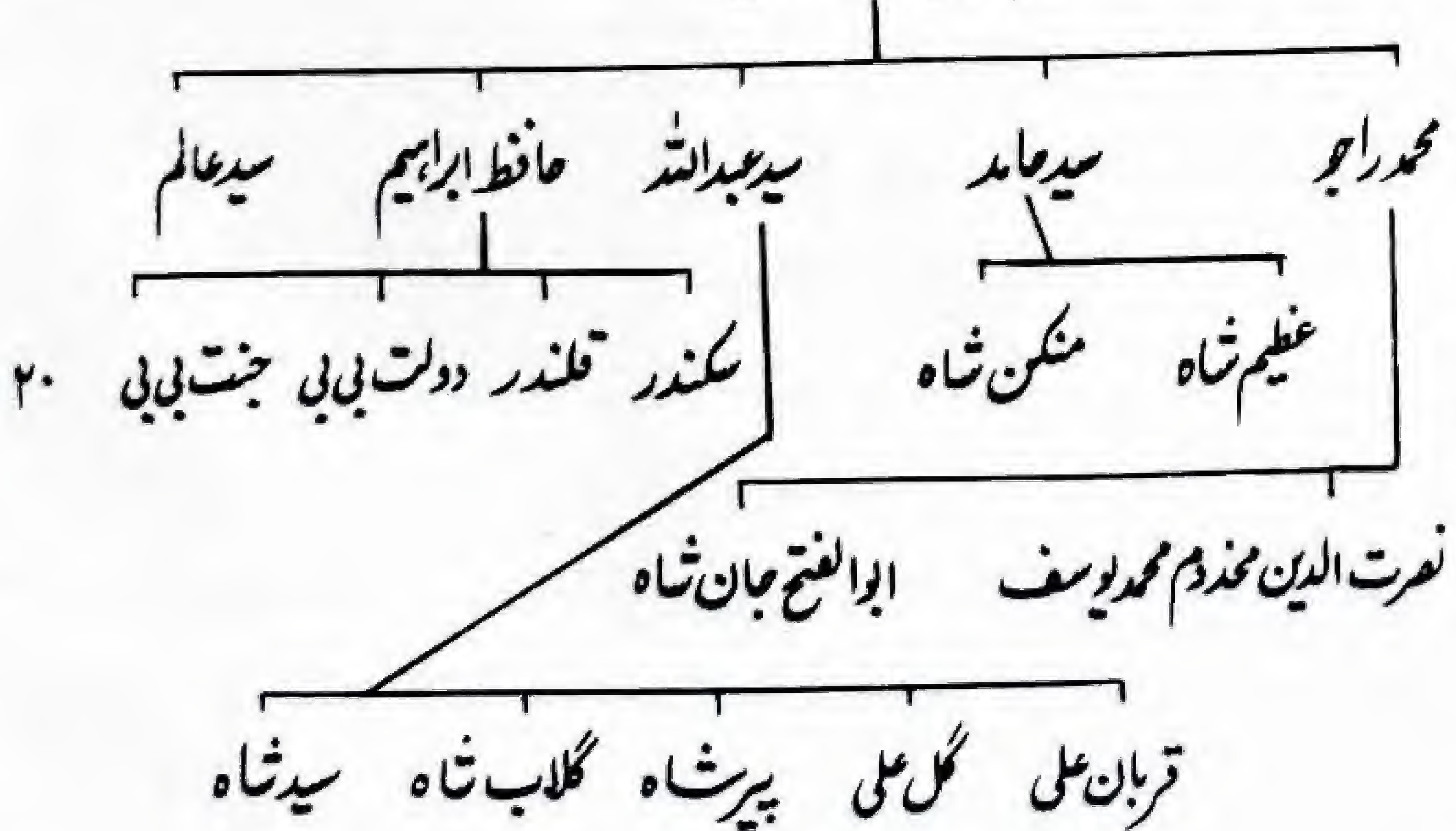
جناب عباس حسین گردیزی مذکور نے احقر کو احاطۂ مزارات سادات

گردیزیان میں لے جا کر مخدوم محمد یوسف رابع کی قبرِ مبارک دکھائی جو مخدوم محمد یوسف اول کے منقش مزار کے دروازے کے بالکل عقبی دیوار کے ساتھ چبوترے پر ہے۔ یہ قبر عزیز اینٹوں کی بنی ہوئی بغیر کسی کتبے کے ہے۔

مخدوم محمد یوسف رابع کا سلسلۂ نسب دو طریقوں سے اہل بیت کرام سے ملتا ہے یعنی مخدوم محمد یوسف رابع بن سید فتح محمد بن سید فرید بن عبدالجلیل کوہ وقار بن سید ابوالفتح صدرالدین محمد راجو بن علم الدین بن سید حامد بن مخدوم یوسف ثالث بن ابوالفتح (داماد شیخ یوسف ثانی) بن سید عبداللہ بن معزالدین (شوہر سعادت خاتون بنت ناصرالدین بخاری بن مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری) بن سید علاء الدین (شوہر خاوند جہانیاں بنت مخدوم جہانیاں مذکور)

مخدوم یوسف ثانی مذکور (کی دختر فاطمہ سید ابوالفتح بن سید عبداللہ سے منسوب تھیں) بن نجم الدین بن رکن الدین عبدالملک بن سید مبارک بن سید ابا زید بن سید یحیٰی بن عبدالصمد بن عماد الدین احمد بن مخدوم محمد یوسف گردیزی اول بن ابوبکر بن شیخ الاسلام قسورہ بن محمد بن حسین بغدادی بن احمد بغدادی بن محمد علی بغدادی بن سید علی بن سید حسین بن علی الخامس بن محمد دیباج بن امام جعفر (شجرۂ خاندان گردیزیان مرتبہ بعہد برطانوی) مخدوم محمد یوسف رابع کی اولاد کا شجرہ یہ ہے:

مخدوم محمد یوسف رابع



حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے تین مندرجہ ذیل مکاتیب ‟شیخ محمد یوسف گردیزی پیرزادۂ ملتان" کے نام ہیں :

در مقدماتیکہ مشعر از ہضم نفس ..... و معاملۂ افادہ و بیان حقیقت تمکن و فنائے او (۳/۱۶۲)

از حلقہ نشستن و متاثر شدنِ یاران و بی ہوش شدنِ بعضی و دیدن سرور کائنات را علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کہ بزنگاشتہ بودند بوضوح پیوست و سبب مسرت گردید ..... (۳/۱۸۸)

در تعبیر وقائع او و ترغیب بر حلقۂ ذکر و صحبت با طالبان .... (۳/۲۲۳)

اورنگ زیب ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء میں جنگ تخت نشینی کے دوران جب داراشکوہ کا تعاقب کرتا ہوا ملتان پہنچا تو وہ شاہِ گردیز کے مرقد کی زیارت کے لیے گیا اس وقت سجادہ نشین مخدوم محمد یوسف رابع ہی تھے اس نے انہیں ‟خلعت اور ایک مادہ فیل" بطور نذر پیش کیا، درباری مورخ محمد کاظم شیرازی کا بیان ہے :

محمد یوسف از اولاد کرام عزیزِ مصر کرامت دعزیزی شاہ یوسف گردیزی کہ مرقد شریفش در بلدۂ طیبۂ ملتان است بہ مرحمت خلعت و مادہ فیل سرمایۂ اعتبار اندوخت (عالمگیر نامہ ۲۱۷-۲۱۸)

یہی الفاظ آدابِ عالمگیری کے مرتب نے بھی نقل کر دیئے ہیں (۲/۱۰۴۹)
سید عباس حسین گردیزی (ساکن محلہ گردیزیان ملتان) کے کتب خانے میں مغل بادشاہوں کے عطیات کے سلسلے میں بعض فرامین بھی محفوظ ہیں جن میں اورنگ زیب کے فرامین بھی ہیں۔

مخدوم یوسف گردیزی کی موجودہ اولاد شیعی عقائد اپنا چکی ہے۔ اس باب میں حسن رضا گردیزی نے مخدوم اوّل شاہ یوسف گردیزی کی سوانح شائع کی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہمارا خانوادہ آغاز سے ہی اہلِ تشیع سے تعلق رکھتا تھا مولف کے دلائل نہایت کمزور ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ عہد حاضر کے فلسفہ تاریخ کے سب سے بڑے ماہر ٹائن بی نے اپنے ملتان

کے قیام کے دوران اس خاندان کی زبانی روایت پر بغیر کسی تحقیق کے یقین کر لیا اور اپنے سفرنامے میں لکھ دیا ہے کہ یہ خاندان آغاز سے ہی شیعہ ہے :

Toynbee, A: Between oxcus and Jumna, oxford, 1961. p.15-16

انگریزی عہد میں اس خاندان کا جو شجرہ مرتب کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ انہیں رافضی کہتے ہیں اور شجرے کے اسماء میں نام "علی" کا تصرف بھی اسی دورِ آخر کی یادگار ہے۔ مثلاً علی قسورہ علیہ السلام اور ان کے بیٹے علی ابوبکر علیہ السلام، جبکہ دونوں قدیم مآخذ یعنی کشف المحجوب اور آداب الحرب والشجاعت میں ان کے نام شیخ قسورہ بن محمد اور شیخ الاسلام قسورہ ہی درج ہوتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ملتان کا سادات گردیزی کا خانوادہ بہت بعد میں غالباً سکھ عہد میں شیعہ ہوا ورنہ یہ خاندان اس سے پہلے راسخ العقیدہ صوفیہ کا خانوادہ تھا جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ صاحبِ کشف المحجوب حضرت علی ہجویری غزنوی مسلمہ طور پر ایک راسخ العقیدہ سُنی صوفی تھے، انہوں نے منقولہ بالا اقتباس میں شیخ قسورہ کا ذکر جس طرح کیا ہے وہ شیخ قسورہ کے سنی عالم ہونے کی دلیل ہے۔

۲۔ کتاب آداب الحرب والشجاعت میں اہلِ غزنی کی استدعا پر جس عالم نے دفعِ شر کے لیے حضرت قسورہ کے مزار مبارک پر جاکر دُعا و استمداد کے لیے اہتمام کیا وہ مسلمہ طور پر اہلِ سنت کے اکابر علماء میں سے تھے یعنی خواجہ امام قدوۃ الاولیاء شمس العارفین ابوالمؤید رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۸) اگر حضرت قسورہ شیعہ ہوتے تو اتنے بڑے سنی عالم یہ اقدام نہ فرماتے۔

۳۔ موجودہ شیعان گردیزی نے اپنے شجرات میں مخدوم محمد یوسف اوّل کے والد کا اسم گرامی "ابوبکر" لکھا ہے یعنی مخدوم یوسف بن ابوبکر بن شیخ قسورہ یعنی مخدوم یوسف کے والد اور شیخ قسورہ کے صاحبزادے کا نام ابوبکر تھا، یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اہل تشیع اپنی اولاد کے نام خلفاء ثلاثہ کے اسماء گرامی پر نہیں رکھتے اگر یہ حضرات آغاز سے ہی شیعہ ہوتے تو ان کے نسب میں

یہ نام کبھی نہ آتا۔

۴- معروف شیخ طریقت اور محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار (۶۱) میں "شاہ گردیز" کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا ہے وہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ خانوادہ اخبار الاخیار کی تالیف ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء تک راسخ العقیدہ سنی خاندان تھا۔

۵- اورنگ زیب جیسے بادشاہ کی مخدوم محمد یوسف گردیزی رابع کی خدمت میں حاضری، عقیدت مندی اور اس خانوادے کے لیے عطیات و مذکورہ فرامین ارسال کرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ عالی شان خاندان عہدِ اورنگ زیب تک شیعہ نہیں ہوا تھا۔

۶- مخدوم محمد یوسف رابع گردیزی کا اپنے مشائخ کی مسند چھوڑ کر حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی (مولف ردِ روافض) کی خدمت میں سرہند حاضر ہو کر خلافت یاب ہونا اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ خاندان سنی تھا، یہ حقیقت ہے کہ کوئی شیعہ حضرت خواجہ کا مرید بھی نہیں ہو سکتا تھا مخدوم رابع تو آپ کے خلیفہ تھے ____

جب مخدوم رابع نے حضرت خواجہ کی خدمت میں اپنے بزرگوں کے عطا کردہ خلعتوں کا ذکر کیا تو حضرت خواجہ نے اس پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

"خلعتہای کہ از بزرگان عنایت شدہ است مبارک باشد" (مکتوبات معصومیہ ۳/ ۱۸۸/ ۲۳۷)

اگر مخدوم رابع کے اجداد اہلِ تشیع میں سے ہوتے تو ان کے عطا کردہ تبرکات پر انہیں مبارک نہ دیتے بلکہ تنبیہ فرماتے۔

۷- کتاب حاضر کے مولف میر صفر احمد بن حضرت محمد فضل اللہ حضرات گردیزی کی خانقاہِ معلی میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں اہل سنت کی تصانیف بطور درس پڑھائی جاتی تھیں۔ وہ خود حافظ ابراہیم بن مخدوم محمد یوسف رابع گردیزی کے درس میں شریکِ سبق ہوتے تھے (کتاب ہذا ۴۷۳/ ۲۰-۲۲)

گویا اس کتاب کی تکمیل ۱۱۳۴ھ/۲۱-۱۷۲۰ء تک سادات گردیزیان کا خاندان شیعہ نہیں ہوا تھا۔

۸۔ خواجہ غلام فرید چاچڑانوالے جب سادات گردیزی کے مزارات کی زیارت کے لیے آئے تو انہیں یہ جان کر تعجب ہوا کہ یہ خاندان شیعہ ہو چکا ہے۔ ان کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ صرف چار پشتوں سے شیعہ ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اس خاندان کے اصحاب کی تصانیف میں خود پڑھا تھا کہ مخدوم اول شیخ محمد یوسف صرف ایک واسطے سے حضرت بایزید بسطامی کے مرید تھے گویا یہ خانوادہ آغاز سے ہی سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستہ تھا، فرماتے ہیں:

چوں در ملتان رفتم سادات گردیزی نزدِ من بہ ملاقات آمدند از د شان پرسیدم کہ چند مدت گذشتہ کہ بہ رفض مبتلا شدہ آید گفتند چہارم پشت است و پیش ازیں دردم اجدادِ اوشان شائبہ رفض ہم نہ بود و در کتابی از کتبِ گردیزیان نبشتہ دیدہ ام کہ سید یوسف گردیزی کہ جد کلانِ ایشان است بیک واسطہ مرید حضرت ابا یزید بسطامی است و دروی بوی از رفض نہ بودہ است خاص سنی و صوفی بود۔ (ارشادات فریدی موسوف بہ مقابیس المجالس جامع رکن الدین محمد، مطبوعہ آگرہ ۱۳۲۱ھ ص۳۶)

۴۷۵/۸-۲۰ ..... (میر سید شرف الدین حسین لاہوری) مستغرق بحرِ وحدتِ وجود بودہ و کثرت را کفر می پنداشتند درجای از حضرت ایشان ہم اجازت ایں مقام کہ بالغز اقدام کمل است، خواستہ و نوشتہ ؎

بمی سجادہ رنگین .....

میر شرف الدین حسین لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے چار مکاتیب میں سے تین کا موضوع وحدت الوجود اور اس کے مکاشفات میں احتیاط کرنے کی تلقین کے موضوع پر ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

(میر شرف الدین) نوشتہ بودند مقدمۂ ہمہ اوست بر دل مستوی می شود و

غالب می آید و ایں شکستہ ملاحظۂ شریعت نمودہ التماس کردہ است کہ ہرچہ فرمایند بوسعِ طاقت براں مستقیم باشد مصرع

بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

مخدوما ایں مقدمہ و امثال آں ناشی از غلبۂ محبت ست از سکرِ محبت در نظر محب غیر از محبوب ہیچ نمی در آید و ......

و ایں زمان سالک را باید کہ شریعت را از دست ندہد (۲/۶۴/۱۰۸-۱۰۹)

اسی طرح مکتوب ۲/۶۵ اور ۳/۱۰۵ بھی ہے۔

۴۷۵/۱۶-۱۷ ...... فوق عالم الوجود عالم الملک الودود

یہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کا قول ہے جسے حضرت مجدد نے نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو :

(۱) مکتوبات حضرت مجدد ۲/۲

(۲) معارف لدنیہ ۱۸ - ۲۰

(۳) مبداء و معاد ۱۵ - ۱۶

۴۷/۲۱-۲۲ از حضرت ...... شیخ سیف الدین ...... منقول است کہ اکثر بہ سر مذکور (شرف الدین) می فرمودند کہ شما شیخ محی الدین ایں وقت اند ......

حضرت خواجہ سیف الدین نے خود لکھا ہے :

(حضرت خواجہ محمد معصوم) بہ وصولِ حقیقتِ قرآن مجید در حق میر شرف الدین حسین نوازش فرمودند (مکتوبات سیفیہ ۱۷۲ / ۱۹۸)

۴۷/۱۲-۱۴ ...... میر (شرف الدین حسین) ...... در سال ہزار و صد و دو یا سہ در بلدۂ دار السلطنت لاہور سفر آخرت گزیدہ ......

افسوس کہ ہمارے پاس میر شرف الدین حسین لاہوری کے سال وصال کی تطبیق اور جائے مدفن کے تعین کے کوئی ذرائع نہیں ہیں۔

۴۷/۱۴ بلدۂ (لاہور) کہ قطب بلاد است نزدِ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی قلیج خان کو لاہور کے بارے میں لکھتے ہیں :

در بلدۂ معظمۂ لاہور بوجودِ ایشاں بسیارے از احکام شرعیہ دریں طور زمانہ

• رواجی پیدا کردہ است وتقویت ایں وترویجِ ملت دراں بقعہ حاصل گشتہ است وآں بلدہ نزد فقیر، ہمچو قطب ارشاد است نسبت بہ سائر بلاد ہندوستان خیر وبرکتِ آں بلدہ بجمیع بلاد ہندوستان ساری ست اگر آں جادین را ترویج است در ہمہ جا نحوی از رواج متحقق است.....

(۱/۷۶/۱۷۰)

۱۵/۴۷۶ "شرف الدین" نام کی تین شخصیات کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب ہیں۔

(۱) میر شرف الدین حسین بن میر عماد ہروی (رک بہ کتاب حاضر ۵۰۰)
جامع مکتوبات معصومیہ جلد دوم

(۲) شرف الدین سلطانپوری (تعلیقات ہذا ۳۸۹/۷)

(۳) میر شرف الدین حسین اندجانی ثم لاہوری

دراصل صرف موخر الذکر شخصیت کا تعلق ہی لاہور سے تھا اور یہی زیر بحث بزرگ خلیفۂ حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں۔ مکتوبات معصومیہ میں ان کے نام چار میں سے دو مکاتیب میں ان کی نسبت اندجانی ثم لاہوری تحریر ہے (۱۰۵/۳، ۱۷۴) جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اندجان سے لاہور میں آکر مقیم ہو گئے تھے۔ مولف کتاب ہذا نے بھی ان کے سال وفات کا ذکر کرتے ہوئے حسب معمول یہ نہیں لکھا کہ میر شرف الدین کا مولد و مسکن و مدفن لاہور ہے بلکہ لاہور کو ان کا مسکن و مدفن ہی بتایا ہے (۷۶/۴/۱۲-۱۴) نیز کتاب حاضر کے ان الفاظ :

میر مشارٌ الیہ بہ خلافت حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ مسندِ ارشاد گردیدہ در بلدۂ لاہور رسیدہ (۷۵/۴/۲۲-۲۳)

سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ سرہند سے خلافت دے کر انہیں لاہور میں متعین کیا گیا تھا۔ تاہم ان کا خانوادہ یا وہ خود "اندجان" سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔

اندجان، اندیجان، اندکان (اندگان) شہریست درکنار درۂ فرغانہ در شمال شرقی شہر فرغانہ (فرہنگ فارسی معین، برہان قاطع)

اندکان (اندجان) نام کے دو شہر ہیں بقول سمعانی :

اندکان، بفتح الألف وسکون النون وضم الدال المهملة وفتح الکاف وفی آخرها النون، هذه النسبة الی اندکان وهی قریة من قری فرغانة واندکان قریه من قری سرخس ایضاً۔ (الانساب ۱/۳۶۴)

اندجان (اندکان) ماوراء النہر کے اس پُرفضا مقام کا بہت سے جغرافیہ نویسوں نے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو :

۱۔ یاقوت : معجم البلدان ۱/۲۶۱

۲۔ ایضاً : المشترک ۲۶

۳۔ بابر، بادشاہ : بابرنامہ ۱/۳-۴ (و بہ امداد اشاریہ ترجمہ بیورج)

۴۔ لی سٹرنج : بلدان الخلافۃ الشرقیہ ۵۲۰، ۵۲۱

۵۔ بارٹولڈ : گزیدۂ مقالات تحقیقی ۴۵، ۴۸، ۵۱ (بامداد اشاریہ)

۶۔ ایضاً : ترکستان نامہ ۱/۲۵۷

۷۔ رنجبر، احمد : خراسان بزرگ ۱۵۸ (و بہ بعد)

ہمارے پاس اس امر کے فیصلے کے لیے بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کہ میر شرف الدین حسین اندجانِ فرغانہ سے آئے تھے یا ان کا تعلق اندجانِ سرخس سے تھا تاہم قیاس ہے کہ ان کا تعلق اندجانِ فرغانہ سے ہوگا۔

یہاں ایک امر کی وضاحت لازم ہے کہ مولانا محمد باقر لاہوری کے والد گرامی میر شرف الدین عباسی لاہوری مفتی بلدۂ لاہور (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۴۵۵/۱۱-۱۲) زیر بحث شخصیت میر شرف الدین حسین اندجانی ثم لاہوری سے مختلف ہیں۔ مولانا محمد باقر کے والد بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے مرید تھے وہ یقیناً اپنے نامور فرزند کے وصال حدود ۱۱۰۹ھ سے قبل فوت ہوتے ہوں گے اور صاحب ترجمہ کا سال وصال حدود ۱۱۰۲ھ درج کیا گیا ہے (کتاب حاضر ۴۷۶/۱۲) حضرت خواجہ نے میر شرف الدین اندجانی کی گرمئ مجلس اور ان کے مریدین کا ذکر کیا ہے (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۷۴/۲۲۵)۔

حضرت وحدت سرہندی نے ایک روایت میں ان کے قول کو بطور سند پیش کیا ہے (گلشنِ وحدت ۵۹/۱۰۹)

صاحبِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۲) نے ان کا ذکر حضرت خواجہ کے مقبول خلفاء میں کیا ہے۔

۷۷/۴-۵-۹ ..... نور سرا وسط بہ شاہراہ دار السلطنت لاہور و دار الاشاد حضرت سرہند واقع است و مشہور در مسافرانی کہ از ولایت بہ دکن بہ روند .... جامعان مکتوبات در دیباچۂ مکاتیبی بہ اسم مشارُ الیہ است نام نور سرا اختیار کردہ باشند.....

نور سرا، ملکہ نور جہاں ملقب بہ نور محل کی تعمیر کردہ ہے اس لیے اسے سرائے نور محل کہا جاتا ہے۔ یہ سرائے پھلور سے ۲۰ کلومیٹر مغرب میں جالندھر کے ایک چھوٹے سے قصبے میں واقع ہے۔ اس سرائے کی تعمیر ۱۰۲۸ھ/۱۶۱۸ء میں شروع ہوئی اور ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء میں مکمل ہوئی۔ جہانگیر بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اس سرائے میں دو مرتبہ قیام کیا تھا، ملاحظہ ہو:

۱- جہانگیر بادشاہ: جہانگیر نامہ ۳۸۵، ۴۴۰

۲- علی الدین: عبرت نامہ ۱/۹۴

3. Farooque, A.M: Roads and communications in Mughal India, Delhi, 1977. p. 98

4. Gupta, H.R: Later Mughal History of the punjab. p. 229.

5. Mughal sarais in the panjab and Haryana. (Panjab past and present. April. 1982, pp 110-12

شیخ انور کے نام مکتوبات معصومیہ میں شامل تینوں مکاتیب (۳/۱۳۱، ۱۵۵، ۲۰۴) میں ان کی علاقائی نسبت "نور سرائی" ہی درج ہے۔

حضرت خواجہ نے شیخ انور نور سرائی کی گرمیٔ مجلس اور ان کے مریدین کے احوال کی تصدیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

ظہورِ تاثیرِ توجہ طلبہ و گرمیٔ مجلس ہمہ نیک و عالی است مطالعہ آں خوش وقت ساخت (مکتوبات معصومیہ ۳/۱۳۱/۱۸۳)

مخدوما نسبتی کہ دارید و نقدِ وقتِ شماست بہ علو موصوف ست احتیاجِ تعین ندارد از مشرف شدن بہ حقیقۃ الحقائق نوشتہ بودند نیک و روشن و مبارک است۔ از گرمیٔ مجلس و تاثیرِ صحبت کہ بہ قلم آوردہ اید شُکرِ خداوندی جل شانہ برآں بجای آرید ..... (ایضاً ۳/۲۰۴/۲۵۰)

روضۃ القیومیہ کے مولف نے نہایت اہم اطلاع دی کہ شیخ انور نور سرائی نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے باطنی احوال پر چند کتابیں تالیف کی تھیں جن میں سے ایک کا نام کثیر الہدایت ہے، لکھتے ہیں:

از اصحاب خاص حضرت ایشان است سلوک باطن را بخدمت آنحضرت حاصل کردہ، خلافت یافت آنجناب او را بشاراتِ عمدہ عنایت کردہ اند۔ شیخ از دل و جان معروف (در خدمتِ) حضرت امام معصوم بود و چند نسخہ در احوال باطن آنجناب تصنیف نمودہ است یکی از آں جملہ کثیر الہدایت است (۲/۴۳۵-۴۳۶- قلمی)

ہمیں اب تک شیخ انور کی کسی تصنیف اور خصوصاً ان کی کتاب کثیر الہدایت در احوال حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کا علم نہیں ہے۔ جن اصحاب کو حضرت خواجہ کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں شیخ انور بھی شامل ہیں۔ (رک تعلیقاتِ حاضر ۲۴۹/۱۸-۲۰)

۴۷۸/۵-۶ ..... جالندھر قصبۂ مشہورہ است از قصباتِ دوآبہ .....

جالندھر کے محلِ وقوع اور دیگر تفصیلات کے لیے دیکھیے:

علی الدین: عبرت نامہ ۱/۲۳، و بامداد اشاریہ

Imperial Gazetteer of India. Vol. xiv. p. 221-31

۴۷۸/۱۱-۱۴ ..... مکاتیب کثیرہ مشتمل بشارات علیہ بنام وی (شیخ حسین منصور جالندھری) مندرج است در جلدین آخرین اگر رجوع نمای احوال این .....

حضرت خواجہ کے ۹ مکاتیب شیخ حسین منصور کے نام ہیں:

۲/ ۹۲، ۱۰۹، ۱۲۰

۳/ ۳۰، ۳۵، ۹۹، ۱۳۰، ۱۶۴، ۲۰۰

ان مکاتیب میں شیخ حسین منصور کے نہایت دقیق سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں نیز حضرت خواجہ نے اپنے آخری سالوں کے امراض کا بھی ان مکاتیب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت مروج الشریعت نے شیخ حسین منصور کے بارے میں حضرت خواجہ کے تاثرات نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ "برکی" بھی لکھا ہے، فرماتے ہیں:

شیخ حسین منصور برکی علم فراوان بر احوال و مواجید دارد و در دقائق معارف حضرت مجدد الف ثانی را رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ در تحقیق فنا و بقاء تجلی ذات بہ آں ممتاز اند بہ نظر بصیرت و وجدان نیک می آوردند و بہ آں متحقق است بعض امور مخصوصہ را از احوالِ خود بہ فقیر بیان نمود کہ از نوادر عالم بود..... حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) احوال او را می پسندیدند از ولایتِ کبریٰ گذشتہ در ولایت اعلیٰ داخل شدہ، چنانچہ خود ایں معنیٔ دقیق را دریافتہ است آنحضرت تصدیق او نمودند ..... از حقائق و از تعین حبی نصیبی بوی ارزانی شدہ است۔

(خزینۃ المعارف ۴۴/۲۴۴)

۴۸۰/۵-۶ ..... قریۂ مورندہ ..... از مضافاتِ بلدۂ طیبہ سرہند است بلکہ شش ہفت میل خام است از بلدۂ منورہ .....

مورندہ، سرہند سے تقریباً ۱۴ میل شمال مشرق میں واقع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

۱۔ گنڈا سنگھ: احمد شاہ درانی ۲۹۱

۲۔ علی الدین: عبرت نامہ ۱/۳۲۲، ۴۱۰

۳۔ خوشونت سنگھ: ہسٹری آف دی سکھس ۱/۱۵۷، ۲۱۶

۹/۴۸۰ ..... (آخوند سجاول) بہ بشارات عالیہ مبشر گردیدہ .....

اُن بشارات کے لیے دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۱/۱۹۷، ۲۷۳-۲۷۴

۴۸۰/۹-۱۱ ..... شرح وقایہ بہ موجبِ امر اقدس ..... بزبان فرس ترجمہ آں نمودہ .....

حضرت اخوند سجاول نے اس کے دیباچے میں ان امور کی خود وضاحت کی ہے، لکھتے ہیں :

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہٖ مُحمّد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین بعد ہذا می گوید احقر عباد اللہ الغنی عبدالحق سجاول سرہندی کہ از ایامِ عنفوانِ جوانی ..... توفیق الٰہی عزشانہ بہ صحبت کثیر البرکت قبلۃ الاقطاب ..... شیخنا وسیدنا شیخ محمد معصوم ادام اللہ تعالیٰ ظلالہ ..... انفاسِ آنحضرت بقدرِ استعداد از فوائدِ صحبتہا شگرف بہرہ مندمی کردند ....... بعنایتِ ایزدی جل شانہ در ساعاتِ فراغ ازاں صحبت نہ خیلی بمطالعہ کتب دیگر از طلبہ علم داشتم واشتغال بر ترجمہ شرحِ وقایہ می نمودم کہ در چنیں مطالعہ مبتدین طلبہ علم بکار آید و متوسلین ایشاں از شاگردانِ ایں فقیر در گفت وگوی دراز کردہ بودند .....

چوں مرکوز خاطر بود کہ بعد از اتمام آں بہ عبارتی کہ قریب بہ فہم مردم باشد خواہد نوشت بہماں طریق از سر نو کردہ در سنہ ہزار و ہفتاد و ششم اتمام نمود بہ مسائلِ شرح وقایہ مسمیٰ گردانید۔ و چوں شروع و اتمام آں در آوان سلطنت محب العلماء الاتقیاء، و معین الفقراء الغربا صاحب السیف زُہد و الورع و التقویٰ سلطان محمد اورنگ زیب شاہ عالمگیر بہادر بود تزئین آں را بہ دُعا خیر آں لازم دیدہ بہ فقرۂ چند از دعای خیر آں بادشاہِ دیں پناہ دیباچہ ایں کتاب را مزین ساخت ......

(خطی نسخہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد۔ نمبر ۹۱۳۰)

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۱۔ مترجم اخوند سجاول عنفوانِ جوانی سے ہی حضرت خواجہ سے وابستہ ہو گئے تھے۔

۲۔ مترجم خود مدرس تھے اور شرح وقایہ (عربی) مدرسۂ سرہند میں بھی بطور نصاب شامل تھی جس کا انہوں نے مدرسہ کے طلبہ کے لیے فارسی

میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ بھی مدرسۂ سرہند میں شامل نصاب تھا۔

۳- یہ ترجمہ ۱۰۷۶ھ میں حضرت خواجہ کے حین حیات ہی مکمل ہوگیا۔

۴- یہ ترجمہ اورنگ زیب کے نام معنون کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں انتساب کا یہی قاعدہ تھا۔

۵- اس ترجمے کا نام "مسائلِ شرح وقایہ" ہے۔

مذکورہ قلمی نسخے کے علاوہ اس کتاب کے بہت سے خطی نسخے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ دو نسخے انڈیا آفس لائبریری ۲۵۹۱، ۲۵۹۲ ETHE-1-5 میں ہیں۔ کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔ نولکشور، کانپور دو مرتبہ دوم ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۶ء طبع بمبئی ۱۸۷۷ء دو جلد، کانپور ۱۸۷۳ء (مشار: فہرست کتابہای چاپی فارسی ۱/۸۷۱)۔ اس کا آخری ایڈیشن مصباح الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ کے نام سے دارالعربیۃ للدعوۃ الاسلامیہ، منصورہ، لاہور، پاکستان ۱۹۸۴ء ہے۔

اخوند سجادل نے ہدایہ کی شرح بھی لکھی تھی۔ انڈیا آفس لائبریری میں اس کی صرف آخری یعنی چوتھی جلد کا خطی نسخہ محفوظ ہے۔ اس جلد کے ابواب و فصول کے لیے ملاحظہ ہو:

Ethe: Cat. persian MSS. London. 1980 p 1398

ڈی این مارشل نے لکھا ہے کہ مترجم نے یہ شرح بھی اورنگ زیب کے نام معنون کی ہے:

Mughals in India. p. 8

اخوند سجادل کی علم فقہ پر ایک اور کتاب مسائل ضروریہ کے نام سے ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

الحمد للہ الحمید الحنان الذی خلقنا من الانسان وجعلنا من امتہ النبی آخر الزمان المخصوص سبقۃ دخول الجنان ..... غریق بحر العیان می گوید اضعف

عباد اللہ تراب الاقدام اہل اللہ و علماء باللہ عبدالحق کہ معروف سجاول سرہندی است کہ این چند مسائل ضروریہ از فیروز شاہی وکتب دیگر انتخاب نمودہ تحفہ برای عزیزان ساختہ است تا از یں بہرہ مند گشتہ ..... اوراق ۳۲

(خطی نسخہ کتاب خانہ گنج بخش اسلام آباد - نمبر ۵۴۴۸)

۴۸۰/۱۲-۱۴ ..... اکثر حضرات احمدیہ را معلم بودہ اند چنانچہ ..... حضرت وحدت ..... بلا اشتباہ پیش اخوند (سجاول) خواندہ اند .....

حضرت وحدت نے خود اپنے ایک مکتوب بنام اخوند سجاول میں انہیں "مخدومی و استاذی" لکھا ہے (گلشن وحدت ۵۴/۶۶)

۴۸۰/۲۰-۲۳ ..... سعادت غسل دادن حضرت ایشاں رضی اللہ تعالی عنہ نیز اخوند مسطور (سجاول) امتیاز یافتہ .....

رک بہ تعلیقات حاضر (۲۴۹/۱۸-۲۰)

۴۸۱/۱-۳ ..... چوں وقت وصال خال اکرم حضرت مروج الشریعت ..... اخوند رفیق سفر بودہ چنانچہ در احوال ایشاں تحقیق ایں ماجرا گذشتہ .....

رک بہ کتاب حاضر (۳۲۱/۴-۵)

۴۸۱/۱۱ اخوند سجاول، حضرت خواجہ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ آغاز جوانی میں ہی حضرت خواجہ سے وابستہ ہوگئے (رک مسائل شرح وقایہ اقتباس سابقہ (۴۸۰/۹-۱۱) ان کا نام بعض مقامات پر عبدالخالق اور عبدالحق نقل ہوا ہے۔ ان کی مذکورہ تصانیف میں کاتبوں نے "عبدالحق" ہی نقل کیا ہے۔ روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۶) میں بھی عبدالحق ہی ہے۔ مارشل کو ان کا عرف سجاول خطی نسخے سے پڑھنے میں سہو ہوا ہے جو محض ناقل کی غلطی ہے "د" اور " د" میں ناقل فرق نہیں کرسکا (حوالۂ سابقہ) یعنی انہوں نے سجادل پڑھ لیا ہے جو غلط ہے۔ صحیح "سجاول" ہی ہے۔

اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت کا بہت عقیدت مند تھا۔ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد جب اورنگزیب کی خواہش پر حضرت مروج الشریعت

اس کے پاس دہلی گئے تو اخوند سجاول بھی شریک سفر تھے (کتاب حاضر ۵-۴/۳۲۱) ہمارا قیاس ہے کہ خود اورنگ زیب نے بعض دینی مقاصد کے لیے اخوند سجاول کو دہلی طلب کیا ہوگا یا حضرت مروج الشریعت انہیں اورنگزیب کی تربیت کے لیے ہمراہ لے گئے تھے۔ یہاں "قریۂ خود کہ عوض معاش در آنجا داشتہ" (۴۸۱/۴) سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ یہ قریہ اخوند سجاول کو اورنگ زیب نے بطور مدد معاش دیا ہوگا۔

۶/۴۸۲ ..... (میر رفعت بیگ) ..... گرز دارِ طلائی شاہ جہان بادشاہ بودہ .....

گرز اور گرز دار کے مفہوم کے لیے دیکھیے:

۱- فخر مدبر : آداب الحرب والشجاعت ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۶۷

۲- ابوالفضل : آئین اکبری ۱/۱۳۸ (تحت آئین قورخانہ)

۳- محمد معین : فرہنگ فارسی

۴- صباح الدین عبدالرحمٰن : ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام ۴۳

۲۵-۲۲/۴۸۲ ..... نقل مکتوبی از مکتوبات دفتر اول ..... سی و ششم از آں جلد مبارک ایراد می نماید .....

لیکن مکتوبات معصومیہ مطبوعہ کی جلد اوّل میں یہ مکتوب نمبر ۳۸ ہے۔

۱۴/۴۸۳ میر رفعت بیگ کے ایک بیٹے میاں لشکری تھے جو والد کے عین حیات ہی فوت ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی وفات کا ذکر کیا ہے:

..... از ارتحالِ فرزند میاں لشکری مرقوم نمودہ بودند و انواع تالم از فرقتِ او ظاہر ساختہ ..... حق سبحانہ اجر جزیل دہد ..... و نعم البدل کرامت فرماید ..... (مکتوبات معصومیہ ۸۳/۵۲/۳)

میر رفعت بیگ گرز دار کے حالات صوفیہ کے تذکروں اور کتب تاریخ میں نہیں مل سکے۔ حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب ان کے نام ہیں:

۱/ ۳۸، ۴۰، ۸۱

۳/ ۵۲، ۷۶

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب میں میر رفعت بیگ کے احوال پر تحسین فرمائی ہے، لکھتے ہیں :

از احوالِ باطن نگاشتہ بودند از اعراض از ظل بالکل و او بزوال و نیستی آوردن آں و از ظل باصل گردیدن ..... اکثر اوقات از سرورِ آں کیفیت عجیبہ رُوح می خواہد کہ از قالب پرواز نماید دراں وقت عجب حالتِ بی خودی و نیستی دست می دہد کہ شرح آں از بیان خارج ست ــــ مطالعہ آں (عریضۂ میر رفعت) محظوظ و متلذذ ساخت احوال درست و سنجیدہ است و بشرِ حصول حقیقتِ فنا ہر درجہ کہ ازیں دولت میسر آید مبارک ست ...... (۱۲۱/۷۶/۳)

...... تجلیٔ برقبرا کہ شیخ محی الدین ابن العربی و تابعان او قدس اسرارہم تجلیٔ ذات می فرمایند ..... ۴۸۴/۹-۱۰

مولانا جامی نے نقد النصوص میں "تجلی ذات" کی تشریح فرمائی ہے، لکھتے ہیں :

"تجلیٔ ذات" و علامتش اگر از بقایای وجودِ سالک چیزی ماندہ بود، فناءِ ذات و تلاشیٔ صفات است در سطوات انوار ـ و آں را "صعقہ" خوانند، چنانکہ حال موسیٰ علیہ السلام، کہ .....
(نقد النصوص ۱۱۵، ۱۱۶، ۲۰۳ طبع چیتیک)

مدتی برآں (تجلی ذات) استقرار داشتہ و آخر کار ..... ۴۸۴/۱۰

شیخ پیر محمد دہلوی کی حضرت خواجہ سے اس موضوع پر مراسلت بھی ہوئی تھی، حضرت خواجہ انہیں لکھتے ہیں :

رہائی تام از تعلیقاتِ کثیرہ کثرت میسر آید و جمالِ وحدتِ حقیقی پردہ نہ کشاید وحدت و کثرت ضد یک دیگرند سالک ہر چند جہات کثرت با خود دارد و با حکام کثرت در آویختہ است از وحدت دور و مہجور است ..... (۹۰/۲)

...... شیخ سیف الدین قدس سرہ مکتوبی کہ در تحقیق تجلیات خمسہ کہ ..... ۴۸۴/۱۴-۱۷

بہ دی (شیخ پیر محمد) برنگاشتہ اند.....

ر۔ک بہ تعلیقات حاضر (۳۴۵/۶-۷)

۱۹/۴۸۴ شیخ پیر محمد دہلوی حضرت خواجہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، صاحبزادگان بھی ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ کا ایک مکتوب ان کے نام ہے جس میں اپنے آخری سفرِ حج کا ذکر وحدودِ سفر کا تذکرہ کیا ہے (وسیلۃ القبول ۱/۱۰۷/۱۱۶)

حضرت خواجہ سیف الدین سلطان عبدالرحمٰن (رک بآں) کو لکھتے ہیں کہ شیخ پیر محمد دہلوی ان دنوں دہلی میں مقیم ہیں ان کے وجود کو غنیمت جان کر ان کی صحبت اختیار کریں:

یکسر کمالاتِ دستگاہ میاں شیخ پیر دراں شہر مغتنم اند گاہ گاہی اگر ہم صحبت شدہ باشند بغایت احسن است (مکتوبات سیفیہ ۴۳/۶۲)

اپنے ایک مکتوب بنام خواجہ محمد شریف بخاری (رک بآں) میں لکھتے ہیں:

حقائق آگاہ میاں شیخ پیر خیلی اظہار رضامندی از شما نمودہ بودند ایں سبب فرحت تام گردیدہ..... (ایضاً ۱۰۳/ ۱۲۵)

شیخ پیر محمد کے بارے میں سب سے اہم معلومات ان کے معاصر بزرگ حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نے دی ہیں۔ شیخ محمد مراد اپنے مرشد گرامی حضرت وحدت کے ہمراہ ان کے گھر دہلی میں گئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرات صاحبزادگان کے حکم کے مطابق شیخ پیر محمد دہلوی نے اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی تھی، فرماتے ہیں:

فضیلت و مشیخت پناہ حقائق آگاہ شیخ پیر محمد کہ از جملہ خلفای حضرت قطب الاقطابی شیخ محمد معصوم قدس سرہ بود بامر حضرات صحبت دار ظل سبحانی ہم چندی بود و آمد و رفت اوقات معینہ داشت۔ مردی آگاہ بود واقفِ علوم و خوش خلق و خوش ہمہ چیز بود، در دہلی قدیم می بود در رکاب سعادت حضرت قطبی مرشدی محرر بہ خانۂ ایشاں

رسیدہ بود، مردی صاحبِ فنا و بقا و حامل کمالات۔ بدیدۂ ظلِ سبحانی از اوضاع ایں معارف آگاہی راضی و شاکری بود و اعزۂ دیگر از حضرات نیز رضامند بودند و بہ توسطِ وی حل مشکلات مردم در بار می شد۔ رحمة اللہ علیہ رحمة واسعة (تحفة الفقرا قلمی ۷۲-۷۳)
نیز دیکھئے مقدمۂ کتاب حاضر "خلفاءِ حضرت خواجہ محمد معصوم اورنگزیب کی مصاحبت میں"۔

مولف نزہة الخواطر (۵/۹۷، ۹۸) نے لکھاہے کہ شیخ پیر محمد جنیدی شیخ احمد دیوبندی (خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی) کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ جنید من اعمال حصار (پنجاب) میں مقیم ہوگئے۔ اورنگ زیب انہیں اپنے ہاتھ سے خط لکھتا اور ان کی بڑی تعریف کیا کرتا تھا۔

ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہی شیخ پیر محمد دہلوی ہیں۔ ممکن ہے وہ شیخ احمد دیوبندی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ سے منسلک ہوگئے ہوں اور انہیں دہلی میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا ہو جیسا کہ شیخ محمد مراد کشمیری کا قول نقل کیا جاچکاہے کہ انہوں نے حضرات کے حکم کے مطابق اورنگزیب کی صحبت اختیار کی اور دہلی میں مقیم ہوتے۔

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم کا مکتوب ۱۴۶ جن شیخ میر دہلوی کے نام ہے وہ ہی شیخ پیر دہلوی ہیں پیر کی بجائے "میر" سہو کتابت معلوم ہوتاہے۔ اس مکتوب میں حضرت خواجہ کے منقولہ بالا مکتوب کے مندرجات کا اعادہ بھی ہے کہ وحدت الوجود کی منزلِ تنگ سے تمہیں ترقی ہو اور اس تنگنائی سے نکلو۔

۱۸/۴۸ ..... پرینده کہ از قلعجات مشہورۂ دکن است .....

کتاب حاضر کی تالیف کے دوران جب کہ مولف خود پرینده میں تھے، "پرینده" اس وقت دکن کے معروف علاقہ اورنگ آباد میں بطور سرکار تھا:
جنیدی، محمد محبوب: حیات آصف ۴۶۷ (بہ تلفظ پرینڈا)

اورنگ زیب کا قلعہ پرینده پر ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں ہی بلا جنگ قبضہ ہوگیا تھا۔ (مآثر عالمگیری ۳۳، عالمگیرنامہ ۵۹۶ - ۵۹۸)

۴۸۶/۱۱ مولفِ روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ شیخ حسین عُشاق شیخ ابوالمظفر (رک بآں) کے خلیفہ اعظم تھے:

شیخ ابوالمظفر کے خلیفہ اعظم ہیں۔ نہایت عزیزالوجود تھے۔ جذبہ قوی تھا آپ کی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا تھا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہوجاتا۔ (۲/۲۳۶)

شیخ حسین عشاق کی ملاقات خواجہ محمد زبیر سے بھی ہوتی رہتی تھی۔ (ایضاً ۴/ ۱۵)

۴۸۷/۶-۷ ..... (خواجہ عبدالصمد کابلی) بہ ولایتِ ظلی واصلی رسیده و بہ دی از کمالات نبوت علی اربہا الصلوات والتسلیمات شمیده .....

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ خود فرماتے ہیں:

شما (خواجہ عبدالصمد کابلی) را از مقامِ خُلّت نصیبی ہست و ایں تزئین ازاں است کہ ماناکہ ولایتِ شما ولایت ابراہیمی ست ..... (مکتوبات ۳/۲۱۴/ ۲۵۹)

۴۸۷/۱۳ مولد خواجہ قریۂ دیہ یعقوب است کہ یک فرسخ از کابل جانب لاہور واقع است۔

روضۃ القیومیہ میں ہے:

دیہ یعقوب موضعی ست بہ دو کروه کابل (۲/ ۴۳۵) ایں موضع در جنوب شرقی کابل تخمیناً چہار میل فاصلہ دارد از کابل در کنار دیہ شیوکی (افادات آقای خلیل اللہ خلیلی)

۴۸۷/۲۵ حضرت خواجہ عبدالصمد کابلی، حضرت خواجہ محمد معصوم کے اکابر خلفاء میں سے تھے جنہیں افغانستان میں بہت مقبولیت ہوئی۔ حضرت خواجہ کے یہ چھ مکاتیب ان کے نام ہیں:

۱/ ۴۳، ۸۳، ۱۸۸

۳/ ۳۱، ۱۵۶، ۲۱۴

حضرت خواجہ اور خواجہ عبد الصمد کے مابین بڑی موانست تھی، حضرت خواجہ فرماتے ہیں :

یاران و ہمنشینان کہ پار و پارار سال یک جا ہم سفر و ہم بستر بودند و مونس و ہمدم کجا شدند ..... (مکتوبات ۳/ ۱۵۶/ ۲۱۰)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

خواجہ عبد الصمد کابلی دریں مرتبہ از ترقیاتِ وی بسیاری فرمودند بعد فنای نفس بعض امور دیگر ہم می فرمودند بعد ازیں بسیار در خدمت عالی گذرانیدہ و ترقیات نمودہ چنانچہ بحصولِ کمالاتِ ولایتِ کبریٰ ممتاز گردیدہ و تعین بعض مقامات قرب از آں حضرت دربارۂ مشارٌ الیہ مسموع گردیدہ ومن اعظم کمالاتہٖ حصول حظ مرعن مرتبۃ العالی المعبر بالخُلّۃ والصباحۃ وانہ ابراھیمی المشرب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۔ واز اخص کمالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصیب کامل یافتہ کہ تفصیل آں را دفتری باید .....

(خزینۃ المعارف ۲۴/ ۴۳ - ۴۴)

حضرت مروج الشریعت کا ایک عربی مکتوب "فنا و بقا" کے دقائق پر خواجہ عبد الصمد کے نام ہے :

الیٰ جناب زبدۃ السالکین مورد عنایات الاحد خواجہ عبد الصمد کابلی فی دقائق الفناءِ والبقاء ومع مایتعلقہٗ من الاسولۃ والاجوبۃ (ایضاً ۱۰/ ۲۰)

حضرت مروج الشریعت کے دو اور مکاتیب شیخ عبد الصمد کے نام ہیں ایک میں بیان استغنای محبوب حقیقی ..... (۶/ ۱۶) دوسرے میں عزیب بہ زیارت روضۂ منورہ ..... (۵۰/ ۷۳)

خواجہ عبد الصمد کابلی کے بیٹوں نے اورنگ زیب کے ہاں "نوکری" کرلی تھی ۔ حضرت حجۃ اللہ اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں ان کی

سفارش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قبلہ گاہا فضائل و کمالات دستگاہ خدا آگاہ خواجہ عبدالصمد از دُعا گویانِ خاص آنحضرت (اورنگ زیب) است فرزندان مشارٌ الیہ جوانانِ قابل اند و ارادۂ نوکری دارند امید کہ بہ عنایاتِ شاہی اند گرداب تفرقہ بر آیند و بہ ساحلِ جمعیت در آیند۔ (وسیلۃ القبول ۱/۳۷/۴۹، ۱۰۵/۱۱۵)

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ خواجہ عبدالصمد ۱۰۴۰ھ میں حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے، بیعت ہونے کا سبب حضرت خواجہ کی شہرت بتایا گیا ہے (۲/۲۴) کابل میں انہیں بہت مقبولیت ہوئی۔ (ایضاً ۲/۲۳۸)

خواجہ عبدالصمد کے ایک پوتے خواجہ محمد میر دیہ یعقوبی حضرت خواجہ محمد زبیر کے خلیفہ تھے (ایضاً ۴/۲۹۸)

۴۸۸/۸ ..... مخدوم زادہ ..... شیخ محمد اسماعیل سلمہٗ ربہٗ

یعنی شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم (رک بہ تعلیقات حاضر ۲۸۶/۲۲، ۲۸۸/ ۱۵-۱۶، ۱۹)

۴۸۸/۹-۱۱ ..... میر عبداللہ کہ پدرِ عروسِ حضرت حجۃ اللہ قدس سرہ بودہ ...... تعیناتی ..... خدمت بخشی گری کابل .....

حضرت حجۃ اللہ کے مجموعۂ مکتوبات خصوصاً وسیلۃ القبول کی جلد دوم میں جن میر حاجی عبداللہ کے نام بہت سے مکاتیب ہیں وہ یہی میر عبداللہ بخشی کابلی ہیں جو حضرت حجۃ اللہ کے سُسر بھی تھے۔ حضرت خواجہ سیف الدین کا بھی ایک مکتوب ان کے نام ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۸۱/۲۰۲) میر عبداللہ بخشی کے نام حضرت خواجہ کے مکتوب کے لیے دیکھئے مکتوبات معصومیہ ۳/۳۷/ ۶۸

۴۸۸/۱۴-۱۵ ..... نوازشنامہ بایں مضمون مرقوم گشتہ کہ در یارانِ فقیر خواجہ محمد حنیف و شیخ عبدالکریم بسیار مفتہمند .....

یہاں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے اس مکتوب کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے میر عبداللہ بخشی کابلی کے نام لکھا، فرماتے ہیں :

نوشتہ بودند کہ بہ یکی از خلفای ایں سرزمین (کابل) امر شود کہ واسطۂ حصولِ مطالب ایں فقیر بود و توجہات معروف می داشتہ باشد۔ مخدوما شیخ عبدالکریم ایں جا حاضر بود باو گفتہ ام و خواجہ محمد حنیف ہماں جا (کابل) ست بہ شما خواہد فہمانید۔ احتیاج نوشتن نیست (مکتوبات ۳/۳۷/۶۸-۶۹)

شیخ عبدالکریم کابلی حضرت خواجہ کے معروف خلفاء میں سے تھے، آپ نے ایک مکتوب میں ان کے احوال پر اطمینان کا اظہار فرمایا ہے : ۲۲/۴۸۸

استقامت او مناع شما کہ گوش زد می شود سبب مسرت گردد.....

احوال و ترقیاتِ خود نوشتہ بود دید رسید مضامین آں بہ وضوح انجامید ..... شکر آں بجا آرند..... (۲/۱۴/۴۱)

حضرت مروج الشریعت کے دو مکاتیب شیخ عبدالکریم کابلی کے نام ہیں۔

اول بہ ولایت پناہ معرفت انتباہ خدمت شیخ عبدالکریم کابلی در بیان معارفی کہ بہ کلمۂ مطہرہ مطہراتم تعلق دارد کہ در عبارات مشائخ کرام در نعت سید انام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ واکمل السلام ... (خزینۃ المعارف ۶/۲۸-۳۱)

دوم ..... حقائق آگاہ شیخ عبدالکریم کابلی در حصول بشارتِ اسرار مختصۂ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ حضرت ایشاں با حضرت مروج الشریعت یعنی تبدل دُنیا بہ آخرت ..... (ایضاً ۲۵/۴۶-۴۷)

حضرت مروج الشریعت، حضرت خواجہ کے خلفاء کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

شیخ عبدالکریم کابلی روزی (حضرت خواجہ محمد معصوم) فرمودند کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آں قدر بایں مرد (شیخ عبدالکریم کابلی) مہربانی می نمایند بہ کم کسی از یاران مہربانی می نمایند در سفر دیگر بہ حصول ولایتِ کبریٰ بل نصیبی از کمالاتِ نبوت وی را ممتاز گردانیدند و مناسبت او را بہ مرتبۂ ارشاد بسیار می فرمودند، دریں سفر از حقیقت کعبۂ حسناء واز حقیقتِ قرآنی بہرہ برداشتہ و بہ آں ممتاز گردیدہ (ایضاً ۲۴/۴۳)

۴۸۹/۵ ..... صوفی مغربی .....

صوفی مغربی، شیخ قاسم کابلی کے والد گرامی تھے۔ روضۃ القیومیہ میں ان کا نام صوفی عبداللہ مغربی لکھا ہوا ہے:

صوفی عبداللہ مغربی آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر مغرب میں بھیج دیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا (۲/۲۴۴)

۴۸۹/۱۵ بملا قاسم پسر صوفی مغربی در شرح حال او۔

ملا قاسم کے نام حضرت خواجہ کا صرف ایک ہی مکتوب ہے، لکھتے ہیں:

کتابتی کہ از راہ محبت ارسال داشتہ بودید رسیدہ، خوش وقت ساخت از تصفیۂ عناصر اربعہ عموماً و تصفیۂ عنصر خاک خصوصاً نوشتہ بودند، مطالعۂ آں بسیار محظوظ ساخت، حالتی است بس شگرف و ہمچنیں حالتی کہ در نماز او می دہد اصیل ست و اثر حالت معراجیہ است کہ خواص عباد را رو می دہد..... (مکتوبات معصومیہ ۳/۲۳۵/۲۸۲)

معلوم ہوتا ہے کہ ملا قاسم کابلی نے سلوک کی تعلیم کا آغاز حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں کیا۔ حضرت خواجہ سیف الدین اپنے ایک عریضہ بنام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میں اُن کے داخل حلقہ ہونے کا ذکر کرتے ہیں (مکتوبات سیفیہ ۲/۱۱) مولفِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۴) نے جن اخون قاسم خراسانی کا ذکر کیا ہے ان کا تعلق اور قیام بھی خراسان میں ہی بتایا ہے اس لیے وہ ملا قاسم کابلی سے مختلف شخصیت ہیں۔ مولانا زوار حسین مرحوم نے غلط فہمی کی بنا پر ان کو ایک ہی سمجھ لیا ہے (انوار معصومیہ ۳۷۰)

۴۹۰/۱۳-۱۵ ..... حافظ آباد یکی از قصباتِ مضافۂ بلدۂ دار السلطنت لاہور است..... کہ سہ مرحلہ از لاہور است.....

حافظ آباد گوجرانوالہ (پنجاب) سے ۳۷ میل کے فاصلے پر ہے۔ وزیر آباد۔ فیصل آباد ریل کے ذریعہ بھی آمد و رفت ہوتی ہے۔

۴۹۰/۱۴ ..... مرحومی شیخ محمد باقر کہ مناسبت ہمشیرگی داشت.....

یعنی شیخ محمد باقر لاہوری اور ملا محمد امین حافظ آبادی آپس میں بھائی تھے۔

،ہمشیرگی، "شیرخوارگی از یک پستان ۔ برادر یا خواہرِ رضاعی بودن" (فرہنگ معین)

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بنام مفتی محمد باقر لاہوری (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۴۵۲ - ۴۵۵) میں جس طریقے سے ملا محمد امین حافظ آبادی کا ذکر آیا ہے اس سے ان کے گہرے تعلقات بخوبی واضح ہیں (مکتوباتِ سیفیہ ۱۱۹/ ۱۴۸، ۱۲۲/ ۱۵۱)

۱۸/۴۹۰ ملا محمد امین حافظ آبادی کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے چار مکاتیب ہیں (۲/ ۱۱۶، ۱۵۵ - ۳/ ۱۰۲، ۱۹۶) ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

کتابتی کہ از راہِ محبت فرستادہ بودند، رسیدہ خوش وقت ساخت مناسبتی بہ صفتِ علم در بہ حقیقتِ کعبہ نوشتہ بودند بہ صفت علم چرا مناسبت نباشد کہ مربی شیخ شما ہماں صفت است ..... شما نیز ازیں حقیر طلب اذن نمودہ بودید، مخدوما اگر اذنِ فقیر را ہیچ مدخلے ہست شمارا اذن دادیم (۲/۱۵۵/ ۲۵۳)

اگر اس مکتوب میں "شیخ شما" سے مراد مفتی محمد باقر لاہوری ہیں تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ملا محمد امین نے تعلیمِ سلوک کا آغاز اپنے بھائی مفتی محمد باقر سے کیا اور اجازتِ طریقہ حضرت خواجہ سے لی۔

دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

نصیبی دلو فی الجملہ ازیں مقام شما را حاصل ست و قطرہ ازیں بحرِ بی پایان در کامِ جانِ شما چکاندہ اند ..... (۳/ ۱۰۲/ ۱۴۶)

آخری مکتوب میں لکھا ہے:

نوشتہ بودند کہ در بعضی اوقات در نمازِ فرض خصوصاً در حالتِ امامت حالتی ردی می دہد کہ گویا جسد گداختہ می شود از مہابت عظمت او تعالیٰ و در وقتِ سجدہ خوش نمی آید کہ سر از سجدہ برداشتہ شود۔ واضح گردید مطالعہ آں ذوقین و خوش وقت ساخت ..... (۳/۱۹۶/ ۲۴۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کے دو مکاتیب ملا محمد امین حافظ آبادی کے

نام ہیں، ایک میں لکھتے ہیں:

سعادت آثار میاں شیر محمد بہ دخول طریقۂ علیہ استفادہ یافتہ ظاہرا بشما معرفی ہم دارد ..... از حقیقت احوالات ظاہری و باطنی خویش اطلاع می دادہ باشند کہ باعث توجہات غائبانہ است و ہیچ کس داخل طریق شدہ است یا نہ اگر شدہ بہ چہ کیفیت است؟ مفصلاً خواہند نوشت کہ خاطر نگران است۔ (مکتوبات سیفیہ ۸۱/۱۲۱)

اس اقتباس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ کے حین حیات اور آپ کے وصال کے بعد ملا محمد امین کی باطنی تربیت حضرت خواجہ سیف الدین کے ذمے تھی اور وہ ان کے مریدین کے احوال کی بھی نگرانی فرماتے تھے۔

آخری مکتوب میں خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں:

..... عریضہ کہ در خدمت حضرت قبلہ گاہی (خواجہ محمد معصوم) مرسل بود بنظر مبارک در آمد چند کلمہ بدستخط خاص جواب کتابتی شما کہ متضمن بشارت است نوشتہ آمد ..... از کمال محبت غائبانہ ترقیات عالی نصیب شما است ..... (ایضاً ۱۸۸/۲۰۷)

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں ملا محمد امین حافظ آبادی کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ملا محمد امین نصیبی از استہلاک و اضمحلال یافتہ است و از حضور خود بخود بہرہ داشتہ امید است کہ بہ کمال آں متحقق گردد (ایضاً ۱۱۹/۱۴۸) فضائل مآب ملا محمد امین ہم بعضی فوائد حاصل نمودند و متوجہ فوق اند ..... (ایضاً ۱۲۲/۱۵۱)

روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۳) میں جن محمد امین کے بارے میں درج ہے کہ انہیں حضرت خواجہ محمد معصوم نے "ہر سہ ولایت کی خوش خبری دی" سے واضح نہیں ہے کہ یہاں کون محمد امین مراد ہیں؟ اس نام کے مفصلہ ذیل اصحاب حضرت خواجہ کے حلقہ میں شامل تھے۔

(۱) ملا محمد امین حافظ آبادی (۲) ملا محمد امین بدخشی مکی صاحب نتائج الحرمین

(۳) میر محمد امین بخاری (۴) محمد امین لاہوری

۴۹۱/۴-۵ ..... خجستہ بنیادی .....

خجستہ بنیاد اورنگ آباد کو کہتے ہیں۔

۴۹۱/۷-۱۰ ..... سہ جلد مصحف مجید بہ دستخط خود (شیخ عطاء اللہ سورتی) نوشتہ .....

شیخ عطاء اللہ سورتی نے قرآنِ پاک کی کتابت کو رزق طیب کے لیے اختیار کیا تھا۔ حضرت خواجہ سے اس پیشہ کے لیے اجازت طلب کی تو جواباً فرمایا:

نوشتہ بودند کہ بجہت بی استقلالیِ عیال بہ کتابتِ قرآن مجید اشتغال دارد و داعیہ آنست کہ دست از ہمہ تعلقات افشاندہ این انفاسِ معدود را بہ ذکر صرف نماید منتظرِ حکم است، مخدوما نفقۂ عیال از واجبات ست فکر آں ہم ناگزیرست کسب حلال ہم کنند..... (مکتوباتِ معصومیہ ۱۳۰/۸۸/۳)

شیخ عطاء اللہ سورتی کے ہاتھ کا کتابت کیا ہوا قرآن مجید حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضۂ انور پر تھا جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ تھا۔ روضہ ۲۴۱/۲)

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عطاء اللہ حضرت خواجہ کے لیے کتابت بھی کرتے تھے چنانچہ انہوں نے مریدین کو دینے کے لیے شجرات کتابت کر کے سرہند میں حضرت خواجہ کی خدمت میں بھیجے تھے جس کے نسخے آپ نے معتقدین کو دیئے۔ (مکتوباتِ معصومیہ ۱۳۱/۸۸/۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کا ایک مکتوب شیخ عطاء اللہ کے نام ہے۔ جس میں لطائف کا بیان اجمالاً کیا گیا ہے (مکتوباتِ سیفیہ ۲۵/۱۳-۲۶) حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مکاتیب بنام خواجہ محمد شریف بخاری میں "میاں عطاء اللہ" نام کے ایک معتقد کا ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ یہ شیخ سورتی ہی ہوں۔ (ایضاً ۱۴۳/۱۱۵، ۱۵۸/۱۳۱) شیخ عطاء اللہ سورتی کے دو بیٹے تھے یعنی فضلی اور شیخا، دونوں ہندی کے اچھے شاعر تھے (روضہ ۲۴۱/۲)

۱۰/۴۹۲ بلدۂ سورت .....

سورت ، بمبئی کے مشہور علاقوں میں سے ہے ۔

۱۱/۴۹۲ شیخ نور محمد سورتی، حضرت ملا عطاء اللہ سورتی (رک باں) کے دوستوں میں سے تھے، حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام ملا عطاء اللہ سورتی میں لکھا ہے کہ تینوں طالبوں کو شیخ نور محمد توجہ دیں تو بہتر ہے (۱۳۱/۸۸/۳)

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب شیخ نور محمد سورتی کے نام ہے جس میں انہیں "اوقات ذکر و فکر" میں گزارنے کی تلقین کی گئی ہے (۵۷/۲۸/۳)

۱۲-۱۱/۴۹۳ رَبَّنَا ..... الْكٰفِرِيْنَ

قرآن ۳/۱۴۷

محسن نام کی دو شخصیتیں حضرت خواجہ محمد معصوم سے منسلک تھیں۔ ایک مولانا محسن سیالکوٹی اور دوسرے حافظ محمد محسن دہلوی، موخر الذکر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد میں سے تھے ان سے حضرت سید نور محمد بدایونی نے استفادہ کیا اور ان سے حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید نے (رک مقاماتِ مظہری ۲۳۶ و بامداد اشاریہ) مولانا محسن سیالکوٹی اور حافظ محمد محسن دہلوی دونوں کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب ہیں لیکن تذکرہ نویسوں نے ایک دُوسرے کے احوال کو اس طرح ملا دیا ہے کہ ان کے درمیان فرق کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ حافظ محمد محسن دہلی ہی میں رہے وہیں وفات ہوئی اور اپنے جدِ اعلیٰ حضرت شیخ محدث کے جوار میں دفن ہوئے۔ ان کا سیالکوٹ سے متعلق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جب کہ مولانا محسن سیالکوٹی کے دہلوی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مکتوباتِ معصومیہ کے جامعین نے واضح الفاظ میں ایک کا نام مولانا محسن سیالکوٹی (۸۰/۴۸/۲) اور دُوسرے کا حافظ محمد محسن (۱۱۰/۶۷/۲) لکھا ہے۔

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب بنام مولانا محسن سیالکوٹی ہے جس کا موضوع "ذکر کمالی کہ مناسب مقام جمع است و آنچہ مناسبت: جمع بعد الفرق دارد و بیان عین الیقین و حق الیقین" (۸۲-۸۰/۴۸/۲) ہے۔

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے مکتوبات میں ملا محمد محسن سیالکوٹی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :

چوں کمالات دستگاہ شیخ محمد محسن سیالکوٹی کہ خود را در اعلاءِ کلمۂ حق فدا ساختہ است و امر معروف و نہی منکر شیوۂ مرضیۂ اوست بہ جہت تبلیغ بعضی امور دینی متوجہ ملازمت است ... (مکتوبات سیفیہ ۸۵/۱۲۴)

اخوند ملا محسن سیالکوٹی دریں مدت کہ در ایام عرس آمدہ بود بحصولِ کمالات نبوت اشارہ نمودند (ایضاً ۱۷۲/۱۹۸)

حضرت مروج الشریعت ملا محسن سیالکوٹی کے بارے میں لکھتے ہیں :

ملا محسن سیالکوٹی، دریں سفر بکمالاتِ نبوت بشر شد۔ یک مرتبہ ہماں روزی کہ از وطن آمدہ بود وی را آں حضرت (خواجہ محمد معصوم) طلبیدند بعد از برخاستن بہ فقیر (حضرت مروج الشریعت) فرمودند کہ متوجہ وی شدم دیدم کہ خلعتی عالی و بہ انوار مزین وی را عنایت شد، معلوم شد کہ خلعتِ قطبیتِ ارشاد بود امّا مقید بہ بقعۂ وطن وی شکرِ ایزدی جل شانہ بجا آوردند..... (خزینۃ المعارف ۲۴/۴۴-۴۵)

حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب " در ذکر بعضی احوال یاران کہ حضرت ایشاں بہ آں حضرت (خواجہ سیف الدین) درمیان آوردہ اند" میں حافظ محسن اور اخوند ملا محسن سیالکوٹی الگ الگ ذکر کیا ہے (۱۷۲/۱۹۷-۱۹۹) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ دونوں شخصیتیں ایک دُوسرے سے مختلف تھیں۔ نیز صاحبِ مقاماتِ معصومی نے جو نہایت باشعور مولف تھے ملا محسن سیالکوٹی کے احوال میں انہیں حضرت شیخ محدث کی اولاد میں سے نہیں بتایا اور نہ ہی ان دونوں اصحاب کے احوال کو ایک دوسرے سے ملانے کا سہو ان سے ہوا ہے بلکہ انہوں نے حضرت خواجہ کے خلفاءِ دہلی میں سے مولانا محسن کا الگ ذکر کیا ہے (۴۹۸)

روضۃ القیومیہ میں اخون میر محسن سیالکوٹی اور ان کے خلیفہ حافظ نور محمد کا بھی ذکر ملتا ہے (۲/۲۳۸) میر محسن سیالکوٹی کے خلفاء نے خواجہ محمد زبیر سے

بیعت کرلی تھی خصوصاً حافظ نور محمد سیالکوٹی مذکور (ف ۱۱۵۱ھ) کے خلفاء شیخ محمد سعید سیالکوٹی (۴/۲۹۸) شیخ محمد اعظم سیالکوٹی (۴/۳۰۳) استاذ حدیث حضرت شاہ ولی اللہ و میرزا مظہر جان جاناں شہید (مقامات مظہری بامداد اشاریہ) صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی (روضہ ۴/۳۰۳)

۴۹۴/۲۰-۲۱ ..... در یک بلدۂ دارالسلطنت لاہور ..... دو خلیفہ کہ در کنوز احوال آنہا مشروح شدہ .....

اس مفتاح (نہم) کی کنز ششم در احوال شیخ محمد باقر لاہوری (۴۵۲-۴۵۵) اور کنز ہفت دہم در احوال میر سید شرف الدین حسین لاہوری ہے (۴۷۵-۴۷۶)

۴۹۵/۱۶ حافظ محمد شریف لاہوری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل آٹھ مکاتیب ہیں:

۱/ ۱۳، ۱۳۱، ۱۳۲، ۲۰۲

۲ / ۱۴۷، ۹۸

۳ / ۱۲، ۱۳

حافظ محمد شریف لاہوری نے سلوک کی ابتدائی تعلیم مفتی محمد باقر لاہوری سے حاصل کی اور انہیں کی کوشش و سفارش سے وہ حضرت خواجہ سے منسلک ہوئے۔ حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام حافظ محمد شریف لاہوری میں لکھتے ہیں:

مخدوما مکرما بالتماس سعادت آثار میاں محمد باقر توجہی بجانب شما نمودہ آمد آں نواحی را بہ شعشعان انوار شما روشن و منور یافت و دید کہ خلائق آنجای توجہی بہ شما دارند در ضمن خلعتی ہم بہ شما احاطہ کردہ کہ خلعت مداریت آں مقام باشد (۲/۱۴۷/۲۴۵)

حضرت خواجہ سیف الدین، مفتی محمد باقر لاہوری کو حافظ محمد شریف کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حقائق آگاہ حافظ محمد شریف دریں سفر از راہ معنی کہ بہ حضرت ایشاں دارند بہرہ از کمالات مرتبہ نبوت بہ طریق تبعیت یافتند و بہ ایں

سعادتِ عظمیٰ کہ منتہای از کمالِ اولیاست مشرف شدند، وجودِ شریف ایشاں مغتنم شمردہ کسب سعادت نمایند..... (مکتوباتِ سیفیہ ۱۲۲ / ۱۵۱)

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا یہ قول نقل کیا ہے :

حافظ محمد شریف لاہوری را فرمودند کہ از راہِ معیّت درکم چیزی کوتاہی دارد و از ہمیں راہ بہ کمالات نبوت واصل است (ایضاً ۱۷۲/۱۹۸)

حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل اقوال نقل کیے ہیں :

حافظ شریف لاہوری در وقتِ رخصت متوجہ بر حالِ او شدند، بعد ازاں بہ فقیر (حضرت مروج الشریعت) فرمودند کہ وی در عروج بود چوں نزول نمود انوارِ عروج با خود گم گفتہ آمدہ در مرتبۂ دیگر کہ در خدمتِ علیہ آمدہ بود می فرمودند کہ بسیار بُرمی نمود و بہ فنای نفس و لحوق بہ مبداءِ تعین مشترک است۔ در سفر دیگر بحصولِ کمالاتِ ولایتِ کبریٰ سربلند گردیدہ بل بہ کمالاتِ وراثت نیز بشر شد (خزینۃ المعارف ۴ ۲/۴۵)

حافظ محمد شریف لاہوری کا سال وفات معلوم نہیں ہے۔ حضرت خواجہ سیف الدین اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں ان کے وصال کے بارے میں لکھتے ہیں :

خبرِ ارتحالِ حافظ جیو کہ نگاشتہ بودند بہ وضوح انجامید..... وجودِ ایشاں رحمتی بود در آں نواحی۔ در خدمت حضرت ایشاں عرض نمودہ، با صوفیہ عظام ختم قرآن مجید کردہ شد و آں حضرت ہم شریک بودند امید است کہ برکاتِ آں بایشاں رسیدہ باشد (مکتوبات سیفیہ ۱۸۷/۲۰۶-۲۰۷)

اس اقتباس میں "حافظ جیو" سے مراد حافظ محمد شریف لاہوری ہیں کیونکہ مکتوباتِ سیفیہ کے جامع نے مکتوب کے آغاز میں اس کا موضوع "ارتحال حافظ محمد شریف" واضح الفاظ میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ سیف الدین کے مندرجہ بالا مکتوب سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حافظ محمد شریف لاہوری کے وصال پر سرہند شریف میں ہونے والے ختم میں خود حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بنفسِ نفیس شریک تھے یعنی حافظ محمد شریف، حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ سے قبل فوت ہوئے۔
مکتوباتِ معصومیہ کی تیسری جلد میں حافظ محمد شریف لاہوری کے نام دو مکاتیب ہیں (۱۲، ۱۳) یہ تیسری جلد ۱۰۷۳ھ میں مرتب ہوئی گویا وہ اس وقت تک بقیدِ حیات تھے۔ اس طرح ان کا وصال ۱۰۷۳ سے ۱۰۷۹ھ تک کسی سال حدود ۱۰۷۷ھ میں ہوا ہوگا۔

حضرتِ خواجہ کے حلقہ میں محمد شریف نام کے مندرجہ ذیل اصحاب شامل تھے۔

۱۔ حافظ محمد شریف لاہوری
۲۔ محمد شریف بخاری
۳۔ ملا محمد شریف کابلی
۴۔ حاجی محمد شریف خادم
۵۔ سید محمد شریف

تذکرہ نویسوں نے بلاتحقیق ان سب حضرات کے احوال کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہے۔ البتہ حاجی محمد شریف خادم کے خصائص حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام امام الدین پنجابی میں بیان کئے ہیں (۱/۹۲) اور حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں حافظ محمد شریف کے نام کے ساتھ "حاجی" کا لفظ بھی لکھا ہے۔ (مکتوباتِ سیفیہ ۱۳۵/۱۶۲) جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاید حافظ محمد شریف اور حاجی محمد شریف خادم ایک ہی ہوں۔

ایک شیخ محمد شریف خلیفہ حضرت شیخ سعدی لاہوری (خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی) بھی تھے جن سے عبدالحکیم حاکم لاہوری (صاحبِ تذکرہ مردم دیدہ) بیعت تھے (مردم دیدہ ۱۹۳) لیکن یہ شیخ محمد شریف قصوری

تھے (ظواہر۔ قلمی ۱۹۶ ب) انہیں یشخ محمد شریف قصوری کو ظواہر میں کئی مقامات پر افغان بتایا گیا ہے اس لیے انہیں حاجی محمد شریف قصوری جو نسلاً حمیری تھے (شجرہ انساب مرتبہ مولوی غلام رسول قصوری) اور شیخ سعدی لاہوری کے خلیفہ شیخ محمد شریف قصوری افغان تھے اس لیے ان دونوں کو ایک شخصیت ثابت کرنے کی کوشش عبث ہے۔

ایک اور میر محمد شریف لاہوری جو دہلی میں دفن ہیں وہ حافظ محمد شریف لاہوری خلیفۂ حضرت خواجہ محمد معصوم سے قطعاً مختلف ہیں کیونکہ میر محمد شریف مدفون دہلی دراصل شاہ پیر محمد لکھنوی کے خلیفہ تھے (فرحت الناظرین ۷۵)

۳/۴۹ حاجی امان اللہ لاہوری کے حالات ہمیں متعارف تذکروں میں نہیں مل سکے ان کے ہم نام مولانا امان اللہ لاہوری حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء میں تھے جو ۱۰۳۱ھ کو حج کے لیے گئے اور شام و مصر کی سیاحت کرتے ہوئے وہیں فوت ہو گئے (زبدۃ المقامات ۳۸۸ - ۳۸۹) جبکہ حاجی امان اللہ لاہوری ۱۰۶۸ھ کے سفر حج میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے شریکِ سفر اور حدود ۱۱۱۰ھ کو ان کا سال وصال بتایا گیا ہے۔ گویا حاجی امان اللہ لاہوری خلیفۂ حضرت خواجہ اور مولانا امان اللہ لاہوری (خلیفۂ حضرت مجدد) بالکل مختلف اصحاب ہیں۔

۱۵/۴۹ یشخ محمد فاروق لاہوری کے حالات سے بھی تذکرے خالی ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات میں میرزا محمد فاروق (۱/۸۰) اور خواجہ محمد فاروق بن اخوند عبد الغفور سمرقندی (رک بہ کتاب حاضر ۵۰۴) کے نام مکاتیب موجود ہیں لیکن یشخ محمد فاروق لاہوری ان سے مختلف شخصیت ہیں۔

۲۰/۴۹ ..... بشارتِ ولایت علیا صریح در مکتوباتِ شریفہ بنام وی (شیخ محمد عارف لاہوری) مندرج است .....

حضرت خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں لکھتے ہیں:

محمد عارف مناسبتی بہ ولایتِ علیا پیدا کردہ بود و تصفیۂ عناصر کہ می یافت ازیں راہ گذر بود لیکن مسکن در ولایتِ کبریٰ داشت۔ الحال دریں دو سہ روز دراں ولایت بہ توجہ معلوم شد کہ رسید حقیقتِ تصفیۂ عناصر

درآں جاست پیشتر صورتِ تصفیۂ عناصر درایں جا بود (۳/۱۲۸/۱۷۷-۱۷۸، ۳/۱۵۰/۲۰۴)

شیخ محمد عارف لاہوری کے نام حضرت خواجہ کا صرف ایک ہی مکتوب ہے جس میں لکھتے ہیں:

آنچہ از احوالِ پسندیدۂ خود نوشتہ بودند..... مطالعۂ آں محظوظ و متلذذ ساخت...... (۲/۵۰/۸۳-۸۴)

حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام مفتی محمد باقر لاہوری میں شیخ محمد عارف لاہوری کے باطنی احوال تحریر فرمائے ہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ پہلے مفتی محمد باقر کے حلقہ میں تھے اور انہیں کی سفارش و تحریک پر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۳/۱۲۸/۱۷۷، ۱۵۰/۲۰۴)

حضرت خواجہ سیف الدین نے بھی اپنے ایک مکتوب بنام مفتی محمد باقر میں شیخ محمد عارف لاہوری کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے مندرجہ بالا بیان کی مزید تصدیق ہوتی ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۳۰/۱۵۷)

حضرت مروج الشریعت نے لکھا ہے کہ شیخ محمد عارف لاہوری حضرت خواجہ کے "یارانِ مخصوص" میں سے ہیں (خزینۃ المعارف ۲۴/۴۰)

مولفِ روضۃ القیومیہ (۲/۲۴۳) نے حضرت خواجہ کے خلفاء میں ایک حاجی عارف کا ذکر کیا ہے ان کے نام حضرت خواجہ کے مکاتیب بھی ہیں لیکن یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہی لاہوری بزرگ تھے اسی طرح بغیر نسبت کے مکتوب (۲/۲۴۴) پر مولانا عارف کا نام بھی آیا ہے۔

میر حسین متخلص بہ عارف لاہوری کا تعلق بھی عہدِ اورنگ زیب سے ہے (فرحت الناظرین ۱۷۶، پاکستان میں فارسی ادب ۲/۲۱۷) لیکن یہ زیرِ بحث شیخ محمد عارف لاہوری سے بالکل مختلف شخصیت ہیں۔

مولانا محمد امین بخاری ثم پشاوری کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ۴۹۷/۱۵
ذیل مکاتیب موجود ہیں:

۱/۱۱۹ ، ۲/۲۸، ۱۲۷ ، ۳/۲۹

ان کی نسبت "بخاری ثم پشاوری" کسی مکتوب میں بھی نہیں لکھی گئی مکتوب اول میں تو ان کے نام کے ساتھ کوئی نسبت ہے ہی نہیں فقط مقامات معصومی میں اس مکتوب کے اقتباس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ مکتوب بھی ان کے نام ہے۔ موخر الذکر تینوں مکاتیب میں "میر محمد امین بخاری" اور (۲/۲۸) میں "سیادت پناہ میر محمد امین بخاری" درج ہے۔

ان مکاتیب میں مولانا محمد امین بخاری کے احوال پر تحسین کی گئی ہے۔ روضۃ القیومیہ میں ہے مولانا محمد امین بخاری حضرت خواجہ کے "صاحبِ جذب قوی" خلیفہ ہیں (۲/۲۴۳)۔

۴۹۷/۲۱ حاجی سلیم بلخی، بلخ کے مشائخ میں سے تھے۔ ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب ہیں :

۲/ ۵۵، ۶۰، ۱۳۸

مؤخر الذکر مکتوب میں ان کے ایک مرید حاجی احمد ترک کا ذکر بھی کیا گیا ہے یہ مکاتیب مکاشفات اور بشارات علیہ سے پُر ہیں۔

۴۹۸/۵-۶ ...... جلد ثالث از مکتوباتِ شریفہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) راحسب الایمای مخدوم زادۂ ثانی حضرت حجۃ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس جمع فرمودہ......

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری اس امر کی خود وضاحت اس طرح کرتے ہیں :

بحسب اشارۂ صاحب و صاحبزادۂ جہاں منبع بحر العرفان ......
مخدوم و مخدومزادۂ ارجمند حضرت خواجہ محمد نقشبند ..... متصدی جمع آں گردید...... (۳/۵)

حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ بن حضرت خواجہ مُحمد معصوم اور حاجی محمد عاشور بخاری میں بڑی موانست تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے حاجی عبداللہ کے نام اپنے مکاتیب میں حاجی محمد عاشور کا ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں اپنے مریدین افغانستان کو سلام لکھتے ہوئے ملا عاشور کا نام بھی لکھا ہے

(وسیلۃ القبول ۳۰/۱۳/۲)۔ دوسرا خط حضرت حجۃ اللہ کے آخری سفرِ حج سے متعلق ہے جس میں سفر کے حدود و تاریخ سے حاجی عبداللہ، ملا سکندر اور ملا عاشور کو آگاہ کیا ہے۔ (ایضاً ۲/۶۳/۱۰۴-۱۰۵)

حاجی محمد عاشور بخاری کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب موجود ہیں :

مکتوب اول در آنکہ کلمہ طیبہ توحید متضمن خلاصۂ تمام سلوک است ..... (۱/۱۴۵/۲۹۶/۲۹۷)

دوم در بعضی اسرار غامضہ (۲/۳۴/۵۸)

سوم در بیان طریق اہل اللہ و خلاصۂ سیر و سلوکِ ایشاں و بیان فنای لطائفِ عالمِ امر و بقا آنہا (۳/۴/۱۵-۱۷)

چہارم در بیان طریق توجہ (۳/۲۵۱/۲۹۲)

حضرت خواجہ کے حینِ حیات حاجی محمد عاشور بخاری ماوراء النہر خصوصاً بخارا ہی میں متعین اور تربیتِ طلاب میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے مکاتیب بنام تیمور بیگ کولابی میں انہیں حاجی محمد عاشور کی خدمت میں رہ کر تعلیم سلوک کی تکمیل کا حکم دیا ہے :

عددی کہ اخوی حاجی محمد عاشور بہ شما نوشتہ اند بر طبق آں عمل نمایند و از جانبِ ما بطریقِ سفارت بآنہا طریقہ بگویند... (۳/۸۲/۱۲۶، ۱۸۶/۲۳۶)

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد اول میں حاجی محمد عاشور بخاری کے نام مکتوب (۱/۱۴۵) میں ان کے نام کے ساتھ لفظ "حاجی" نہیں لکھا گیا یہ جلد ۱۰۶۳ھ میں مکمل ہوئی لیکن دوسری جلد میں ان کے نام کے ساتھ جامع نے "حاجی" لکھا ہے (۲/۳۴، ۱۳۲) اور تیسری جلد کے منقولہ بالا اقتباس میں تو حضرت خواجہ نے خود ان کے نام کے ساتھ لفظ "حاجی" بھی تحریر کیا ہے۔ اور تیسری جلد کے دیباچے میں اپنے نام کے ساتھ خود بھی حاجی لکھا ہے۔ دوسری جلد ۱۰۶۷ھ میں اور تیسری ۱۰۷۳ھ میں تکمیل کو پہنچیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حاجی محمد عاشور

نے پہلی جلد کی تکمیل ۱۰۶۳ھ کے بعد اور دوسری جلد کی تدوین ۱۰۷۲ھ سے پہلے حج کیا۔ عین ممکن ہے حضرت خواجہ کے ہمراہ ۱۰۶۸ھ میں یہ سعادت نصیب ہوئی ہو۔

حاجی محمد عاشور بخاری حسینی سید تھے، انہوں نے اپنا پورا نام اس طرح لکھا ہے:

اضعف عباداللہ الباری حاجی محمد عاشور بن حاجی مرزا محمد البخاری الحسینی (۲/۳)

دوسری جلد کے جامع جو خود حسینی سید تھے یعنی میر شرف الدین حسینی ہروی نے بھی ان کا نام:

سیادت پناہ جامع جلد ثالث حاجی محمد عاشور بخاری (۲/۳۴/۵۸)۔

لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری جلد کی ترتیب ۱۰۷۲ھ کے دوران ہی حاجی محمد عاشور نے مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد کی تدوین کا آغاز کر دیا تھا۔ اور اس سے اگلے سال ۱۰۷۳ھ میں یہ جلد مکمل ہو گئی "مکاتبات قطب زماں" سے اس کا سال تدوین برآمد ہوتا ہے۔ (۵/۳)

حاجی محمد عاشور بخاری شاعر بھی تھے ان کی نثر و نظم دونوں کا نمونہ ان کی مرتبہ مکتوباتِ معصومیہ کی جلد سوم کا دیباچہ ہے۔ جس میں نثر کے علاوہ دس اشعار کی ایک نظم، تین قطعات اور ایک رباعی بھی ہے لیکن انہوں نے اس میں یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ اشعار خود ان کی تصنیف ہیں۔ غالب گمان ہے کہ یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں اورنگ زیب کی صحبت میں رہتے ہوئے جو عریضے ارسال کیے تھے ان میں لکھا ہے کہ حاجی عاشور بھی آپ کی "عنایاتِ خاص" کے امیدوار ہیں۔ (مکتوباتِ سیفیہ ۱۳/۴)

جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حاجی محمد عاشور کو سلوک کی مشق کے لیے حضرت خواجہ سیف الدین کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا۔ نیز حضرت خواجہ سیف الدین نے ان کے نام کے ساتھ بخاری کی بجائے "بلخی" لکھا ہے

ممکن ہے وہ اصلاً بخارا کے ہوں اور بلخ میں مقیم رہے ہوں۔

در سال ہزار و صد و ہفت بہ رحمت حق پیوستہ در دار الخلافہ شاہ جہان آباد آسودہ است۔ ۴۹۸/۷-۸

گویا حاجی محمد عاشور بخاری ۱۱۰۷ھ میں دہلی میں فوت ہوئے اور وہیں دفن بھی ــــ ہمیں کسی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ دہلی میں آکر کب اور کیوں مقیم ہوئے تھے ممکن ہے اورنگ زیب کی مصاحبت میں رہتے ہوں۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم نے انہیں کولاب میں متعین کیا تھا [ کولاب، یکی از پرگنات بدخشان است (تذکرۂ ہمایون و اکبر ۱۰۴)] کولاب کے قدیم محل وقوع و مباحث کے لیے دیکھئے :

۱۔ بارتولد : گزیدۂ مقالات بامداد اشاریہ

۲۔ تعلیقات عرشی بر تاریخ اکبری ۲۸۷

۳۔ تعلیقات مینورسکی بر حدود العالم ۴۲، ۲۰۵

۴۔ تاریخ بدخشاں بامداد اشاریہ (رک تعلیقاتِ حاضر ۸۹/۵)

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکتوب مذکورہ بالا سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بخارا میں حاجی عبداللہ کے ہم نشین تھے۔ گویا حاجی محمد عاشور بخارا، بلخ اور کولاب میں مقیم رہے اور حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے سفر حج کے بعد دہلی آئے ہوں گے۔ ممکن ہے ان کے ہمراہ آئے ہوں۔

حاجی محمد عاشور بخاری خطاط بھی تھے ان کا خط نہایت پختہ اور پاکیزہ تھا۔ مولانا محمد سالم بن حضرت شاہ ابو الخیر مجددی دہلوی کے کتب خانہ (کوئٹہ پاکستان) میں فصل الخطاب کا ایک قدیم قلمی نسخہ ہے۔ حضرات مجددیہ کو یہ نسخہ ناقص الآخر حالت میں دستیاب ہوا تھا۔ حضرات نے حاجی محمد عاشور بخاری سے اس کی تکمیل کے لیے کہا تو انہوں نے اس امر پر عمل کیا۔ نسخہ کے آخر میں انہوں نے اس کی وضاحت بھی کی ہے۔

خانقاہِ مجددیہ قلعہ جواد کابل میں مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا جو متبرک نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہے (جس کے بعض اوراق کا عکس شامل کتاب ہذا

ہے) اس پر تحریرِ تملیک انہیں حاجی محمد عاشور بخاری کی ہے۔ اسی طرح خانقاہِ نقشبندیہ سراجیہ کندیاں (پاکستان) میں انیس الطالبین کے خطی نسخہ پر بھی ان کے دستخط ہیں۔ فصل الخطاب کے نسخۂ مذکورہ کے آخری اوراق کا خط اور انیس الطالبین کا خط ایک جیسا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انیس الطالبین کا مکمل نسخہ انہیں حاجی محمد عاشور کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے علاوہ حاجی محمد عاشور بخاری نے حضرت خواجہ کے رسالہ "احادیث در اذکار یومی دلیلی" کی بھی تدوین کی تھی اور اس پر ایک دیباچے کا اضافہ کیا تھا۔ یہ غیر مطبوعہ دیباچہ ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں بعنوان "تالیفات حضرت خواجہ" کے تحت نقل کر دیا ہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ لازم ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے کتابخانہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک کتاب مقامات شیخ خواجہ محمد معصوم تالیف حاجی محمد عاشور بخاری کتابت ۱۳۲۱ھ کاتب نور محمد موسیٰخیلی کی نشاندہی کی ہے (کتابخانہ ہای پاکستان ۱/۱۷۲) ڈاکٹر تسبیحی صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ نسخہ، احقر نے خود مذکورہ کتاب خانے میں جا کر دیکھا ہے۔ یہ دراصل مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث ہے جس کے دیباچے میں حاجی محمد عاشور کے نام سے انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ مخطوطہ شاید حضرت خواجہ کے مقامات پر ہے۔ اس جلد کا سال کتابت و اسم کاتب بالکل یہی ہے جو مقامات کا بتایا گیا ہے۔

حافظ محمد صادق کابلی کے بارے میں روضۃ القیومیہ میں ہے کہ جب اورنگزیب ۱۵/۴۹
نے حضرت خواجہ سے کہا کہ اپنا کوئی خلیفہ میرے پاس بھیجئے تو آپ نے حافظ محمد صادق کو روانہ فرمایا جہاں اہل لشکر میں سے بھی اکثر فوجی ان کے مرید ہوئے:

> حافظ صادق از اکمل خلفای حضرت امام معصوم است وقتیکہ سلطان عالمگیر از آنحضرت طلبِ خلیفہ کرد باو صحبت دارد و آنجناب حافظ صادق را ہمراہِ او کردند سلطان از صحبت او بسیار استفادہ گرفت و اکثر مردم لشکر پیش او مرید شدند (۲/۴۳۶)

اس امر کی تصدیق حضرت خواجہ کے مکتوبات بنام حافظ محمد صادق سے

بھی ہوتی ہے کہ وہ لشکر کے ہمراہ رہتے تھے۔ انہوں نے اہلِ سپاہ کو اجازت تلقین و ارشاد کے بارے میں استفسار کیا تو جواباً حضرت خواجہ نے لکھا :

در باب اجازت اہل سپاہ نوشتہ بودند کہ مردم گفتگو دارند۔ مخدوما آنچہ شما در جواب آں مردم گفتہ اید سخن ہماں ست بزرگانِ ما اہل ابتدا را کہ رُشدی در صحبتِ آنہا می بیند ایں قسم اجازت مقیّد با شخاص معدّدہ دادہ اند (۳/۲۴۰/۲۸۶)

مولف مقامات معصومی اس سے قبل وضاحت کر چکے ہیں کہ حافظ محمد صادق کو خلافت ہی صرف "بر مغلیۂ بادشاہی در بلدۂ دار الخلافہ بادشاہ تمام نشستہ بود" کے مقصد سے دی گئی تھی (۲۸۴) یعنی وہ اہل لشکر اور بادشاہ کی اصلاحِ احوال پر توجہ رکھیں۔

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام محمد میرک بیگ بدخشی گرز بردار میں حافظ محمد صادق کابلی کے احوال و مناقب تحریر کئے ہیں، لکھتے ہیں :

..... معلوم شریف باشد حقائق و معارف آگاہ اخوی اعزی شیخ محمد صادق از اَخصِّ اصحاب و مُخلِصِ احباب ایں جانب ست بلکہ از راہِ ولادتِ معنوی داخل فرزندانِ ماست بالتماس شما روانہ آں حدود نمودہ شدہ است امید کہ یاران و دوستان از صحبتِ مشارٌ الیہ مستفید و مستفیض خواہند شد (۳/۲۴۰/۲۸۶)

ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ نے محمد میرک کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کے لیے حافظ محمد صادق کابلی کو لکھا ہے (۱/۱۱۷/۲۰۲)

حضرت مروج الشریعت نے محمد میرک بدخشی کو لکھا ہے :

صحبت حقائق آگاہ خواجہ محمد صادق را سخت غنیمت شمرند ع

دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشاں (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵-۱۳۶)

حضرت مروج الشریعت نے حافظ محمد صادق کابلی کے احوال کے بارے میں نہایت اہم اطلاعات دی ہیں :

حقائق آگاہ حافظ محمد صادق از خلص اصحاب و اجلۂ احباب حضرت قبلہ ماست سالہا بہ طلبِ صادق بر پای توکل و قناعت و تبتل و انقطاع در خدمت آں عالی حضرت بسر بردہ و آنحضرت را نظرِ عنایتِ خاص بہ حال مشارٌ الیہ بودہ در تربیت و تکمیلِ وی ہمت می گماشتند تا آنکہ مدتِ قلیلہ و بہ سبب توجہاتِ کثیرۂ آنحضرت آثار رشد و ہدایت بر صفحۂ باطن مشارٌ الیہ شرف ظہور فرمودہ ..... بہ کمالی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہ بیان آں ممتاز اند تحقق حاصل شد ..... تا مدارج نہایت النہایت آشنا ساخت چنانچہ بکمالات وراثت مشرف شد و بہ نوید وصول بہ حقائق ثلاثہ ممتاز فرمودند ...
(خزینہ ۲۴ / ۴۲-۴۳)

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :

بشاراتِ عظیمہ کہ از حضرت قبلۂ ارباب آں حقائق آگاہ بہ تکرار شنیدہ است ..... کم کسی را بہ آں خصوصیات ممتاز کردہ باشند .....
شما از مقبولانِ خاص حضرت ایشاں اند و آنحضرت را نظرِ مخصوص بحالِ شما است ..... (ایضاً ۸۴ / ۱۰۹ - ۱۱۰)

۴۹۸ / ۲۱ ..... از یارانِ شاہ جہان آباد ..... احوال شیخ پیر ..... گذشتہ ..... رک بہ کتاب حاضر ۴۸۴ مع تعلیقات

۴۹۸ / ۲۱ ..... سید اسرائیل

یہاں سید اسرائیل کو حضرت خواجہ کے خلفاء مقیم دہلی میں سے بتایا گیا ہے۔
حضرت خواجہ کے ان کے نام حسب ذیل چار مکاتیب ہیں :

اول بہ سیادت مآب سید محمد اسرائیل در بیان آنکہ شرارت نفس از شرارت عدم و از شرارت ابلیس زیادہ است ..... (۲/۹۰/۱۴۵ - ۱۴۸)
دوم در علو مطلب و جہد طالب (۳/۱۰۷/ ۱۴۹)
سوم در حقیقت فنای اتم و تخلص تام از دقائق شرک خفی (۳/ ۱۱۶/ ۷۵)
چہارم در بیان آنکہ لقای حقیقی موعود بآخرت ست و شاہدات دنیاوی ہمہ

بہ ظلال وابستہ است ...... ( ۳/ ۲۰۳/ ۲۴۸ - ۲۴۹ )

حضرت خواجہ نے اپنے ہر مکتوب میں ان کے نام کے ساتھ "سیادت مآب سید" تحریر کیا ہے اور حضرت خواجہ سیف الدین نے انہیں "میراں سید" لکھا ہے، خواجہ محمد شریف بخاری کو حضرت خواجہ کے دو خلفا مقیم دہلی یعنی شیخ پیر دہلوی، اور سید اسرائیل کی صحبت سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے ہیں :

...... میاں شیخ پیر ...... و جناب کمالات دستگاہ میراں سید اسرائیل هم آنجا تشریف دارند اگر گاہی ملاقات بہ ایشاں می شده باشد بسیار خوب است بالجملہ ایں دو عزیز از یارانِ مخصوص اند ( مکتوباتِ سیفیہ ۱۰۲/ ۱۳۵ )

مولانا محسن ( دہلوی ) ۴۹۸/ ۲۲

مولانا محسن دہلوی ( ف ۱۱۴۷ھ ) حضرت شیخ محدث دہلوی کی دختری اولاد میں سے تھے۔ ان سے شیخ نور محمد بدایونی نے استفادہ کیا اور ان سے مرزا مظہر جان جاناں شہید نے ( مقاماتِ مظہری باملاد اشاریہ ) نیز ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے ( ۲/ ۶۷/ ۱۱۰ - ۱۱۳ )

...... خواجہ ماہ ولد خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی ہم از خلفای معتبر گذشتہ اند ...... ۴۹۸/ ۲۲

خواجہ محمد ماہ بن خواجہ عبدالرحمٰن بن خواجہ عبدالعزیز نقشبندی، ماوراء النہر سے آنے والے خواجہ زادگان میں سے تھے۔ خواجہ عبدالعزیز نقشبندی جہانگیر کے عہد میں معزز عہدوں پر فائز تھے۔ تزکِ جہانگیری میں ان کا کئی مرتبہ ذکر آیا ہے، مآثرِ جہانگیری میں بھی ان کو مختلف عہدوں پر سرفراز کرنے کا تذکرہ ملتا ہے ، ( ۳۱۸ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۳۴۶ ، ۳۹۹ )

آٹھویں سال جلوس جہانگیری ( ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۳ء ) میں انہی عبدالعزیز نقشبندی کے بھائی خواجہ قاسم بھی ماوراالنہر سے جہانگیر کے پاس آئے تو اس نے بارہ ہزار روپے بطور نذر پیش کئے، لکھتا ہے :

در اواخر اردی بہشت خواجہ قاسم برادر خواجہ عبدالعزیز کہ از خواجہای

نقشبندیہ است از ماوراء النہر آمدہ ملازمت نمود بعد از چند روز دوازدہ ہزار روپیہ بطریق انعام بہ او مرحمت شد (جہانگیر نامہ ۱۳۷)

ہمارا خیال ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے لشکر میں رہنے کی پابندی کے دوران جب لاہور تشریف لائے اور یہاں آپ نے "گذر حاجی سوائی" میں جن خواجہ قاسم کی حویلی میں قیام فرمایا تھا وہ یہی خواجہ قاسم برادر خواجہ عبدالعزیز نقشبندی تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم لکھتے ہیں :

حضرت ایشاں ما قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس دراں ہنگام کہ بہ تقریب سلطان وقت در بلدۂ لاہور تشریف داشتند اول یک دو ماہی در گذر حاجی سوای در حویلیٔ کہنۂ خواجہ قاسم تشریف داشتند...
(مکتوبات معصومیہ ۱/۲۵/۱۰۶-۱۰۷)

انہیں خواجہ عبدالعزیز کے بیٹے خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی شاہ جہان کے عہد میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ خواجہ عبدالرحمٰن کے بیٹے خواجہ محمد صدیق ملقب بہ خواجہ ماہ تھے جن کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مکاتیب ہیں۔ خواجہ محمد ماہ نقشبندی کے دو بیٹے خواجہ عبیداللہ خان (ف ۱۱۴۷ھ/ ۱۷۳۴ء) اور خواجہ عبدالمعز خان (ف ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء) بھی مغل عہد کے کبار امراء میں تھے (تاریخ محمدی ۸۹، ۱۱۳) اس خانوادے کا مختصر شجرہ یہ ہے :

خواجہ عبدالعزیز خان نقشبندی

|

خواجہ عبدالرحمٰن خان نقشبندی

|

خواجہ ماہ (خواجہ محمد صدیق)

|

خواجہ عبیداللہ خان — خواجہ عبدالمعز خان

خواجہ محمد صدیق ملقب بہ خواجہ ماہ نقشبندی کے بارے میں کتاب حاضر (مقامات معصومی) کے مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی میں رہتے تھے۔ خواجہ ماہ کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب ہیں :

اول - در اعزاد نصیحت و ترغیب بر شریعت علیه و سنت سنیه و بر دوام ذکر (۳/ ۱۲۹)

دوم - در شرح احوالِ او (خواجہ ماہ) و فرق در مقام فنای جذبہ کہ مقامِ حیرت ست و فنای حقیقی (۳/۱۸۱/۲۳۱-۲۳۲)

سوم - در شرح بعضی کلماتِ مصطلحۂ قوم (سلسلۂ نقشبندیہ) [۳/۲۰۷/۲۵۱-۲۵۳]

امراء کے اس نقشبندی خانوادۂ خواجگان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) جہانگیر بادشاہ : جہانگیر نامہ باملاد اشاریہ [بسلسلہ خواجہ عبدالعزیز نقشبندی و خواجہ قاسم]

(۲) کاموگار حسینی : مآثر جہانگیری باملاد اشاریہ [خواجہ عبدالعزیز نقشبندی]

(۳) کنبوہ، محمد صالح : عمل صالح ۳/ ۹۹، ۳۷۱ [خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی]

(۴) حارثی، محمد بن رستم : تاریخ محمدی باملاد اشاریہ

۴۹۹/ ۵-۷ ..... میر غضنفر داراشکوہی .....

غضنفر خاں بن الہ وردی خاں نام کے جس امیر کے حالات کتب تاریخ میں ملتے ہیں ان سے مکمل طور پر داراشکوہی ہونے یعنی داراشکوہ سے کامل توسل کا ثبوت نہیں ملتا۔ مآثرالامراء میں صرف اس قدر ہے کہ وہ داراشکوہ کی لڑائی (جنگ تخت نشینی مابین فرزندان شاہ جہان) میں دائیں طرف کی فوج میں تھا (۲/ ۸۶۳)

حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب میر غضنفر داراشکوہی کے نام ہیں لیکن کسی مکتوب میں ان کے نام کے ساتھ نسبت "داراشکوہی" مذکور نہیں ہے:

اول - بہ میرزا غضنفر در تذکیر و تنبیہ و حفظ اوقات (۲/ ۲۱/ ۴۷-۴۸)

دوم - بہ سیادت پناہ حاجی الحرمین الشریفین میر غضنفر در تہنیتِ حج (۲/ ۴۹/ ۸۲) یعنی یہ مکتوب میر غضنفر کو حج کی سعادت نصیب ہونے پر مبارک باد کے طور پر لکھا گیا ہے۔

سوم۔ در شرح اذواق و تعبیر وقائع کہ نوشتہ بودند (۳/ ۳۲/ ۴۸-۵۰)

اس مکتوب میں اس کے باطنی احوال پر مبارک و اطمینان کا اظہار فرمایا ہے۔

دارا شکوہ سے منسلک ایک اور امیر مرزا عبیداللہ بیگ داراشکوہی بھی حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے (رک بہ کتاب حاضر ۴۵۶-۴۵۷)

سیادت پناہ میر عارف نبیسۂ میر محمد نعمان ...... ہر چند ..... مقبول حضرت مخدومی شیخ محمد اسماعیل ...... ۴۹۹ / ۹

میر محمد عارف نبیرۂ حضرت میر محمد نعمان کی حضرت خواجہ نے تعریف کی ہے۔ ایک مکتوب میں انہیں "فضائل پناہ" لکھا ہے (۳/ ۸۱/ ۱۲۵)

میر محمد نعمان بدخشی کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو تعلیقاتِ حاضر (۹۸/ ۲۲)

میر محمد عارف نے اورنگ زیب کے ہاں ملازمت کر لی تھی۔ اس ملازمت کے لیے حضرت مروج الشریعت اور حضرت خواجہ سیف الدین نے اورنگ زیب سے سفارش کی تھی۔ حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

بنام سلطان وقت بادشاہ عالی جاہ حضرت محمد عالمگیر ..... حضرت سلامت! سیادت پناہ میر عارف از صحبتِ پیر دستگیر (خواجہ محمد معصوم) فراوان بہرہ ہا یافتہ بحدی کہ مردم از صحبتِ او بہرہ منداند اگر در خلوتِ عالیہ راہ یابد و بہ خطاب مستطاب ممتاز گردد تا در مجالسِ سکوت بہرہ ور شود نہایت عنایت مندی است (خزینۃ المعارف ۱۱۹/ ۱۳۷)

حضرت خواجہ سیف الدین اورنگ زیب کو لکھتے ہیں :

...... کمالات دستگاہ میر محمد عارف کہ از دُعاگویان قدیمی است متوجہ ملازمت معلی ارسال داشتہ آمد، یقین کہ بہ مطالعۂ خاص خواہند درآمد ...... (مکتوبات سیفیہ ۸۰/ ۱۲۰)

تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمۂ کتاب ہذا " خلفای حضرت خواجہ، اورنگ زیب کی مصاحبت میں"

...... میر عبدالفتاح پسر ایشاں (میر محمد نعمان بدخشی) ...... ۴۹۹/ ۹-۱۰

میر عبدالفتاح، حضرت مجدد الف ثانی کے معروف خلیفہ میر محمد نعمان بدخشی

کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے۔ میر عبدالفتاح نے علما و صوفیہ کا ایک تذکرہ مفتاح العارفین کے نام سے لکھا ہے جس میں توقیت کے اعتبار سے صوفیہ کے حالات تحریر کئے ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے افراد کو اس میں خصوصی مقام دیا ہے۔ رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر "حیاتِ حضرت خواجہ محمد معصوم کے مآخذ"

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ایک مجلس کا چشم دید حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شیخ سیف الدین ..... روزی یکی از مریدانِ ایشاں کتابتی بخدمت والدِ بزرگوار ایشاں (خواجہ محمد معصوم) نوشتہ بود فقیر کاتب حروف دراں مجلس حاضر بودہ کہ کتابت رسیدہ (ورق ۲۶۰-ا)

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب میر عبدالفتاح کے نام ہے جس میں انہیں حصولِ کمالات کے لیے کمر بستہ رہنے کا حکم دے کر طلب فرمایا ہے (۳/۲۵/ ۵۴-۵۵)

۱۰/۴۹۹ در مستقر الخلافہ اکبرآباد ..... شیخ محمد جان .....

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب شیخ محمد جان اکبرآبادی کے نام ہے، لکھتے ہیں:

..... طالب را برنگ مطلوب می برآرد و جوشِ عشق است کہ سالک را از وجود بشریت سبکبار می کند و از تنگنای انانیت می رہاند .....
(۱/۲۱/۹۱-۹۲)

۱۵/۴۹۹-۱۸ ..... مولانا محمد جان درسکی ..... بعد از وصول بہ درجۂ کمال و تکمیل بر بادشاہِ خلد مکان خلافتِ معصومی یافتہ و بہ بی نفسیٔ تمام زندگانی نمودہ .....

یعنی مولانا محمد جان درسکی کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے خلافت دے کر بادشاہ اورنگ زیب کی تربیت کے لیے مقرر کیا۔ اس سے پیشتر دو اصحاب کو اسی مقصد سے نعمت خلافت ملی تھی (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر)

حضرت خواجہ کے دو مکاتیب مولانا محمد جان درسکی کے نام ہیں:

اول ۔ در تحقیقِ ولایات سہ گانہ و حقیقتِ اطمینان نفس و شرح صدر و کمالات لطائف عالمِ امر و عالمِ خلق و ...... (۲/۹۷/۱۵۳-۱۵۶)

دوم ۔ مشتمل بر بعضی اذواق علیہ بود (۳/۱۵۸/۲۱۱-۲۱۲)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

ملا درسکی ، دریں ایام بایں ولایت فائز گردیدہ اند۔ در غیبتِ او روزی اورا آنحضرت بسیار ستائش کردند و نیز فرمودند کہ دراں ولایت باز ترقی واقع شدہ است و ولایت ثانی کہ در اقوالِ مشائخ اشارت بہ ایں عبارت رفتہ لن یلج ملکوت السموٰت من لم یولد مرتین در بارۂ مشارٌ الیہ فرمودند کہ متحقق گشتہ است بعد ازیں بمدتی جمیع ایں یاران ...... بحصول بعض کمالات نبوت بشر گشتہ (خزینۃ المعارف ۲۴/۴۰)

معلوم ہوتا ہے کہ جن ایام میں حضرت خواجہ سیف الدین کو حضرت خواجہ نے اورنگ زیب کی تربیت کے لیے بھیجا تھا انہیں دِنوں مولانا محمد جان درسکی کو بھی وہیں متعین کیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کی مصاحبت کے دوران جو عریضے حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھے ہیں ان میں برابر اخوند درسکی کا ذکر ملتا ہے (مکتوبات سیفیہ ۱/۹، ۲/۱۰)

اورنگ زیب کو مولانا محمد جان سے بڑی عقیدت تھی انہیں اپنے اہل و عیال کے پاس جانے کی اجازت بھی بمشکل ملتی تھی۔ ایک مکتوب میں حضرت خواجہ سیف الدین مولانا درسکی کو لکھتے ہیں کہ اگر تمہیں بادشاہ رخصت دے تو میں بھی رخصت دینے کے لیے تیار ہوں :

بہ خدمت بادشاہ دیں پناہ بموجب و شاورھم فی الامر نیز عرض نمایند اگر ایشاں رخصت دادند ما ہم رخصت نمودیم ۔
(ایضاً ۴ ۵/۷۸)

حضرت خواجہ سیف الدین نے اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں مولانا محمد جان درسکی کی بہت تعریف کی ہے ، لکھتے ہیں :

کمالات دستگاہی برادرِ طریق ملا محمد جان کہ از نفوس متبرکہ است سالہا در صحبت گذرانیدہ و مراتب خصائصی کہ حضرت مجدد الف ثانی بہ آں ممتازند از اکثر حظی وافر گرفتہ ..... (ایضاً ۱۶۱/۱۸۸)

مولانا محمد جان کی نسبت "درسکی" موضع "درسک" سے ہے۔ یہ قریہ بدخشاں میں ہے (روضہ ۲/۲۴۵)۔ دَرْسَک، بالفتح، ثم السکون، وکاف. قبلہ، سین مہملہ۔ موضع (مراصد الاطلاع ۳/۱۴۳۳، معجم البلدان ۵/۳۷۱)؛ جامع الصغیر کے شارح امام بدرالدین درسکی (متوفی ۵۹۴ھ، مدفون بخارا) کا تعلق بھی اسی قریہ سے تھا (تاریخِ ملازادہ ۶۹)

میر عماد الہروی الحسینی ..... ۴/۵۰۰

میر عماد کا پورا نام میر عماد الدین محمد الحسینی الہروی تھا (مکتوبات معصومیہ ۲/۱۷) میر عماد حضرت خواجہ محمد معصوم کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے جس کا عنوان یہ ہے:

سیادت و نقابت پناہ میر عماد در جوابی سوالی کہ از حقیقت موجودیت واجب تعالیٰ و نسبت او بہ ممکنات نمودہ بودند (۲/۱۰۸/۱۷۴-۱۷۷)

میر عماد نے جہلم میں اپنے نام پر ایک شہر آباد کیا جو عماد نگر کے نام سے معروف ہوا اور وہ وہیں دفن ہوئے (مقاماتِ معصومی ۳/۵۰۱)

میر عماد، حضرت خواجہ سید امیر کلال بخاری (ف ۷۷۲ھ) کی اولاد میں سے تھے، آزاد بلگرامی نے ان کے پڑپوتے میر معصوم وجدان (بن میر محمد زمان راسخ بن میر مراد بن میر عماد) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

نسب او با میر سید کلال قدس سرہ میرسد (خزانۂ عامرہ ۴۴۳)

حضرت سید امیر کلال کے چار فرزند تھے امیر برہان، امیر حمزہ، امیر شاہ اور امیر عمر (رشحات ۱/۷۷-۸۵) ہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میر عماد حضرت سید امیر کلال کے مذکورہ بیٹوں میں سے کس کی اولاد میں سے تھے اور ان کے اجداد میں سے پہلے کون ہندوستان آیا؟ شیر خان لودھی نے میر عماد کے پوتے میر راسخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اصلش از عراق عجم است و مولدش ہندوستان" (مرآۃ الخیال ۳۳۸)

ممکن ہے حضرت امیر سید کلال کی اولاد میں سے کوئی عراق میں مقیم ہو گیا ہو اور میر عماد کے اجداد عراق سے ہندوستان آئے ہوں۔ لیکن یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ میر عماد کے فرزند نے جو مکتوباتِ معصومیہ کی جلد دوم کے جامع بھی ہیں اپنے والد کے نام کے ساتھ علاقائی نسبت "ہروی" لکھی ہے۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ میر عماد خود یا ان کے اجداد براہِ راست ہرات سے ہندوستان آئے تھے۔

حدیقۂ ہندی کے مولف نے میر مفاخر حسین ثاقب بن میر عماد کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کے اجداد کا تعلق اصفہان سے تھا وہ سید امیر کلال کی اولاد میں سے تھے۔ میر عماد شاہ جہان کے عہد میں پانصدی منصب پر فائز تھے بعد میں نوکری ترک کر دی، لکھتا ہے:

از سادات صحیح النسب ہندوستان ..... اصلش اصفہان و نسبتش با امیر کلال قدس سرہ می رسد، یکی از اجدادش ہند آمدہ در سرہند ساکن گشت ..... والدش میر عماد در عہد شاہ جہان بادشاہ بہ منصب پانصدی ممتاز بود و او ترک منصب بدر کردہ بہ عنوان درویش بسر می برد ..... (حدیقۂ ہندی قلمی نسخہ کتابخانہ مرعشی، قلم، ردڈگراف مملوکہ صاحبزادہ عارف نوشاہی ورق ۱۶۵ ب)

لیکن کتب تاریخ میں میر عماد اور ان کے منصب کا ذکر نہیں ملتا۔ ڈاکٹر اطہر علی نے مغل عہد کے امراء کی جو فہرست مرتب کی ہے اس میں ایک نام عماد الدین بن میر عابد بھی درج ہے لیکن ان کے حال سے کتب تاریخ خالی ہیں ممکن ہے یہ میر عماد ہروی ہوں۔

•

یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات وسیلۃ القبول کے جامع مولانا عماد الدین محمد کون بزرگ ہیں؟ یہ یقیناً میر عماد ہروی سے متاخر شخصیت ہیں۔

۴/۵۰۰ ..... میر مفاخر حسین کہ ثاقب لقب اوست .....

میر مفاخر حسین ثاقبؔ، میر عماد کے بیٹے اور میر راسخؔ کے چچا تھے، سرخوش نے لکھا ہے :

ثاقبؔ، عموی میر محمد زمان راسخ از سادات نجیب است طبع معنی یاب و ذہنِ سلیم دارد و خوش فکر و صاحبِ تلاش است۔ در سرہند سکونت داشت و ہماں جا در گذشت۔ ( کلمات الشعراء ۲۱ )

سرخوش نے ثاقبؔ کے دس اشعار نقل کیے ہیں۔ عبدالوہاب افتخارؔ نے لکھا ہے کہ ثاقبؔ شاہی ملازمت میں تھے مگر بعد میں نوکری ترک کر دی۔ ( بحوالہ فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۲۷ حاشیہ )۔ ثاقب کا انتقال ۱۱۰۰ھ میں ہوا ( نتائج الافکار ۱۳۴ )۔

معروف شاعر میر محمد زمان راسخؔ، میر ثاقبؔ کے شاگرد تھے ( رک بہ احوال راسخ در ہمیں تعلیقات )

فارسی شاعر میر علی رضا حقیقت سرہندی بھی میر ثاقبؔ کے اقرباء میں سے تھے۔ ( سفینۂ خوشگو ۳۴ )

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا ایک مکتوب ( ۲/۱۰۳/۱۶۲-۱۶۳ ) دربیان انفس در رنگ آفاق ..... انہیں میر مفاخر حسین ثاقب کے نام ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا قطعہ تاریخ وصال جو روضۃ القیومیہ میں درج ہے ( ۲/۱۶۵ ) وہ انہیں میر مفاخر حسین ثاقب کا ہے۔ اسی کتاب میں ہے کہ میر مفاخر حسین حضرت خواجہ کے مخصوص اصحاب میں سے تھے اور آپ نے انہیں خلافت دی تھی :

از اصحاب مخصوص حضرت امام معصوم بود آنحضرت او را بشارت دادہ خلافت عنایت کردند ..... ( ۲/۳۸۴ قلمی )

تعجب ہے کہ بزرگ تہرانی نے میر مفاخر حسین ثاقب کا شمار شیعہ شعراء و مصنفین میں کیسے کر لیا ( الذریعہ ۹/۱/۱۸۳ ) نام اور نسبت حسینی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے عقائد بھی اہلِ تشیع کے سے ہوں گے۔

میر شرف الدین حسین کہ جامع جلد ثانی مکتوبات حضرت ایشاں بموجب امر حضرت شیخ سیف الدین است ..... بلاغت میر شرف الدین حسین قدس سرہ بر ناظرانِ خطبۂ ثانی کہ مسمیٰ بہ وسیلۃ السعادت است ظاہر و ہویدا .... ۵۰۰/۵-۱۳

میر شرف الدین حسین بن میر عماد ہروی مذکور مکتوبات معصومیہ کی جلد ثانی کے جامع ہیں۔ انہوں نے "وسیلۃ السعادت" ۱۰۷۲ھ کے تاریخی نام سے اسے ترتیب دیا اور اس پر ایک خطبے کا اضافہ کیا۔ وہ اس فصیح و بلیغ خطبے میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ سیف الدین نے مجھے ان مکاتیب کو جمع کرنے کا حکم دیا، انہوں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ میرے "احوال" کی "اصلاح" بھی حضرت خواجہ سیف الدین نے کی تھی، خود فرماتے ہیں:

اضعف عباد اللہ القوی شرف الدین حسین بن میر عماد الدین محمد الحسینی الہروی احسن اللہ سبحانہ و عاقبتہما کہ چوں ایں مکتوبات قدسی سمات کہ ہر یکی ازاں کنزیست از کنوز معرفت ..... بعد از اتمام دفتر اول از قلم فیض رقم حضرت قدوۃ الاولیاء ..... سمت تحریر یافت ..... متصدی جمع آں توانم شد ..... مخدوم و مخدوم زادۂ عالی منزلت ..... سیف الحق والملۃ والدین متع اللہ المسلمین بطول بقائہ بنا بر نظر عنایتی کہ درباب ایں بی حاصل دارند و توجہ شریف ایشاں باصلاح احوال ایں دور از کار مربوط است جمع ایں مکاتیب ..... تفویض فرمودہ و بہ تکرار موکد ساختند ..... و جمع ایں کتاب مستطاب کہ نام و تاریخ اختتام آں "وسیلۃ السعادت" است وسیلۂ وصول بہ سعادت حقیقی گردد ..... ؎

نامش بعقیدت واردات
گفتیم "وسیلۃ السعادت"
۱۰۷۲ھ

پرسند اگر ز سالِ اتمام
ہم باز تواں شناخت از نام

نثر اور نظم پر مشتمل یہ مختصر سا خطبہ ہے جس میں میر شرف الدین حسین

نے ۲۷ شعر بھی لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ اشعار ان کے اپنے ہیں تاہم یقین ہے کہ یہ اشعار خود انہیں کے ہوں گے کیونکہ وہ شاعر تھے، فارسی شعراء کے تذکروں میں ان کا تخلص فائضؔ اور نمونۂ کلام بھی درج ہے، تذکرۂ حسینی میں ہے:

میر شرف الدین حسین فائضؔ واقف و تیرۂ معنٰی بندیست و برادر میر مفاخر حسین سہرندی (سہوِ کتابت مفاخر حسین) وی راست ؎

حسرت نگہ نکردہ چشم سیاہ کیست　　شورِ جنوں صدای شکست کلاہ کیست

(تذکرۂ حسینی، طبع نولکشور ۲۵۴)

روز روشن میں ہے:

فائز سرندی (سہو کتابت ہے فائض سہرندی ہونا چاہیئے) طبعش فائز ذروۂ مضمون بندی ست ؎

چناں دریا دار از خود رمیدن شد شعارِ من
که گردد سرمۂ چشم رم آہو غبارِ من
ترا تا دیدم از خود رفتم ای غارت گر دلہا
بہ بی ہوشی کشید از مستی چشمت غبارِ من

(صبا، محمد مظفر حسین: روز روشن۔ تہران ۵۹۷)

میر شرف الدین حسین فائض کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کا ایک مکتوب ہے:

بفقیر حقیر شرف الدین حسین در بیاں از حقیقت مطلوب و تفصیل غیب و شہود و برخی از کمالات صلوٰة و اشارت بحقیقت آں (۲/۸۷/۱۴۱-۱۴۲)

روضۃ القیومیہ میں ہے:

میر شرف الدین حسین، از مقبولانِ حضرت عروۃ الوثقٰی بود سلوک باطن را بخدمت آنحضرت حاصل کردہ خلافت یافت (۲/۲۳۸)

..... میر مظفر حسین ..... ۶/۵۰۰

رک بہ تعلیقاتِ ہذا (۱/۵۰۱)

۵۰۰/۷-۸ ..... میر محمد زمان راسخ کہ نبیرۂ میر عماد مذکور بودہ و پدرش میر مراد بحضورِ پدر خود میر عماد ودیعت حیات سپردہ بود ......

علمی دنیا میں مقامات معصومی کے مولف کی بدولت جو راسخ سے ملے بھی تھے (۵۰۰/۲۰-۲۳) یہ بات پہلی مرتبہ معلوم ہوتی ہے کہ راسخ کے والد کا نام میر مراد تھا اور وہ اپنے والد میر عماد کے حین حیات ہی فوت ہو گئے تھے ورنہ تذکرہ نویسوں نے تو بلا تردد ان کے دادا میر عماد کو ہی ان کا والد لکھ دیا ہے۔

ان میں معاصر مورخ بختاور خان بھی شامل ہے (مراۃ العالم ۵۸۴/۲) خوشگو نے بھی یہی لکھا ہے (سفینہ ۷) لیکن آزاد بلگرامی نے یدِ بیضا میں میر عماد کو دادا اور مولف صحفِ ابراہیم نے از اولادِ میر عماد بتایا ہے۔ (فارسی ادب بعہدِ اورنگ زیب ۷۲ حاشیہ)

راسخ نے ابتدائی تعلیم اور فن شاعری کی تحصیل اپنے چچا میر مفاخر حسین ثاقب سے کی۔

میر راسخ نے ملازمت کا آغاز اورنگ زیب کی مصاحبت سے کیا انہیں حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کی سفارش سے اورنگ زیب کے ہاں ملازمت ملی۔ حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

شاہا دین پناہ! حقیقت ثمرۂ شجرۂ سیادت و سعادت میر محمد زمان کہ از فدویان صمیمی آں درگاہ است و از مقبولان قطب الاقطاب قبلہ گاہ (حضرت خواجہ محمد معصوم) است در فرد علیحدہ نوشتہ بخدمت عالی فرستادہ امید کہ منظور نظر کیمیا اثر گردد و مشارٌالیہ بہ عنایت بادشاہانہ مورد قبول ملتمساتِ خود شود (وسیلۃ القبول ۱/۹۱/۱۰۰-۱۰۱)

اس کے بعد لکھے جانے والے دو مکاتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کی کوشش سے میر راسخ کو اورنگ زیب کے ہاں ملازمت مل گئی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ انہیں اپنے سفر حج کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس وقت وہ "حسب استدعاد عنایات بادشاہ دین پناہ بہ لشکرِ ظفر اثر رسیدہ"

..... نیز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے ایک مرید میر منصور کی بادشاہ سے سفارش کے لیے میر راسخ سے کہا ہے " امید کہ حاجی مذکور را نیز از نظرِ والا (بادشاہ) بگذرانند و مہربانیہا نمایند و حق المقدور از سرکارِ والا در حقش نیز سعی فرمایند.

(ایضاً ۱/۹۲/۱۰۱-۱۰۲)

میر راسخ کو خان والا نشان سعادت نشان "مصطفیٰ خان" کا بھی قرب حاصل تھا۔ راسخ نے حضرت حجۃ اللہ سے اس کی تعریف کی تھی (ایضاً ۱/۹۶/۱۰۴)

میر راسخ نے شہزادہ اعظم بن اورنگ زیب کی ملازمت بھی کی تھی، حدیقۂ ہندی میں ہے کہ انہیں "ہفت صدی" کا منصب ملا:

..... مدتی در خدمتِ شاہزادہ محمد اعظم شاہ بہ منصب ہفت صدی امتیاز داشت آخر بہ سببی ترک نوکری کردہ..... (حدیقہ ۱۷۵-ا)

لیکن سفینۂ خوش گو میں صرف "منصب شائستہ سرفرازی یافت" ہے (ص۷) معاصر تذکرہ نویس شیر خان لودھی نے لکھا ہے کہ وہ جلد ہی شہزادے کے مشیر بن گئے (مراۃ الخیال ۲۳۸) راسخ نواب مکرم خان (رک باں) سے بھی منسلک رہے انہوں نے راسخ کے لیے صرفۂ پالکی کے علاوہ تین سو روپے وظیفہ بھی مقرر کر دیا (خزانۂ عامرہ ۲۴۴)۔

میر راسخ کے خسر شیخ عبدالعزیز دلاور خان کشمیری سیالکوٹی امرائے کبار میں تھے (تاریخ محمدی ۸، ۶۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا ایک مکتوب میر محمد زمان راسخ کے نام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر راسخ کی والدہ یعنی میر عماد کی بہو بھی حضرت خواجہ سے بیعت تھیں۔ میر راسخ نے جب والدہ کا باطنی حال حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں اس قسم کے احوال غنیمت ہیں:

آنچہ از احوال والدۂ خود نوشتہ بودند از رفع خطرۂ دل و ظہور آں در دماغ واضح گردید و طائفۂ نساء ایں قسم احوال مغتنم است بکارِ خود مشغول باشند و طالب زیادتی بودند (۲/۱۰۷/۱۷۲)

۵۰۰/۱۳-۱۴ ..... مثنویٔ راسخ بر بعضی از اہل طبیعت نازکتر از مثنویٔ ناصر علی (سرہندی) درخیال دلینت مقال است.....

میر راسخ کی اس مثنوی کی شعراء کے تذکرہ نویسوں اور ماہرینِ فن نے داد دی ہے۔ خانِ آرزو کی رائے میں یہ مثنوی "بسیار دقیق است" لچھی نرائن شفیق کا خیال ہے۔ "زبانِ ناصر علی ورزیدہ لیکن مغزی کہ کلام ناصر علی دارد"..... (فارسی ادب بعہدِ اورنگ زیب ۷۸)

میر راسخ کی مثنوی داد و فریاد کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ میں ہے (ایضاً ۷۵) میر راسخ نے اپنے شاگرد ارادت خان واضح کے کلیات کا انتخاب بھی کیا تھا۔ یہ انتخاب ۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں ہوا۔ اس کا نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں ہے۔ (ایضاً ۱۵۷)

۵۰/۲۳-۲۴ ..... (میر راسخ) در سال ہزار و صد و شش ویا ہفت در عمر چہل سالگی وفات یافتہ.....

شعراء کے تمام تذکرہ نویسوں نے راسخ کا سال وفات ۱۱۰۷ھ درج کیا ہے سرخوش نے "راسخ بمرد" سے سال وفات نکالا ہے (کلمات الشعراء ۴۲) نیز تذکروں کے اقتباسات کے لیے دیکھئے راشدی: تذکرہ شعراء کشمیر (تکملہ ۱/۲۶۲-۲۶۷)

میر راسخ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا چند نام یہ ہیں:
غنیمت کنجاہی، ارادت خان واضح (مولف تاریخ ارادت خان)، سرخوش (مولف کلمات الشعراء)، محمد علی رائج اور مرزا عبداللہ فنا (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۴۷)

میر راسخ کے بیٹے میر معصوم وجدان، ان کے پوتے میر شمس الدین سند اور ان کے بھانجے میر غازی شہید نے شاعری کی خاندانی روایت کو زندہ رکھا۔
میر وجدان مخاطب بہ عالی نسب خان صاحب دیوان شاعر تھے۔ (سفینہ خوش گو ۲۷۰-۲۷۲) میر معصوم وجدان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے دو مکاتیب ہیں (مکتوبات معصومیہ ۱/۱۶، ۲/۱۲۵) میر شمس الدین سند بن

میر وجدان کے اشعار بھی خوش گو نے نقل کئے ہیں (۲۷۲) میر راسخ کے بھانجے میر غازی شہید بصیردی (متوفی حدود ۱۱۳۰ھ) نے ہفت پیکر کے نام سے سات مثنویاں لکھی ہیں۔ ان کی ایک مثنوی اشک و آہ کا خطی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے۔ (فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۹۴، حاشیہ) اور ان کی ایک مثنوی شورِ جنون کا ایک عمدہ خطی نسخہ (بخط مولوی محمد صالح کنجاہی) کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد میں ہے نمبر ۳۱۶۸۔ میر راسخ کے برادر نسبتی محمد نعیم مخاطب بہ دلاور خان متخلص بہ نصرت بھی شاعر تھے۔ (تاریخ محمدی ۶۳ مع تعلیقات عرشی)

۱/۵۰۱ ..... میر مظفر حسین ہم از مخصوصانِ جناب قیومیت مآب بودہ اند..... کہ جانب بنگالہ مدتی تمکین بر مسند ارشاد داشتہ و ہمان جا آسودہ.....

میر مظفر حسین کے نام حضرت خواجہ کا ایک نہایت شوق انگیز مکتوب ہے (۲/۸۶/۱۳۹-۱۴۱)۔

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں:

میر مظفر حسین ..... در مدتی قلیل بہ ایں ولایت (کبریٰ) رسیدہ اند (خزینہ ۲۴/۴۰)

روضۃ القیومیہ میں ہے:

میر مظفر حسین از یارانِ خاص حضرت ایشاں بودہ آنجناب او را خلافت مرحمت کردند (۲/۴۳۸۔قلمی)

لیکن بنگال کے حوالے سے ہمیں میر مظفر حسین کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

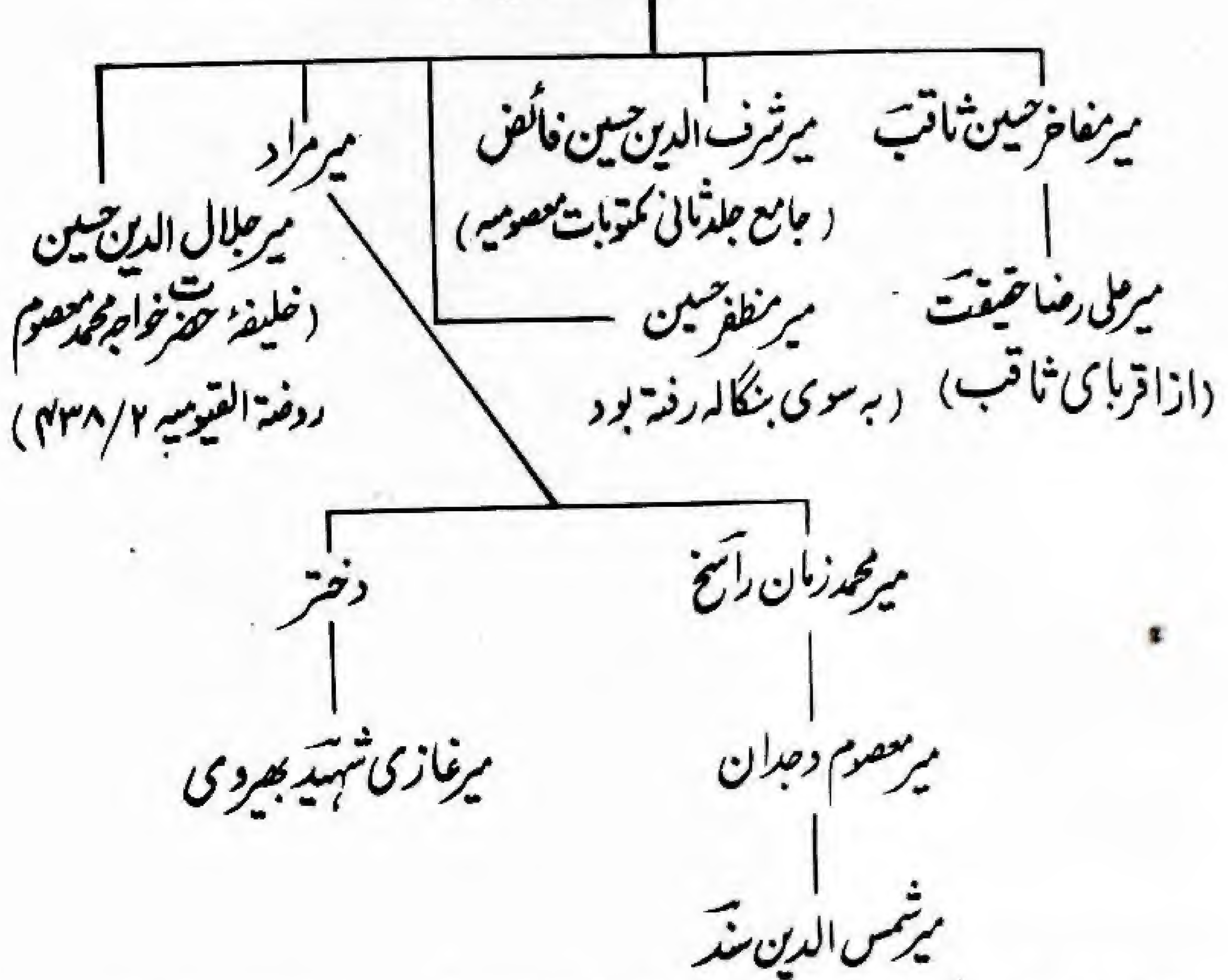
۲/۵۰۱ ..... (خانوادۂ میر عماد)..... سوای میر مظفر حسین ..... ہمہ در حضرت سرہند آسودہ اند.....

یعنی میر عماد کا پورا خانوادہ میر مظفر کے سوا حضرات نقشبندیہ کے قبرستان سرہند میں مدفون ہے۔

۳/۵۰۱ میر عماد بالای آب جہلم در عماد نگر کہ شہر ساختۂ اوست مدفون است.....

رک مقاماتِ معصومی ج ۲ اردو ترجمہ، حاشیہ

میر عماد کے خانوادے کا شجرہ اس طرح ہو گا:




خانوادۂ میر عماد کے ایک فرد میر جلال الدین حسین تھے، روضۃ القیومیہ میں اس خاندان کے افراد کے حالات لکھتے ہوئے مولف نے لکھا ہے:

میر جلال الدین حسین از کبار خلفاء حضرت ایشاں است سلوک باطن را بہ تقید تمام حاصل کردہ خلافت یافت مردم بسیار از وی استفادہ ہا گرفتند و اکثری خلافت یافتند میر بر شریعت و طریقت مستقیم بود (۲/۴۳۸)

میر جلال الدین حسین کے ایک خلیفہ تھے شیخ محمد ابراہیم، وہ عظیم شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی مولانا روم کا ساتواں دفتر نظم کیا تھا (ایضاً)

..... خواجہ محمد شریف بخاری ..... نوکری بادشاہی ہم ساختہ دگر زدار گردیدہ ۱۵-۷/۵

..... ایں آں محمد شریف است کہ مکتوب مقدس کہ بنام خلد مکان است نام او مندرج دو سہ سطر از اں مکتوب محبوب ایراد می نماید.....

مکتوبات معصومیہ کی جلد سوم کا یہ مکتوب نمبر ۲۲۱ بنام اورنگ زیب ہے۔ یہ اقتباس مولف نے یادداشت کی بنیاد پر نقل کیا ہے، مکتوب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

..... فرمان عالی شان کہ از کمالِ عنایت و مہربانی مرقوم قلمِ عنبرین رقم گشتہ بود خواجہ محمد شریف بخاری در اعزّ ازمنہ رسانید و فقرای بی نوا را بہ تشریفات علیہ بنواخت .....

حضرت خواجہ کے تین مکاتیب خواجہ محمد شریف بخاری کے نام ہیں :

ایک مکتوب ان کے اذواق کے بارے میں ہے (۲/۱۳۶/۲۳۰-۲۳۱)

دوسرا مکتوب در نصائح ہے کہ خواجہ عبداللہ نے جو کچھ لکھا ہے اسی کے مطابق استخارہ کر دجس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے خواجہ عبداللہ بخاری کے زیر تربیت تھے (۳/۶۹/۱۱۱)

تیسرے مکتوب میں ہے :

بعد ازاں می گویند کہ ایں نسبتِ محبوبیت ست بر تو مبارک باد بشارت ست شگرف اگر از قوت بفعل آید (۳/۱۵۱/۲۰۵)

حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بنام خواجہ محمد شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد شریف کو تربیت کے لیے حضرت خواجہ سیف الدین کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ سیف الدین کے بیس مکاتیب خواجہ محمد شریف بخاری کے نام ہیں :

مکتوباتِ سیفیہ ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۹۸، ۱۹۰۔

ایک مکتوب میں خواجہ محمد شریف کی بیوی کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرحومہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے "معتقدات خاص" میں سے تھیں (۱۰۵/ ۱۳۶)۔ ایک مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ محمد شریف بخاری کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی (۱۴۱/۱۱۱) حضرت خواجہ سیف الدین نے انہیں بہت سی بشارات دی تھیں جن میں حقائق ثلاثہ کی بشارت بھی شامل ہے (۱۴۳/۱۱۵) انہوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے وصال پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا تھا (۲۰۸/۱۹۰)

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ خواجہ محمد شریف بخاری، حضرت خواجہ کے خلیفہ ہیں۔

آپ نے انہیں ولایات ثلاثہ، کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوش خبری دے کر خلافت عنایت فرمائی (۲/۲۴۳)

ان کے بھائی خواجہ عبداللطیف کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

..... صوفی پاینده محمد کابلی کہ مشہور بہ صوفی پاینده طلائی است ..... ۱۵۰۱/۱۹-۲۲

صوفی پاینده حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت کے تین مکاتیب ان کے نام ہیں :

۳/ ۱۸، ۲۰۲، ۲۱۲

ایک مکتوب میں انہوں نے اپنے احوال لکھے تو ان پر مسرت کا اظہار فرمایا ہے :

نوشتہ بودند کہ خود را دریں ایام داخل تعین حبی می یابد بلکہ از مرکز ہم بہرہ مفہوم می شود و در سکوت تنہا و در حلقۂ یاران کہ در مراقبہ می شوم تمام را نور محمدی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فرو می گیرد۔ مخدوما ایں نسبت علیہ حکم عنقاءِ مُغرِب دارد و عقل و ہوش از تصور آں می لرزد۔ اللہ تعالیٰ حصول ایں معنی را مبارک و میمون گرداند..... (۳/۲۰۲/۲۴۸)

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

صوفی پاینده از یارانِ مخصوص آنحضرت است و بہ وصول مراتبِ کمال بشر است بل بہ ولایت کبریٰ و بہ مافوق آں متحقق است (خزینہ ۴۶/۲۴)

حضرت خواجہ سیف الدین صوفی پاینده کے بارے میں لکھتے ہیں :

جناب ارشاد پناہی صوفی پاینده محمد معلوم نمایند کہ بشارتِ تعین حبی در حضورِ حضرت ایشاں در حق شما مفتح شده بود، الحال امید ست کہ ترقیات بی اندازه فوق آں تعین نموده باشند (مکتوبات سیفیہ ۵/۱۳)

حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ ان کی خوب "نشست و برخاست" تھی فرماتے ہیں :

اما آں جماعت (خلفاءِ حضرت خواجہ محمد معصوم) کہ بایں مسکین نشست و برخاست دارند از آں جملہ حقائق آگاہ صوفی پاینده کہ دائرۂ ولایت ثلاثہ را قطع نموده و بہ وصول بہ کمالاتِ نبوت استعداد یافتہ و از آں جا

ترقی نمودہ بہ حقیقت کعبۂ ربانی حقائقِ خاص بہم رسانده بآں مقام عالی مزین گشتہ متوجہ فوق است (ایضاً ۱۶۹/۱۹۳) بہ وصول کمالات نبوت و جامعیت تام در حق صوفی پاینده عنایت نمودند چندگاه چند صحبت با صوفیٔ مذکور باز داشتہ شد تا آنکہ مناسبتی بہ کعبۂ ربانی مفہوم گردید دریں سال شبی بعد از نماز عشا کہ بسط عظیم رو داده بود عنایتِ خاص جلوه گر شده۔ مجلسِ سکوت با صوفی مبشر شد و چناں متخیل گشت کہ مناسبت مذکور در از دیاد است بلکہ تحقیقی بہ انوار کعبہ نیز متخیل شد و صوفی ہم معلوم ایں معنی کہ در مشاہدہ کہ با نورِ عظیم از انواراتِ کعبہ کہ حقیقت آں فوق حقائق بایں زمین و آسمانی را مملو ساخت خود را دراں مستغرق دید و چوں بہ سمع حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) رسانیدیم تصدیق نمودند (ایضاً ۱۷۲/۱۹۸-۱۹۹)

حضرت شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری جو سرہند میں صوفی پاینده سے ملے تھے لکھا ہے کہ حضرت وحدت سرہندی کے ساتھ بھی صوفی پاینده کی صحبت رہتی تھی، لکھتے ہیں:

مردی عزیز و معروف و صاحبِ ولایت و محلِ کمالاتِ احمدیہ و از جناب عروة الوثقی (خواجہ محمد معصوم) مجاز بود محرر در سرہند وی را دیده خدا آگاه بود و در طریقہ کامل مع ہذا عجب عملی داشت فیض بخش مسلمانان و فرح ده طالبان کہ عند سوالِ سائلان پارچہ کاغذی در دہن می کرد و روپیہ مضروب برمی آورد و بہ محتاجان می داد از حضرت مرشدی (وحدت سرہندی) استفسار رفت کہ ایں عمل از حضرات بیافت و باز جای دیگر فرمودند کہ ایں عمل است از مایاں نیافت چوں قصد پیشاور نمود دراں زمان یکی از یاران محرر بوطن (کشمیر) متوجہ تا بہ گجرات در خدمت ایشاں بود چوں صوفی بطرف پیشاور رفت مشارٌالیہ اظہار کم خرچی خود بہ نمود بہ عمل مذکور روپیہ از دہان برآورده بوی داد و وی صرف حوائج خود بہ نمود و بہ وطن خویش رسید۔ اکنون مدتی است کہ در شہر مذکور برحمت حق پیوست۔

(تحفۃ الفقراء ۳۳-۳۴)

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ شیخ محمد مراد کشمیری نے صوفی پاینده کا مسکن وجای وصال پشاور بتایا ہے نیز انہوں نے ان کے تذکرے کا عنوان بھی صوفی پاینده پشاوری ہی لکھا ہے۔ لیکن مقاماتِ معصومی میں ہے کہ وہ کابل میں مدفون ہیں (۵۰۱/۲۴) ممکن ہے مدت تک پشاور میں رہے ہوں اور وہیں انتقال ہوا ہو اور ان کی نعش کابل منتقل کر دی گئی ہو۔

صوفی پاینده کابل سے عراق بھی گئے تھے (رک مقامات معصومی ۳۴۴)

ملا پاینده محمد کابلی ..... ہر چند اول از یاران خواجہ محمد حنیف بوده اما ثانیاً بہ شرف صحبت آں قبلۂ ارباب (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) معرفت سرافراز گردیده و بہ خلافت ممتاز ..... ۲۴-۲۲/۵۰۱

ملا پاینده محمد کابلی کے حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی سے استفادے کا ذکر مکتوبات معصومیہ میں بھی ملتا ہے۔ حضرت خواجہ، خواجہ محمد حنیف کابلی کو لکھتے ہیں:

> کتابتی کہ مُلّا پاینده محمد در تبیینِ احوالِ خود بہ شما نوشتہ نیز رسیده آنچہ نوشتہ است از حصول نسبتِ بی کیفی و بی رنگی و ترتب لذات براں و تمثل نفسِ امارہ و ..... ہمہ بہ وضوح انجامید چیزہای عالی و دل پذیر است (۴۷/۲۰/۲)

حضرت خواجہ نے خواجہ محمد حنیف کابلی کے وصال پر ملا پاینده محمد کو تعزیت نامہ بھی لکھا تھا (۳/۱۷۸/۲۲۸-۲۲۹) اس مکتوب میں "در اعزای خواجہ مرحوم" سے مراد یہی مولانا خواجہ محمد حنیف کابلی مکتوب الیہ کے مرشد اوّل ہیں۔

حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عثمان کولابی اور عبدالواحد قیام خانی سے بھی ملا پاینده محمد کے تعلقات تھے (خزینہ ۲۶/۴۸، ۳۶/۸۸)

مجمع البحرین نام کا ایک شجرۂ طریقت "پاینده محمد کابلی" کا ہے۔ لیکن اس کے متن سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ دو ہم نام کابلی خلفاءِ حضرت خواجہ محمد معصوم

یعنی صوفی پایندہ محمد اور ملا پایندہ محمد میں سے کس کی تالیف ہے۔ مجمع البحرین کے اس فقرے سے :

کسبِ فیوض و برکات اوّل از اکابر این سلسلۂ علیہ نصیب او گردید ثانیاً از خدمتِ زبدۃ العارفین و قطب المحققین میاں محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اخذ نمودہ (صفحہ ۵)

ان دونوں حضرات میں سے ملا پایندہ محمد نے حضرت خواجہ سے منسلک ہونے سے پہلے خواجہ محمد حنیف کابلی سے استفادہ کیا تھا۔ (منقولہ بالا اقتباسات مکتوبات معصومیہ) اس لیے قیاس ہے کہ مجمع البحرین ملا پایندہ محمد کابلی کی تالیف ہے اس کے مرتب جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے بھی اس امر کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ ان دونوں حضرات میں سے کس کی تالیف ہے غالباً ان کو رسالہ مرتب کرتے وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ اس نام کے دو اصحاب ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب مکتوبات معصومیہ پر نظر ڈال لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ صوفی اور ملا دو شخصیات تھیں تاہم انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ان کا نام مولانا پایندہ لکھ دیا ہے۔

روضۃ القیومیہ کے مولف نے دونوں کا فرق یوں سمجھایا ہے کہ صوفی پایندہ اپنی کرامت مضروب زر (روپیہ بنانا) کی وجہ سے "پایندہ طلائی" کہلاتے تھے اور دوسرے چونکہ پلاس کے پتے بُن کر لباس بنا لیتے تھے اس لیے انہیں "پایندہ پلاس پوش" کہا جانے لگا۔ تاہم انہوں نے دونوں کے نام کے ساتھ صوفی ہی لکھا ہے (۲/۲۳۹) جو مکتوبات معصومیہ کے مندرجات سے متضاد ہے۔

۵۰۲/۴-۵ ..... قریۂ سنجت درہ است کہ از قرائی مشاہیر دامنۂ کوہِ کابل است .....

بابر بادشاہ نے اپنے ورودِ کابل (۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء) کے دوران وادیٔ سنجد میں قیام کیا تھا (بابر نامہ ترجمۂ بیورج ۱/۱۹۶، ۲۰۶) گویا اس وادی کے قدیم نام کا تلفظ "سنجد" ہے یعنی آخری حرف "د" ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کثرت استعمال سے بعد میں "د" کی بجائے "ت" (سنجت) زبان زد ہو گیا درہ سنجد کا ذکر تذکرہ ہمایوں و اکبر میں بھی آیا ہے (۸۴)

۵۰۲/۱۰ قریۂ مارکی کہ متصل میوہ خاتون است .....

میوہ خاتون (رک تعلیقات حاضر ۴۳۱/۸-۹)

قریہ مارکی، قریہ ایست در شمالِ کابل در جنوب شہر میر بچہ کوٹ (بفاصلہ یک میل از شہر میر بچہ کوٹ) گویا از شہر کابل چہار فرسخ بطرف شمال است (افادات آقای خلیلی)

۵۰۲/۱۴-۱۵ ..... صوفی سعد اللہ کابلی .....

صوفی سعد اللہ کابلی حضرت خواجہ کے معروف خلفاء میں سے تھے، حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ کے خلفاء کے احوال بیان کرتے ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے:

صوفی سعد اللہ بعد از آمدن جہان آباد خیلی ترقی نمود، بعد از اندک مدت بحصولِ ولایتِ علیا بشر گردانیدند (مکتوبات سیفیہ ۱۷۲/۱۹۸)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ہیں:

مکتوب اول در احوال و مکاشفات و تحسین برآں (۲/۱۳۵/۲۲۸-۲۳۰)

دوم در تعبیر وقائع و شرحِ احوال او ..... ایں احوال خوب و پسندیدہ است و لوازم و ملائماتِ فنای نفس ست لیکن ..... (۳/۲۶/۵۵)

سوم در شرحِ اذواق و احوال او کہ نوشتہ بود (۳/۳۹/۷۱-۷۲)

چہارم در جواب وقائع روشن او ..... (۳/۴۲/۷۴)

پنجم در تعبیر وقائع و تحسین احوالِ او ... (۳/۵۹/۹۷)

حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی تین مکاتیب صوفی سعد اللہ کابلی کے نام ہیں:

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ تم نے شہزادے سے ملاقات کی ہے یہ قدم مبارک ہے (مکتوبات سیفیہ ۸۲/۱۲۲) یہاں شہزادے سے مراد شہزادہ اعظم بن اورنگ زیب ہے (تعلیقاتِ حاضر ۵۰۷/۲۴)

دوسرے مکتوب میں انہیں اطلاع دی ہے کہ اورنگ زیب ہمارے طریقے میں داخل ہو چکا ہے یعنی وہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے بیعت

ہو چکا ہے (ایضاً ۸۳/۱۲۳)

تیسرے مکتوب میں لکھا ہے۔

آنچہ از انکشاف حقیقت قرآن وغیر آں مندرج بود بہ وضوح انجامید حقیقت قرآنی بس مقامی است عالی۔ (ایضاً ۸۴/۱۲۴)

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے پہلے دونوں عریضوں بنام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ میں اپنے زیرِ تربیت اصحاب میں صوفی سعد اللہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ایضاً ۱/۹، ۲/۱۱)

اپنے ایک مرید عاشور بیگ کو لکھتے ہیں کہ تم سعد اللہ کی صحبت کو غنیمت جانو (ایضاً ۸۶/۱۲۵)

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ صوفی سعد اللہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے "صاحبِ تصرفات وکرامات" خلیفہ ہیں (۲/۲۴۴)

..... میاں شیخ عبدالخالق قدس سرہ کہ خلافت بنگالہ بہ موجبِ التماسِ رعایت خان کہ بہ صوبہ داری یکی از آں بلاد سرافرازی داشتہ یافتہ بود ..... ۵۰۲/۱۹-۲۰

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے۔ بنگال سے مرزا ابوالمعالی مخاطب بہ مرزا خان نے طلبِ خلیفہ کی التماس کی تھی۔ یعنی مرزا ابوالمعالی کا خطاب مرزا خان تھا، رعایت خان نہیں۔ مرزا ابوالمعالی بن مرزا والی، شہزادہ دانیال کا داماد تھا باپ کے مرنے کے بعد عہد شاہ جہان میں مرزا ابوالمعالی کو معزز عہدہ ملا۔ وہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں اُترہٹ (مضافات صوبہ بہار) کی فوجداری پر متعین کیا گیا۔ جنگ تخت نشینی کے دوران اورنگ زیب نے اُسے "مرزا خان" کا خطاب دیا اور اُسے دربھنگہ (صوبہ بہار) کی فوجداری ملی۔ مرزا خان نے ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء میں انتقال کیا۔ (مآثر الامراء ۳/۴۶۴-۴۶۶ ملخصاً)

چنانچہ طلب خلیفہ کی استدعا اور خلیفہ بھیجے جانے کی اطلاع مرزا ابوالمعالی کو حضرت خواجہ کے جن مکاتیب میں دی گئی ہے ان میں مکتوب الیہ کا نام "میرزا خان" ہی ہے (۲/۱۰۱، ۱۰۴)۔ حضرت خواجہ کے مکاتیب بنام رعایت خان اور اس کے بیٹے مرزا محمد زمان خان میں نہ تو کسی خلیفہ کی طلب کی استدعا ہے

اور نہ ہی شیخ عبدالخالق کا ذکر (۳/۸۵، ۸۶، ۸۷)

جب حضرت خواجہ نے اسے لکھا کہ ہمارے طریقے میں باطنی عروج کیلئے مرشد کی صحبت شرط ہے تو اس نے حضرت خواجہ سے آپ کے ایک خلیفہ کو طلب کیا، فرماتے ہیں:

ہر چند صحبت مدار علیہ ایں کار است ..... آنچہ ایں فقیر بر ترغیب صحبت نوشتہ است در راہِ انابت است کہ راہِ مرید ایں ست لہذا نوشتہ است کہ ترقی غالباً منوط بآں ست ..... سعادت آثار اخوی ملا عبدالخالق را دریں نزدیکی رخصت وطن (بنگالہ) خواہند کرد ..... بمشارٌ الیہ صحبت خواہند داشت ..... (۲/۱۰۱/۱۶۰، ۳/۱۷/۴۳)

اگلے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نے مرزا خان کو اپنا رسالہ اذکار معصومیہ بھیجا اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے بتایا کہ مولانا عبدالخالق کی صحبت اختیار کرد:

تا رسیدن اخوی مولانا عبدالخالق و توافق صحبت بیشتر اشتغال بکلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ نمایند ..... چوں اخوی مشارٌ الیہ برسد صحبت برار کنند آنچہ در شغل باطن بگویند از زبانی فقیر تصور فرمایند وصحبت و توجہ او را موثر و مغتنم دانند ..... (ایضاً ۲/۱۰۴/۱۶۴)

..... (مرزا خان) از غایت سفاہت ..... قدر وی (شیخ عبدالخالق) نہ ۵۰۱/۲۰-۲۲
فہمیدہ طلب خلیفۂ بزرگتر نمودہ دریابۂ اعتراض در آمدہ .....

شیخ عبدالخالق جب مرزا خان کے پاس پہنچے تو اس نے حضرت خواجہ کی خدمت میں لکھا کہ وہ تو حال سے خالی ہیں۔ ان امور کا ذکر خود حضرت خواجہ نے کیا ہے:

مکرما! شیخ عبدالخالق یک چندی در صحبت گذرانیدہ است و اخذ فوائدِ ضروریۂ ایں راہ نمودہ است و از تلوین بہ تمکین پیوستہ و از فنا کہ رکنِ اعظم ایں راہ ست آگاہی یافتہ او را خالی از حال چگونہ تواں گفت ..... (۳/۵۶/۹۲-۹۳)

۵۰۲/۲۲-۲۳ اگر مطالعہ جلد ثالث میسر آید در آں مکتوب فضل وی (شیخ عبدالخالق بنگالی) جلوہ گر است ہماں جامی زیبند..... و مرسل را در مرأۃ .....

مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کا یہ مکتوب نمبر ۵۶ بنام مرزا ابوالمعالی (مرزا خان) ..... ذکر بعضی از احوال شیخ عبدالخالق کہ از یاراں است .... ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نصیر خان اور اس کے بیٹے مرزا محمد صادق کو بھی ہدایت کرتے ہیں کہ شیخ عبدالخالق کی صحبت اختیار کریں :

شفقت آثار احقائق آگاہ شیخ عبدالخالق از یارانِ خوب خوب ماست و صاحبِ کمالات و احوال علیہ است صحبت و خدمت او را غنیمت دانند در کارہا دُعا و استمداد از و طلبند ..... (۳/۲۱۱/۲۵۶)

یہ نصیر خان وہی ہے جو حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما کا بھی ارادت مند تھا اور اس کے نام حضرت خواجہ محمد سعید کے پانچ مکاتیب ہیں (مکتوباتِ سعیدیہ ۴۴، ۶۱، ۶۷، ۶۹، ۷۸)

حضرت خواجہ محمد معصوم نصیر خان کے بیٹے مرزا محمد صادق کو بھی یہی ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

شیخ عبدالخالق از یارانِ خوب خوب ماست و صاحبِ کمالات اگر باو صحبت دارند و توجہ بگیرند گنجائش دارد و نیک است

(مکتوبات معصومیہ ۳/۱۹۸/۲۴۵، ۲۱۵/۲۶۰)

حضرت خواجہ کے ایک مکتوب میں شیخ عبدالخالق کی علاقائی نسبت "بنگالی" درج ہے (۳/۱۹۹/۲۴۶) اور دوسرے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ بنگال ہی ان کا وطن تھا (۲/۱۰۱/۱۶۰۔ اقتباس منقولہ سابقہ)

۵۰۳/۶-۹ ..... شیخ رحیم داد افغان ..... کہ (از) ساکنانِ نواحِ بجواڑہ ..... شیخ رحیم داد در معانی اغلب کہ راجح تر از ثلاثہ است .....

شیخ رحیم داد کا تعلق حضرت خواجہ سیف الدین اور مفتی محمد باقر لاہوری سے بھی تھا۔ ان حضرات کی مراسلت میں شیخ رحیم داد کا ذکر آیا ہے۔

(مکتوبات سیفیہ ۱۳۳/۱۶۰، ۱۴۸/۱۷۳)

ایک خط میں حضرت خواجہ سیف الدین مفتی محمد باقر لاہوری کو لکھتے ہیں کہ شیخ رحیم داد افغان نے میر محمد ابراہیم (بن میر محمد نعمان بدخشی برہانپوری) کو مکتوب ارسال کیا ہے (ایضاً ۱۳۵/ ۱۶۲) شیخ رحیم داد کو حضرت خواجہ کے داماد اور مولف مقاماتِ معصومی کے والد شیخ محمد فضل اللہ کا بھی قرب حاصل تھا۔ (تعلیقات حاضر ۳۷۴/ ۲۴)

۶/۵۰۳ غلام محمد افغان ..... (ساکن بجواڑہ)

شیخ غلام محمد افغان کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں۔ ایک مکتوب میں ان کے احوال پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو "فنائے جذبہ" کی بشارت دی ہے (۱/ ۳۷/ ۱۴۵ - ۱۴۶) دوسرے مکتوب میں ان کے احوال پڑھ کر انہیں "فنا فی الشیخ" کی بشارت عنایت کی ہے۔ (۳/ ۳۸/ ۶۹) روضۃ القیومیہ میں ہے کہ شیخ غلام محمد افغان حضرت خواجہ کے خلافت یافتہ تھے (۲/ ۲۴۵)

۶/۵۰۳ ..... حاجی خان افغان (ساکن بجواڑہ)

حضرت مروج الشریعت نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا یہ قول حاجی خان افغان کے بارے میں نقل کیا ہے :

حاجی خان افغان له مرتبة فی الخوارق والتصرفات۔ بایں فقیر می فرمودند کہ یک مرتبہ چوں متوجہ حال وی گشتم آں قدر عنایاتِ الٰہی و کرمہای نا متناہی حق سبحانہ در بارۂ وی مشاہدہ نمودم کہ مرا برآں غبطہ آمد و متحیر گشتم کہ ایں ہمہ الطافِ خداوندی جل جلالہ در حق بندہ می باشد ..... (خزینۃ المعارف ۲۴/ ۴۵ - ۴۶)

۷/۵۰۳ بجواڑہ .....

بجواڑہ، سکھ عہد میں دوآبہ بست جالندھر، پنجاب کا معروف قصبہ تھا۔ قدیم زمانے اور مسلم عہد میں یہ بارونق شہر تھا لیکن سکھ اور برطانوی دور میں اس کی آبادی و رونق جاتی رہی، برطانوی زمانے میں یہ ضلع ہوشیار پور کا ایک گاؤں تھا :

١- علی الدین : عبرت نامہ ۱/۹۱

٢- وڈیرہ : چار باغ پنجاب ۳۰۴

...... صوفی دوست بیگ ہم در پشاور ......

۲۲-۲۱/۵۰۳ حضرت خواجہ کے دو مکاتیب صوفی دوست محمد بیگ پشاوری کے نام ہیں دونوں کا موضوع کمالات و فضائل نماز ہے (۲۳۹/۱۹۰/۳ ، ۲۶۴/۲۲۸) صوفی دوست محمد بیگ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خطی نسخہ اذکار معصومیہ مکتوبہ ۱۰۷۶ھ کا عکس یہاں دیا جا رہا ہے۔

۷/۵۰۴ میاں شیخ حامد ......

ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب در بیان تخلص، از دقائق شرک خفی و حقیقت و تحقیق کلمۂ متعارفہ ...... ہے (۵۲-۵۰/۲۶/۲)۔ جہاں ان کا نام ملا حامد درج ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے میاں شیخ حامد کے بارے میں حضرت خواجہ کے یہ اقوال نقل کیے ہیں:

شیخ حامد از منظوران و خلص اصحاب حضرت ایشاں است، آں قدر تعریف و توصیف و حصولِ کمالات و وصولِ مراتب شگرف کہ از آنحضرت دربارۂ مشارٌ الیہ مسموع شدہ در مادہ کم کسی شنیدہ شدہ است۔ چوں از مدینہ منورہ عزم مراجعت نمودند مشارٌ الیہ ارادۂ اقامت نمودہ درآں وقت بہ فقیر فرمودند کہ من متحیرم کہ ایں قسم نور از مجلسِ ما جدا می شود، روزی در حج در راہ می رفتند و وی در رکاب پیادہ می رفت کہ مرا التماس آمد می بینم کہ قائلی می گوید کہ در رکابِ تو شخصی می رود و اشارہ بمشارٌ الیہ کرد کہ از نورِ او عالم پُر شدہ است و نورِ او بہ آسمانِ چہارم رسیدہ است و از گذشت ولایتِ کبریٰ و ولایتِ اعلیٰ و کمالاتِ مرتبۂ مقدسۂ وراثت و حقائقِ ثلاثہ و تعین حبی و ہر چہ فوق آنست وصول بذاتِ بحت تعالت بوی بشارت دادند (خزینۃ المعارف ۴۳/۲۴)

حضرت خواجہ سیف الدین نے حضرت خواجہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ملا حامد کو حقیقتِ کعبہ سے مناسبت پیدا ہو گئی ہے:

ملا حامد فرمودند کہ مناسبتی بہ حقیقتِ کعبہ پیدا کردہ است و بہ طریق

انعکاس ازاں حقیقت بہرہ ور گشتہ است و بہ وصولِ حقیقتِ قرآن مجید (مکتوبات سیفیہ ۱۷۲/۱۹۸)۔

مولف روضۃ القیومیہ سے شیخ حامد کے بارے میں حضرت خواجہ کا قول نقل کرنے میں سہو ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ "شیخ حامد کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر پہنچا ہے (۲۴۳/۲) حالانکہ منقولہ بالا اقتباس میں صاف تحریر ہے کہ ان کے نور کا عروج آسمانِ چہارم تک ہے۔

مولانا سید زوار حسین شاہ مرحوم نے بغیر کسی سند کے انہیں ملا حامد کو مُلّا حامد جونپوری قیاس فرما کر تذکرہ علمائے ہند سے ان کے حالات زیر نظر مُلّا حامد کے تحت لکھ دیئے ہیں۔ حالانکہ نہ تو مکتوبات معصومیہ میں ان کی نسبت کا ذکر ہے اور نہ ہی روضۃ القیومیہ میں۔

۵/۱۴-۱۵ شیخ عبداللطیف لشکر خانی .....

ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں:

۱/ ۹ ، ۱۱۵، ۱۶۰، ۲۰۷۔

ہر مکتوب میں جامع نے ان کے نام کے ساتھ "لشکر خانی" بھی لکھا ہے۔ روضۃ القیومیہ میں حضرت خواجہ کے معاصرین میں ایک بزرگ شیخ عبداللطیف کا نام بھی درج ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت میر محمد نعمان بدخشی (اکبر آبادی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) سے سلوک باطنی کی تحصیل کی (۲۴۹/۲) لیکن ان کی نسبت "لشکر خانی" نہیں لکھی۔ نزہۃ الخواطر (۲۴۶/۵) میں شیخ عبداللطیف اکبر آبادی نام کے ایک مولف و خطاط کا حال درج ہے۔ لیکن وہاں بھی ان کے نام کے ساتھ لشکر خانی نہیں لکھا گیا اور نہ ہی ان کا تعلق حضرت میر محمد نعمان اکبر آبادی اور حضرت خواجہ محمد معصوم سے بتایا گیا ہے۔

۱۶/ ..... میر محمد خانی (ر ک بہ تعلیقات حاضر ۵/۵۰۹ تحت شیخ میر) [والدِ نواب مکرم خان]

۱۶/ ..... شاہ خواجہ ترمذی

ان کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں۔

مکتوب اول نہایت اہم ہے جس کا موضوع ہے "در ذکر بعضی مکاشفات حضرت پیر دستگیر خود (حضرت مجدد الف ثانی) [۱/۴۵/۱۵۲-۱۵۳]
مکتوب دوم - فی بیان الاستجابۃ المذکورۃ فی الایۃ الکریمہ ...... (۱/۱۲۶/۲۸۰)۔ نیز ملاحظہ ہو تعلیقاتِ حاضر (۴۶/۱۹)

۱۶/۵۰۴ ...... اسد اللہ افغان

شیخ اسد اللہ افغان کے نام حضرت خواجہ کا ایک طویل مکتوب ہے (۱/۵۰/ ۱۵۹-۱۶۶) جس میں سلوک و معرفت کے اہم سوالات بحضور حضرت خواجہ کئے گئے ہیں اور حضرت خواجہ نے ان کے مفصل جواب دیئے ہیں۔

۱۶/۵۰۴ ...... خواجہ محمد فاروق ولد خواجہ عبد الغفور سمرقندی ......

خواجہ محمد فاروق کے والد گرامی خواجہ عبد الغفور سمرقندی کے حالات کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۴۳۱/۷)۔ خواجہ محمد فاروق کے نامور بھائی خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مفصل حالات کتاب ہذا میں ملاحظہ کریں (۴۳۱-۴۳۷ مع تعلیقات)
خواجہ محمد فاروق کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکتوبات ہیں :

۱/ ۶۰، ۹۹، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹

ایک مکتوب میں انہیں لکھا ہے کہ اپنے برادر کلاں کی صحبت کو غنیمت جانو :

صحبت و خدمت برادر کلانِ خود را مغتنم شمرند و مشغولی را در مجلسِ او تازہ دارند...... (۱/۱۰۸/۲۵۲)

یہاں "برادر کلاں" سے خواجہ محمد صدیق پشاوری مراد ہیں جو حضرت خواجہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد فاروق کی باطنی تربیت کی ذمہ داری خواجہ محمد صدیق کو سونپ دی تھی۔

ہمارا خیال ہے کہ مکتوبات سعیدیہ میں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی کے جو دو مکاتیب بنام خواجہ محمد فاروق ہیں (۵۹، ۶۰) وہ مکتوب الیہ یہی خواجہ محمد فاروق بن خواجہ عبد الغفور سمرقندی ہیں۔

ایک مکتوب میں انہیں یہ کہتے ہوئے سلسلۂ قادریہ میں طالبوں کو بیعت کرنے کی اجازت دی ہے کہ ان کے اجداد بھی سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے (مکتوبات سعیدیہ ۵۹/ ۱۰۷)

ممکن ہے خواجہ محمد فاروق کے والد اخوند خواجہ عبدالغفور سمرقندی حضرت مجدد الف ثانی سے وابستہ ہونے سے پہلے اپنے اجداد کے طریقہ قادریہ پر کاربند ہوں یا ان کے اجداد ہی کا تعلق سلسلہ قادریہ سے ہوگا۔ اسی مکتوب میں لکھا ہے کہ شجرہ کی نقل خواجہ محمد حنیف کابلی سے لے لیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ محمد فاروق کابل میں رہتے تھے۔ ممکن ہے ان کا مدفن بھی کابل ہی ہو کیونکہ پشاور میں خواجہ محمد صدیق کے احاطۂ قبرستان میں خواجہ محمد فاروق نام کا کوئی مدفن نہیں ہے۔

۱۷/۵۰۴ ..... مولانا جمال الدین

مولانا جمال الدین کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ہیں:

۱- در آنکہ بر کشوف و وقائع اعتماد نباید نہاد و کمال معتبر معرفت صانع است جل وعلا و در تحقیق فنا (۱/ ۱۷۷/ ۳۳۸)

۲- در بیان مقام جمع و ترغیب بر تحصیل۔ فرق بعد الجمع (۱/ ۱۸۱/ ۳۴۴)

ملا جمال اور شیخ جمال کے نام سے بھی ایک مرید کا نام مکتوبات معصومیہ میں آیا ہے (۳/ ۳۰، ۱۵۰)

۱۷/۵۰۴ ..... مولانا محمد افضل

مکتوبات معصومیہ میں مولانا محمد افضل کے والد کا نام شیخ بدرالدین سرہندی لکھا ہوا ہے (۱/ ۷۰/ ۱۸۹)۔ یہ شیخ بدرالدین سرہندی حضرات القدس کے مولف اور حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے۔

مُلّا بدرالدین سرہندی کے تین صاحبزادوں کے نام ہمیں معلوم ہیں اوّل ملا محمد شاکر (مترجم حسنات الحرمین) دوم شیخ محمد اور سوم مولانا محمد افضل، شیخ محمد امین بدخشی کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا بدرالدین سرہندی کے صاحبزادے بھی سفر حج میں حضرت خواجہ کے ہمراہ تھے اور انہوں نے حضرات

کے مناقب میں رسائل تالیف کئے تھے (تفصیل کے لیے دیکھئے حسنات الحرمین، مقدمہ ۶۰-۶۱)۔

مولانا محمد افضل کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں:

اوّل در معنیٔ حدیث القبر روضة من ریاض الجنة و بیان بشارتی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بآں بشر گشتہ بودند...... (۱/۷۰/۱۸۹)

دوم در ذکر بعضی مقامات عالیۂ حضرت ایشاں ..... باشارت بآنکہ مقام عالی مربوط باصالت و محبوبیت است (۱/۱۹۴/۳۷۰-۳۷۱)

[ اس مکتوب کے متن کے لیے ملاحظہ ہو کتاب حاضر (۱۱۳-۱۱۴) ]

روضۃ القیومیہ میں ہے کہ مولانا محمد افضل حضرت خواجہ کے "بڑے خلیفہ اور اولیاء وقت میں تھے" (۲/۲۴۵)

حضرت خواجہ کے مکتوبات میں ایک نام خواجہ محمد افضل بھی آیا ہے (۲/۱۱۸/۲۰۲) حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات میں خواجہ محمد افضل کے نام تین مکاتیب ہیں (خزینہ ۲۹، ۳۰، ۳۱) جن میں سے دو مکاتیب میں ان کے نام کے ساتھ لفظ "خادم" بھی لکھا ہوا ہے۔ گویا حضرت خواجہ کے حلقۂ ارادت میں محمد افضل نام کے دو اصحاب تھے ایک خواجہ محمد افضل خادم اور دوسرے مولانا محمد افضل بن ملا بدر الدین سرہندی۔

۱۷/۵۰۴ ..... حاجی حسین .....

حاجی حسین کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں:

(۱) در بیان مرتبۂ جمع کہ کفر حقیقی است و ترغیب بر تحصیل مرتبۂ فوق کہ اسلام حقیقی است (۱/۲۶)

(۲) در آنکہ مقصود از فنا و بقا زوال گرفتاری ماسوی است..... (۱/۱۵۳/۳۰۷)

(۳) در مشاہدات و متخیلات را نفی باید نمود (۱/۱۷۵/۳۳۶-۳۳۷)

(۴) در شرح اذواق و مواجید کہ نوشتہ بود (۱/۱۹۹/۳۷۵-۳۷۶)

۱۷/۵۰۴ صوفی نور بیگ

صوفی نور بیگ کے نام حضرت خواجہ کے دو مکتوبات ہیں :

۱- در تحریص بر دوام ذکر و اختیار عزلت ...... (۱/۲۰۰)

۲- در نصیحت ...... (۳/۲۱/۴۷)

۱۷/۵۰۴ مولانا قاسم رودپڑی

ان کے نام مکتوبات معصومیہ میں صرف ایک مکتوب ہے :

در بیان آنکہ فنا و بقا بعلاقہ ظلیت و اصالت ست چوں ...

(۳/۵۸/۹۵)

حضرت خواجہ سیف الدین کے عریضہ بنام حضرت خواجہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا قاسم پہلے حضرت خواجہ سیف الدین سے منسلک ہوتے تھے یا حضرت خواجہ سے بیعت کے بعد تربیت کے لیے انہیں ان کے حوالے کیا گیا تھا اور یہ کہ ملا قاسم دہلی میں مقیم تھے (مکتوبات سیفیہ ۲/۱۱)

حضرت حجۃ اللہ نے تراویح کی نماز میں ملا قاسم سے قرآن پاک سننے کا ذکر کیا ہے (وسیلۃ القبول ۲/۴۴/۸۵)۔

مولانا قاسم کی نسبت "رودپڑی" "رودپڑ" سے ہے۔

ضلع انبالہ میں رودپڑ ایک گاؤں ہے اور برطانوی عہد میں سرہند کینال کا ہیڈ ورکس تھا۔ امپیریل گزیٹیر آف انڈیا ۲۱/۳۳۹، نیز عبرت نامہ (بامداد اشاریہ)

۱۸/۵۰۴ ...... ملا فیض محمد فتح آبادی

ملا فیض محمد کے نام حضرت خواجہ کا مندرجہ ذیل مکتوب ہے :

در تعبیر وقائع او و تحقیق مقام شرح صدر و قبض و بسط (۳/۷۹/۱۲۳-۱۲۴)

ان کی نسبت "فتح آبادی" ضلع حصار (پنجاب) کے گاؤں فتح آباد سے ہے (امپیریل گزیٹیر آف انڈیا ۱۲/۷۳، ۷۴)

۲۰/۵۰۴ میاں دینار خواجہ سرای شاہ جہان بادشاہ .....

میاں خواجہ دینار کے نام حضرت خواجہ کے دو مکاتیب ہیں :

۱- در نعت سرور کائنات و ترغیب بر اتباع خیر البریات علیہ وآلہ الصلوٰت والتسلیمات (۱/۱۰/۶۷)

۲- در حدیث عارف (۱/۹۰/۲۳۴)

۵۰۵/۴-۱۰ ...... شیخ محمد یار ملقب بہ خدا پرست خان .....

ماثر الامراء میں ایک منصب دار محمد یار خان بن مرزا بہمن یار اعتقاد خان کا ذکر ہے۔ اس کتاب میں اس منصب دار کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے جس مزاج کا ذکر کیا گیا ہے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہی شیخ محمد یار خدا پرست خان ہوں گے لیکن ماثر الامراء یا دیگر کتب تاریخ میں اس کا خطاب خدا پرست خان درج نہیں ہے۔ (ماثر ۳/۵۸۴-۵۸۸) تاریخ محمدی میں اس کا سال وفات ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ء لکھا ہوا ہے۔ (۶۱) جبکہ مقامات معصومی کے اس بیان میں ۱۱۲۳ھ ہے۔ گویا سال وفات میں بھی تضاد ہے۔ مکتوبات معصومیہ میں محمد یار خادم حضرت خواجہ محمد نقشبند کے نام ایک مکتوب ہے (۳/۶۳/۱۰۴) مقامات معصومی میں ہی درج ہے کہ خدا پرست خان حضرت خواجہ کی خدمت میں چودہ سال رہے (۳۲۷)

۵۰۵/۱۳-۱۵ ..... قل احمد ترک کہ مقبول حضرت ایشاں و صاحب یکدست بودہ .....

شیخ قل احمد ترک کا پورا نام یوں ہے :

شیخ احمد بن خلیل معروف بہ یکدست حنفی نقشبندی جوریانی، شیخ احمد یکدست کا وصال مکہ مکرمہ میں ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء کو ہوا، ان کے ہم وطن مولف محمد خلیل آفندی لکھتے ہیں :

احمد بن خلیل المعروف بہ یکدست الحنفی النقشبندی الجوریانی نزیل مکۃ المکرمۃ الشیخ الاستاذ العارف الکامل العمدہ کان من مشاھیر الاجلۃ والشیوخ الاخیار تلمذ للاستاذ الکبیر محمد معصوم بن احمد الفاروقی السرھندی واخذ عنہ الطریقۃ النقشبندیہ و سلک علی یدیہ وعمتہ نفحاتہ و

روته رشحاته وفاض علیه صبب امداده و برکته فاثمروا درق واینع وطاب للواردین روضه ، و دفق بالارشاد حوضه وقدم مکة المکرمة واستقام بها مدة سنین و اشتهر وفاق واخذ عنه الطریقة المذکورة اناس کثیرون وکان هو والجد الاستاذ محمد مراد بن علی البخاری قدس سرهما رفیقین بالتلمذه علی الاستاذ محمد معصوم الفاروقی المذکور واعطاهما القبول و اشتهر امرهما وظهرت لهما الکرامات و احوال العجیبة وعقدت علی ولایتهما خناصر الاتفاق رمدهما الله بمدد موعونه وکانت وفاة المترجم بمکة المکرمة سنة تسع عشر ومائة والف الجوریانی بضم الجیم وکسر الراء ثم مثناة تحیة والف ونون ویار نسبة الی جوریان ویکدست لفظة مرکبة بالناسیة من کلمتین الاولیٰ "یک" بمعنی واحد والثانیة "دست" بمعنی الید ای ذو ید واحدة لان الاستاذ المترجم کان عاطل الید الواحدة فلذا اشتهر "بیکدست" رحمه الله تعالیٰ

(سلک الدرر ۱/ ۱۰۷- ۱۰۸)

سلک الدرر کے اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :

۱- شیخ احمد یکدست جوریان کے باشندے تھے۔

۲- انہوں نے مدت تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا جہاں طالبوں کی کثیر تعداد نے ان سے کسب فیض کیا۔

۳- شیخ مراد بن علی البخاری شامی (خلیفۂ حضرت خواجہ محمد معصوم) اور شیخ احمد یکدست کسب سلوک کے لیے باہم حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

یہاں "محمد مراد بن علی" لکھا گیا ہے جس سے عام قاری یہ سمجھے گا کہ شیخ مراد شامی کے صاحبزادے شیخ محمد اور شیخ احمد یکدست بیک وقت حضرت خواجہ

کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حالانکہ شیخ محمد بن شیخ مراد بن علی کی تو ولادت ہی حضرت خواجہ کے وصال ۱۰۷۹ھ کے بعد ۱۰۹۴ھ میں ہوئی (تعلیقات حاضر ۴۷۰/۱۹)

۴- شیخ احمد یکدست کا وصال مکہ معظمہ میں ۱۱۱۹ھ کو ہوا۔

۵- شیخ احمد یکدست کے عرف سے اس لیے معروف ہوئے کہ ان کا ایک ہاتھ نہیں تھا۔

شیخ احمد یکدست کے ترک خلفاء میں ایک بزرگ شیخ محمد امین توقادی بھی تھے جن سے معروف خطاط و مولف کتب شہیر مستقیم زادہ سعدالدین سلیمان نے ظاہری و باطنی فیض پایا (تحفۃ الخطاطین ۹ حاشیہ)۔ مستقیم زادہ نے مکتوبات معصومیہ کا ترکی زبان میں ۱۱۶۲-۱۱۶۵ھ کو ترجمہ کیا (تحفۃ الخطاطین، مقدمہ ۴۵-۴۶) نقشبندی سلسلہ کے افکار پر ترکی زبان میں مستقیم زادہ کی کئی قابل توجہ کتابیں ترکی کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جن کا مفصل تعارف ان کی معروف کتاب تحفۃ الخطاطین کے مقدمہ میں کروایا گیا ہے۔

۱۶/۵۰۵ ..... محمد یوسف مؤذن .....

ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے جو مکاشفۂ حضرت مجدد الف ثانی کی شرح پر مشتمل ہے۔ جہاں ان کا نام "محمد یوسف خادم" درج ہے۔ (۱/۲۰۸/۳۸۷) نیز دیکھئے تعلیقاتِ ہذا (۴۷/۱۱)

۱۸/۵۰۵ میر معصوم سرہندی

میر معصوم سرہندی بن میر محمد زمان راسخ (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۵۰۰/۲۳-۲۴)

۱۸/۵۰۵ خواجہ مومن جذبی

ان کے نام حضرت خواجہ کا مندرجہ ذیل ایک مکتوب ہے:

در تحقیقِ فنا و عدم و وجود و فنا و وجود عدم و فرق در آنہا (۱/۱۲/۷۳-۷۶)

۱۸/۵۰۵ حاجی محمد جان طالقانی

ان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب در اشارت بہ بعضی اسرارِ مصنعۂ قلبیہ (۱/۲۰/۹۱) ان کی علاقائی نسبت طالقانی "طالقان" سے ہے:

طالقان، شہری بود در خراسانِ قدیم، مولف حدود العالم محل آنرا میان طخارستان وختلان و در سرحدِ گوزگانان می نویسد و یاقوت در معجم البلدان بین بلخ و مرو الرود یاد می کند، اصطخری گوید :

بزرگترین شہرستان طخارستان طالقان است ( فرہنگ فارسیٔ معین )

نیز ملاحظہ ہو :

۱- یاقوت : المشترک ۱۲۶-۱۲۷

۲- رنجبر، احمد : خراسان بزرگ ( بامداد اشاریہ )

۳- بادیل، محمد آبادی : ظرائف وطرائف ۴۴۸

۱۸/۵۰۵ ..... مومن بیگ برہانپوری

ان کا صحیح اور پورا نام شیخ محمد مومن گیلانی ثم برہانپوری ہے (مکتوباتِ معصومیہ ۳/۱۴۴) ایک مکتوب میں انہیں قاضی زادہ برہانپور لکھا گیا ہے (ایضاً ۳/۱۲۷، ۱۷۳)

حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل پانچ مکاتیب اُن کے نام ہیں :

۲/۵۸، ۹۴، ۳/۱۲۷، ۱۴۴، ۱۸۵

حضرت خواجہ کے مکاتیب بنام شیخ ابوالمظفر برہانپوری ( رک باں ) سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد مومن برہانپوری کی تربیت کی ذمہ داری انہیں سونپ دی گئی تھی۔

حضرت خواجہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اس وقت انہیں فنا کا مرتبہ حاصل ہے اور مقامِ حیرت میں ہیں ( ۳/۵۴/۵۸ ) دوسرے مکتوب میں ان کے احوال پر حضرت خواجہ نے لکھا ہے :

"بسیار خوش وقت ساخت" ( ۳/۹۰/۱۳۳ )

حضرت مروج الشریعت لکھتے ہیں :

محمد مومن برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ از نیکانِ اصحاب بودہ، یک چندی باشوقِ تمام در خدمتِ عالی گذرانیدہ و بہ آثارِ تجلیٔ صفحات بشر گشتہ است۔ از علم ظاہری بہرہ وراست، بعد ازاں ترقیات را واز حقائق ثلاثہ وحقیقت الحقائق بشر گردہ ( خزینہ ۲۴/۴۳ )

اگرچہ شیخ محمد مومن برہانپوری کا سال وصال معلوم نہیں ہے تاہم قیاس ہے کہ انہوں نے قبل ۱۰۸۳ھ میں انتقال کیا کیونکہ منقولہ بالا اقتباس میں حضرت مروج الشریعت نے ان کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے جو عام طور پر متوفی افراد کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ حضرت مروج الشریعت کا وصال ۱۰۸۳ھ میں ہوا لہذا شیخ محمد مومن اس سے پہلے اور حضرت خواجہ محمد معصوم (متوفی ۱۰۷۹ھ) کے بعد حدود ۱۰۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

۱۹/۵۰۵ ..... میر مغل

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب "در ترغیب بر اتباع سنت سنیہ و رسوخ بر محبت شیخ، میر مغل کے نام ہے" (۱/۴۶/۱۵۳)

۱۹/۵۰۵ ..... مومن بیگ کابلی

مومن بیگ کابلی کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب "در آنکہ تعلق بماسوی از اشد امراض است" ہے (۱/۷۱/۱۹۰)

۱۹/۵۰۵ ملا مسافر .....

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب "در تحریص بر رضا بہ قضای الٰہی جل شانہ" انہیں ملا محمد مسافر کے نام ہے (۱/۷۲/۱۹۰) حضرت مروج الشریعت کے مکتوبات میں ایک نام مسافر بیگ بھی آیا ہے۔ (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵) ممکن ہے یہ یہی ملا محمد مسافر ہوں۔

۱۹/۵۰۵ شیخ عبدالحمید برہانپوری

ان کے نام مکتوبات معصومیہ میں ایک مکتوب (۱/۷۷/۱۹۵) "در آنکہ وصول بدرجۂ کمال را علامات است" ہے۔

شیخ عبدالحمید، حضرت خواجہ سیف الدین سے منسلک تھے، انہوں نے اپنے دو مکاتیب میں ان کا ذکر کیا ہے:

فضائل پناہ شیخ عبدالحمید بخدمت گرامی (بجناب حضرت خواجہ محمد معصوم) استسعاد خواہد یافت از حقائق ایں جای بہ تفصیل مشارٌ الیہ اطلاع دارد۔ مجملاً آں کہ ایں مرد بزرگ خطرہ را از قلب مطلقاً منتفی می یابد و در دماغ

معلوم می کند و بہ عدمیت مشرف شدہ امیدوار توجہ است (مکتوبات سیفیہ ۱۲/۳)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب کی تربیت کے لیے قیامِ دہلی کے دوران جو مریدین زیرِ تربیت تھے ان میں شیخ عبدالحمید بھی شامل ہیں اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالحمید کو اورنگ زیب کا بھی قرب حاصل تھا۔ حضرت خواجہ سیف الدین اخوند شاہ مراد کو لکھتے ہیں کہ بختاور خان نے مجھے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے شیخ عبدالحمید کے ذریعہ تمہیں ہدیہ بھیجا تو تم نے قبول نہیں کیا۔ (مکتوبات سیفیہ ۱۶۳/ ۱۸۹)

..... محمد کاشف ..... ۱۹/۵۰

ان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب ہیں :

۱/ ۸۲ ، ۱۴۲ ، ۱۷۲

روضۃ القیومیہ میں انہیں خواجہ محمد کاشف کاشغری لکھا ہوا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ شاہِ کاشغر ان کا مرید تھا :

حضرت کے قدیم خلفاء میں سے تھے سلوک باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے انہیں اجازت ارشاد عنایت کرکے کاشغر بھیج دیا ۔ جہاں انہیں قبولیت نصیب ہوئی، شاہِ کاشغر بھی ان کا مرید ہوا۔ (۲ / ۲۴۲)

کاشغر، ...... شہر مرکزی ترکستان شرقی واقع در ۱۷۰ کیلومتری شمال غربی بارکند، در ساحل کاشغر دریا (قزل صو) کہ تابع رود تاریم است (فرہنگ فارسی معین) نیز ملاحظہ ہو :

بارتولد : گزیدہ مقالات تحقیقی (بامداد اشاریہ)

بارتولد : ترکستان نامہ (بامداد اشاریہ)

..... بادشاہ خلد مکان ..... عنایات حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ دربارۂ ایشاں (اورنگ زیب) واقع است از مکتوبات قدسی آیات خصوصاً ..... ۱۳-۱۱/

ہم نے کتاب حاضر کے مقدمے میں وہ تمام معلومات یکجا کر دی ہیں جو اورنگ زیب اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے تعلقات کو واضح کرنے

کے لیے کافی ہیں۔

۵۰۶/۱۴-۱۷ ..... چنانچہ خود در مکتوبی از مکتوبات جلد ثانی بایں مصراع شیخ سعدی ..... تصریح بایں معنیٰ فرمایند، فنج :

دیدۂ سعدی دجاں ہمراہِ تست

دالمکتوب طویل .....

حضرت خواجہ کا یہ طویل مکتوب بنام اورنگ زیب جلد ثانی میں پانچویں نمبر پر ہے۔

۵۰۶/۲۰-۲۳ ..... بشارتِ فناءِ قلب دربارۂ ایشاں (اورنگ زیب) درقلم مشکین رقم درآمدہ بایں عبارت :

د امید است کہ دریں نزدیکی بہ فناءِ قلب کہ درجۂ اول است از درجات ولایت مشرف کردند

مولف نے حضرت خواجہ کے مکتوب مذکورہ بالا سے یہ عبارت حافظہ کی بنیاد پر نقل کی ہے کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں کئی مرتبہ اعتراف کیا ہے کہ ان کے پیش نظر مکتوبات معصومیہ کی صرف جلد اوّل ہی ہے۔ حضرت خواجہ اورنگ زیب کو بشارت دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

ہرگز خطرۂ ماسوی درباطن او راہ نیابد بواسطہ نسیانی کہ دل را از ماسوای بحصول پیوستہ است ایں کمال نخستین کمالات ولایت است د معبر است بفنای قلبی د ..... (۲/۵/۲۹-۳۰)

۵۰۶/۲۴ ..... بعدازاں بہ نوید دخول آں ولایت (فنای قلب) بہ زبان الہام ترجمان مشرف شدند .....

ان امور کی تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ کتاب حاضر .....

۵۰۷/۴ عبداللطیف برہانپوری کہ خیلی تشرع بودہ .....

شیخ عبداللطیف برہانپوری (متوفی ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء) امر بالمعروف د نہی عن المنکر میں نہایت متشدد تھے ان کی یہی صفت اورنگ زیب جیسے متشرع بادشاہ کو پسند تھی جس کی وجہ سے وہ ان کا بہت معتقد تھا۔ حالات

کے لیے ملاحظہ ہو :

۱۔ بختاور خان : مراۃ العالم ۲/ ۴۰۷ - ۴۰۸
۲۔ عبدی، عبداللہ خویشگی : اخبار الاولیاء قلمی ورق ۱۶۸ اب ۱۶۹
۳۔ ایضاً معارج الولایت ۔ قلمی ورق ۶۴۶ ب
۴۔ مستعد خان : مآثر عالمگیری ۲۱۶، ۴۸۲، ۵۱۵
۵۔ خافی خان : منتخب اللباب ۲/ ۵۵۵
۶۔ عبدالفتاح بدخشی : مفتاح العارفین قلمی
۷۔ محمد اسلم پسروری : فرحت الناظرین ۴۱ - ۴۳
۸۔ احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری ۴۶ - ۴۹ (و بامداد اشاریہ)

۱۶/۵۰ بادشاہ خلد منزل ہم در وقتی کہ بادشاہزادہ بودند......

خلد منزل، شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا لقب تھا۔
(تذکرۃ السلاطین چغتا ۲۵)

۲۴/۵۰ ...... محمد اعظم شاہ بحضرت شیخ سیف الحق والملۃ والدین و کام بخش بحضرت حجۃ اللہ مرید بودند......

ان امور کی تفصیل کے لیے کتاب حاضر کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱/۵۰ ......اعظم شاہ در آخر کار بہ سبب تشیع کہ از وی بہ طریق تواتر مسموع ......

اعظم شاہ بن اورنگ زیب کے شیعہ مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں ہم نے اس کتاب کے مقدمے میں دلائل دیتے ہیں۔

۱۸/۵۰-۱۹ ...... محمد فرخ سیر...... بدست مخدوم زادۂ اصغر اکمل محمد صدیق قدس سرہ مرید حضرت ایشاں گردیدند......

رک بہ کتاب حاضر ۳۵۵ و مقدمۂ کتاب ہذا

۵/۵۰ ...... والدِ وی (نواب مکرم خان) شیخ میر......

شیخ میر خوافی، اورنگ زیب کا نہایت قابلِ اعتماد ملازم تھا۔ مختلف مہمات میں اورنگ زیب کے ساتھ رہا۔ اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی جنگ تخت نشینی میں وہ اورنگ زیب کے دونوں معرکوں میں ہراول فوج کا

سردار تھا۔ اسی لڑائی میں ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء میں جان دی۔ (مآثر الامراء ۲/ ۶۶۷-۶۶۸ ملخصاً) حالات کے لیے دیگر مآخذ کے لیے دیکھئے :

Athar Ali Mughal Nobility under Aurangzeb p 121

شیخ میر کے نام حضرت خواجہ کے چار مکاتیب ہیں جن میں اُسے بزرگانہ نصائح لکھے گئے ہیں۔ ان مکاتیب میں اس کا نام "میر محمد خافی" لکھا گیا ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ۱/ ۴۸، ۹۰، ۱۴۰، ۲۱۱) خواف (خاف) کے محل وقوع کے لیے دیکھئے تعلیقاتِ حاضر (۵۱۰/ ۰)

..... مش (نواب مکرم خان) سید میر ..... ۵/۵۰۹

سید میر خوافی نام اور امیر خان خطاب، وہ شیخ میر خوافی کا چھوٹا بھائی تھا۔ جب شیخ میر خوافی مارا گیا تو اس کو چار ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب ملا۔ چوتھے سال جلوس عالمگیری (۱۰۶۷ھ/ ۱۶۵۶ء) میں اسے کابل کا صوبہ دار بنایا گیا اور گیارہویں جلوس عالمگیری (۱۰۷۵ھ/ ۱۶۶۴ء) تک وہ کابل کا صوبہ دار رہا۔ اس کے بعد وہ استعفاء دے کر دہلی میں مقیم ہو گیا۔ ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۷۰ء میں انتقال ہوا لاولد تھا (مآثر الامراء ۲/ ۷۷۹-۷۸۰) نیز ملاحظہ ہو :

حبیبی : تاریخ افغانستان ۱۲۳-۱۲۴

حضرت خواجہ محمد معصوم کا ایک مکتوب اسی سیادت پناہ امیر خان کے نام ہے جو صدود ۱۰۷۳ھ/ ۱۶۶۳ء میں تحریر کیا گیا۔ یہ مکتوب "تحریص بر تحصیل معرفت" کے موضوع پر ہے (۲/ ۱۰۰/ ۱۵۷)

حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ صوفی پایندہ محمد کابلی (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۵۰۱/ ۱۹-۲۲) کے ساتھ امیر خان کے روابط تھے حضرت خواجہ کا ایک مکتوب صوفی پایندہ محمد نے امیر خان کو دیا تھا (مکتوبات معصومیہ ۳/ ۲۱۲/ ۲۵۷)

حضرت خواجہ سیف الدین نے سید امیر خان کی وفات ۱۰۸۰ھ/ ۱۶۷۰ء پر بی بی عرب خانم کے نام تعزیت نامہ لکھا تھا۔ فرماتے ہیں :

نمی داند کہ چہ نویسد و چگونہ شرح دہد کہ از استماع خبر وحشت اثر واقعہ

ہائلہ خان مغفرت نشان محبوب القلوب ..... چہ قسم الم و اندوہ بہ ایں دل فگار رسیدہ ..... روزی کہ ایں خبر رسیدہ حالی کہ بہ جمیع اہلِ خانہ طاری شد کہ تاب بیان نہ دارد ..... (مکتوبات سیفیہ ۶۶/۴۷)

اس مکتوب سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خانوادے کے ساتھ حضرات مجددیہ کے گہرے تعلقات تھے بلکہ یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ مکتوب الیہا بی بی عرب خانم کا بھی حضرات سے عقیدت مندانہ تعلق تھا یہ غالباً سید امیر خان کی بیوی ہوگی، اس خاتون کے نام حضرت خواجہ سیف الدین کے مندرجہ ذیل مکاتیب ہیں:

۶۶/۴۷ ، ۱۰۷/۷۳ ، ۱۱۸/۷۹ ، ۱۷۶/۱۵۵

۵۰۹/۶-۷ ..... برادر بزرگ خود (مکرم خان) محتشم خان ..... کہ نام اکبر میر ابراہیم ...

سید میر ابراہیم محتشم خان بن شیخ میر خوافی، اورنگ زیب کے منصب داروں میں سے تھا۔ اس کو ایک ہزاری ذات اور چار سو سوار کا منصب ملا اور اس کے منصب میں ترقی ہوتی رہی۔ وہ مختلف مہمات میں اہم کردار ادا کرتا رہا۔ اس پر پریشانیاں بھی بہت آئیں۔ اس کے باپ کی خدمات کے عوض اورنگ زیب نے اُسے بہت نوازا (مآثر الامراء ۵۳۶/۳ - ۵۳۹) ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں اس کا انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۲۳)

میر ابراہیم کے بیٹوں میں میر محمد جان سب سے قابل تھا اُسے باپ کا خطاب محتشم خان دیا گیا وہ دکن میں بخشی کے عہدے پر فائز رہا، اس کا بیٹا حشمت اللہ خان تھا (مآثر الامراء ۶۵۲) میر جان ذی علم تھا اس کا شمار علماء میں کیا گیا ہے۔ (نزہۃ الخواطر ۲۹۳/۶)

میر محمد ابراہیم محتشم خان کے نام حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل چھ مکاتیب ہیں:

۱۵۰/۲ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۷۳/۳ ، ۱۹۲ ، ۲۲۵

اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی چھ ہی مکتوبات اس کے نام ہیں جن میں اُسے "خان سعادت نشان محتشم خان" لکھا گیا ہے۔

۳۴/۱۹ ، ۱۳۸/۱۰۸ ، ۱۷۷/۱۵۷ ، ۱۸۰/۱۵۸ ،

۱۶۷/۱۹۱ ، ۱۸۴/ ۲۰۳-۲۰۵

حضرت خواجہ اور حضرت خواجہ سیف الدین دونوں بزرگوں نے اُسے قیمتی نصائح سے نوازا ہے اور اسے ذکر و فکر میں مصروف رہنے کی تلقین کی ہے۔

۵۰۹/۷ برادرِ خردِ خود (نواب مکرم خان) شمشیر خان ...... نام اصغر میر یعقوب ......

میر یعقوب مخاطب بہ شمشیر خان بن شیخ میر خوافی، یہ اپنے بھائیوں میں سب سے شجاع تھا۔ اپنے بھائی نواب مکرم خان کے ساتھ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں افغانوں کی تنبیہ کے لیے درۂ جانوس کی طرف روانہ ہوا اور سخت معرکے میں مارا گیا۔ (مآثر الامراء ۲/۶۶۸، ۴۸۲)

حضرت خواجہ کے مندرجہ ذیل دو مکاتیب اس کے نام ہیں :

۱۔ در تحریص بر مخالفت نفس امارہ و تصحیح عقائد...... (۲/۱۱/۳۶-۳۹) شمشیر خان

۲۔ در تحریص بر ذکر و طاعات (۳/۱۹۳/۲۴۱) باسم میر محمد یعقوب

حضرت خواجہ نے مکتوب بنام میر محمد اسحٰق و میر ابراہیم میں میر محمد یعقوب کے بارے میں دریافت کیا ہے :

برخورداری میر محمد یعقوب بہ جمعیت باشد از احوال خود گاہی نمی نویسد (۳/۱۵۹/۲۱۲)

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم میں جو ۱۰۷۲ھ میں مکمل ہو گئی تھی میر یعقوب کے نام خط میں جامع نے اُسے "شمشیر خان" لکھا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُسے یہ خطاب ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء سے پہلے مل چکا تھا۔

۵۰۹/۱۵-۲۳ ...... در یکی از مکاتیب قدسیہ جواب آں مندرج است ......

مکتوبات معصومیہ کی جلد دوم کا یہ مکتوب نمبر ۱۵۱ ہے (سہو کتابت ۱۵۳)۔ چونکہ مولف نے وضاحت کی ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے دوران ان کے پیشِ نظر مکتوبات معصومیہ کی آخری دونوں جلدیں نہیں تھیں (۵۱۰/۳-۵) انہوں نے اسے حافظہ کی بنیاد پر لکھا ہے سارے منقولہ اقتباس میں حافظہ کا تصرف موجود ہے۔ پورا مکتوب اسی موضوع پر ہے۔

۵/۷ میر اسحٰق مخاطب بہ مکرم خان خوافی، شیخ میر مذکور کا دوسرا بیٹا ہے۔ اورنگ زیب شیخ میر کی خدمات کے عوض اس کی اولاد کو نوازتا رہا۔ اس کے صلے میں اس نے میر اسحٰق کو بھی عمدہ منصب اور مکرم خان کا خطاب دیا۔ اُسے افغانوں کی بغاوت ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ وہ لاہور اور ملتان کا گورنر بھی رہا۔ مولف اس کی گورنریٔ ملتان ۱۰۹۹ھ/۱۶۸۸ء کے زمانے میں اس سے ملے تھے (کتاب حاضر ۴۷۳/۱۸-۱۹) مکرم خان خود استعفاد ے کر دہلی میں گوشہ نشین ہوگیا تھا (مآثر الامراء ۳/۵۷۵-۵۷۹) ۱۹ر محرم ۱۱۲۹ھ/۱۷۱۶ء کو اس کا انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۳۶)۔

نواب مکرم خان کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل پانچ مکتوبات ہیں:

۱- پہلے مکتوب کا کچھ حصّہ مولف حافظہ کی بنیاد پر نقل کر چکے ہیں (۲/۱۵۱/ ۲۵۰-۲۵۱)

۲- اس مکتوب میں اُسے ترک ملازمت پر مبارک باد دی ہے:

مکتوب شریف رسیدہ مسرت بخش گردید از ترک علاقۂ نوکری نوشتہ بودند ہزار شکر کہ بہ سہولت دعافیت میسر شد نیک و مبارک است۔ حق سبحانہ استقامت کرامت فرماید (۲/۱۵۲/۲۵۱-۲۵۳)

جلد سوم کے پہلے دونوں مکاتیب میں اس کے احوال پر تحسین کی گئی ہے (۳/۱۵۹، ۱۶۵) تیسرے مکتوب میں اُس سے کہا گیا ہے کہ اپنے باطنی مسائل کے سلسلے میں میرے فرزند میاں حضرت یعنی مروج الشریعت سے رجوع کرد (۳/۲۲۶/۲۷۲)

نواب مکرم خان پر کئی مرتبہ عتاب شاہی بھی نازل ہوا۔ ایک مکتوب بنام بی بی خانی بنت تربیت خان مرحوم میں حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ لکھتے ہیں:

چہ نویسد کہ از استماع خبر وحشت اثر اختلالِ حال برخورداری میر محمد اسحٰق چہ قدر کلفت حاصل شد ..... (مکتوبات سعیدیہ ۷۷/۱۳۶)

حضرت مروج الشریعت کے دو مکاتیب نواب مکرم خان کے نام ہیں

(خزینہ ۴۷/۶۹-۷۲، ۷۳/۱۰۲-۱۰۳) اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کے بھی دو خطوط اس کے نام ہیں جن میں اس کی بلند ہمتی اور اس کے باطنی احوال کے عروج کا ذکر ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۷/۳۱، ۲۱/۳۷)

حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی کے ساتھ بھی مکرم خان کے روابط تھے (وسیلۃ القبول ۱/۲۵/۳۶)

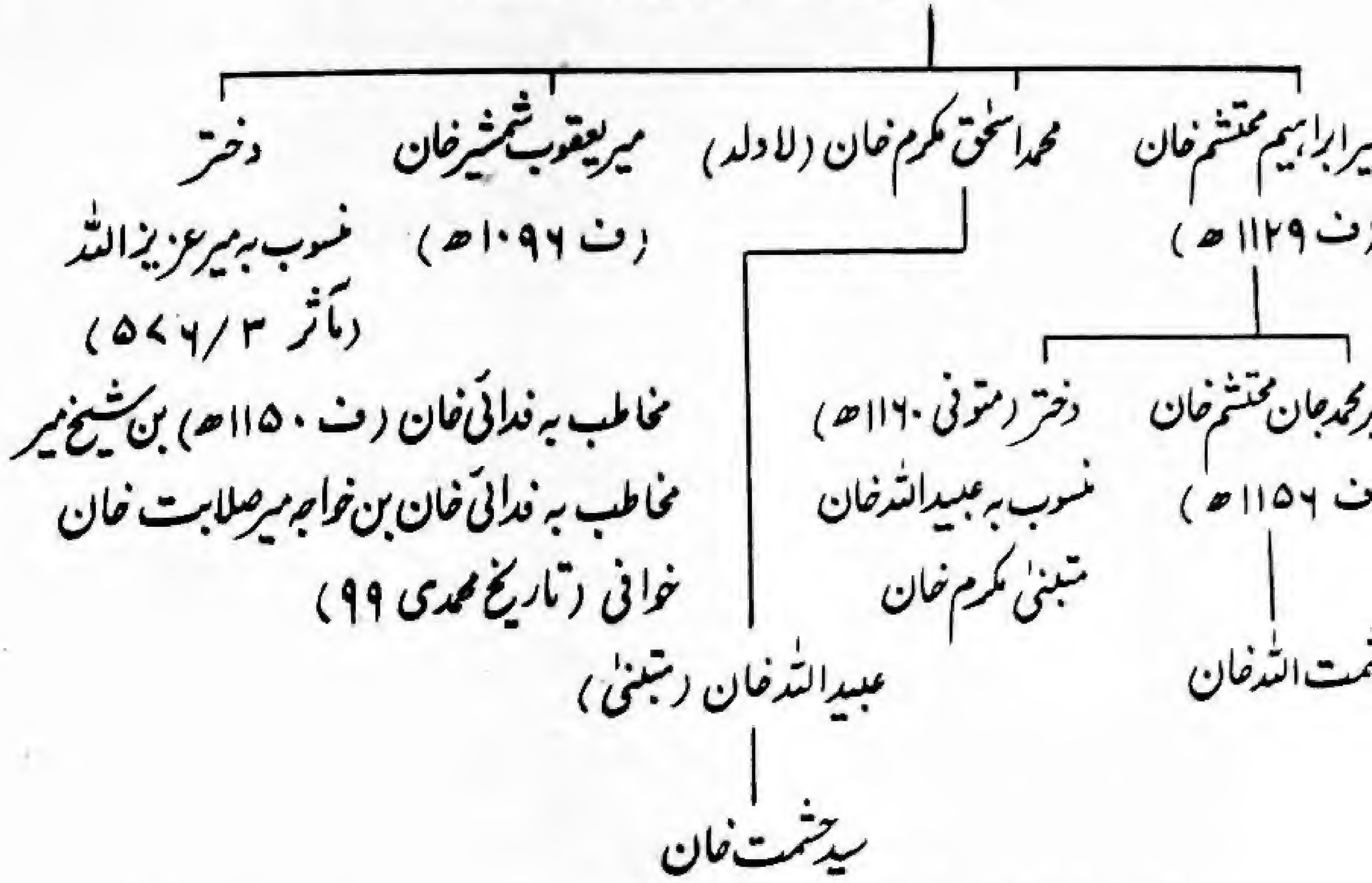
شعراء اور صوفیہ کے تذکروں میں اس کی علم پروری اور اہل علم وفقراء نوازی کے واقعات بکثرت درج ہیں۔ اس کے دربار میں مشہور شعراء غنیمت کنجاہی، میر راسخ سرہندی اور محمد سعید اعجاز رہتے تھے، تفصیل کے لیے دیکھئے:

انصاری، نورالحسن: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب ۱۱، ۵۶، ۵۷، ۷۳، ۳۰۳، ۴۰۸

حضرت میرزا مظہر جان جاناں (۱۱۱۱-۱۱۹۵ھ/۱۷۰۰-۱۷۸۱ء) نے نواب مکرم خان کی حضرت خواجہ محمد معصوم کے ساتھ عقیدت کو سب سے زیادہ عمدہ پیرائیہ بیان میں واضح کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اورنگ زیب نے نواب سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ نواب نے جواب دیا چار سال یعنی وہ عرصہ جو میں نے اپنے پیر بزرگوار (حضرت خواجہ محمد معصوم) کی خدمت میں گذارا۔ حضرت خواجہ اس کے ہاں کھانا تناول فرمالیتے تھے اور اس کے کھانے کو نور خیال فرماتے تھے (مقامات مظہری ۳۵۲-۳۵۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب مکرم خان مسلسل چار سال تک حضرت خواجہ کی خدمت میں رہا۔ مکرم خان لاولد تھا اس نے عبیداللہ خان کو اپنا متبنٰی بنالیا (مآثر الامراء ۳/۵۷۷)

نواب مکرم خان کے خاندانی اسماء بصورت شجرہ ملاحظہ کریں:




شیخ میر خوافی کی علاقائی نسبت "خواف" سے ہے یہ علاقہ قدیم زمانے میں نیشاپور کے مضافات میں تھا لیکن اب مدت دراز سے اس ولایت کا بڑا حصہ ہرات میں شامل ہے۔ (تعلیقاتِ مایل ہروی بر جغرافیۂ حافظ ابرو، مقدمہ ۳۳-۳۴)

سمعانی نے اس نسبت کی یوں وضاحت کی ہے :

الخوافی، بفتح الخاء المعجمة و فی آخرها الفاء بعد الواؤ والالف هذه النسبة الی خواف وهی ناحیه من نواحی نیسابور ......
وهی متصلة بحدود الزوزن (الانساب ۵/۲۱۹)۔

ملاحظہ ہو :

یاقوت : معجم البلدان ۲/۳۹۹

لیسترنج : بلدان الخلافۃ الشرقیہ ۳۹۷-۳۹۸

محمد معین : فرہنگ فارسی ۵/ ۴۸۸

بادیل، محمد آبادی : ظرائف و طرائف ۲۹۴

..... جملۃ الملکی جعفر خان ..... ۱۱/۵

جعفر خان، صادق خان میر بخشی بن طاہر وصلی بن محمد شریف ہروی کا

بیٹا اور یمین الدولہ آصف خان کا بھانجا و داماد تھا۔ شاہجہان اور اورنگزیب کے عہد میں مختلف عہدوں پر فائز رہا پھر ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۳ء کو اورنگ زیب کے چھٹے سال جلوس میں وزیر بنا دیا گیا اور اپنی وفات ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء تک وہ اسی عہدے پر کام کرتا رہا۔ (مآثر الامراء ۱/۵۲۸-۵۳۱) نیز ملاحظہ ہو :

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب جعفر خان کے نام ہیں :

۳/۹۴، ۹۸، ۱۱۱، ۱۲۳

میر سید جعفر خان کی نشست و برخاست حضرت مروج الشریعت سے بھی تھی ان کے کمالات کا ذکر کیا ہے (خزینہ ۵۴/۷۶)

جعفر خان کی بیوی فرزانہ بیگم عرف بی بی جیو (بیگم جیو) بھی حضرات مجددیہ سے نہایت مخلصانہ روابط رکھتی تھی چنانچہ اس کے نام حضرت خواجہ اور حضرت حجۃ اللہ کے مکاتیب ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارا مقدمہ و تعلیقاتِ ہذا (۱۴/۲۱۰، ۱۸-۲۴، ۶/۲۱۱)

..... پسرش (جعفر خان) نامدار خان ..... ۱۱/۵۱۰

نامدار خان بن جملۃ الملکی جعفر خان، اہم ملکی مہمات میں شریک تھا اعلیٰ مناصب عطا ہوئے اودھ کی صوبہ داری بھی اس سے متعلق تھی اورنگ زیب کی خصوصی عنایات کے لیے دیکھئے :

مآثر الامراء ۳/۶۸۲-۶۸۴ ، اطہر علی ۱۰۲، ۱۸۱، ۲۲۶

نامدار خان کا ایک بیٹا دیندار خان مخاطب بہ مرحمت خان بھی منصب دار تھا۔ (تاریخ محمدی ۸)

میر بخشی ہمت خان ۱۱/۵۱۰

میر عیسیٰ ہمت خان بن اسلام خان بدخشی کی تربیت اورنگ زیب نے کی تھی۔ ممتاز علماء اور شعراء کے علاوہ اہلِ ہنر و کمال اس کی محفل میں باریاب تھے۔

وہ خود شاعر تھا۔ مختلف ملکی مہموں میں اس کا اہم کردار تھا، اس کے بیٹے محمد مسیح مرید خان اور روح اللہ نیک نام خان بھی منصب دار تھے (مآثر الامراء ۴/ ۷۷۴ - ۷۷۶)۔ میر محمد عیسیٰ سے ایک روایت مولف نقل کر چکے ہیں (۱۹/۴۴۸)۔

معروف شاعر میر محمد افضل ثابت بھی ہمت خان کا بیٹا تھا۔ اس کے حالات کے مآخذ کے لیے دیکھئے:

حارثی، تاریخ محمدی ۱۰۷ (مع تعلیقات عرشی ۲۱۵ - ۲۱۶)

حضرت خواجہ محمد معصوم کے دو مکاتیب ہمت خان کے نام ہیں:

۱/ ۲۱۸/ ۳۹۵ - ۳۹۶ ، ۲/ ۱۲۴/ ۲۱۶ - ۲۱۷

۵۱۰/ ۱۱ پدرش (ہمت خان) اسلام خان .....

ضیاء الدین حسین بدخشی مخاطب بہ اسلام خان، اورنگ زیب کا قدیم ملازم اور اس کی شہزادگی کے زمانے سے ہی اس سے وابستہ تھا۔ اورنگ زیب نے اس کے منصب میں برابر ترقی دی اور اُسے کشمیر کا صوبہ دار بنا دیا، ۱۰۷۴ھ/ ۱۶۶۳ء میں انتقال کیا۔ اُسے میر محمد نعمان بدخشی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی) (تعلیقات حاضر ۹۸/ ۲۲) سے بڑی عقیدت تھی اور انہیں کے مزار (اکبر آباد) کے جوار میں دفن ہوا۔ اس کے مزار کے نزدیک اس نے ایک مسجد بھی بنوائی تھی۔ (مآثر الامراء ۱/ ۲۱۶ - ۲۱۹) نیز اسلام خان کی دختر میر محمد ابراہیم بن حضرت میر محمد نعمان بدخشی سے منسوب تھی (ایضاً ۲۱۹)

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مندرجہ ذیل مکاتیب اسلام خان میر ضیاء الدین حسین بدخشی کے نام ہیں:

۱/ ۱۵، ۱۶۹ ، ۳/ ۱۴، ۱۵

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مرزا امان اللہ برہانپوری میں بھی اسلام خان کا ذکر کیا ہے (کتاب حاضر ۴۳۸)

۵۱۰/ ۱۲ ..... طاہر خان .....

اس کا نام طاہر شیخ تھا۔ وہ بلخ سے شاہ جہان کے دربار میں آیا اُسے

عمدہ منصب ملے۔ پہلے دارا شکوہ سے متوسل ہوا پھر جنگ تخت نشینی میں اس کی شکست کے بعد اورنگ زیب سے وابستہ ہوگیا وہ جودھ پور کا فوج دار بھی تھا (مآثر الامراء ۲/۴۷۷-۴۹) ۔ اس کا لڑکا مغل خان عرب شیخ بھی منصب دار تھا (ایضاً ۳/۵۱۶-۵۱۸)

طاہر خان کا ایک بیٹا حیات شیخ مخاطب بہ مغل خان بھی تھا۔ اسی حیات شیخ کا ایک فرزند بہرہ مندخان مخاطب بہ مغل خان تھا۔

(تاریخ محمدی ۲۰، ۱۰۳)

قباد خان ..... ۱۲/۵۱۰

میر آخور قباد خان، نذر محمد خان والئ بلخ کے عہد حکومت میں قلعۂ غوری کا محافظ تھا۔ پھر وہ ہندوستان آکر شاہ جہان اور آخر میں اورنگ زیب سے وابستہ ہوگیا تھا اُسے کئی مہمات پر روانہ کیا گیا اُسے اڑیسہ کی حکومت بھی ملی اور وہیں فوت ہوا (مآثر الامراء ۳/۸۹-۹۱)

ترکتاز خان ۱۲/۵۱۰

اس کے اجداد توران کے باشندے تھے اس کا باپ یکہ تاز خان اورنگزیب کا ملازم تھا اس کا چچا خواجہ خان بھی عالمگیری ملازموں میں سے تھا۔ ترکتاز خان دکن میں پیدا ہوا دکن کے بعض معاملات اس کے سپرد تھے ۱۱۴۹ھ/۱۷۳۶ء میں فوت ہوا (مآثر ۱/۴۹۸)

سرانداز خان ..... ۱۲/۵۱۰

شیر انداز مخاطب بہ سرانداز خان بن رعد انداز خان مخاطب بہ شجاعت خان کہ از امرای عالمگیر شاہی، بعد تغیر نیابت صوبہ داری اجمیر۔ در برہان پور (۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) فوت شد (تاریخ محمدی ۲۰، اطہر علی ۲۴۷)

سرانداز خان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے جس میں اس کے مکاشفات کی تعبیر کی گئی ہے (۳/۱۷۵/۲۲۵-۲۲۶)

تیرانداز خان ۱۲/۵۱۰

محمد بیگ مخاطب بہ تیرانداز خان اس کا منصب ۲۰۰۰/۳۰۰ تھا (اطہر علی ۱۹۶)

۱۲/۵۱۰ ...... محمد میرک خان گرز دار ......

محمد میرک گرز دار کے نام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل چار مکاتیب ہیں :

۲/۱۱۲/۱۹۲ در تحریص بر تعمیر اوقات و ترغیب بر ورع و تقویٰ

۳/۴۹/۸۰ در بیان آنکہ چوں مطلوبِ حقیقی ورای آفاق و انفس ست ......

۳/۶۰/۹۹ در بیان آنکہ فرع ہر چہ دارد مستفاد از اصل است

۳/۲۴۰/۲۸۶ در ذکر احوال حافظ محمد صادق کابلی

موخر الذکر مکتوب میں اس کا پورا نام "محمد میرک بیگ بدخشی گُرز بردار" لکھا ہوا ہے۔

محمد میرک نے استدعا کی تھی کہ حضرت خواجہ اپنا کوئی خلیفہ ہماری تربیت کے لیے بھیجیں تو آپ نے حافظ محمد صادق کابلی (رک کتاب حاضر ۴۹۸) کو اس مقصد کے لیے اس کی حدود میں روانہ کیا، لکھتے ہیں :

حقائق و معارف آگاہ اخوی اعزی شیخ محمد صادق از اخص و مُخلَصِ احباب ایں جانب ست بلکہ از راہِ ولادت معنوی داخل فرزندان ماست بالتماس شما روانہ آں حدود نمودہ شدہ است .... (۳/۲۴۰/۲۸۶)

نیز حضرت مروج الشریعت نے بھی اس کے نام ایک خط میں خواجہ محمد صادق کی صحبت کو غنیمت جاننے کی تلقین کی ہے (خزینہ ۱۱۸/۱۳۵)

حضرت حجۃ اللہ کا ایک مکتوب مرزای میرک گرز بردار کے نام ہے (وسیلۃ القبول ۱/۱۰/۱۶) حضرت حجۃ اللہ کے ۹ مکاتیب اس کے نام ہیں (خزینۃ المعارف ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴) اسی طرح حضرت خواجہ سیف الدین کا ایک مکتوب اس کے نام ہے (مکتوبات سیفیہ ۱۸/۳۳)

حضرات سے روابط اور ان مکاتیب کے مندرجات پر مباحث کے لیے دیکھیے کتاب ہذا پر ہمارا مقدمہ۔

۱۴/۵۱۰ ..... قطب خان (خویشگی)

قطب الدین بن نظر بہادر خویشگی قصوری (ف ۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء) اورنگ زیب کے منصب داروں میں سے تھا اس نے دارا اور اورنگ زیب کی جنگ میں اعلانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی۔ اس نے قصور کے مشہور نقشبندی صوفی شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ تخت نشینی میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کی (رک بہ مقدمۂ کتاب حاضر) قطب خان خویشگی کے حالات کے لیے دیکھیے :

۱۔ مآثر الامراء ۳/۹۲-۹۶

۲۔ اطہر علی ، ۱۳۴، ۱۸۲

۳۔ محمد شفیع : افغانانِ قصور کا ایک خانوادہ۔ اسلامک کلچر (جولائی ۱۹۲۹ء، ص ۴۵۸)

۱۴/۵۱۰ ..... شمس خان (خویشگی)

شمس الدین بن نظر بہادر خویشگی قصوری

پہلے شاہ جہان کے عہد میں مختلف عہدوں پر رہا پھر اورنگ زیب نے اسے تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب دیا۔ اس نے اورنگ زیب کے ہمراہ دکن کی مہمات میں نمایاں کردار ادا کیا۔ (مآثر الامراء ۲/۶۷۳-۶۷۴)

اطہر علی ۱۳۴، ۱۸۵

محمد شفیع ، حوالہ مذکورہ (ص ۵۷)

حضرت خواجہ کا ایک مکتوب "دربیان ظاہر اثم و باطن اثم" اس کے نام ہے (۱/۳۶/۱۴۵)

۱۴/۵۱۰ الہ داد خاں خویشگی

الہ داد بن اسمٰعیل خان حسین زئی کابل میں خدمات انجام دیتا رہا ۷۴ سال جلوس عالمگیری میں اُسے منصب ملا۔ جب شہزادہ محمد معظم بن اورنگزیب کو کابل کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو الہ داد خویشگی بھی ہمراہ تھا۔ اس کے بیٹوں میں رحمت خان مخاطب بہ مشہور خان بہادر خویشگی بہت کابل تھا اُسے بھی

عمدہ منصب ملے :

مآثر الامراء ۳/۶۴۱-۶۴۳، ۶۴۰-۶۵۲

۵۱۰/۱۴ شمشیر خان و پسرش الہ داد خان ترین کہ در آخر ملقب بہ ترین خان گردیدہ

حسین خان ترین مخاطب بہ شمشیر خان، اعظم شاہ بن اورنگ زیب کا ملازم تھا۔ جمعداری کے درجے سے امارت کے مرتبے پر فائز ہوا (مآثر الامراء ۲/۶۸۰-۶۸۳، اطہر علی ۲۳۷) اس کے دو بیٹے تھے محمد عثمان (ف ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء) اور محمد عمر (ف ۱۱۴۶ھ/۱۷۳۳ء) [تاریخ محمدی ۲۴، ۸۶]

شمشیر خان کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے (۲/۱۱/۳۶-۳۹) لیکن کتبِ تاریخ میں شمشیر خان کے مذکورہ دو بیٹوں کے سوا کسی تیسرے بیٹے یعنی الہ داد خان مخاطب بہ ترین خان کا نام نہیں ملتا۔

۵۱۰/۱۵ ..... قلعدارِ کابل شرزہ خان

تاریخ نادر شاہی سے معلوم ہوا ہے کہ نادر شاہ کے تسخیرِ کابل کے وقت (۱۱۵۱ھ/۱۷۳۹ء) ایک شرزہ خان کابل میں قلعدار تھا اس کے والد شرزہ خان بھی آبا و اجداد سے اسی خدمت پر مامور تھے :

شرزہ خان ولد شرزہ خان کہ از قدیم بہ قلعہ داریٔ کابل از جد و آبا اقامت گزین بود (تاریخ نادر شاہی از وارد تہرانی ۱۳۰)

کیول رام نے لکھا ہے :

شرزہ خان مغل ولد شادی خان بن جانش بہادر، در آخر عہد عالمگیری بہ منصب و بہ خطاب شرزہ خان سربلند و بہ قلعداریٔ کابل مقرر شدہ بود، در سنہ ۴۵ بہ نیابت نظم کابل از تغیر ناصر خان مباہات اندوختہ۔ در عہد محمد شاہ ازیں جہان رفت (تذکرۃ الامراء ۱/۳۰۷-۳۰۸)

یہ شرزہ خان مقاماتِ معصومی کے راویوں میں بھی شامل ہے (۱۶۱/۲۱) وارد تہرانی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آبا و اجداد بھی کابل میں صاحب منصب تھے اور اس کے والد شادی خان کا خطاب بھی شرزہ خان ہی تھا۔

۱۶/۵۱۰ دیوان آں جا (کابل) سید صحیح النسب یعقوب خان

میر یعقوب خان کو ۱۰۶۸ھ میں ہی مہابت خان کی صوبہ داریٔ کابل کے
دوران کابل کا دیوان مقرر کیا گیا۔ (عالمگیر نامہ ۱۹۵، تاریخ افغانستان
از حبیبی ۱۲۳، ۱۹۰) یہاں یہ ملحوظ رہے کہ مکتوباتِ معصومیہ میں دو مکاتیب
جس میر محمد یعقوب کے نام ہیں۔ وہ میر یعقوب دیوان کابل سے بالکل مختلف
ہے یعنی وہ میر محمد یعقوب مخاطب بہ شمشیر خان بن شیخ میر خوافی ہے۔
(رک تعلیقاتِ حاضر ۵۰۹/۷)

۱۶/۵۱۰ ..... دیوان آں جا (کابل) ارشد خان.....

رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۲۰/۳۰۲، ۱۶/۲۴۲

۱۷/۵۱۰ امانت خان .....

میرک معین الدین احمد امانت خان خوافی بن میرک حسین، مورخین نے
اس کے اخلاقِ حسنہ اور فقیر مشربی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے اجداد بھی منصب دار
تھے۔ مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد اورنگ زیب نے صوبہ جات دکن
کی دیوانی اس کے سپرد کی۔ ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ کتاب
ترجمہ شرعۃ الاسلام امانت خان کی تالیف ہے وہ خط شکستہ اور نستعلیق
میں بہت مہارت رکھتا تھا۔ (مآثر الامراء ۱/۲۵۴-۲۶۳، اطہر علی ۲۱۴، ۲۴۸)
اس کی اولاد کے حالات کے لیے دیکھیے:

تاریخ محمدی ۱۱، ۱۴، ۸۹، نیز مآثر الامراء (رک کاظم خان)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دو مکاتیب اس کے نام ہیں
(۲/۸۹، ۱۵۸) جن میں اُسے پابندیٔ شرع شریف اور بدعتیوں کی صحبت
سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

۱۷/۵۱۰ ..... دیانت خان

میر عبدالقادر مخاطب بہ دیانت خان بن امانت خان خوافی مذکور بھی
اورنگ زیب کے منصب داروں میں سے تھا۔ اُسے بھی والد کے مرنے کے
کچھ عرصہ بعد صوبہ جات دکن کی دیوانی ملی۔ دیانت خان ثانی یعنی اُس کا لڑکا

بھی منصب دار تھا۔ (مآثر الامراء ۲/۵۷-۶۱، تاریخ محمدی ۶۹، ۱۹۹)

۱۸/۵۱۰ سلطان عبدالرحمٰن خان بلخی ......

عبدالرحمٰن، نذر محمد والیٔ بلخ کا چھوٹا لڑکا تھا۔ بلخ پر مغلوں کے قبضے کے بعد اس کے بیٹوں کو ہندوستان لایا گیا۔ جب بلخ نذر محمد کو واپس کر دیا گیا تو اس کے بیٹے یہیں رہ گئے۔ صرف عبدالرحمٰن ہی بلخ گیا لیکن جلد ہی ۱۹ر جلوس شاہ جہانی میں وہ واپس ہندوستان آگیا اس پر شاہی عنایات ہوئیں۔ بنگال میں تعینات کیا گیا۔ شاہ جہان کے بیٹوں کی جنگ تخت نشینی کے بعد وہ اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (مآثر الامراء ۲/۸۰۳-۸۰۶) اس کے منصب کی تفصیل کے لیے دیکھئے: اطہر علی ۱۲۲، ۱۶۹

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے مندرجہ ذیل تین مکاتیب سلطان عبدالرحمٰن بلخی کے نام ہیں:

۱- در ترغیب بر کسب مراضی حق جل وعلاء (۳/۴۱/۷۴)

۲- در کمالات قلب انسانی (۳/۱۳۹/۱۹۲-۱۹۳)

۳- در فضیلت ذکر و شرحِ احوال او (۳/۱۴۵/۲۰۰)

حضرت خواجہ سیف الدین کے کئی مکاتیب سلطان عبدالرحمٰن کے نام ہیں نیز سلطان کا ذکر بھی ان کے مکتوبات میں متعدد مرتبہ آیا ہے۔ (رک مقدمۂ کتاب حاضر)

۱۸/۵۱۰ ...... سید عبدالرحیم خان

عبدالرحیم خان بن اسلام خان مشہدی، باپ کے مرنے کے بعد اُسے منصب ملا۔ انیسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ غسل خانہ (دولت خانۂ خاص) کا داروغہ مقرر ہوا۔ ۲۳ر جلوس عالمگیری میں اُسے "آختہ بیگی" کی خدمت ملی اور پھر بخشی گری سوم کا عہدہ اُسے دیا گیا ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں انتقال ہوا۔ (مآثر الامراء ۲/۸۰۶) نیز دیکھئے اطہر علی ۱۰۴، ۱۵۷

۱۸/۵۱۰ مرزا خان

مرزا ابوالمعالی مخاطب بہ مرزا خان بن مرزا والی، شہزادہ دانیال کا داماد

تھا۔ (رک بہ تعلیقاتِ حاضر ۲/۵۰۲-۱۹-۲۰)

۱۹/۵۱۰ نظارۃ پناہ بختاور خان

بختاور خان کی ولادت حدود ۱۰۳۰ھ/ ۱۶۲۰ء میں ہوئی۔ شاہ جہان کے بیٹوں کے مابین تخت نشینی کی جنگ میں اس نے اورنگ زیب کی حمایت میں داد شجاعت دی اور اہم عہدوں پر فائز رہا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء میں انتقال کیا۔ مقدمہ مراۃ العالم نوشتہ ساجدہ علوی مطبوعہ لاہور) بختاور خان، عہد اورنگ زیب کی مشہور تاریخ مراۃ العالم کے مولف کی حیثیت سے معروف ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا ایک مکتوب بختاور خان کے نام ہے (۳/ ۲۴۴/ ۲۸۸) اسی طرح حضرت حجۃ اللہ اور حضرت خواجہ سیف الدین کے مکاتیب بھی بختاور خان کے نام ہیں۔ ان حضرات کے کئی مریدین کو اورنگ زیب کے ہاں توسل بختاور خان ہی کی کوشش و سفارش سے ملا۔ حضرات سے روابط کے لیے دیکھئے کتاب حاضر پر ہمارا مقدمہ۔

۱۹/۵۱۰ میاں معقول

میاں معقول کے نام حضرت خواجہ کا ایک مکتوب ہے (۳/ ۷۲/ ۱۱۵-۱۱۴)

۱۹/۵۱۰ ...... مراد بخشی

محمد مراد خان بن مرشد قلی خان از امرای شاہ عالمی در صوبہ داری اورنگ آباد فوت (۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء) شدہ سہ ہزاری (تاریخ محمدی ۲۷، ۱۶۹)

۱۱/۵۱۱ اِذا بَلَغَتِ ..... تَنْظُرُون

قرآن ۵۶/ ۸۳-۸۴

۱۵/۵۱۱ إن ربک واسع المغفرۃ

قرآن ۵۳/ ۳۰

۱۵/۵۱۱ انہ سمیع قریب

قرآن ۳۴/ ۵۰

۵۱۲/۹-۱۰ وَمَاتوفیقی ..... اُنیبُ

قرآن ۱۱/۸۸

۵۱۲/۲۴-۲۵ وَابتغوا الیه الوسیلة

قرآن ۵/۳۵

۵۱۳/۵-۶ در مفتاح سوم در محلی کہ تحریر یواقیت در آمده در یاقوتیہ ہفتم و سیزدہم بہ تصریح مذکور گشتہ دچوں .....

رک بہ کتاب حاضر (۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۲-۱۲۳)

۵۱۳/ ۱۷ وَمَا ذالِک ..... بعزیز

قرآن ۱۴/۲۰

۵۱۴/۱-۲ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ..... رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ

قرآن ۵۹/۱۰

۵۱۴/ ۵ رَبَّنَا عَلَیْکَ ..... الْمَصِیْرُ

قرآن ۶۰/۴

۵۱۴/۱۰-۱۱ ..... در مکتوبی بنام جانان بیگم است تحریر فرمایند ؎

عاشقاں ہر چند مشاقِ جمال .....

مکتوباتِ معصومیہ کی جلد اول میں یہ مکتوب نمبر ۴۵ ہے جس میں دیگر اشعار کے ساتھ آپ نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے (ص۱۷)

جانان بیگم بنت عبدالرحیم خانِ خاناں ۔ شہزادہ دانیال کی بیوی تھی اواخر ۱۰۰۶ھ/۱۵۹۸ء میں اس کا عقد جانان بیگم سے ہوا ۔ تفصیل کے لیے دیکھئے :

۱- جہانگیر : جہانگیر نامہ ۴۶۸

۲- فرید بھکری : ذخیرۃ الخوانین ۱/۴۴، ۵۲

۳- بلوخمان : تعلیقات بر آئین اکبری ۱/۳۲۲

۵۱۵/۱۲-۲۳ از اکابرِ احمدیہ و اعالیٔ معصومیہ مسموع گشتہ کہ از حضرت ایشاں در وقت تشریف حرمین الشریفین اتمام آں نمودند کہ در اثناء طریق مزاری

کہ ازمشائخ علماء وصوفیہ .....

حسنات الحرمین کے مرتب نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے :

حضرت ایشاں دامت برکاتہ در راہِ مدینۂ منورہ تجسسِ تمام دریافتِ آثار و مشاہدِ متبرکہ چہ آثار و چہ مساجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والسلام والتحیۃ می کردند مہما امکن خود را بداں موضع می رسانیدید ...... (۱۸۶-۱۸۸، ۲۰۳-۲۰۵)

۵۱۷/۸-۱۱ در مکتوبی از مکتوبات جلد ثالث می نویسند ..... جاہلی ازیں سرمی گوید الولایۃ افضل من النبوۃ ......

یہاں مولف سے سہو ہوا ہے۔ یہ مکتوبات حضرت مجدد کی جلد اول کے مکتوب ۲۶۰ کا اقتباس ہے۔

۵۱۷/۱۰-۱۱ کَبُرَتْ ...... الاکذِبًا

قرآن ۱۸/۵

۵۱۷/۱۲ ...... قائل ایں قول (الولایۃ افضل من النبوۃ) ابن عربی ست قدس سرہ

ابن عربی نے فصوص الحکم کی فص ۱۴ میں یہ بحث کی ہے :

...... انہ قال الولایۃ اعلیٰ من النبوۃ ...... او یقول ان الولی فوق النبی والرسول ...... (فصوص ۱۳۵ طبع عفیفی)

۵۱۷/۱۲-۱۳ موجہہ آں عارف جام کہ شارح فصوص است .....

مولانا جامی نے نقد النصوص میں ان امور کی توجیہات کی ہیں :

نقد النصوص ۲۱۳-۲۱۴ (طبع دیلہام چتک)

۵۱۷/۱۶-۲۲ ...... حضرت مجدد الف ثانی ...... بعد از تحریر سطور مسطورہ دربارۂ شیخ (ابن عربی) می نویسد ...... سبحان اللہ شیخ بایں گفتگو بایں شطحیات خلاف جواز از مقبولان بہ نظر در می آید ......

یہاں مولف کو سہو ہوا ہے یا انہوں نے یہ عبارت مکتوبات کو پیشِ نظر رکھے بغیر ہی نقل کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

عجائب کاروبار است شیخ محی الدین از مقبولان در نظر می آید و اکثر علوم

اوکہ مخالفِ آرائی اہلِ حق اند خطا و صواب ظاہر می شوند ..... ایں فقیر را در مادۂ شیخ محی الدین کہ او را از مقبولان می داند و علوم مخالفۂ او را خطا و مُضر می بیند جمعی ہستند ازیں طائفہ کہ ہم شیخ را طعن و ملامت می کنند و ہم علوم او را تخطئہ می نمایند ..... (۱/۲۶۶/۴۷۰)

۵۱۹/۱۱-۱۲ ..... سنام کہ از قصباتِ مشہورۂ حضرت سرہند است

سنام، بضم سین مہملہ و تشدید نون قصبہ ایست از توابع سہرند (سلسلۃ الاولیاء قلمی ورق ۸۳ ب حاشیہ)

قصبہ سنام ضلع سنگرور میں ہے اور پٹیالہ کے جنوب مغرب میں ۴۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

۵۱۹/۱۲-۱۳ ..... عارف معنوی شیخ زین الدین بنوڑی قدس سرہ کہ دریں جا (سنام) آسودہ است .....

۵۱۹/۲۳ تھانیسر و کرنال

تھانیسر بہت قدیم قصبہ ہے۔ ہندومت کا مرکز اور برطانوی عہد میں پنجاب کے ضلع کرنال کی تحصیل تھا۔ محمود غزنوی نے اس پر حملہ کیا تھا:

۵۲۱/۱۹-۲۰ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

قرآن ۵/۵۶

۵۲۳/۱۲ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ

قرآن ۵۵/۲۹

۵۲۴/۹-۱۰ لَقَدْ جَآءَكُمْ ..... رَّحِيْمٌ

قرآن ۹/ ۱۲۸

۵۲۴/۲۲-۲۳ بشرٰی لنا معشرَ الاسلام .....

یہ شعر قصیدہ بردہ۔ فصل سابع ص ۲۷ سے ماخوذ ہے (مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

۱۹/۵۲۸ یَا رَبِّ وَاجْعَل .....

قصیدہ بردہ۔ فصل عاشر، ۳۵

۱۵-۱۲/۵۲۹ یَا اکرم الخلق ...... باسْمِ مُنْتَقِمِ

قصیدہ بردہ شریف، فصلِ عاشر ۳۴-۳۵

۱۹/۵۲۹ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ

قرآن ۲۱/۱۰۷

۵/۵۳۰ قاب قوسین او ادنیٰ

قرآن ۵۳/۹

۱۰/۵۳۱ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ ...... یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ

قرآن ۳/۳۱

۱۶-۴/۵۳۲ فَاِنَّ فضل ...... فی الظُّلَمِ

یہ اشعار قصیدہ بردہ کی فصلِ ثالث ۹-۱۳ سے منقول ہیں۔

۱۷/۵۳۳ کم اَبْرَءَتْ .....

قصیدہ بردہ۔ فصل خامس۔ ۲۰

۱۸/۵۳۳ وقد متک .....

قصیدہ بردہ۔ فصل سابع ۲۵

۱۹/۵۳۳ حَاشَاہُ اَنْ .....

قصیدہ بردہ، فصل تاسع ۳۳

۲۱-۲۰/۵۳۳ یَا نَفْسُ ..... فی القِسَمِ

یہ دونوں اشعار قصیدہ بردہ، فصل عاشر۔ ۳۵ سے منقول ہیں۔

۱۷/۵۳۸ رب المشرقین والمغربین

قرآن ۵۵/۱۷

۱۹-۱۱/۵۳۸ ربّ اغفرلی ..... اَنْتَ الوھابُ

قرآن ۳۸/۳۵

۲۱/۵۳۸ وانّ له ..... مآبٍ

قرآن ۲۵/۳۸

۹-۸/۵۳۹ مثل اهل بیتی .....

رک بہ تعلیقاتِ ماضر (۲۶/۵-۶) و احادیث مثنوی ۱۱۱

۱۰-۹/۵۳۹ اصحابی کالنجوم

حدیث - کنوز الحقائق، جامع صغیر ۲/۲۸، کتاب اللمع ۱۲۰ (بحوالہ احادیث مثنوی ۱۹، ۳۵)

۱۲/۵۳۹ انه قریب مجیب .....

یہ قرآن پاک کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔

إن ربّی قریب مجیب - (۶۱/۱۱)

# مآخذ مقدمہ و تعلیقات

## مخطوطات


۱- آدم بنوڑی شیخ: خلاصۃ المعارف، مملوکہ خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور

۲- ابو البقا بہاء الدین: جامع المقامات (بسال ۱۰۲۶ھ/ ۱۶۱۷ء) کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۸۳۴

۳- آغر خان دیدۂ مغل: گلزار اسرار الصوفیہ، انڈیا آفس، لندن (ایتھے ۱۹۰۱)

۴- اجملی، محمد میرن جان نقشبندی: خازن الشعراء، مخزونہ کتب خانہ انڈیا آفس، لندن نمبر i.o-۳۸۹۹، روٹوگراف مملوکہ جناب مشفق خواجہ، کراچی

۵- احمد شطاری، صوفی: رسالہ سوال و جواب دارا شکوہ و صوفی احمد، نیشنل میوزیم، کراچی

۶- افضل محمد: رسالہ در احوالِ شیخ محمد بن سید حسن محمد بن عبدالملک، خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۷- انساب الطاہرین (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۸- بختاور خان و محمد بقا سہارنپوری: ریاض الاولیاء، کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن (ریو ۳/۹۷۵)

۹- بدرالدین سرہندی، شیخ: مجمع الاولیاء، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن (ایتھے ۶۴۵)

۱۰- ایضاً: سنوات الاتقیا، کتب خانہ مولانا غلام محی الدین قصوری، قصور، پاکستان

۱۱- بہاء الدین بن ابراہیم شطاری: رسالہ شطاریہ، مشمولہ "شاہ محمد غوث گوالیاری، احوال و آثار" مقالہ برای حصول درجہ پی ایچ ڈی، نوشتہ محمد ادریس، دانشگاہ تہران

۱۲- تحفۃ السلاسل (احوال مشائخِ شطاریہ)، بسال ۱۰۴۹ھ، مملوکہ محمد اقبال

مجددی، لاہور

۱۳- توکل بیگ: نسخہ ٔ احوال شاہی (حالات ملا شاہ بدخشی) کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن، ۳۲۰۳/۱۳۰

۱۴- ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: رسالہ در انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی، مخزونہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۱۵- جہان شاہ، نجستہ اختر: سراج العالمین، نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد

۱۶- حسام الدین سہارنپوری: مرافض الروافض، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

۱۷- خواجہ کلاں بن خواجہ باقی باللہ: مبلغ الرجال، مخزونہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۱۸- خواجہ کلاں: زاد المعاد (احوال خواجہ حسام الدین احمد دہلوی) مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیر طبع)

۱۹- خواجہ خرد: شرح رباعیات، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی

۲۰- رسالہ رد روافض، (مولف نامعلوم) مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

۲۱- شاہ محمد قریشی: مخزن ہدایت و مرأت المعرفت ۱۲۸۱ھ مخزونہ کتابخانہ مرکزی پنجاب یونیورسٹی لاہور ذخیرہ آذر نمبر ۸۲۳۱

۲۲- شرف الدین محمد زگیر: روضۃ السلام (درحالات شیخ عبدالسلام نقشبندی کشمیری) مخزونہ کتابخانہ انڈیا آفس، لندن

۲۳- شمس الدین: عنایات الٰہیہ (احوال شیخ عنایت اللہ نقشبندی) نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی، N. M. 1961 - 1556

۲۴- شیر محمد: باز نامہ (بعہد اکبر بادشاہ) خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

۲۵- صفر احمد معصومی: معدن الجواہر (احوال شیخ محمد صبغت اللہ سرہندی)، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو سائیں داد، سندھ

۲۶- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، بخط

مولانا غلام مرتضیٰ بیربلوی، بسال ۱۲۹۴ھ، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

-۲۷ عبدالحی احراری: کمالاتِ مجددیہ و مقاماتِ احمدیہ، مملوکہ مولانا ایوب جان بنوڑی، پشاور

-۲۸ عبدالرحمٰن چشتی: مراۃ الاسرار، مملوکہ مولوی محمد یعقوب فراہی، کوئٹہ

-۲۹ عبدالفتاح بدخشی: مفتاح العارفین (تذکرہ عرفاء) ذخیرہ شیرانی، کتابخانہ مرکزی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، نمبر ۱۶۱۳/ ۴۲۶۳

-۳۰ عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت، ذخیرہ آذر، کتابخانہ مرکزئ پنجاب یونیورسٹی، لاہور نمبر ۲۵-ایچ

-۳۱ ایضاً: اخبار الاولیاء، مملوکہ مولانا محمد طیب ہمدانی مرحوم، قصور

-۳۲ عبیداللہ، مروج الشریعت، شیخ: رسالہ فی قرأت خلف الامام، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ مجددیہ، قلعۂ جواد، کابل

-۳۳ غلام محمد کابلی: انوار السالکین، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

-۳۴ غلام یحییٰ بہاری، مولانا: کلمات الحق، بسال ۱۱۸۴ھ مخزونہ کتابخانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

-۳۵ غوثی مانڈوی: گلزار ابرار، جون رائے لینڈ لائبریری، مانچسٹر، انگلینڈ

-۳۶ فضل احمد معصومی پشاوری، شیخ: رسالہ در اسباق طریقۂ نقشبندیہ، ذخیرہ صمدانی، پشاور یونیورسٹی لائبریری، پشاور-۳۳۹

-۳۷ فضل اللہ مجددی سرہندی: (i) عقیدۂ صوفیان (ii) شجرۂ نقشبندیہ، ذخیرہ آذر، کتابخانہ مرکزی، پنجاب یونیورسٹی لاہور - F-12/5305 F-12/8305

-۳۸ فقیر اللہ علوی شکارپوری، شیخ: وثیقۃ الاکابر، کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور

-۳۹ قطب الدین محمد اشرف حسین: وہب زبیر، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۴۰- کمال محمد سنبھلی واسطی: اسراریہ (احوالِ صوفیہ) مخزونہ کتابخانہ ندوۃ العلماء، لکھنو

۵- کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ مولانا غلام نبی للہی، للہہ، جہلم

۴۱- گول، بہلول برکی جالندھری: فوائد الاسرار، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی

۴۲- محمد ادریس اعوان: شرح احوال و آثار شاہ محمد غوث گوالیاری و تصحیح بحر الحیات، مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی، دانشگاہ تہران، ۱۹۷۲ء

۴۳- محمد اشرف شطاری لاہوری: جامع الفوائد، مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۴۴- محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم سرہندی: حل المغلقات فی الرد علیٰ اہل الضلالات، مخزونہ خانقاہ مجددیہ، قلعہ جواد، کابل

۴۵- محمد اعظم دیدہ مری: فیض مراد (احوال شیخ محمد مراد تنگ کشمیری ف ۱۱۳۱ھ)، ذخیرہ شیرانی کتابخانہ مرکزی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۴۶- محمد امین بدخشی، شیخ: المفاضلہ بین الانسان والکعبہ، کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور

۴۷- ایضاً: نتائج الحرمین (احوال شیخ آدم بنوڑی ف ۱۰۵۳ھ) جلد اول، مخزونہ کتابخانہ اسلامیہ کالج پشاور، جلد سوم مخزونہ کتابخانہ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۶۵۲

۴۸- محمد باقر لاہوری، شیخ: منتہی الایجاز لکشف الاعجاز، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، نمبر ۴۱۲۳

۴۹- ایضاً: دام حق، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۴۸۹۸

۵۰- ایضاً: حاشیہ قرآن مجید بخط شیخ محمد باقر لاہوری، مملوکہ محمد حلیم، مکتبہ خاور، لاہور

۵- محمد بن غلام غوث بٹالوی: شرائف غوثیہ (احوال خانوادۂ قادریہ بٹالویہ)، مخزونہ نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی N.M. - 1902-56

۵۱- محمد حسن جان مجددی: رسالہ در نفی رفع سبابہ بخط مولف، مخزونہ کتابخانہ مولانا

محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ

۵۳- محمد خلیل اللہ: اویسیہ (حالات بندگی مخدوم محمد اسماعیل سرہندی)، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

۵۴- محمد شاہ فی الحال: حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق، مملوکہ حاجی علی اللہ، قندھار

۵۵- ایضاً: مواہب القیوم فی تائید الاحمد والمعصوم، مملوکہ حاجی علی اللہ، قندھار

۵۶- محمد صادق کشمیری ہمدانی: طبقات شاہ جہانی، کتابخانہ انڈیا آفس لندن، (ایتھے-۷۰۵)

۵۷- محمد صالح آفندی: مجمع البحرین (عربی ترجمہ)، مخزونہ امپیریل لائبریری، کلکتہ

۵۸- محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء بخط مصنف، مملوکہ ڈاکٹر قریشی احمد حسین، گجرات

۵۹- محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین، مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۶۰- محمد عمر چمکنی پشاوری: ظواہر (احوال شیخ سعدی لاہوری)، نیشنل میوزیم، کراچی

۶۱- محمد فرخ مجددی سرہندی: اصطلاحات الصوفیہ، کتابخانہ خانقاہ مولانا غلام نبی للہی، للہ شریف، جہلم

۶۲- ایضاً: کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ

۶۳- ایضاً: النجاۃ عن طریق الغواۃ، مملوکہ جناب جی معین الدین، لاہور

۶۴- ایضاً: الحد الفاصل بین سید یدالاعتقاد و بین الزندقۃ والالحاد، مملوکہ جناب جی معین الدین، لاہور

۶۵- ایضاً: رسالۂ وحدت الوجود، کتابخانہ خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف، پٹنہ، بہار

۶۶- محمد قاضی، مولانا: سلسلۃ العارفین (احوال حضرت خواجہ عبیداللہ احرار)، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد-نمبر ۵۹۵۱

۶۷- محمد مراد ننگ کشمیری: حسنات المقربین، کتابخانہ دولتی، لینن گراڈ، روس،

نمبر ۲۰۰

۶۸- محمد مراد تنگ کشمیری: تحفۃ الفقراء مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیر طبع)

۶۹- ایضاً: تحقیقات، کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ سراجیہ، کندیاں، میاں والی

۷۰- محمد مراد بن حبیب پشاوری: رسالہ کلمہ چند در احوال علمائے سوء، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن، (نتائج الحرمین جلد سوم کے ساتھ مجلد ہے)

۷۱- محمد معصوم، خواجہ: رسالہ در اذکار یومی ولیلی جامع حاجی محمد عاشور بخاری، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن

۷۲- محمد معین ٹھٹھوی: بہجۃ النظار فی براۃ الابرار، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ

۷۳- محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ: رسالہ تحفۃ السلوک، نیشنل میوزیم، کراچی (N.M.1975-109/2)

۷۴- محمد ہاشم ٹھٹھوی، مخدوم: اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر، کتابخانہ جامعۃ العین

۷۵- محمد ہاشم کشمی: رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی، مملوکہ حضرت پیر ابوالخیر عبداللہ جان، پشاور

۷۶- ایضاً: دیوان ہاشم، کتابخانہ انڈیا آفس، لندن (نمبر ۲۸۹۸-ایتھے)

۷۷- مشتاق رام گجرات: کرامت نامہ (حالات شاہ دولہ دریائی گجراتی) مملوکہ و مکتوبہ جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہی، مرحوم، لاہور

۷۸- مشرقی، نورالحق دہلوی: زبدۃ التواریخ، کتابخانہ برٹش میوزیم، لندن (ریو-۱/ ۲۲۴ب)

۷۹- معین الدین خاوندی کشمیری: زبدۃ التفاسیر، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

۸۰- ایضاً: کنز السعادت، پنجاب پبلک لائبریری، لاہور

۸۱- ملا شاہ بدخشی: کلیات، کتابخانہ مولوی فضل صمدانی، پشاور

۸۲- نظام الدین شکارپوری: اوج مورد اسرار نقشبند، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، کوئٹہ

۸۳- وحدت، عبدالاحد سرہندی، شیخ: چہار چمن وحدت، کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ، کندیاں

۸۴- ایضاً: لطائف المدینہ (احوال خواجہ محمد سعید سرہندی) مرتبہ محمد اقبال مجددی، (زیرطبع)

۸۵- ہندی، بھگوان داس: حدیقۂ ہندی، کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی، قم، روٹوگراف، مملوکہ ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد


## مطبوعات عربی:


۸۶- آزاد، غلام علی بلگرامی: **سبحة المرجان فی آثار هندوستان**، مرتبہ فضل الرحمٰن ندوی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۶ء

۸۷- ابن اثیر، عزالدین الجزری: **اللباب فی تهذیب الانساب**، بغداد، مکتبہ المثنی (س ن)

۸۸- ابن جوزی: **صفة الصفوة**، بیروت، ۱۹۷۹ء

۸۹- ابن حوقل: **صورة الارض**، بیروت، ۱۹۷۹ء

۹۰- ابن عربی، محی الدین، شیخ اکبر: **فصوص الحکم**، مرتبہ ابوالعلاء العفیفی، بیروت، ۱۹۸۰ء

۹۱- ایضاً: **فتوحات المکیه**، مرتبہ عثمان یحییٰ، قاہرہ، الھیئة المصریة العامة للکتاب، ۱۹۸۵-۱۹۹۲

۹۲- ابن العماد حنبلی: **شذرات الذهب**، بیروت، ۱۹۷۹ء

۹۳- ابن ماجہ، امام: **سنن ابن ماجة** مرتبہ فواد عبدالباقی، بیروت، ۱۹۷۵ء

۹۴- احمد سعید مجددی مہاجر مدنی: **اثبات المولد و القیام** مرتبہ محمد اقبال مجددی، ترکی، ۱۹۸۲ء

۹۵- احمد نگری، عبدالنبی: **دستور العلماء**، حیدر آباد، دکن: دائرة المعاف

العثمانیہ، ۱۳۲۹ھ

۹۶- اصبہانی، ابونعیم، حافظ: **حلیة الاولیاء**، بیروت، ۱۹۸۰ء

۹۷- بایزید انصاری: **مقصود المومنین**، مرتبہ میر ولی خان مسعودی، اسلام آباد، مجمع البحوث الاسلامیة، ۱۹۷۶ء

۹۸- بخاری، امام محمد اسماعیل: **صحیح البخاری**، مرتبہ فواد عبدالباقی، بیروت

۹۹- بروکلمان، کارل: **تاریخ الادب العربی** ترجمہ عبدالحلیم النجار و یعقوب بکر، قاہرہ، دارالمعارف ۱۹۶۸-۱۹۷۷ء

۱۰۰- برہان الدین ابراہیم کردی: **الامم یقاظ الهمم**، حیدر آباد دکن، دائرة المعارف العثمانیہ، ۱۳۲۸ھ

۱۰۱- بزرگ تہرانی: **الذریعه الی تصانیف الشیعة**، تہران، ۱۹۷۲ء

۱۰۲- بغدادی، اسماعیل پاشا: **هدیة العارفین (ذیل کشف الظنون)**، بیروت (س ن)

۱۰۳- بقلی، محمد قندیل: **التعریف بمصطلحات صبح الاعشی**، قاہرہ، ۱۹۸۳ء

۱۰۴- بوصیری، امام محمد شرف الدین: **قصیده بُرده** (مع اردو ترجمہ محمد افضل میر)، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، (س ن)

۱۰۵- ترمذی، امام عیسیٰ: **سنن ترمذی**، بیروت ۱۳۷۲ھ

۱۰۶- حاجی خلیفہ: **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**، مرتبہ محمد شرف الدین یالتقایا، بیروت، مکتبہ المثنیٰ (س ن)

۱۰۷- ذہبی، حافظ امام، شمس الدین: **سیر اعلام النبلاء**، بیروت موسسة الرسالة، ۱۹۸۱-۱۹۸۸ء

۱۰۸- ایضاً: **معرفة القراء الکبار** مرتبہ محمد جادالحق، قاہرہ، ۱۹۶۹ء

۱۰۹- ایضاً: **میزان الاعتدال** مرتبہ البجاوی، قاہرہ، ۱۹۶۳ء

۱۱۰- زامباور: **معجم الانساب** ترجمہ زکی محمد حسن باک و حسن احمد محمود،

بیروت، ۱۹۸۰ء
۱۱۱- زرکلی، خیرالدین: الاعلام، بیروت، ۱۹۵۹ء
۱۱۲- زغلول، محمد سعید: موسوعة اطراف الحدیث النبوی الشریف، بیروت، ۱۹۸۹ء
۱۱۳- سبکی، تاج الدین: طبقات الشافعیه، مرتبہ محمد علی النجار، قاہرہ، ۱۹۴۹ء
۱۱۴- سبط ابن جوزی: مراۃ الزمان، حیدرآباد، دکن، دائرۃ المعارف عثمانیہ، ۱۹۵۱ء
۱۱۵- سخاوی، شمس الدین محمد: الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، بیروت، دار مکتبۃ الحیات ۱۳۵۵ھ
۱۱۶- سرکیس، یوسف لیان: معجم المطبوعات العربیه والمعربه، مصر، ۱۹۲۸ء
۱۱۷- سلامی، تقی الدین محمد: منتخب المختار، بغداد، ۱۹۳۸ء
۱۱۸- سلامی، محمد بن رافع: الوفیات مرتبہ صالح مہدی عباس، بیروت، ۱۹۸۲ء
۱۱۹- سلمی، ابو عبدالرحمٰن: طبقات الصوفیه مرتبہ نور الدین شریبہ، قاہرہ، ۱۹۵۳ء
۱۲۰- سمعانی، عبدالکریم: الانساب مرتبہ ابو عبدالرحمٰن معلمی، حیدرآباد، دکن، نظامیہ ۱۹۶۳ - ۱۹۸۲ء
۱۲۱- شوکانی، محمد بن علی: البدر الطالع، بیروت، دارالمعرفۃ (س ن)
۱۲۲- صالحیہ، محمد عیسیٰ: المعجم الشامل للتراث العربی المطبوع، قاہرہ، ۱۹۹۳ء
۱۲۳- عبدالجید خان خالدی: الحدائق الوردیة، قاہرہ، ۱۳۰۸ھ
۱۲۴- عبداللہ بن سالم بصری: الامداد بمعرفة علو الاستاد، حیدرآباد، دکن، ۱۳۲۱ھ
۱۲۵- عبدالقادر عیدروسی: النور السافر، قاہرہ، (س ن)
۱۲۶- عبدالمومن: مراصد الاطلاع، بیروت، ۱۹۵۴ء

۱۲۷- عبدالحی حسنی: الثقافة الاسلامیه فی الهند، دمشق، مجمع العلمی، ۱۹۵۸ء
۱۲۸- ایضاً: نُزهة الخواطر، حیدرآباد، دکن، دائرۃ المعارف العثمانیه ۱۹۶۲-۱۹۷۰ء
۱۲۹- عبدالحی کتانی فاسی: فهرس الفهارس مرتبہ احسان عباس، بیروت، ۱۹۸۶ء
۱۳۰- عبدالحی لکھنوی: عُمده الرعایه حاشیه علیٰ شرح الوقایه، کراچی
۱۳۱- عسقلانی، ابن حجر: تهذیب التهذیب، بیروت، ۱۹۶۸ء
۱۳۲- غزی، نجم الدین: الکواکب السائره، بیروت، ۱۹۵۴ء
۱۳۳- فاسی، عبدالغافر: تاریخ نیسابور، تہران، ۱۳۶۲ھ
۱۳۴- فخرالدین دہلوی، شاہ: رساله فخر الحسن، فیصل آباد، ۱۹۹۳ء
۱۳۵- فقیر اللہ علوی شکارپوری: قطب الارشاد، کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ
۱۳۶- قرشی، ابی محمد عبدالقادر: الجواهر المضیته، حیدرآباد دکن، دائرۃ المعارف، ۱۳۲۲ھ
۱۳۷- قزانی، محمد مراد مکی: نفائس السانحات فی تذییل الباقیات الصالحات (معروف به تکلمه رشحات)، بکر، ترکی (س-ن)
۱۳۸- ایضاً: تعریب المکتوبات للامام الربانی المجدد للالف الثانی، استنبول (س ن)
۱۳۹- قزوینی، زکریا: آثار البلاد، بیروت، دار صادر، (س-ن)
۱۴۰- قشیری، امام عبدالکریم: رساله، بیروت، ۱۹۹۸ء
۱۴۱- قلقشندی، احمد بن علی: صبح الاعشیٰ، قاہرہ، ۱۹۱۸ء
۱۴۲- کاشی، عبدالرزاق: اصطلاحات الصوفیه مرتبہ سپرنگر، لاہور، ۱۹۷۴ء
۱۴۳- کحالہ، عمر رضا: معجم المؤلفین، بیروت، ۱۹۵۷ء
۱۴۴- محبی، محمد بن فضل اللہ: خلاصة الاثر، بیروت، طبع عکسی
۱۴۵- محسن ترہٹی: الیانع الجنی، دیوبند ۱۳۴۹ھ (حاشیه کشف الاستار عن

رجال معانی الآثار)

۱۴۶- محمد بن جعفر کتانی: الرسالة المستطرفة، کراچی، ۱۹۶۰ء

۱۴۷- محمد بن سلیمان بغدادی: الحدیقة الندیه، استنبول، ترکی، مکتبۃ ایشیق

۱۴۸- محمد بیگ برہانپوری: عطیة الوهاب الفاصله بین الخطاء والصواب، (طبع برحاشیہ عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی) استنبول ترکی، (س ن)

۱۴۹- محمد مظہر مجددی مہاجر مدنی: المناقب الاحمدیه والمقامات السعیدیه، قزان، ۱۸۹۶ء

۱۵۰- ایضاً: رشحات عنبریة مرتبہ محمد اقبال مجددی، استنبول، ترکی، ۱۹۷۹ء

۱۵۱- مرادی، محمد خلیل: سلک الدرر، بغداد، مکتبۃ المثنیٰ (س ن)

۱۵۲- نبہانی، یوسف بن اسماعیل: جامع کرامات الاولیأ، قاہرہ، ۱۳۲۹ھ

۱۵۳- ایضاً: الشرف المؤبد لآل محمد، بیروت، ۱۳۰۹ھ

۱۵۴- ونسنک: المعجم المفهرس لالفاظ الحدیث النبوی، لائیڈن، بریل، ۱۹۳۶-۱۹۶۹ء

۱۵۵- یافعی، ابو محمد عبداللہ: مراۃ الجنان، حیدرآباد، دکن، دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۹۰ھ

۱۵۶- یاقوت حموی: معجم البلدان، بیروت (طبع عکسی از اشاعت قدیم)

۱۵۷- یٰسین بن ابراہیم سنہوتی: الانوار القدسیه، قاہرہ، ۱۳۱۰ھ

## مطبوعات فارسی

۱۵۸- آزاد، غلام علی بلگرامی: خزانۂ عامرہ، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۷۱ء

۱۵۹- ایضاً: مآثر الکرام، لاہور، مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ، ۱۹۷۱ء

۱۶۰- ایضاً: سرو آزاد مرتبہ عبداللہ خان و عبدالحق، حیدرآباد، دکن، کتب خانہ آصفیہ، ۱۹۱۳ء

۱۶۱- ابوبکر عبداللہ بلخی: فضائل بلخ مرتبہ عبدالحی حبیبی، تہران، بنیاد فرہنگ ایران، ۱۳۵۰ ش

۱۶۲- ابوالحسن سید محمد حسنی: تحفۃ السلام (احوال شیخ عبدالسلام نقشبندی کشمیری)، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۹۷ء

۱۶۳- ابوطاہر سمرقندی: سمریہ مرتبہ ایرج افشار، تہران، موسسہ فرہنگی جہانگیری، ۱۳۷۰ ش

۱۶۴- ابوالفضل علامی: آئین اکبری، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال ۱۸۶۷-۱۸۷۷ء وانگریزی ترجمہ وتعلیقات بلوخمان، جلد اول، لاہور، ۱۹۷۵ء

۱۶۵- ایضاً: اکبرنامہ جلد سوم، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۸۶ء جلد دوم، سوم، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۸۱ء

۱۶۶- ایضاً: مہا بھارت، مقدمہ (نوشتہ ابوالفضل)، لکھنو، نولکشور ۱۸۷۸ء

۱۶۷- ایضاً: رقعات ابوالفضل (ہر سہ دفتر)، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۷۹ء

۱۶۸- ابوالحسن محمد باقر بن محمد: مقامات حضرت خواجہ نقشبند، بخارا، ۱۳۲۸ھ

۱۶۹- احمد ابوالخیر مکی: ہدیۂ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، کانپور، مطبع انتظامی، ۱۳۱۳ھ

۱۷۰- احمد تتوی، قاضی و آصف خان قزوینی: تاریخ الفی مرتبہ سید علی آل داؤد، تہران، ۱۳۷۸ ش

۱۷۱- احمد منزوی: فہرستوارہ کتابہای فارسی، تہران، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، ۱۳۷۴ ش

۱۷۲- ایضاً: فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان ۱۴ جلدیں

۱۷۳- احمد علی: قصر عارفان، مرتبہ محمد باقر، لاہور، اورینٹل کالج میگزین، ۱۹۶۵-۱۹۶۶ء

۱۷۴- اخلاص، کشن چند: ہمیشہ بہار (تذکرہ شعرای فارسی) مرتبہ وحید قریشی،

کراچی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۳ء

۱۷۵- اسفرائنی، عبدالرحمٰن و شیخ علاء الدولہ سمنانی: مرشد و مرید (مکاتبات) مرتبہ ہرمان لنڈت، تہران، ۱۳۵۱ ش

۱۷۶- اسفرائنی، عبدالرحمٰن: کاشف الاسرار مرتبہ ہرمان لنڈت، تہران، ۱۳۵۸ ش

۱۷۷- اصغر علی: جواہر فریدی، لاہور، ۱۸۸۸ء

۱۷۸- اصلح، = میرزا، محمد اصلح

۱۸۰- اقبال سجستانی (جامع) چھل مجلس (ملفوظات شیخ علاء الدولہ سمنانی) مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران، ۱۳۶۶ ش

۱۸۱- اقتدار حسین صدیقی: مجمع الافکار (مجموعہ مکاتیب، مکتوب سرمد) پٹنہ، خدابخش لائبریری، ۱۹۹۳ء

۱۸۲- اکبر ثبوت: فیلسوف شیراز در ہند، تہران، ۱۳۸۰ ش

۱۸۳- الہ بخش گڈھ مکیسری: مونس الذاکرین، بریلی ۱۸۸۸ء

۱۸۴- الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۱۳ء

۱۸۵- امیر حسن سجزی: فوائد الفواد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاً) مرتبہ محمد لطیف ملک، لاہور، ۱۹۶۶ء

۱۸۶- امیر خرد کرمانی: سیر الاولیاء، دہلی، ۱۳۰۲ھ

۱۸۷- امین علاء الدین نقشبندی: حقیقت تصوف و بحثی از طریقۂ نقشبندیہ، ترجمہ از بہاء الدین بہا، کابل، محاذ ملی اسلامی، ۱۳۷۱ ش

۱۸۸- باخرزی، عبدالواسع نظامی: مقامات جامی مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران، نشرنی، ۱۳۷۱ ش

۱۸۹- بارتولد، وی وی: ترکستان نامہ ترجمہ کریم کشاورز، تہران، بنیاد فرہنگ ایران، ۱۳۵۲ ش

۱۹۰- ایضاً: گزیدہ مقالات تحقیقی ترجمہ کریم کشاورز، تہران، ۱۳۵۸ ش

۱۹۱- باقی باللہ خواجہ: کلیات مرتبہ برہان احمد فاروقی و ابوالحسن زید فاروقی، لاہور،

۱۹۶۷ء
۱۹۲- باویل، محمد آبادی: ظرائف وطرائف، تہران، ۱۳۵۷ش
۱۹۳- بایزید بیات: تذکرہ ہمایوں و اکبر، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۹۴۱ء
۱۹۴- بدرالدین سرہندی، شیخ: وصالِ احمدی، حیدرآباد، سندھ، ۱۳۸۸ھ
۱۹۵- ایضاً: حضرات القدس جلد دوم مرتبہ محبوب الٰہی، لاہور، محکمہ اوقاف، ۱۹۷۱ء
۱۹۶- بحرالعلوم، ملا عبدالعلی: وحدت الوجود، مرتبہ ابوالحسن زید فاروقی، قندھار، ۱۹۷۲ء
۱۹۷- بختاور خان: مراۃ العالم مرتبہ ساجدہ علوی، لاہور، ادارۂ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۹ء
۱۹۸- بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۸-۱۸۶۹ء
۱۹۹- ایضاً: نجات الرشید مرتبہ سید معین الحق، لاہور، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، ۱۹۷۲ء
۲۰۰- برتلس دیچ: تصوف و ادبیات تصوف، ترجمہ سیروس ایزدی، تہران ۲۵۳۶ش
۲۰۱- برہان، محمد حسین: برہانِ قاطع مرتبہ محمد معین، تہران، امیر کبیر، ۱۳۷۰ش
۲۰۲- برہان الدین شطاری برہانپوری: ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان الدین شطاری)، جامع عاقل خان رازی، حیدرآباد، دکن، مطبع شمس الاسلام
۲۰۳- برہمن، چندر بھان: دیوان مرتبہ عبدالمجید فاروقی، احمد آباد، گجرات، ۱۹۶۷ء
۲۰۴- بیولر، آرتھر: فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی، لاہور، اقبال اکیڈمی، ۲۰۰۱ء
۲۰۵- پربود چندر ودی: گلزار حال یا طلوع قمر معرفت مرتبہ تارا چند و امیر حسن عابدی، علی گڑھ، ۱۹۶۱ء

۲۰۶- تسبیحی، محمد حسین: کتابخانہ ہای پاکستان، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۷ء
۲۰۷- تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیماتِ قلندریہ (مجموعہ مکتوبات صوفیہ سلسلہ قلندریہ)، لکھنو، (س ن)
۲۰۸- تقی علی قلندر: روض الازہر فی مآثر القلندر، رام پور، ۱۳۳۶ھ
۲۱۰- جامی، عبدالرحمٰن: نفحات الانس مرتبہ محمود عابدی، تہران، ۱۳۷۰ ش
۲۱۱- ایضاً: نقد النصوص مرتبہ ولیم چیتیک، تہران، ۱۳۹۸ھ
۲۱۲- ایضاً: سررشتہ طریقۂ خواجگان مرتبہ عبدالحی حبیبی، کابل، ۱۳۴۳ ش
۲۱۳- ایضاً: تحفۃ الاحرار، ہفت رورنگ و دیوان مرتبہ ہاشم رضی، تہران، ۱۳۴۱ ش
۲۱۴- جلال الدین تھانیسری: ارشاد الطالبین مرتبہ نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۲۷ھ
۲۱۵- جمالی، حامد بن فضل اللہ: سیر العارفین، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۱ھ
۲۱۶- جہان آراء، شہزادی: مونس الارواح مرتبہ قمر جہان بیگم، کراچی، ۱۹۹۲ء
۲۱۷- ایضاً: رسالہ صاحبیہ (احوال ملا شاہ بدخشی) مرتبہ محمد اسلم، مشمولہ جنرل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، لاہور، ج ۱۶ ش ۴، ج ۱۷ ش ۱، انگریزی ترجمہ از سردار علی احمد خان، لاہور
۲۱۸- جہانگیر بادشاہ: توزک جہانگیری مرتبہ سر سید احمد خان، علی گڑھ، ۱۸۶۴ء
۲۱۹- حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی مرتبہ امتیاز علی خان عرشی، علی گڑھ، ۱۹۶۰ء
۲۲۰- حاکم، عبدالحکیم لاہوری: تذکرہ مردمِ دیدہ مرتبہ سید عبداللہ، لاہور، ۱۹۶۱ء
۲۲۱- حبیب اللہ: ذکر جمیع اولیای دہلی مرتبہ شریف حسین قاسمی، ٹونک، ۱۹۸۸ء
۲۲۲- حبیبی، عبدالحی: تاریخ افغانستان (درعصر گورگانی ہند)، کابل، ۱۳۲۰ ش
۲۲۳- ایضاً: ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ، کابل، ۱۳۵۱ ش
۲۲۴- ایضاً: ''رفع یک اشتباہِ قدیم دربارہ ترک و اصل خلجیان افغان'' مقالہ مشمولہ یادنامہ ایرانی مینورسکی، مرتبہ مجتبیٰ مینوی و ایرج افشار، تہران،

۱۹۶۹ء
۲۲۵- حمید الدین خان: احکام عالمگیری مع اردو ترجمہ خالد حسن قادری، لاہور، ۱۹۹۳ء
۲۲۶- حدود العالم با مقدمہ بارتولد و تعلیقات مینورسکی ترجمہ میر حسین شاہ، کابل، ۱۳۴۲ش
۲۲۷- حسین دوست سنبھلی: تذکرہ حسینی، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۲۹۲ھ
۲۲۸- حکمت، علی اصغر: جامی، تہران، ۱۳۶۳ش
۲۲۹- حمید شاعر قلندر: خیر المجالس (ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی) مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۹ء
۲۳۰- حیرت اکبر آبادی: مقالات الشعراء مرتبہ نثار احمد فاروقی، دہلی، علمی مجلس، ۱۹۶۸ء
۲۳۱- خافی خان، محمد ہاشم: منتخب اللباب جلد دوم، حصہ دوم، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۷۴ء
۲۳۲- خلیل، محمد ابراہیم کابلی: مزارات کابل، کابل، ۱۳۲۹ش
۲۳۳- خلیل، محمد ابراہیم سندھی: تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی، حیدر آباد، سندھ، ۱۹۵۸ء
۲۳۴- خواندامیر، غیاث الدین: حبیب السیر، تہران، ۱۳۵۳ش
۲۳۵- خوشگو، بندرا بن داس: سفینۂ خوشگو مرتبہ عطاء الرحمٰن کاکوی، پٹنہ، ۱۹۵۹ء
۲۳۶- خیام پور: فرہنگ سخنوران، تبریز، ۱۳۴۰ش
۲۳۷- داراشکوہ، شہزادہ: سفینۃ الاولیاء، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۰۰ء
۲۳۸- ایضاً: سکینۃ الاولیاء (حالات میاں میر لاہوری) مرتبہ تارا چند و جلالی نائینی، تہران، ۱۹۶۵ء
۲۳۹- ایضاً: بھگود گیتا مرتبہ جلالی نائینی، تہران، ۱۹۸۰ء
۲۴۰- ایضاً: سر اکبر (ترجمہ اوپنیشد) مرتبہ تارا چند و جلالی نائینی، تہران، ۱۹۶۱ء

۲۴۱- ایضاً: حسنات العارفین مرتبہ مخدوم رہین، تہران، ۱۳۵۲ش
۲۴۲- ایضاً: مجمع البحرین مرتبہ محفوظ الحق، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۹۲۹ء
۲۴۳- ایضاً: جوگ بشسٹ مرتبہ امیر حسن عابدی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۶۸ء، منہاج السالکین ترجمہ جوگ بشسٹ مترجم ابوالحسن، لکھنو، نولکشور، ۱۹۰۷ء
۲۴۴- ایضاً: طریقت الحقیقت، گوجرانوالہ، ۱۸۹۵ء
۲۴۵- ایضاً: راہ ھدیٰ ترجمہ رسالہ حق نما مترجم احمد علی بٹالوی، لاہور، ملک چنن دین، (س ن)
۲۴۶- ایضاً: دیوانِ دارا شکوہ مرتبہ احمد نبی خان، لاہور، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، ۱۹۶۹ء
۲۴۷- ایضاً: رموزِ تصوف (سوال و جواب داراشکوہ و بابا لال داس بیراگی)، لاہور (س ن)
۲۴۸- داریوش شایکان: ادیان و مکتبہای فلسفی ہند، تہران، امیر کبیر، ۱۳۶۲ش
۲۴۹- دائرۃ المعارف آریانا، کابل
۲۵۰- درویزہ، اخوند: ارشاد الطالبین، لاہور، مطبع مصطفائی، ۱۲۸۳ھ
۲۵۱- ایضاً: تذکرۃ الابرار والاشرار، پشاور (س ن)
۲۵۲- رکن الدین، شیخ: لطائف قدوسی (احوال و ملفوظات شیخ عبدالقدوس گنگوہی)، دہلی، ۱۳۱۱ھ
۲۵۳- رکن الدین محمد: ارشادات فریدی معروف بہ مقابیس المجالس (ملفوظات خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے)، آگرہ، ۱۳۲۱ھ و بہ بعد
۲۵۴- رحمٰن علی: تذکرہ علمای ہند، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۱۴ء
۲۵۵- رازی، عاقل خان: واقعاتِ عالمگیری مرتبہ محمد عبداللہ چغتائی، لاہور، ۱۹۳۶ء
۲۵۶- رازی، عاقل خان = برہان الدین شطاری، شیخ: ثمرات الحیات......

۲۵۷- رافت، رؤف احمد: در المعارف (ملفوظات شاه غلام علی دہلوی)، استنبول، ۱۹۷۴ء
۲۵۸- راشدی، حسام الدین: تکملہ تذکرہ شعرای کشمیر مولفہ اصلح میرزا، لاہور، ۱۹۶۸ش
۲۵۹- رفیع الدین دہلوی، شاہ: دمغ الباطل (در رد کلمات الحق مولانا غلام یحییٰ بہاری) مرتبہ عبدالحمید سواتی، گوجرانوالہ، ۱۹۷۶ء
۲۶۰- رنجبر، احمد: خراسان بزرگ، تہران، ۱۳۶۳ش
۲۶۱- روز بہان بقلی: شرح شطحیات، مرتبہ ہنری کوربن، تہران، ۱۳۶۰ش
۲۶۲- روز بہان خنجی: مہمان نامۂ بخارا مرتبہ منوچہر ستودہ، تہران، ۲۵۳۵ش
۲۶۳- ساقی، مستعد خان: مآثر عالمگیری، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۷۱ء
۲۶۴- سٹوری، سی، اے: ادبیات فارسی، روسی ترجمہ برگل، فارسی ترجمہ جماعت مترجمین، تہران، موسسہ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، ۱۳۶۲ش
۲۶۵- سجان رائے بٹالوی: خلاصۃ التواریخ مرتبہ ظفر حسن، دہلی، ۱۹۱۸ء
۲۶۶- سجادی، سید جعفر: فرہنگ لغات و اصطلاحات وتعبیرات عرفانی، تہران، ۱۳۵۴ش
۲۶۷- ایضاً: فرہنگ معارف اسلامی، تہران، ۱۳۶۳ش
۲۶۸- سجاول، اخوند عبدالحق سرہندی: مسائل شرح وقایہ، دہلی، مطبع مرتضوی، ۱۲۸۵ھ
۲۶۹- سرخوش: کلمات الشعراء، لاہور، شیخ مبارک علی، ۱۹۴۲ء
۲۷۰- سلمان بن سعد اللہ: احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری) مرتبہ محمد اقبال مجددی، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۰۰ء
۲۷۱- سمنانی، علاء الدولہ، شیخ: مصنفات فارسی مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران،

۱۳۶۹ ش

۲۷۲- ایضاً: العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ مرتبہ نجیب مائل ہروی، تہران، ۱۳۶۲ ش

۲۷۳- ایضاً: خرقۂ ہزار میخی مرتبہ محمد تقی دانش پژوہ، مقالہ مشمولہ مجموعہ سخرانیہا، تہران، ۱۳۹۴ ش

۲۷۴- سنگ محمد بدخشی: تاریخِ بدخشاں مع تتمہ مولفہ میرزا فضل علی بیگ سرخ افسر، مرتبہ منوچہر ستودہ، تہران، ۱۳۶۷ ش

۲۷۵- سنگین بیگ: سیر المنازل مرتبہ شریف حسین قاسمی، دہلی، ۱۹۸۲ء

۲۷۶- سلیم، غلام حسین: ریاض السلاطین، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۹۱ء

۲۷۷- سیف الدین سرہندی، خواجہ: مکتوبات سیفیہ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، کراچی (س ن)

۲۷۸- شاہ آغا، عبداللہ جان: مونس المخلصین (احوال خواجہ محمد حسن جان مجددی)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۶۸ھ

۲۷۹- ایضاً: فیض البرکات من عین المکتوبات (موضوعی ترتیب مکتوبات امام ربانی)، لاہور (س ن)

۲۸۰- شفیق، لچھمی نرائن: بسائط الغنائم، حیدرآباد، دکن، نظام المطابع، ۱۳۱۴ھ

۲۸۱- شوکت حسین الہ آبادی، ذکر المعارف (تذکرہ شیخ محب اللہ الہ آبادی) الہ آباد، ۱۳۴۲ھ

۲۸۲- شہاب الدین: مقامات امیر کلال، بخارا، ۱۳۲۸ھ

۲۸۳- شیر خان لودھی: مراۃ الخیال، کول (علی گڈھ)، مطبع فتح الاخبار، ۱۸۴۸ء

۲۸۴- صادق کیا: نقطویان یا پسیخانیان، تہران، ۱۳۲۰ ش

۲۸۵- صبا، محمد مظفر حسین: روزِ روشن، تہران، ۱۳۴۳ ش

۲۸۶- صلاح بن مبارک بخاری: انیس الطالبین مرتبہ خلیل ابراہیم صاری اوغلی، تہران، ۱۳۷۱ ش

۲۸۷- طباطبائی، غلام حسین: سیر المتاخرین، کلکتہ، ۱۸۳۲ء و جلد اول، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۹۷ء
۲۸۸- عارف نوشاہی: احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار، تہران، مرکز نشر دانشگاہی، ۱۳۸۰ ش
۲۸۹- عالی، نعمت خان: وقائع، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۲۸ء
۲۹۰- عالمگیر، اورنگزیب: رقعات عالمگیر مرتبہ نجیب اشرف ندوی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۰ء
۲۹۱- عبدالباقی نہاوندی: مآثر رحیمی، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۹۲۵-۱۹۳۱ء
۲۹۲- عبداللہ انصاری ہروی: مناجات مرتبہ حامد ربانی، تہران، ۱۳۶۸ ش
۲۹۳- ایضاً: طبقات الصوفیہ مرتبہ عبدالحی حبیبی، کابل، ۱۳۴۱ ش
۲۹۴- عبداللہ جان سرہندی فاروقی: گلہای چمن، (س ن)
۲۹۵- عبدالحق سجاول = سجاول، عبدالحق سرہندی
۲۹۶- عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۳۲ھ
۲۹۷- ایضاً: مدارج النبوۃ، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۸۶۷ء
۲۹۸- ایضاً: کتاب المکاتیب والرسائل، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۲۹۷ھ
۲۹۹- ایضاً: رسالہ نوریہ سلطانیہ مرتبہ محمد سلیم اختر، اسلام آباد، ۱۹۸۵
۳۰۰- ایضاً: اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۳۰۲ھ
۳۰۱- عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۶-۱۸۷۲ء
۳۰۲- عبدالکریم مدرس: تذکار الرجال، جلد اول (احوال مولانا خالد نقشبندی)، جلد دوم (احوال مشائخ متوسل بہ مولانا خالد کردی نقشبندی) بزبان فارسی وکردی، بغداد، ۱۹۷۹ء
۳۰۳- عبداللہ خان قطب الملک: بالمکند نامہ مرتبہ ستیش چند، علی گڑھ، مسلم

یونیورسٹی، ۱۹۷۲ء

۳۰۴- عبیداللہ مروج الشریعت: حسنات الحرمین (ملفوظات و مکاشفات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) فارسی ترجمہ مولانا محمد شاکر سرہندی تحقیق و تعلیق و اردو ترجمہ محمد اقبال مجددی، موسیٰ زئی، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ۱۹۸۱ء

۳۰۵- ایضاً: خزینۃ المعارف (مکتوبات خواجہ عبیداللہ مروج الشریعت) مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۳ء

۳۰۶- عضدالدین محمد چشتی: مقاصد العارفین مرتبہ نثار احمد فاروقی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۸۴ء

۳۰۷- عطار، فرید الدین نیشاپوری: تذکرۃ الاولیاء مرتبہ محمد استعلامی، تہران، زوار، ۱۳۶۰ ش

۳۰۸- علی، ناصر علی سرہندی: دیوان ناصر علی، دہلی، مطبع مرتضوی، ۱۲۶۲ھ

۳۰۹- علی انور قلندر: تصفیہ شرح تسویہ، کاکوری، خانقاہ قلندریہ، (س ن)

۳۱۰- علی الدین لاہوری: عبرت نامہ، لاہور، پنجابی ادبی اکادمی، ۱۹۶۱ء

۳۱۱- علی محمد خان: مراۃ احمدی، مرتبہ نواب الدین، بڑودھا، ۱۹۲۷ء، جلد اول، بمبئی، ۱۳۰۷ھ

۳۱۲- علی ہجویری، گنج بخش لاہوری: کشف المحجوب مرتبہ یوکوفسکی، تہران، ۱۳۵۸ ش

۳۱۳- غلام حسن کھویہامی: تاریخِ حسن، جموں و کشمیر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، سرینگر ۱۹۵۶ء

۳۱۴- غلام سرور لاہوری، مفتی: خزینۃ الاصفیاء، لکھنو، مطبع ثمر ہند، ۱۸۷۳ء

۳۱۵- ایضاً: گنج سروری معروف بہ گنج تاریخ، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۳۰۷ھ

۳۱۶- غلام علی دہلوی شاہ: مقاماتِ مظہری، دہلی، مطبع احمدی، ۱۲۶۹ھ

۳۱۷- ایضاً: مکاتیب شریفہ جامع شاہ رؤف احمد رافت مجددی، لاہور، ۱۳۷۱ھ

۳۱۸- ایضاً: ایضاح الطریقت، لاہور، ۱۳۷۶ھ

۳۱۹- ایضاً: رسائل سبعہ سیارہ، مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ

۳۲۰:- فانی، محسن کشمیری: مثنویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی، جموں و کشمیر، اکیڈمی آف کلچر، ۱۹۶۴ء

۳۲۱- فخر مدبر، مبارک شاہ: آداب الحرب والشجاعت مرتبہ احمد سہیلی خوانساری، تہران، اقبال، ۱۳۴۶ ش

۳۲۲- فرای، رچرڈ: بخارا ترجمہ محمود محمودی، تہران، ۱۳۴۸ ش

۳۲۳- فروزانفر، بدیع الزمان: احادیث مثنوی، تہران، ۱۳۶۱ ش

۳۲۴- ایضاً: شرح احوال ونقد و تحلیل آثار عطار، تہران، ۱۳۵۴ ش

۳۲۵- فرید بھکری: ذخیرۃ الخواتین مرتبہ معین الحق، کراچی، ۱۹۶۸-۱۹۷۰ء

۳۲۶- فضل اللہ قندھاری: عمدۃ المقامات (احوال مشائخ مجددیہ)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۵۵ھ

۳۲۷- فقیر اللہ علوی شکارپوری: مکتوبات جامع محمد فاضل انصاری، لاہور، مطبع اسلامیہ، ۱۹۱۹ء

۳۲۸- ایضاً: طریق الارشاد، کابل، ۱۹۸۱ء

۳۲۹- فوفلزئی، عزیز الدین وکیلی: تیمور شاہ درانی (طبع دوم)، کابل، ۱۳۴۶ ش

۳۳۰- فیضی، ابوالفیض: انشای فیضی مرتبہ اے ڈی ارشد، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء

۳۳۱- ایضاً: کلیات فیضی مرتبہ اے ڈی ارشد، لاہور، ادارۂ تحقیقات پاکستان، ۱۹۶۷ء

ایضاً نلدمن، کانپور، مطبع نولکشور، ۱۸۸۹ء

۲۳۲- قابل خان، ابوالفتح: آدابِ عالمگیری مرتبہ چودھری عبدالغفور، لاہور، ادارۂ تحقیقات پاکستان، ۱۹۷۱ء

۳۳۳- قاسم، قدرت اللہ: مجموعۂ نغز مرتبہ حافظ محمود شیرانی، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۳۳ء

۳۳۴۔ قانع ٹھٹھوی: تحفۃ الکرام، بمبئی، ۱۳۰۴ھ، و جلد سوم حصہ اول مرتبہ حسام الدین راشدی، حیدرآباد، سندھ، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۷۱ء
۳۳۵۔ قشیری، امام: رسالۂ قشیریہ (قدیم فارسی ترجمہ) مرتبہ بدیع الزمان فروزانفر، تہران، ۱۳۶۱ش
۳۳۶۔ قندھاری، عارف: تاریخ اکبری مرتبہ سید معین الدین ندوی، سید اظہر علی، امتیاز علی عرشی، رام پور، رضا لائبریری، ۱۹۶۲ء
۳۳۷۔ کاشفی، فخرالدین حسین: رشحات عین الحیات، تہران، ۱۹۷۷ء
۳۳۸۔ ایضاً: فتوت نامۂ سلطانی مرتبہ جعفر محجوب، تہران، ۱۳۵۰ش
۳۳۹۔ کامگار حسینی: مآثر جہانگیری مرتبہ عذرا علوی، ایشیا پبلشنگ ہاؤس، بمبئی، ۱۹۷۸ء
۳۴۰۔ کامور خان: تذکرۃ السلاطین چغتاء مرتبہ مظفر عالم، ایشیا پبلشنگ ہاؤس، بمبئی، ۱۹۸۰ء
۳۴۱۔ کنبوہ، محمد صالح: عملِ صالح مرتبہ وحید قریشی و دیگران، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء
۳۴۲۔ کیخسرو اسفندیار: دبستان مذاہب مرتبہ رحیم رضا زادہ ملک، تہران، ۱۳۶۲ش
۳۴۳۔ کیول رام: تذکرۃ الامراء مرتبہ معین الحق و انصار زاہد خان، کراچی، ۱۹۸۶ء
۳۴۴۔ لاری، رضی الدین عبدالغفور: تکملہ حواشی نفحات الانس مرتبہ بشیر ہروی، کابل، ۱۳۴۳ش
۳۴۵۔ لعلی، لعل بیگ: ثمرات القدس مرتبہ سید کمال حاج سید جوادی، تہران، ۱۳۷۶ش
۳۴۶۔ لیسترنج: جغرافیہ خلافت شرقی ترجمہ محمود عرفان، تہران، ۱۳۶۴ش
۳۴۷۔ ماتھر، رام پرشاد: ہندو تیوہاروں کی دلچسپ اصلیت، پٹنہ، خدا بخش لائبریری، ۱۹۹۱ء
۳۴۸۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی مرتبہ نور احمد امرتسری،

امرتسر، ۱۳۳۴ھ

۳۴۹- ایضاً: رسائل مجددیہ مرتبہ محبوب الٰہی، لاہور، ادارۂ سعدیہ مجددیہ، ۱۹۶۵ء

۳۵۰- ایضاً: مکاشفاتِ غیبیہ جامع خواجہ محمد معصوم سرہندی، مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۵ء

۳۵۱- محمد اقبال مجددی: بدخشی، محمد امین، مقالہ، مشمولہ دانش نامہ جہان اسلام و ایران، تہران ۱۳۸۷ ش

۳۵۲- ایضاً: بدرالدین سرہندی، مقالہ مشمولہ، دانش نامہ جہان اسلام و ایران، ۱۳۷۵ ش

۳۵۳- محمد امین قزوینی: پادشاہ نامہ (بخش تراجمِ اعیان) مرتبہ محمد سلیم اختر، مشمولہ رسالہ، اردو، کراچی، انجمن ترقی اردو، ج ۵۵ ش ۱، ۳ (۱۹۷۹ء)

۳۵۴- محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار، لاہور، مطبع کریمی، ۱۸۹۵ء

۳۵۵- محمد اعظم: تحفۃ الطاہرین مرتبہ بدر عالم، حیدرآباد، سندھ، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۶ء

۳۵۶- محمد اعظم دیدہ مری: تاریخ کشمیر اعظمی، مقبوضہ کشمیر، ۱۳۵۵ھ

۳۵۷- محمد باقر لاہوری: کنزالہدایات مرتبہ نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۳۵ھ

۳۵۸- محمد بشیر حسین: فہرست مخطوطات شفیع، لاہور، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۲ء

۳۵۹- محمد بن منور: اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید مرتبہ ذبیح اللہ صفا، تہران، ۱۳۵۴ ش

۳۶۰- محمد تقی دانش پژوہ: کتابخانہ ہای عراق وعربستان سعودی، مشمولہ نشریہ نسخہ ہای خطی، شمارہ ۵، تہران، دانشگاہ، ۱۳۴۶ ش

۳۶۱- محمد پارسا بخاری: فصل الخطاب مرتبہ جلیل مسگر نژاد، تہران، مرکز نشر دانشگاہی ۱۳۸۱ ش

۳۶۲- ایضاً: تحقیقات، دہلی، ۱۳۹۱ھ

۳۶۳- ایضاً، (منسوب) شرح فصوص الحکم مرتبہ جلیل مسگر نژاد، تہران، ۱۳۶۶ ش

۳۶۴- ایضاً: قدسیہ مرتبہ احمد طاہری عراقی، تہران، طہوری، ۱۹۷۵ء وطبع دیگر مرتبہ ملک محمد اقبال، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۷۵ء

۳۶۵- محمد حسن جان مجددی: انیس المریدین (احوال شیخ عبدالرحمٰن مجددی) امرتسر، مطبع مجددی، ۱۳۱۵ھ

۳۶۶- ایضاً: انساب الانجاب (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانی)، ٹنڈو سائیں داد، سندھ، ۱۳۴۰ھ

۳۶۷- محمد حسین زکوڑی: روضۃ الاولیاء، امرتسر، ۱۳۳۳ھ

۳۶۸- محمد زمان لواری: ملوک الکلام مرتبہ نیاز ہمایونی، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۷ء

۳۶۹- محمد سعید سرہندی، خواجہ: مکتوبات سعیدیہ جامع علامہ محمد فرخ مجددی، لاہور، ۱۳۸۵ھ

۳۷۰- محمد صادق ہمدانی کشمیری: کلمات الصادقین (تذکرہ مدفونین دہلی تا ۱۰۲۳ھ) مرتبہ محمد سلیم اختر، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی، ۱۹۸۸ء

۳۷۱- ایضاً: طبقات شاہ جہانی مرتبہ محمد اسلم خان، بخش فارسی، دانشگاہ دہلی (طبقہ ۹-۱۰) دہلی، ۱۹۹۰-۱۹۹۳ء

محمد صالح کنبوہ = کنبوہ، محمد صالح لاہوری

۳۷۲- محمد عالم صدیقی: لمحات من نفحات القدس، تاشکند، ۱۳۲۷ھ

۳۷۳- محمد غوث گوالیاری: بحر الحیات، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۱ھ

۳۷۴- محمد غوث لاہوری شیخ: رسالہ درکسب سلوک و بیان معرفت، پشاور، ۱۲۸۳ھ

۳۷۵- محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ، کلکتہ، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۸ء

۳۷۶- محمد مظہر مجددی مہاجر مدنی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، دہلی، اکمل المطابع، ۱۳۷۷ھ

۳۷۷- محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات معصومیہ، جلد اول، کانپور، مطبع نظامی، ۱۳۰۴ھ، جلد دوم، لدھیانہ، ظہور پریس، ۱۳۲۴ھ، جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، امرتسر، ۱۳۴۰، جلد اول و دوم مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، کراچی، ۱۹۷۶ء

۳۷۸- ایضاً: اذکار معصومیہ، مرتبہ عبدالمجید سیفی، لاہور، ۱۳۸۴ھ
۳۷۹- معین الفقراء، احمد بن محمود: تاریخ ملازادہ (در مزارات بخارا) مرتبہ احمد گلچین معانی، تہران ۱۳۳۹ش
۳۸۰- محمد معین، ڈاکٹر: فرہنگ فارسی، تہران، امیر کبیر، ۱۳۶۰ش
۳۸۱- محمد نعمان بدخشی: رسالہ سلوک مرتبہ غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۹ء
۳۸۲- محمد نقشبند ثانی، حجۃ اللہ: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول مرتبہ غلام مصطفی خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۳ء
۳۸۳- محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۳۰۷ھ
۳۸۴- محمد یمین لاہوری، ڈاکٹر: ملا شاہ بدخشی، مقالہ مشمولہ نذر رحمٰن، لاہور، ۱۹۶۶ء
۳۸۵- میرزا، محمد اصلح: تذکرہ شعرای کشمیر مرتبہ حسام الدین راشدی، لاہور، اقبال اکیڈیمی، ۱۹۶۸ء
۳۸۶- مریم میر احمدی: دین و دولت در عصرِ صفوی، تہران، ۱۳۶۹ش
۳۸۷- مشکور، محمد جواد: فرہنگ فرقِ اسلامی، مشہد، ۱۳۶۸ش
۳۸۸- مظہر جانِ جانان شہید: مکاتیب مرتبہ عبدالرزاق قریشی، بمبئی، ۱۹۶۶ء
۳۸۹- معتمد خان: اقبال نامۂ جہانگیری، کلکتہ، ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال، ۱۸۶۵ء
۳۹۰- مقامات شیخ عبدالخالق غجدوانی و شیخ عارف ریوکروی مرتبہ سعید نفیسی، مشمولہ فرہنگ ایران زمین ۲ / ۱۳۳۳ش
۳۹۱- مہیند خت: مولانا خالد نقشبندی و پیروانِ طریقتِ او، تہران، ۱۳۶۸ش
۳۹۲- میر تقی میر: نکات الشعراء، اورنگ آباد، ۱۹۳۵ء
۳۹۳- مینوی، مجتبیٰ: یاد نامۂ مینورسکی ایرانی، تہران، دانشگاہ، ۱۹۶۹ء
۳۹۴- مینورسکی، وی وی: تعلیقات بر حدود العالم، مشمولہ حدود العالم، کابل، ۱۳۴۲ش
۳۹۵- ناصر الدین بخاری، تحفۃ الزائرین (تذکرہ بزرگان مدفون در بخارا)، بخارا، ۱۳۲۸ھ

۳۹۶- نثاری بخاری، بہاء الدین حسن: مذکر احباب مرتبہ سید محمد فضل اللہ، حیدرآباد، دکن، ۱۹۶۹ء
۳۹۷- نرشخی، ابوبکر محمد: تاریخ بخارا مرتبہ مدرس رضوی، تہران، ۱۳۵۱ش
۳۹۸- نصرآبادی، محمد طاہر: تذکرۃ الشعراء مرتبہ وحید دستگردی، تہران، ۱۳۶۱ش
۳۹۹- نصراللہ ہوتکی: توضیحات مکتوبات امام ربانی، کابل، ۱۹۷۷ء
۴۰۰- نظام الدین بلخی مزاری: تحفۃ المرشد (احوال شیخ فضل احمد معصومی پشاوری)، لاہور، ۱۹۱۲ء
۴۰۱- نظام الدین احمد بخشی: طبقات اکبری، کلکتہ، ۱۹۳۶
۴۰۲- نظام الدین تھانیسری: ریاض القدس (تفسیر)، بجنور، کریم المطابع، ۱۳۰۵ھ
۴۰۳- نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی، (ملفوظات شیخ اشرف جہانگیر سمنانی) دہلی، ۱۲۹۸ھ
۴۰۴- نفیسی، سعید: تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی، تہران، ۱۳۴۴ش
۴۰۵- نوائی، میر علی شیر: مجالس النفائس مرتبہ علی اصغر حکمت، تہران، ۱۳۶۳ش
۴۰۶- نور محمد، قاضی: جنگ نامہ (احمد شاہ درانی کے ساتویں حملہ ہند کے واقعات) مرتبہ گنڈا سنگھ، مرتسر، ۱۹۳۹ء
۴۰۷- وارد، محمد شفیع تہرانی: تاریخ نادر شاہی (نادر نامہ) مرتبہ رضا شعبانی، تہران، ۱۳۳۹ش
۴۰۸- واضح، ارادت خان: تاریخ ارادت خان مرتبہ غلام رسول مہر مولانا، لاہور، ادارہ تحقیقات پاکستان، ۱۹۸۱ء
۴۰۹- وحدت، عبدالاحد: گلشنِ وحدت (مکتوبات حضرت وحدت) جامع شیخ محمد مراد ننگ کشمیری، مرتبہ عبداللہ جان فاروقی، کراچی، ۱۹۶۶ء
۴۱۰- وڈیرہ، گنیش داس: چار باغ پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ، امرتسر، ۱۹۶۵ء
۴۱۱- وکیل احمد سکندر پوری: ہدیۂ مجددیہ، دہلی مطبع مجتبائی، ۱۳۰۹ھ
۴۱۲- ایضاً: انوار احمدیہ، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۰۹ھ

۴۱۳- ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: انفاس العارفین، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۵ھ
۴۱۴- ایضاً: انتباہ فی سلاسل الاولیاء اللہ، دہلی، آرمی برقی پریس، ۱۳۴۴ھ
۴۱۵- ہندی، بھگوان داس: سفینۂ ہندی مرتبہ عطاء الرحمٰن کاکوی، پٹنہ، ۱۹۵۸ء
۴۱۶- یاقوت حموی: برگزیدہ مشترک ترجمہ محمد پروین گنابادی، تہران، ابن سینا، ۱۳۴۷ش
۴۱۷- یزدی، شرف الدین: ظفر نامہ، تہران ۱۳۳۶ش
۴۱۸- یعقوب چرخی، مولانا: نی نامہ مرتبہ خلیل اللہ خلیلی، کابل، ۱۹۷۳ء
۴۱۹- یوسف ہمدانی، شیخ: رتبۃ الحیات مرتبہ احمد امین ریاحی، تہران، ۱۳۶۲ش

## مطبوعات ترکی

۴۲۰- احرار، خواجہ عبیداللہ: رسالہ والدیہ، ترکی ترجمہ ظہیر الدین بابر بادشاہ مرتبہ اکمل ایوبی، علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، ۱۹۶۸ء
۴۲۱- توسون، نجدت: بہاء الدین نقشبند (مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی)، انقرہ، ۲۰۰۲ء
۴۲۲- مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی: مکتوبات ترکی ترجمہ حسین حلمی ایشیق، استنبول، ۱۹۷۵ء
۴۲۳- محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات قدسیہ مترجم مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی، استنبول، ۱۸۶۰ء
۴۲۴- مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی: تحفۃ الخطاطین، استنبول، ۱۹۲۸ء
۴۲۵- نوائی، میر علی شیر: نسائم المحبت مرتبہ کمال ارسلان، استنبول، استنبول یونیورسٹی، ۱۹۷۹ء

## مطبوعات اردو

۴۲۶- آزاد، عماد الحسن فاروقی: ہند اسلامی تہذیب کا ارتقاء، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۵ء
۴۲۷- ابوالحسن، سید: آئینہ اودھ، کانپور، مطبع نظامی، ۱۳۰۵ھ

۴۲۸- ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۰ء (جلد چہارم)
۴۲۹- ابوالخیر محمد زبیر: سندھ کے صوفیۂ نقشبندیہ، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۹۶ء
۴۳۰- احمد خان، سر سید: آثار الصنادید مرتبہ خلیق انجم، دہلی، ۱۹۹۰ء
۴۳۱- احمد حسین خان امروہوی: جواہرِ معصومیہ (سوانح حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)، لاہور (س ن)
۴۳۲- احمد قادری، سید: تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، پٹنہ، ۱۹۵۰ء
۴۳۳- اختر محمد خان رام پوری: جواہر ہاشمیہ (احوال خواجہ محمد ہاشم کشمی)، حیدرآباد، دکن، ۱۹۳۹ء
۴۳۴- ادریس احمد: سرہند میں فارسی ادب، دہلی، ۱۹۸۸ء
۴۳۵- اسد علی: ہندی ادب کے بھگتی کال پر مسلم ثقافت کے اثرات، ترجمہ ماجدہ اسد، دہلی، ۱۹۷۹ء
۴۳۶- اشفاق علی خان: ملا جیون اور ان کے معاصر علماء، لکھنو، ۱۹۸۲ء
اطہر مبارک پوری: دیار پورب میں علم اور علماء، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۷۸ء
۴۳۷- اکرام، ایس، ایم: رودِ کوثر، لاہور، ۱۹۷۰ء
۴۳۸- الطاف علی بریلوی: حیات حافظ رحمت خان، کراچی، ۱۹۶۳ء
۴۳۹- انصاری، نور الحسن: فارسی ادب بعہد اورنگ زیب، دہلی، ۱۹۶۹ء
۴۴۰- برکت علی، منشی: مراۃ الحقائق (احوال شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، رام پور، ۱۳۲۲ھ
۴۴۱- بحر العلوم، ملا عبد العلی: وحدت الوجود ترجمہ و حواشی ابوالحسن زید فاروقی، دہلی، ۱۹۷۱ء
۴۴۲- پرساد، اوم پرکاش: اورنگزیب، ایک نیا زاویۂ نظر، پٹنہ، ۱۹۹۰ء
۴۴۳- تاراچند: تمدنِ ہند پر اسلامی اثرات ترجمہ محمد مسعود احمد، لاہور، ۱۹۶۴ء

۴۴۴- جہلمی، فقیر محمد: حدائق الحنفیہ، لکھنو، مطبع نولکشور، ۱۹۰۶ء
۴۴۵- جنیدی، محمد محبوب: حیات آصف، حیدرآباد، دکن، ۱۳۶۵ھ
۴۴۶- چشتی، نور احمد: تحقیقاتِ چشتی، لاہور، (پیسہ اخبار ایڈیشن)، ۱۳۲۴ھ
۴۴۷- چغتائی، عبداللہ: فنونِ لطیفہ بعہد اورنگزیب، لاہور، ۱۹۵۷ء
۴۴۸- حسن عسکری، سید: ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ پر مقالات، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
۴۴۹- ایضاً: عہدِ وسطیٰ کی ہندی ادبیات میں مسلمانوں کا حصہ، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
۴۵۰- حفیظ اللہ: سلاطینِ ہند کی علم پروری، پٹنہ، ۱۹۵۶ء
۴۵۱- خباز، ملا حسین کشمیری: ہشت شرائط خواجگان نقشبندیہ (اردو ترجمہ)، لاہور، (س ن)
۴۵۲- خلیل الرحمٰن: تاریخِ برہانپور، دہلی، ۱۳۱۷ھ
۴۵۳- خورشید حسین بخاری: تذکرۂ شاہ سکندر کیتھلی، لاہور، ۱۹۷۶ء
۴۵۴- ڈار محمد ابراہیم: جہاں آراء بیگم کی ایک غیر معروف تصنیف صاحبیہ، مشمولہ مضامینِ ڈار، بمبئی (س ن)
۴۵۵- رافت، رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ (احوال مشائخ نقشبندیہ تا شاہ غلام علی دہلوی)، لاہور، ۱۹۱۹ء
۴۵۶- رحمٰن علی: تذکرہ علماء ہند ترجمہ وحواشی محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۶۱ء
۴۵۷- رحیم بخش امروہوی: تواریخ واسطیہ، مراد آباد، مطبع گلزارِ احمدی، ۱۳۲۲ھ
۴۵۸- زوار حسین: حضرت مجدد الف ثانی، کراچی، ادارۂ مجددیہ، ۱۹۷۲ء
۴۵۹- ایضاً: انوارِ معصومیہ (احوال حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی)، کراچی، ۱۹۸۰ء
۴۶۰- زید، ابوالحسن فاروقی: مقاماتِ خیر (حالات شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی)، دہلی، ۱۳۹۲ھ
۴۶۱- ایضاً: حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، دہلی، ۱۹۷۷ء
۴۶۲- ایضاً: ہندوستانی قدیم مذاہب اور میرزا مظہر، دہلی ۱۹۹۰ء
۴۶۳- سراج احمد خان: مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی دینی و معاشرتی

اہمیت، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۷۷ء
۴۶۴- سکندر خان: تاریخ وادی چھچھ پشاور، ۱۹۸۲ء
۴۶۵- سلامت رائے: تاریخ سودان، لدھیانہ، ۱۹۳۵ء
۴۶۶- سیتا رام کوہلی: مہاراجہ رنجیت سنگھ، الہ آباد، ۱۹۳۸ء
۴۶۷- شائستہ خان: فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری، رام پور، پٹنہ، ۱۹۹۵ء
۴۶۸- شبلی نعمانی: مقالاتِ شبلی ج ۷، اعظم گڈھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۸ء
۴۶۹- ایضاً: مضامین عالمگیر، کانپور، ۱۹۱۱ء
۴۷۰- شبیر احمد خان غوری، تسویہ کی شروح و جروح، مقالہ مشمولہ "تصوف برصغیر میں"، پٹنہ، خدا بخش لائبریری، ۱۹۹۲ء
۴۷۱- شرافت، شریف احمد نوشاہی: شریف التواریخ (احوال مشائخ سلسلہ نوشاہیہ)، لاہور، ۱۹۷۹-۱۹۸۴ھ
۴۷۲- شوق، احمد علی: تذکرہ کاملانِ رام پور، دہلی، ۱۹۲۹ء
۴۷۳- صباح الدین عبدالرحمٰن: بزمِ تیموریہ، اعظم گڈھ، دارالمصنفین، ۱۹۷۳ء
۴۷۴- ایضاً: ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام، اعظم گڈھ، ۱۹۶۰ء
۴۷۵- ایضاً: ہندوستان کے سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، اعظم گڈھ، ۱۹۶۴ء
۴۷۶- ایضاً: اورنگ زیب اور اس کے معاصر مشائخ، مقالات یوم عالمگیر، کراچی، ۱۹۶۶ء
۴۷۷- صدیقی، منظور الحق: تاریخ حسن ابدال، لاہور، ۱۹۷۷ء
۴۷۸- صمدنی، مقبول احمد: راجپوت اور مغل زن وشو کی معاشرت، الہ آباد، ۱۹۴۶ء
۴۷۹- صمصام الدولہ شاہ نواز خان: مآثر الامراء ترجمہ محمد ایوب قادری، لاہور ۱۹۶۸-۱۹۷۰ء
۴۸۰- ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب، لاہور، ۱۹۷۴ء
۴۸۱- عارف، محمود الحسن: تذکرہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، لاہور، ۱۹۹۵ء

۴۸۲- عبدالاول جونپوری: مفید المفتی، ملتان، ۱۴۰۱ھ
۴۸۳- عبدالسلام مبارک پوری: سیرۃ البخاری، پٹنہ، ۱۹۰۸ء
۴۸۴- عبدالعزیز دہلوی، شاہ: فضائل صحابہ واہل بیت مرتبہ محمد ایوب قادری، لاہور، ۱۹۶۷ء
۴۸۵- عزیز احمد: برصغیر میں اسلامی کلچر ترجمہ جمیل جالبی، لاہور، ۱۹۹۷ء
۴۸۶- علی محمد خان: خاتمہ مراۃ احمدی (تاریخ اولیاء گجرات) ترجمہ سید ابو ظفر ندوی، احمد آباد، ۱۹۹۳ء
۴۸۷- غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقۃ الاولیاء تحقیق وتعلیق محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۰ء
۴۸۸- غلام رسول قصوری: شجرۂ انساب، اردو ترجمہ، لاہور، ۱۹۳۵ء
۴۸۹- غلام علی دہلوی، شاہ: مقاماتِ مظہری، تحقیق وتعلیق وترجمہ محمد اقبال مجددی، لاہور، ۲۰۰۱ء
۴۹۰- غلام مصطفیٰ خان: حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۵ء
۴۹۱- ایضاً: خواجہ محمد ہاشم کشمی، مقالہ مشمولہ، ارمغانِ فاروقی، دہلی، ۱۹۸۷ء
۴۹۲- ایضاً: سراج البیان (مجموعہ مقالات)، کراچی، ۱۹۹۲ء
۴۹۳- فریدی، نسیم احمد امروہوی: خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادگان، لکھنو، مکتبہ الفرقان، ۱۹۷۸ء
۴۹۴- فوق، محمد دین: تذکرۃ العلماء والمشائخ معروف بہ تذکرہ علمائے لاہور، لاہور، ۱۹۳۰ء
۴۹۵- ایضاً: سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، لاہور، ۱۹۲۴ء
۴۹۶- قتیل، مرزا محمد حسن: ہفت تماشا، ترجمہ محمد عمر، دہلی، مکتبہ برہان، ۱۹۶۸ء
۴۹۷- قدوسی، اعجاز الحق: شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، کراچی، ۱۹۶۱ء
۴۹۸- قطب الدین، محمد: وظیفہ مسنونہ (تلخیص حصن حصین)، دہلی، مطبع احمدی (س ن)

۴۹۹- کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ (حالات مشائخ مجددیہ)، لاہور، ۱۳۳۵ھ

۵۰۰- کنہیالال: تاریخِ لاہور، لاہور، ۱۸۸۴ء

۵۰۱- محمد اسحاق: علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۷ء

۵۰۲- محمد اسلام شاہ: داراشکوہ کے مذہبی عقائد، لاہور، سنگ میل، ۱۹۶۸ء

۵۰۳- محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین، ترجمہ وحواشی محمد ایوب قادری، کراچی، ۱۹۷۲ء

۵۰۴- محمد اسلم، پروفیسر: دین الٰہی اور اس کا پس منظر، لاہور، ۱۹۷۰ء

۵۰۵- ایضاً: تاریخی مقالات، لاہور، ۱۹۷۰ء

۵۰۶- ایضاً: سرمایۂ عمر (مجموعہ مقالات)، لاہور، ۱۹۷۶ء

۵۰۷- محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور، ۱۹۷۲ء

۵۰۸- ایضاً: حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، مقالہ مشمولہ نوراسلام، شرقپور، (حضرت مجدد الف ثانی نمبر)، ۱۹۸۸ء

۵۰۹- ایضاً: شیخ محمد مراد تنگ کشمیری، مقالہ مشمولہ نور اسلام شرقپور، (اولیائے نقشبند نمبر)، ۱۹۷۹ء

۵۱۰- ایضاً: حدائق داؤدی، مقالہ مشمولہ برہان، دہلی مئی ۱۹۷۰ء

۵۱۱- محمد حنیف: حیات و آثار حضرت میاں محمد عمر چمکنی، پشاور، ۲۰۰۲ء

۵۱۲- محمد امین بدخشی: مناقب الحضرات (جلد سوم نتائج الحرمین) ترجمہ معین نظامی، آزاد کشمیر، خانقاہ فتحیہ، ۲۰۰۲ء

۵۱۳- ایضاً: مقامات مجددیہ ومناقب حضرات معصومیہ، اردو ترجمہ لاہور (س ن)

۵۱۴- محمد سلیم: داراشکوہ، احوال و افکار، لاہور، ۱۹۹۵ء

۵۱۵- محمد شفیع: فرسخ یا فرسنگ، مقالہ مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، اگست ۱۹۳۳ء

۵۱۶- محمد شفیع: مقالاتِ مولوی محمد شفیع مرتبہ احمد ربانی، لاہور، ۱۹۸۱ء

۵۱۷- محمد صالح کولابی: ہدایت الطالبین، لاہور (س ن)

۵۱۸- محمد عزیز الدین حسین: اسراریہ، تعارفی مقالہ مشمولہ، تصوف برصغیر میں، پٹنہ، ۱۹۹۲ء

۵۱۹- محمد عمر: تصوف پر ہندوستانی اثر، کراچی، ۱۹۹۴ء

۵۲۰- ایضاً: اٹھارہویں صدی میں ہندوستانی معاشرت، دہلی، ۱۹۷۳ء

۵۲۱- ایضاً: ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر، دہلی، ۱۹۷۵ء

۵۲۲- محمد عمران ٹونکی، قاضی: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف، مقالہ مشمولہ معارف، اعظم گڈھ، دارالمصنفین، مارچ ۱۹۶۷ء جنوری ۱۹۸۴ء

۵۲۳- محمد مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی، کراچی، ۱۹۷۶ء

ایضاً: شاہ محمد غوث گوالیاری، میر پور، ۱۹۶۴ء

۵۲۴- محمد معصوم رام پوری: ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین، رام پور، مطبع مظہر العلوم، ۱۳۰۸ھ

۵۲۵- محمد معصوم، خواجہ: مکتوباتِ معصومیہ ترجمہ سید زوار حسین، کراچی، ۱۹۷۸ء

۵۲۶- محمود احمد عباسی: تاریخ امروہہ ۳ جلد، دہلی، ۱۹۳۲ء

۵۲۷- محمود شیرانی: پنجاب میں اردو مرتبہ خورشید احمد خان یوسفی، اسلام آباد

۵۲۸- مجیب اللہ ندوی: فتاوٰی عالمگیری اور اس کے مؤلفین، لاہور، ۱۹۸۸ء

۵۲۹- مسعود انور کاکوروی: کواکب (مقالات راجع بہ علماء ہند)، کاکوری، ۱۹۸۷ء

۵۳۰- ملکاپوری، عبدالجبار: محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن، حیدرآباد، دکن، ۱۳۳۱ھ

۵۳۱- میر تقی میر: ذکرِ میر ترجمہ و تحقیق نثار احمد فاروقی، لاہور، ۱۹۹۶ء

۵۳۲- نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر، اعظم گڈھ، دارالمصنفین، ۱۹۳۰ء

۵۳۳- نذیر احمد، ڈاکٹر: اکبری دور کا فارسی ادب، مقالہ مشمولہ تحقیق، حیدرآباد، سندھ

۵۳۴- نبی احمد، چودھری: وقائع عالمگیر، حیدرآباد، دکن، ۱۹۳۰ء

۵۳۵- نظامی، خلیق احمد: حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۳ء

۵۳۶- ایضاً: تاریخ مشائخِ چشت جلد اول و پنجم، دہلی، ادارہ ادبیات دلی، ۱۹۸۰-۱۹۸۴ء

۵۳۷- ایضاً: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۶۹ء

۵۳۸- ایضاً: تاریخی مقالات، دہلی، ۱۹۶۶ء

۵۳۹- نقوش، رسالہ، لاہور نمبر، فروری ۱۹۶۲ء

۵۴۰- ہدایت علی جے پوری: معیار السلوک، کانپور، ۱۳۴۵ھ

۵۴۱- ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ: نادر مکتوبات ترجمہ نسیم احمد فریدی، لاہور، ۱۹۹۹ء

۵۴۲- ویمبری: تاریخِ بخارا، ترجمہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۵۹ء

۵۴۳- یار جنگ، مرزا: حکومت اورنگ زیب کی اصلی تاریخ، دہلی، ۱۹۲۵ء

۵۴۴- یوسفی، الہ بخش: یوسف زئی پٹھان، کراچی، ۱۹۶۱ء

## European Sources.

545-Abidi,S.A.H: Chandra Bhan Brahman,his life and works, Islamic culture Hyderabad Deccan, Vol.40,April,1966.

546-Afonso,J,C: Letters from the Mughal court.(First Jesut Mission to Akbar), Bombay, 1980.

547-Abul-fazal Allami: Ain-i-Akbari, (vol.1.) tran. by H. Blochmann, Calcutta, Asiatic society of Bengal, 1927, vol.II.III,by H.S. Jarret. Delhi, 1984.

Akbar Name, trans by H.Beveridge, Calcutta, Asiatic society of Bengal,1939.

548-Ambashthya,B.P(ed): Contributions on Akbar and the Parsees,Patna,Janaki, Prakshan, 1976.

549-Anayat Khan: Shah Jahan Nama,Trans. Fuller, ed by W.E. Begley and Z.A. Desai, Delhi, Oxford University Press, 1990.

550-Ansari,M.A: Social life of the Mughal Emperors, Delhi,1983.

551-Ibid: European travellors under the Mughals, Delli,1975.

552-Ibid: Administrative Documents of Mughal India,Delhi, B.R. Publishing Cop. 1984.

553-Ashraf Khan: Raqaim-i-Karaim,tran.by A. Husain, Delhi, Idarah-i-Adabiyat-i-Delli,1990.

554-Athar Ali: Apparatus of Empire, Delli,Oxford University Press,1985.

555-Ibid: Mughal Nobility under Aurangzeb, Bombay, Asia Publishing House, 1970.

556-Augustus,F: The Emperor Akbar,trans.by A. Beveridge, Calcutta,1890.

557- Azra Alavi: Socio-Religious Outlook of Abul-Fazal. Delhi, Idarah-i-Adbiyat-i-Delli,I983.

558- Bartholomew,J.G: Hand-Gazetteer fo India,Calcutta, school Books Society,1909.

559- Behn,W.H: Index Islamicus (1665-1905), Millersville, Adiyok, 1989.

560- Bernier,F: Travels in the Mughal Empire, London,1891.

561- Bendrey,v.s: Tarikh-i-Ilahi, Aligarh,1972.

562- Bilimoria,J.H.(trans): Rukaat-i-Alamgiri,Delhi,1972.

563- Best,Thomas: The voyage of Thomas Best to the East Indies, ed.by Foster, London, 1934.

564- Basham,A.L: Cultural History of India, Oxford, Oxford University Press,1975.

565- Bani Parsad: History of Jahangir, Allahabad,1940.

566- Baqir Najm-i-Sani,: Mauizah-i-Jahangiri, (ed. Trans) by Sajida S A: New yourk, State

University press, 1989.

567- Babur,Z. : Babur Nama, trans. by A.S. Beveridge, Lahore, Sang-i- Meel, 1975.

568- Brockelmann,C: Geschichte der Arabischen Litterature, Leiden,E.J.Brill,1942.

569- Buehler,A.F: Sufi Heirs of the Prophet,(The Indian Naqshbandiyya and The Rise of the Mediating sufi shaykh),South Carolina, University of South Carolina Press,1998.

570- Broecke,V.D: A Dutch chronicle of Mughal India, Lahore, 1978.

571- Burn,Richard: Cambridge History of India,vol.IV. Delhi, 1957

572- Caroe,olaf: The Pathans,Oxford University Press.Karachi.

573- Chakravesty,K.K: Gwaliar Fort,Delhi,1984.

574- Chandra,Satish: Parties and Politics at the Mughal Court, Delhi,1979.

575- Ibid: Medieval India, Delhi,1982.

576- Chaudhuri,K.N: Trade and civilisation in Indian ocean, Delhi, Munshiram,1985.

577- Choudhary,M.L.R: State and Religion in Mughal India, Calcutta,1951.

578- Chaudhary,A: Socio-Economic History of Mughal India, Delhi, 1987.

579- Choudhary,M.L.R: The Din-i-Ilahi,Delhi, Munshiram,

1985.

580- Choubey,O.B.S: Traces of Indian Philosophy in Persian Poetry ,Delhi, Idara-i-Adbiyat-i-Delli,1985.

581- Crawford,D.G: History of Indian Medical Service, Calcutta, 1914.

582- Corbin,H: The Man of light in Indian sufism, Trans.by Nancy Pearson, London, 1978.

583- Ibid: Creative Imagination in the sufism of Ibn 'Arabi, London, 1969

584- Currie, P.M: Shrine and cult of Muin-al din Chishti of Ajmer, Delhi, Oxford university press, 1989.

585- Darbair, N: Northern India under Aurangzeb, Meerut, 1982.

586- De Leat: The Empiror of the great Mogal, Trans by T.S. Hoyland, Delhi, 1974.

587- Dughlat, M.Haider: Tarikh-i-Rashidi, Trans by N.Elias, London, Sampson low 1895.

588- Eaton, Richard, M: Sufis of Bijapur, Princeton, 1978.

589- Elliot and Dowson: History of India as told by its own Historians, (rep), Lahore, 1976.

590- Encyclopaedia of Islam (new edition)

591- Ethe, H: Catalogue of persian Manuscripts in the Library of India Office, Oxford, 1903-37.

592- Fatima, Z.B: Nuskha-i-Ahwal-i-shahi, Journal of

the Punjab University Historical society, Lahore, Vol. xxiii, No.2. jan-sept. 1985

593- Farooqi. N.R: Mughal- Ottoman Relations. Dehli, Idara-i-Adbiyat-i- Delli, 1989,

594- Farooqi, Zahirrudin: Aurangzeb and his Times, Bombay, 1935

595- Farooqi, Burhan Ahmad: The Mujaddid's conception of Tauhid, Lahore. 1940

596- Fauzia, Z.A: Abdul Qadir Badauni, as a Man and Historiographer, Delhi, Idarah-i-Adabiyat-i-Delli, 1987.

597- Franklin,W: The History of the Reign of Shah Aulum, London, 1798.

598- Friedmann,Yohanan: Shaykh Ahmad Sirhindi,(An outline of his thought and study of his image in the eyes of Posterity), Montreal, McGill University,1971.

599- Ibid: Medieval Muslim Views of Indian Religions, Journal of American Oreintal Society,vol.95,No-2.(1975).

600- Foster,W: Early Travels in India, (1583-1619). Lahore,1978.

601- Fauja Singh,(ed): Sirhind through the Ages, Patiala, Panjabi University, 1972.

602- Ganda Singh: Ahmad Shah Durrani, Bombay, 1959.

603- Ibid: Banda Singh Bahadur(life of....),

Amritsar,1935.

604- Ibid:; Sirhind in the eighteenth century, (sirhind through the Ages, pp.91-114) o.p.c.

605- Gaborieau, M(ed): Naqshbandis(Historical Development and Present situation of a Muslim Mystical Order), Istanbul, 1990.

606- Ghauri,I.A: War of succession between the sons of Shah Jahan, Lahore,1964.

607- Grey,C: The Merchant of Venturers of London, London, 1932.

608- Gurgaon District Gazetteer, Lahore,1910.

609- Goswamy,B.N.and J.S.Grewal: The Mughals and the Jogis of Jakhbar, simla,1967.

610- Ibid: The Mughals and Sikh Rulers and the Vaishnavas of Pindori, Simla, 1969.

611- Gupta,H.R: Later Mughals History of the Panjab. Lahore,1976.

612- Haar,J.G.T.ter: Follower and Heir of the Prophet: Shaykh Ahmad Sirhindi, as Mystic, Leiden,Het Oosters Institute, 1992.

613- Ibid: The Spiritual Guide in the Naqshbandi Order, (Legacy of Medieval Persian Sufism, ed. L. Lewisohn, London, 1992, pp.311-21.

614- Hallissey,R.C: Rajput Rebellion Against Aurangzeb,

London, 1977.

615- Hashmi,B.A: Sarmad, His life and Quatrains, (Islamic Culture Hyderabad, Deccan, vol.7, Oct. 1933, vol, 8, Jan.1934.

616- Hasrat, B.J: Dara Shikuh, Life and works, Delhi, Munshiram, 1982.

617- Hutchison, L: European Freebooters in Mughal India, Bombay, 1964.

618- Iqtidar Alam Khan: Political Biography of a Mughal Noble (Munim Khan, Khan-i-Khanan), Delhi, Munshiram, 1973.

619- Imperial Gazetteer of India, Oxford, 1909.

620- Inayat Khan: Shah Jahan Nama, trans. by Fuller, ed. by Begley and Z.D. Desai, Delhi, Oxford University press. 1990.

621- Inayatullah Khan Kashmiri: Kalimat-i-Taiyibat, ed. by A. Husain, Delhi, 1982.

622- Irfan Habib: The Agrarian system of Mughal India, Bombay, 1963.

623- Ibid: The Political Role of Shaikh Ahmad Sirhindi and Shah Waliullah, Enquiry, 5. (1961) pp. 36-55

624- Ibid: Atlas of the Mughal Empire, Dehli, Oxford University Press, 1986.

625- Irvine, W: Later Mughals (ed. by) J.N. Sarkar, Calcutta, 1922.

626- Ishwari Parsad: The life and Times of Humayun, Lahore, (N.D).

627- Hermansen, M: The conclusive Argument from God: Shah wali Allah of Delhi's Hujjat Allah al-Baligha, Leidon 1996.

628- Izutsu, T: Sufism and Tuoism, Berkeley, University of California, Press, 1984.

629- Jarric, Father, P: Akbar and the Jesuites, Delhi, 1979.

630- Joshi, R: Afghan Nobility and the Mughals (1526-1707) Delhi, vikas, 1985.

631- Kawar M. Ashraf: Life and conditions of the people of Hindustan, Delhi, 1970.

632- Kaul, H.K: Traveller's India, Delhi, Oxford University Press, 1979.

633- Khan, A.D: History of the sadarat in Medieval India, Delhi, 1988.

634- Khushwant Singh: History of the Sikhs (1469-1947) Delhi, Oxford University Press, 1977.

635- Kirpal Singh: Life of Maharaja Ala Singh of Patiala, Amritsar, 1954.

636- Krishnamurti, R: Akbar, the Religious Aspect, Baroda, Maharaja Sayajirao University of Baroda Press, 1961.

637- Kumar, Anil: Asaf Khan and His Times, Patana, 1986.

638- Lane- Pole: Aurangzeb, Delhi, (n.d.)

639- Lannoy, R: The speaking Tree, (A study of Indian culture and society), London, Oxford university Press, 1971.

640- Latif, M: Lahore (Its Historical, Architectural

Remains and Antiquities) Lahore, 1892.

641- Legall, D: The Ottoman Naqshbandiyya in Pre-Mujaddidi Phase (A study in Islamic Religious culturel and its transmission) unpublished Dissertation, Princeton university, 1992.

642- Locke, C: The First English Men in India, London, 1930.

643- Luther, U.M: Historical Routes of North west Indian subcontinent, Lahore to Delhi, Delhi, Sagar pub; 1990.

644- Maclagan, E: The Jesuits and the great Mughals, Delhi, 1990.

645- Malik, Zahir Uddin: The Reign of Muhammad Shah, Bombay, 1977.

646- Malleson, C.G.B: Akbar, Lahore, 1979

647- Manucci, N: Storia Do Mongor, Trans by W. Irvine, Delhi, Munshiram, 1981.

648- Martin, F: India in 17th century, trans by L. Varadarajan, Delhi, Manohar, 1981.

649- Mcier, Fritz: Zwei Abhandlungen uber Die Naqshbandiyya, Istanbul, 1994.

650- Mohibul Hasan: Babur, Delhi, Manohar, 1985.

651- Monserrate, S.J: The commentary of Father Monserrate on his Journey to the court of Akbar, trans by J.S,Hoyland.

Delhi, 1992.

652- Muhammad Yasin: Social History of Islamic India, Delhi, Monshiram, 1974.

653- Muhammad Umer: Islam in Northern India (During eighteenth century), Delhi, 1993.

654- Muhammad Mujeeb: The Indian Muslims, London, 1967.

655- Muhammad Ishaq: India's contribution to the study of Hadith literature, Dacca, 1955.

656- Mukhia, Harbans: Historians and Historiography during the Reign of Akbar, Delhi, 1976.

657- Morland, W.H: The Agraian system of Moslem India, Delhi, 1968.

658- ibid: India at the Death of Akbar, Delhi, 1962.

659- Ibid: From Akbar to Aurangzeb, Delhi, 1972.

660- Muni Lal: Jahngir, Delhi, Vikas, 1983.

661- Nagar, Ishwardas: Futuhat-i-Alamgiri, trans. by Tasneem Ahmad, Delhi, 1978.

662- Naik, C.R: Abdur-Rahim Khan-i-Khanan and his literary circle, Allahabad, 1966.

663- Nair, P.Th: British Begings in Bengal, Calcutta, 1991.

664- Nathan, Mirza: Baharistan-i-Ghaybi, Assam, 1936

665- Nijjar, B.s: Panjab under the great Mughals, Lahore, 1980.

666- Naqvi, H.Kh: Mughal Hindostan, Cities and Industries, (1556-1803), Karachi, 1974.

667- Nizami, K.A: Akbar and Religion, Delhi, 1989.

668- Ibid: Naqshbandi Influcnce on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, H. Deccan. Vol.39. No.1 Jan. 1965, pp 41-52.

669- Ibid: Shattari Saints and their attitude towards the state, Medieval India, Aligarh, Vol.1, No.2 oct. 1950- pp.56-70

670- Ibid: Life and Times of Sh. Farid-ud-Din Ganj-i-Shakar, Aligarh, 1955.

671- Ibid: Persian literature under Akbar, Medieval India, Vol.III, 1958, pp.300-28

672- Ibid: State and Culture in Medieval India, Delhi, Adam, 1985.

673- Ibid: Studies in Medieval Indian History and Culture, Allahabad, 1966.

674- ibid: The Suhrawardi Silsilah and its Influence on Medieval Indian politics, Medieval India, Aligarh, Vol.III 1957-58

675- Ovington. J: A: Voyage to Suratt (in 1689) ed. by J.P. Guha Delhi, 1982

676- Panjab Past and Present, (Journal Panjabi Patiala university, Patiala)

677- Pandey, R.K: Life and Achievements of M.Bairam Khan, Barelly. 1978.

678- Pant, D: Commercial Policy of the Mughals, Delhi, 1978.

679- Patiala and its Historical surroundings, Patiala, 1967.

680- Pearson, J.D: Index Islamicus, London, 1906-2000 London, Mansell.

681- Pelseaert, F: Jahangir's India, Trans. by Morland, Delhi, 1972.

682- Prasad, R.N: Raja Man Singh of Ambar, Calutta, 1966.

683- Prasad, R.C: Early English Travellers in India, Delhi, 1980.

684- Prawdin. M: The Builders of the Mughal Empire, London, 1963.

685- Qamruddin, M: Life and Times of Prince Murad Bakhsh, Calcutta, 1974.

686- Qamaruddin: Mehdavi Movement in India, Delhi, 1985.

687- Qanungo, K.R: History of the Jats, Calcutta.

688- Qureshi, I.H: Ullema in Politics, Karachi, 1974.

689- Ibid: Akbar, the Founder of the Mughal Empire, Karachi, 1979.

690- Rafat, M.B: Religious and Quasi-Religous Departments, of the Mughal period, Delhi, 1984.

691- Refai, Ghulam, M: Aurangzeb and Dara Shikoh, conflict of Ideologies (included, Essays in Indian History in honour of C.C. Davies, ed. by Donovan williams,

Bombay, 1973, pp. 137-151.

692- Rahim, M.A: Social and Cultural History of Bengal, Karachi, 1963.

693- Raychaudhuri, T: Bengal under Akbar and Jahangir, Delhi, 1969.

694- Raychaudhuri and Irfan Habib: Cambridge Economic History of India, Vol.I (1200-1750), Delhi, Orient Longman, 1984.

695- Ray, K: Education in Medeval India, Delhi, B.R, Corp. 1984.

696- Riazul Islam: Sufism in South Asia, Karachi, Oxford university Press, 2002.

697-Rieu, Charles: Catalogue of Persian manuscripts in the British Museum,3 vols London, (1879-95)

698- Rizvi, S.A.A: Muslim Revivalist Movements in Northern India, Agra, Aqra University, 1965.

699- Ibid: Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975.

700- Ibid: History of sufism in India, Delhi, Munshiram,1986.

701- Ibid: A Socio-Intellectual History of the Isna Ashari Shi'is in India, Delhi, Munshiram.1986

702- Ibid: Land marks of South Asian civilization, Delhi, Munshiram.1983

703- Roe, Thomas and John Fryer: Travels in India in the seventeenth century, Delhi,1993.

704- Roe,Thomas: The Embassy of Sir Thomas Roe to India (1615-19) Delhi, 1990

705- Sajida, S.A: Religion and state during the reign of Mughal Emperor Jahangir, Nonjuristical perspectives. stvdia Islamica, Paris, fasciaulo LXIX.

706- Saksena,B.P: History of Shah Jahan of Dehli, Allahabad, 1932

707- Saleem, Ghulam Husain: Riyazu-s-salatin, trans by Abdul Subhan, Delhi,1975

708- Saleem Akhtar, M: Maulana M.Sadiq and M.Hasan Kashmiri, Journal of Pakistan Historical Society, Karachi, July,1977

709- Saran,P: Provincial goverment of the Mughals, Lahore

710- Sarda, H.B: Ajmer, Calcutta, 1963.

711- Sarkar, Jadu Nath: History of Aurangzeb (5vols) Calcutta, 1925.

712- Ibid: India of Aurangzeb, Calcutta, 1901

713- Ibid: Chaitanya's life and teachings, Delhi Orient Longman, 1980

714- Ibid: Studies in Aurangzeb's Reign, Delhi, 1989.

715- Ibid: Fall of the Mughal Empire, (4vols) Calcutta, 1932-50

716- Sarkar,Jagdish Narayan: The life of Mir Jumla, Delhi Rajesh,1979

717- Ibid: Indo-Muslim Relations in Medieval India, Delhi, 1985

718- Ibid: Islam in Bengal, calcutta,1972

719- Schimmel, A: Mystical Dimensions of Islam, Chappel Hill, University of North Carolina press, 1975

720- Shea and A. Troyer: The Dabistan, Lahore 1971

721- Sharma, K: Bhakti, and the Bhakti movement, Delhi, Munshiram, 1987

722- Sharma, S.R: Religious Policy of the Mughal Emperors, Lahore. 1975

723- Sharda, S.R: Sufi thaught (its development in the Punjab.) Delhi 1974

724- sheo Narain, P: Dara Shikoh as an Author, J. Panjab Historical Society, Lahore, vol. II. pp.21-38 (1913)

725- Sherwani, H.K: The Bahmanis of the Deccan, Delhi, 1985

726- Ibid: History of the Qutb Ghahi dynasty, Delhi, 1974

727- Siddiqui, I. H: Mughal relations with the Indian Ruling Elite, Delhi. 1983

728- Siddiqui, M.S: The Bahmani sufis, Delhi, 1989

729- Smith, W.C: The Crystallizatin of Religious Communities in Mughal India, Yad Namah Irani-i-Minosky, ed. by

Mujtaba Minovi and Iraj Afchar, Tehran, 1969

730- Smith, V.A: Akbar, the great Mughal, Delhi, 1967

731- Sinha, S.N: Subah of Allahabad under the Great Mughals. Delhi, 1983

732- Sirhind Cannal Atlas, 1920

733- Storey, C.A: Persian Literature, London, 1970-1972

734- Srivastava, A.L: Akbar the great, Agra,1973

735- Srivastava, M.P: Society and culture in medieval India (1206-1707) Allahabad, 1974

736- Ibid: Social Life under the Great Mughals. Allahabad, 1978

737- Ibid: Social and Cultural trends in Islamic India (1206-1719), Allahabad, 1989

738- Tara Chand: Influence of Islam on Indian culture, Lahore 1979

739- Ibid: Society and State in Mughal Period, Lahore, 1979

740- Tariq Ahmad: Relio-Political ferment in the north west frontier during the Mughal period (the Raushaniya Movement), Delhi, 1982

741- Thekkedath, J: History of Christionity in India vol. II, (1542-1700) Bangalore, 1982

742- Triminghum, J.S: Sufi orders in Islam, Oxford, 1971

743- Troll, C.W(ed): Muslim Shrines in India, Delhi, Oxford, 1989

744- Wahid Husain: Administration of Justice During Muslim Rule in India, Delhi, 1977.

745- Wheeler ,J.T: Early Travels in India, Delhi, Deep. Pub. 1974.

746- Ibid: Annals of Madras Presidency, (1639-1748) Delhi, 1990.

747- Wellers Emy : Akbar's Religiouse Thought, Reflected in Muslim Painting, London, 1952.

748- Yusuf Husain Khan: Glimpses of Medieval indian Culture, Bombay, 1962

749- Zain Khan: Tabaqat-i-Babari, trans by Hasan Askari, Delhi, 1982

750- Zubaid Ahmad: Contribution of Indo-Pakistan to Arabic Literature, Lahore, 1968

# عکسیات مشمولہ مقامات معصومی

۱- مزار مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، سرہند شریف۔

۲- مسجد ملحقہ مزار شریف حضرت مجدد الف ثانی کی ایک قدیم تصویر

۳- روضہ مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، سرہند شریف

۴- عواف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/ ۴۷۵) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقامات معصومی ۴/ ۳۳۲/ ۱۲-۱۸) بسال ۱۰۷۷ اس کے ایک درمیانی ورق پر ان امور کی تفصیل حضرت خواجہ کے خلیفہ اور مکتوبات معصومیہ کی جلد ثالث کے جامع حاجی محمد عاشور بخاری نے لکھی ہے، اس کے ترقیمہ پر ان کے تملیکی دستخط اس طرح ہیں "تمت مکتوبات جلد ثانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مما یتعلق بالفقیر الحقیر حاجی محمد عاشور بخاری عفی عنہ"۔ اس مبارک خطی نسخہ کی اگست ۱۹۷۶ء کو حضرت مرشدی ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی شہید نے خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل میں زیارت کروائی اور اس کے ان تین اوراق کا عکس عنایت کیا ہے، قیاس ہے کہ ۱۹۷۷ء کے خونین انقلاب افغانستان کے دوران یہ متبرک نسخہ بھی تلف ہو گیا ہوگا۔

۶- انیس الطالبین تالیف شیخ صلاح بن مبارک پر حاجی محمد عاشور بخاری خلیفہ حضرت

خواجہ محمد معصوم کے تملیکی دستخط، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی مقامات معصومی (۳/۴۹۸)

۷- فصل الخطاب بخط مؤلف یعنی حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری کا خطی نسخہ حاجی محمد عاشور بخاری (رک شمارہ ۵) کو ناقص الآخر دستیاب ہوا تھا جس کے افتادہ اوراق کی کتابت انہوں نے خود کی تھی، مخزونہ آستانہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، کوئٹہ پاکستان، اس خطی نسخہ کی دریافت سے علمی دنیا کو فصل الخطاب کا سال تکمیل ۸۱۲ھ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔

(مقامات معصومی ۳/۴۹۸)

۸- (تفسیر) منتہی الایجاز لکشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاہوری، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی لاہور۔

۹- مواہیر و استفتاء شیخ محمد باقر لاہوری، مفتی لاہور و خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مملوکہ جناب مولانا عبدالرشید قاسمی، شاہدرہ، لاہور (مقامات معصومی ۳/۴۵۲، حدیقۃ الاولیاء ۴۷۳)

۱۰- حضرات القدس (جلد دوم) بخط عبدالرزاق بن محمد ہاشم ۱۱۲۶ھ کے پہلے زائد ورق پر حضرات نقشبندیہ کے قطعات تاریخ وفات خصوصاً قطعہ تاریخ وصال شیخ محمد یوسف (رابع) گردیزی ملتانی (ف ۱۰۹۳ھ) (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم) خطی مملوکہ جناب ڈاکٹر مہر عبدالحق، ملتان۔

۱۱- خلاصۃ المعارف از شیخ آدم بنوڑی پر تحریر و مواہیر شیخ محمد امین بدخشی (مؤلف نتائج الحرمین) مرید حضرت خواجہ محمد معصوم و خلیفہ شیخ آدم بنوڑی، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور۔

۱۲- اورنگ زیب عالمگیر کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب جو اس نے دارالشکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے نام سرہند ارسال کیا۔ جو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی خطی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد

نمبر ۱۴۲۹ کے زائد ورق پر منقول ہے۔

اورنگ زیب کا ایک اور غیر مطبوعہ خط بنام خواجہ سیف الدین سرہندی عکس مبنی بر نسخہ مذکورہ

۱۳- اذکار معصومیہ بخط صوفی دوست محمد بیگ پشاوری بسال ۱۰۷۶ھ (مقامات معصومی ۴/ ۵۰۳/ ۲۱۔ ۲۲) خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۱۴- دو اجازت نامہ ارشاد برائے شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ) از شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی و شیخ علی رضا فاروقی سرہندی، مخزونہ کتاب خانہ ملی تہران (فہرست مائیکروفلمہا مخزونہ کتاب خانہ مرکزی دانشگاہ تہران۔ ۱/ ۶۳۰)

۱۵- زبدۃ التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی، اس کے پہلے زاید ورق پر مؤلف کے خود نوشت الفاظ قابل توجہ ہیں:

> **وکانت کتابة فی عصر مصنفه وجاء به الی السلطان الزمان اورنگ زیب بهادر عالم گیر فی سنه احدی و سبعین والف سن هجریة صلی الله علیه وسلم**

خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور

۱۶- بخاری شریف کا وہ خطی نسخہ جو خواجہ معین الدین خاوندی کشمیری (مذکور شمارہ ۱۴) کی ملکیت رہا اور اس کے پہلے ورق پر ان کی تحریر و مہریں مع مہر کتاب خانہ اورنگ زیب یہ خطی نسخہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم کے پاس ۱۹۸۵ء میں آیا تھا۔

۱۷- کشف المحجوب بخط خواجہ خاوند محمود نقشبندی معروف بہ حضرت ایشاں لاہوری بسال

۱۰۱۴ھ مملوکہ جناب چودھری عبدالعزیز، کراچی اس سے قبل یہ خطی نسخہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کی زینت تھا۔

۱۸- بازنامہ مولفہ شیر محمد کا وہ ورق جہاں اکبر بادشاہ کو "قطب الاقطاب" لکھا گیا ہے، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور

۱۹- مقامات معصومی، خطی مخزومی خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی کا آخری ورق

مقامات معصومی کے پہلے ورق پر حضرت ابوالحسن زید فاروقی کی تحریر

مقامات معصومی، خطی مملوکہ پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا آخری ورق

۲۰- معدن الجواہر تالیف میر صفر احمد معصومی (مؤلف مقامات معصومی) کا ایک ورق، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو سائین داد، سندھ

۲۱- تحفۃ المرشد (در حالات شیخ فضل احمد پشاوری) تالیف نظام الدین بلخی مزاری مطبوعہ لاہور، ۱۹۱۲ء

۲۲- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد معصومی پشاوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفر احمد معصومی کی تالیف اسباق طریقہ نقشبندیہ کا ترقیمہ اور ان کی مہر، ذخیرہ مولانا فضل صمدانی بنوڑی، کتاب خانہ مرکزی پشاور یونیورسٹی، پشاور (نمبر ۳۳۹)

۲۳- مہر و تحریر شیخ عبدالاحد معروف بہ میاں کالو بن حاجی غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم، اولین ورق خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد سجع مہر "سرو باغ احمد و معصوم و قیوم الزمان- عارفین و حاجی و عبدالاحد، شد عیان (حدیقۃ الاولیاء ۲۷۴)

۲۴- مکتوب شیخ صفی اللہ ملقب بہ قیوم جہان بدست خود و مہر، مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی، گلزار خلیل، سامارو، تھرپارکر، سندھ

۲۵- اجازت نامہ از شیخ صفی اللہ قیوم جہان برائے شیخ محمد حیات و ملا محمد کاظم بسال ۱۱۹۶ھ

مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی مذکور

۲۶- اجازت نامہ ارشاداز علامہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال ۱۱۹۶ھ مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مذکور

۲۷- مکتوب شیخ عبدالقیوم بن حاجی محمد فضل اللہ مجددی قندھاری (مؤلف عمدة المقامات)

۲۸- مکاشفات غیبیہ از حضرت مجدد الف ثانی کے خطی نسخہ پر شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۲۸۳) کی تملیکی مہر و تحریر، سجع مہر ابوالقاسم مرید معصوم مطلق"۔ مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی۔

۲۹- محیط برہانی (رک کشف الظنون ۲/ ۱۶۱۹) کے خطی پر شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری نقشبندی (ف ۱۱۹۵ھ) کی تحریر اور مہر اس خانوادہ کے دیگر افراد کی تملیکی مہریں یہ خطی نسخہ خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل کے کتاب خانہ کی زینت تھا، حالیہ انقلاب افغانستان کے دوران وہاں سے جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم کے ہاں آیا ہے۔

۳۰- رسالہ مبداء و معاد تصنیف حضرت مجدد الف ثانی پر شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی اور دیگر حضرات مجددیہ کی تحریرات، مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی، مرحوم

۳۱- ظواہر (در حالات شیخ سعدی لاہوری خلیفہ شیخ آدم بنوڑی) تالیف میاں محمد عمر چمکنی کے آخر میں مؤلف کے دست مبارک کی تحریر۔

۳۲- رسالہ اثبات المولد والقیام تالیف شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی کے بخط مؤلف کے آخری ورق کا عکس۔ مطبوعہ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی۔

۳۳-فتوح الاوراد تالیف ملا فتح محمد برہانپوری کے اولین ورق پر شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعید کی مہر و تحریر، خطی مملوکہ جناب پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، مشمولہ رشحات عنبریہ، مطبوعہ شرقپور

۳۴-(i) مکتوبات معصومیہ جلد اول مطبوعہ مطبع نظامی کانپور، ۱۳۰۴ھ

(ii) مکتوبات معصومیہ جلد دوم مطبوعہ ظہور پریس، لدھیانہ ۱۳۲۴ھ

(iii) مکتوبات معصومیہ جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، مطبوعہ روز بازار، امرتسر، ۱۳۴۰ھ

۳۵- شرح وقایہ فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجاول سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۴۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)

۳۶- دیوان ناصر علی سرہندی مرید حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۴/ ۲۲/ ۹۔ ۱۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی (دہلی)، ۱۲۶۲ھ

۳۷- مرقد خواجہ محمد صدیق پشاوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۴۳۲) در پشاور نزد ریلوے لائن ۱۹۸۵ء ان کے ساتھ ان کے والد گرامی اخوند عبدالغفور سمرقندی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی، مقامات معصومی ۳/ ۲/ ۴۳۲) کی قبر بھی قدیم اور اصل حالت میں ہے (ایضاً ۴/ ۳۲۳)

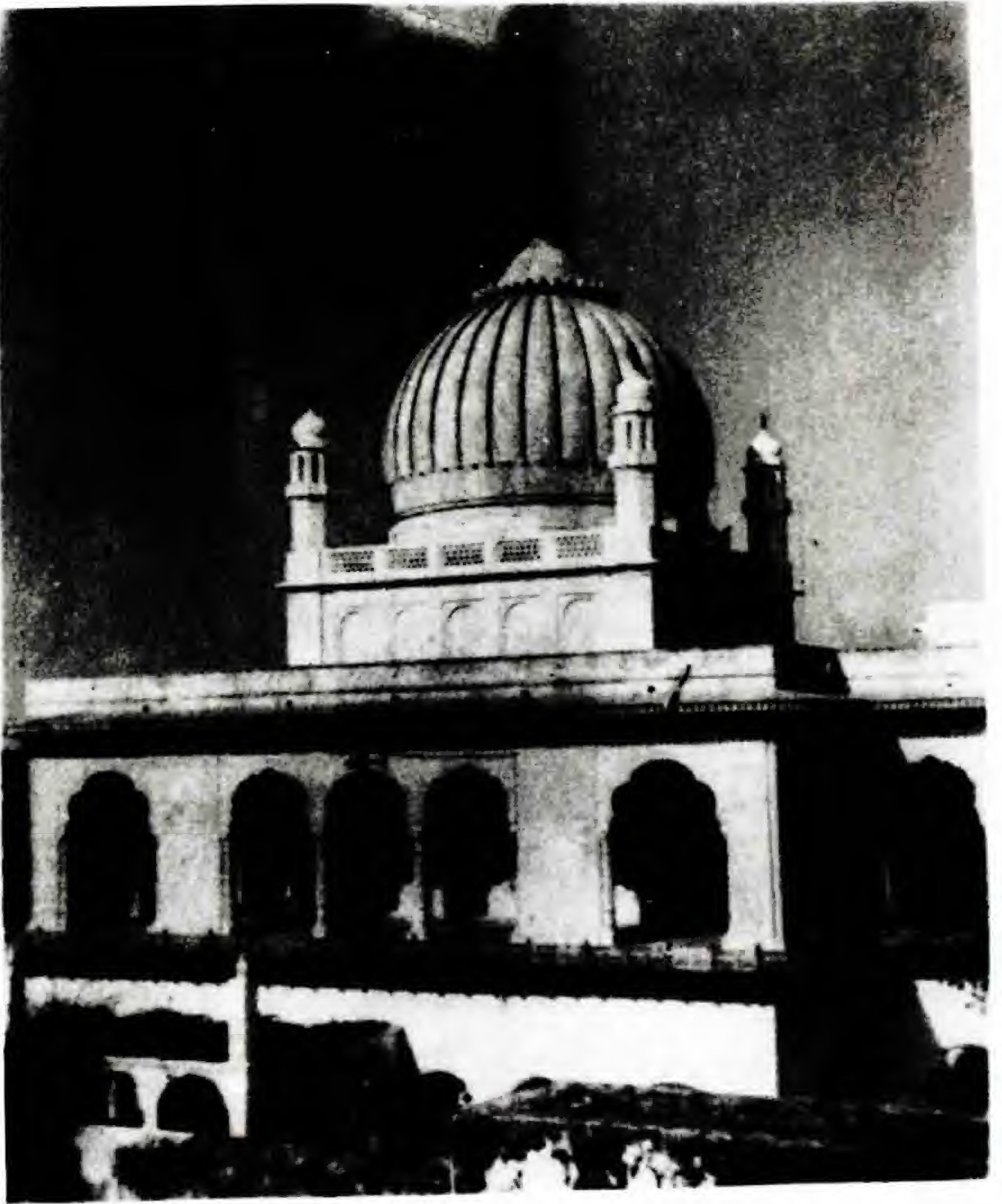
۳۸- حجرۂ اعتکاف خواجہ محمد صدیق پشاوری کی ایک دیوار، تباہ شدہ حجرہ کا ایک منظر۔

۳۹- مزار شیخ غلام محمد مجددی (متوفی ۱۱۷۸ھ) بن شیخ غلام محمد معصوم سرہندی در پشاور شہر

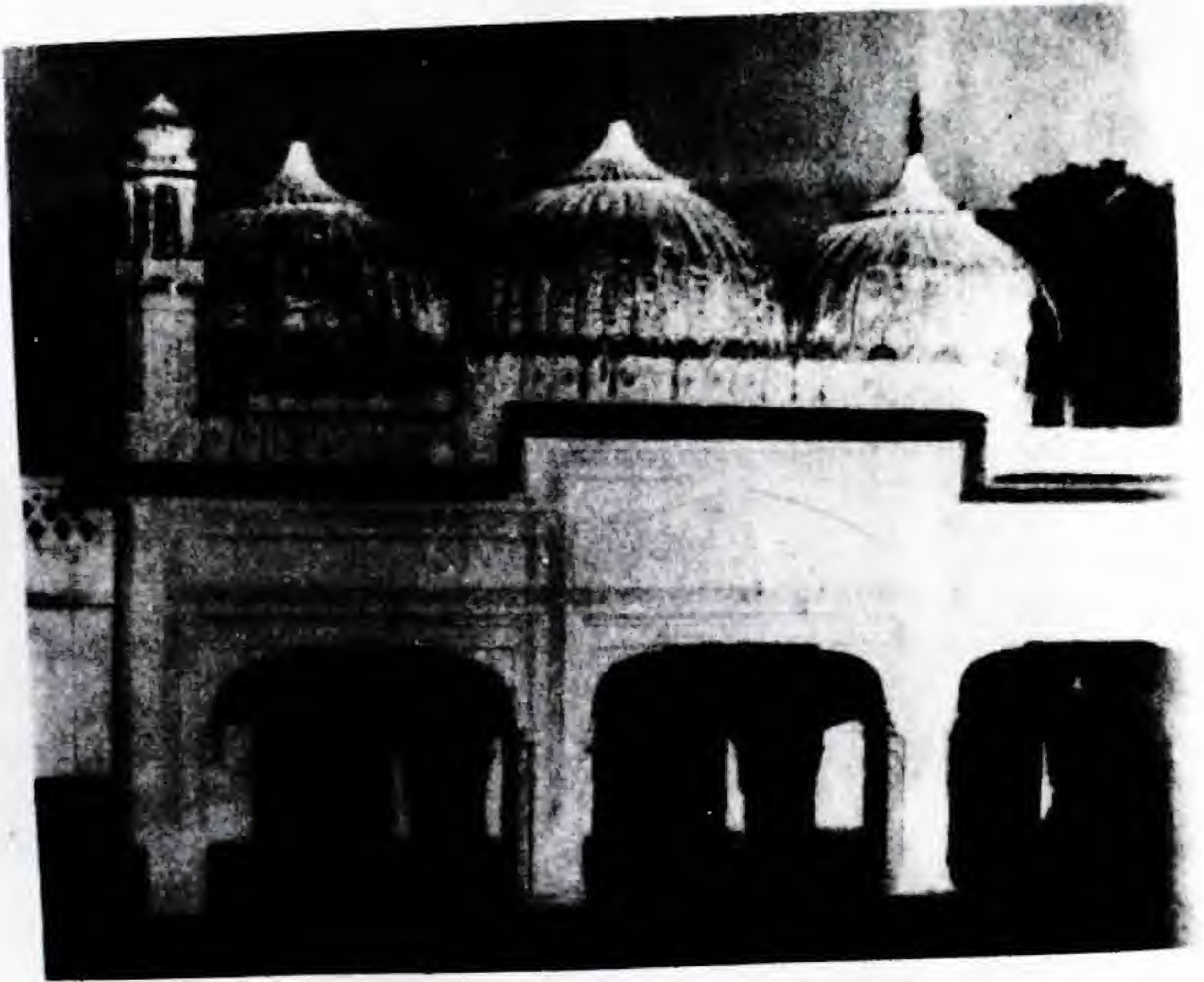
۴۰- مزار شیخ غلام حسن مجددی (ف ۱۲۴۰ھ) بن شیخ غلام محمد مجددی مذکور۔ پشاور شہر۔

۴۱- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری (ف ۱۲۳۲ھ) بن شیخ نیاز احمد بن شیخ صفر احمد معصومی کا مزار، واقع محلہ فضل حق، پشاور شہر (مقامات معصومی جلد اول، مؤلف کے احوال)

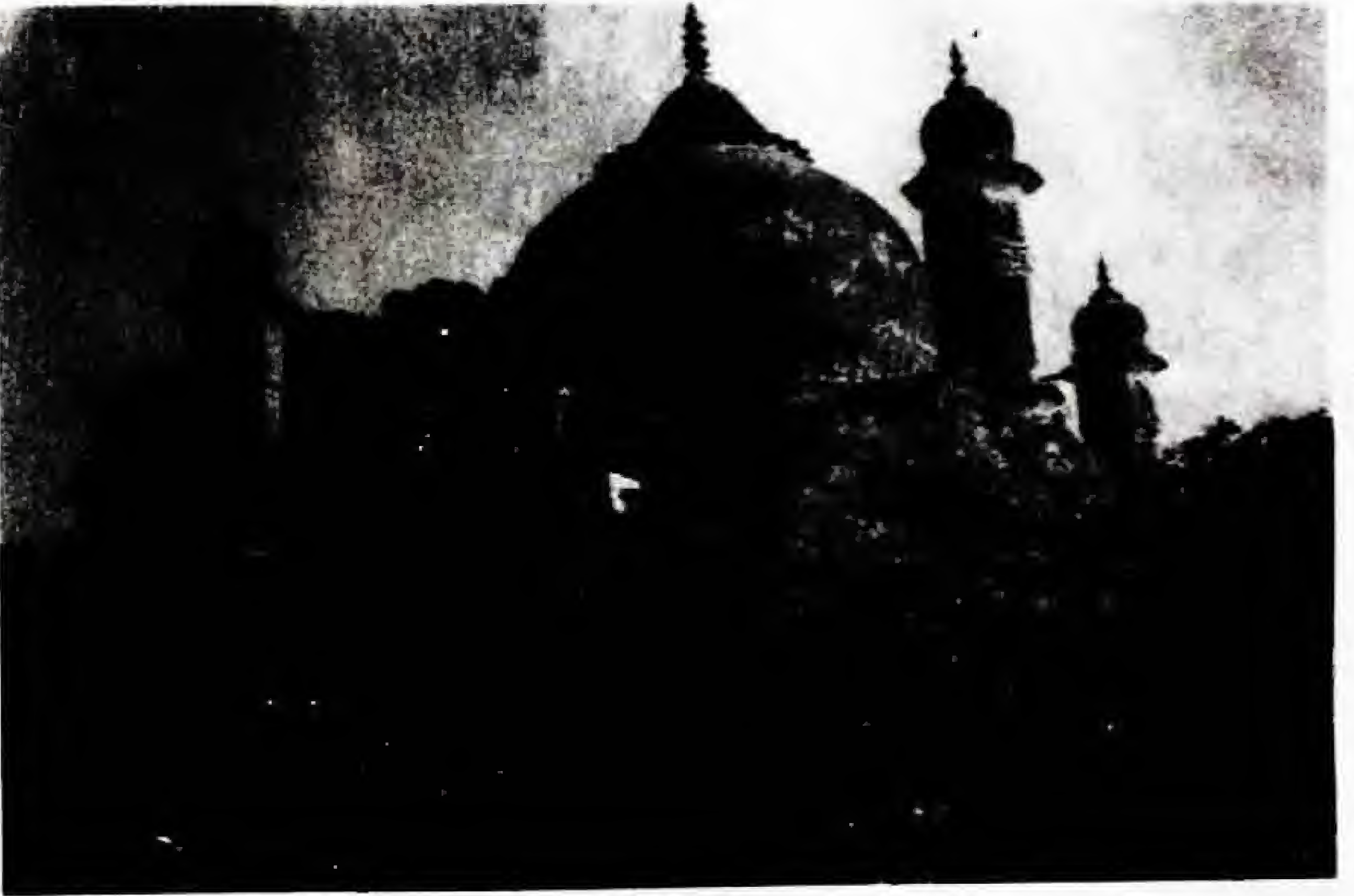
# عکسیات



۱۔ مزار مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، سرہند شریف۔



۲- مسجد ملحقہ مزار شریف حضرت مجدد الف ثانی کی ایک قدیم تصویر



۳- روضہ مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، سرہند شریف



۴۔ عوارف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/ ۷۵ ۴) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

النصر من الله و العون من الله فتوکل علیه کفاه

نصرت و عون دو ز الله است بس توکل کن بر خدا که کفایت کند ترا

بسم الله الرحمن الرحیم

۴- عوارف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/ ۴۷۵) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

۱۷۹

[illegible]

۴- عواف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/ ۵۷۴) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔

۴- عوارف المعارف بخط حضرت خواجہ محمد صادق بن حضرت مجدد الف ثانی یہ مبارک خطی نسخہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ میر سید شرف الدین حسین لاہوری (رک مقامات معصومی ۳/۴۷۵) کی ملکیت رہا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے محمد پناہ کے قبضہ میں آیا (مخطوطہ کے آخرین اوراق پر ان کی تحریریں اور مہریں ہیں) آخری مہر کتب خانہ مولوی سید رجب علی خان بہادر کی ہے جو نسخہ کے اولین ورق پر ثبت ہے۔





الحمد لله رب العالمین اضعاف ما حمده جمیع خلقه و کما یحب ربنا و یرضی. والصلوة والسلام
علی من ارسله رحمة للعالمین کلما ذکره الذاکرون و کلما غفل عن ذکره الغافلون کما
له و یحری و علی آله و اصحابه البررة التقی النقی اما بعد نموده می آید که این دفتر اول
از مکتوبات قدسی آیات حضرت غوث الممتین قطب العارفین برهان الولایة المحمدیة
حجة الشریعة المصطفویة شیخ الاسلام والمسلمین شیخنا و امامنا الشیخ احمد الفاروقی
النقشبندی سلمه الله سبحانه و ابقاه این حقیر قلیل البضاعت کمترین خاک نشینان آن
مقدس در گاه یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی جمع نموده تا بعضی از آن طالبان حق
... و ملال رسد و المسئول من الله سبحانه العصمة و التوفیق مکتوب اول در بیان احوال
... مناسبت باسم الظاهر دارند و ظهور قسم خاص از توحید و بیان عروجات که فوق
... واقع شده است و انکشاف درجات بهشت و ظهور مراتب بعضی از اهل
... پیر بزرگوار خود نوشته اند عریضه داشت کمترین بندگان احمد بدر رده عرض میرساند
... الامر الشریف گستاخی مینماید و احوال پریشان را معروض میدارد که در اثنای راه

۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ
خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ
(مقامات معصومی ۴/ ۳۳۲/ ۱۲۔۱۸) بسال ۱۰۷۷

۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقامات معصومی ۴/ ۳۳۲/ ۱۲-۱۸) بسال ۱۰۷۷

۵- مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد اول اور ثانی کا وہ خطی نسخہ جس کی تصحیح و مقابلہ خود حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنے دست مبارک سے کیا تھا اور یہ بخط شیخ روح اللہ (مقامات معصومی ۴/۲ ۳۳/ ۱۲-۱۸) بسال ۱۰۷۷

۶- انیس الطالبین تالیف شیخ صلاح بن مبارک پر حاجی محمد عاشور بخاری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے تملیکی دستخط، مخزونہ کتابخانہ خانقاہ نقشبندیہ، کندیاں ضلع میانوالی مقامات معصومی (۳/ ۴۹۸)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الدال الخلق على وحدانيته باعلامه وآياته المتعرف الى اوليائه باسمائه ونعوته وصفاته [illegible] ونتوكل عليه ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة [illegible] ونشهد ان محمدا عبده ورسوله [illegible]

[illegible]

۷۔ فصل الخطاب بخط مؤلف یعنی حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری کا خطی نسخہ حاجی محمد عاشور بخاری (رک شمارہ ۵) کو ناقص الآخر دستیاب ہوا تھا جس کے افتادہ اوراق کی کتابت انہوں نے خود کی تھی، مخزونہ آستانہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، کوئٹہ پاکستان، اس خطی نسخہ کی دریافت سے علمی دنیا کو فصل الخطاب کا سال تکمیل ۸۱۲ھ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔

(مقامات معصومی ۴/ ۲۹۸)

[illegible] من الكتاب والسنة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اللهم ربنا لك الحمد [illegible]

يقول العبد الراجي [illegible] عبد الله الحاج محمد عاشور البخاري [illegible]

[illegible] هذا الكتاب المستطاب الذي بخط مصنفه [illegible]

[illegible] سند المحققين [illegible]

الشريعة المصطفوية [illegible] الحافظ البخاري المشتهر بخواجه محمد پارسا [illegible]

[illegible] وهذا الكتاب كان ناقصا من آخره [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

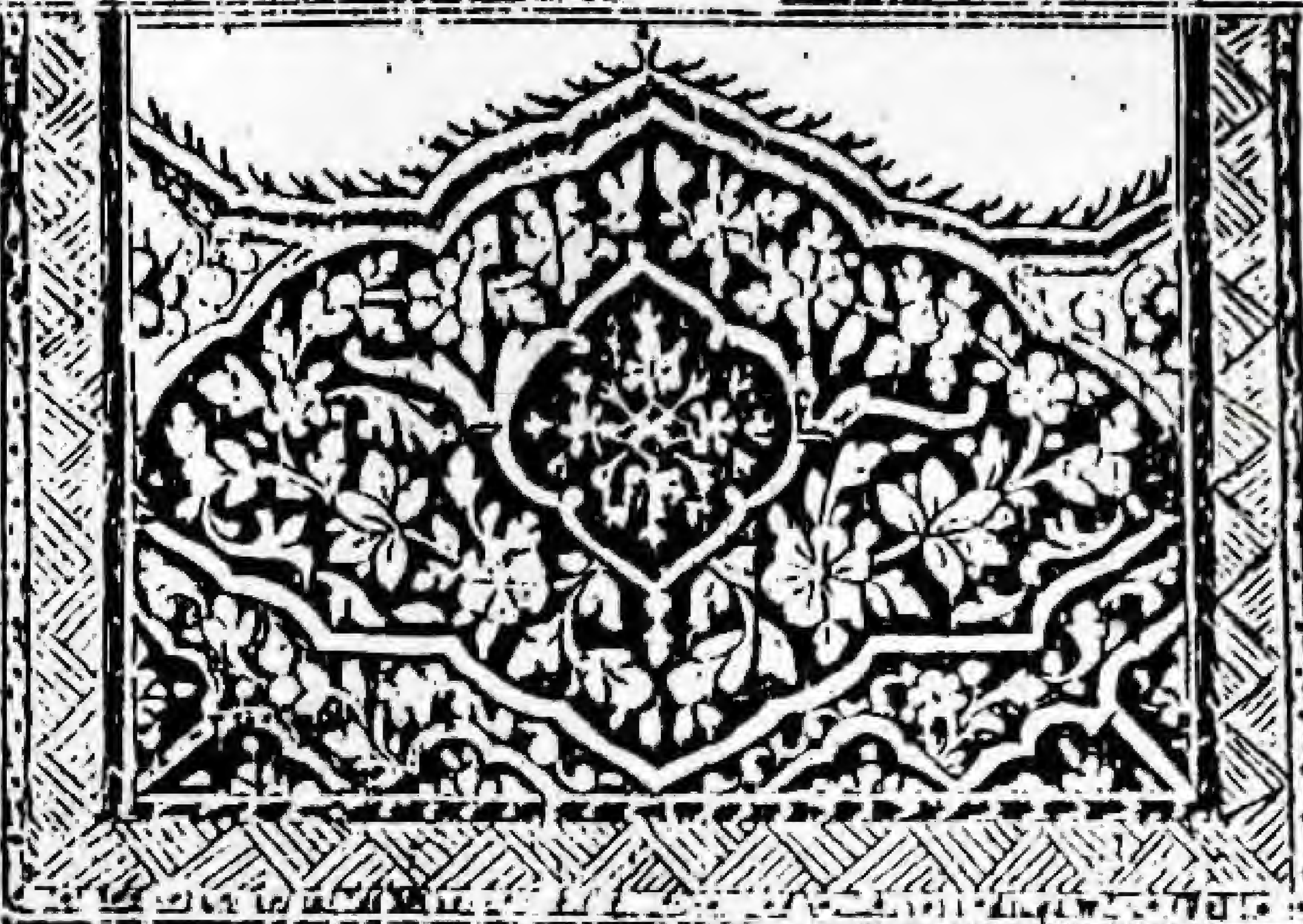
[illegible]

في سنة تسع وثمانين بعد الالف من الهجرة النبوية

على صاحبها [illegible]

۷- فصل الخطاب بخط مؤلف یعنی حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری کا خطی نسخہ حاجی محمد عاشور بخاری (رک شمارہ ۵) کو ناقص الآخر دستیاب ہوا تھا جس کے افتادہ اوراق کی کتابت انہوں نے خود کی تھی، مخزونہ آستانہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی، کوئٹہ پاکستان۔ اس خطی نسخہ کی دریافت سے علمی دنیا کو فصل الخطاب کا سال تکمیل ۸۱۲ھ پہلی بار معلوم ہوا ہے۔

(مقامات معصومی ۳/۲۹۸)



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من ابان من مخزن كلامه البسيط
الحقيقي الازلي الابدي كنوز كتبه المنزلة لنا
واحكاما على ارسالك الينا افضل من انزلتها عليه
عليه وعلينا اسبالا وانعاما الذي يسلك تعالى
الرصد حوله يمينا وشمالا خلفا وقداما واعزته
باتانا في تنزيلك عليه ان نصلي عليه ونسلم صلوة
وسلاما اللهم صل عليه وعلى اله وصحبه وسلم
وزده تشريفا واكراما وابقائك اياه معجزاله دائما
ومداما وابانتك رطيط شماطيط متحديه عليه
السلام في الوتش منه بلة فاطهم كلاما وجعلك
نوره في سلوك الهدى اماما ناقدا وقواما
سننا نابك على العباد بكشف حقائقه ومعانيه
انهاما والهاما لاسيما على عبدك المسكين محمد

۸- (تفسیر) منتہی الایجاز لکشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاہوری، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی لاہور۔

باقر بن شرف الدين العباسي الحسيني نسبا
اللاهوري مولدا ومقاما بالتوفيق بتميق
التفسير الموجز الانيق ابداء وانماما الملتقط
من الزبر الموثوق بها استنادا واهتماما المحتوي
ماسنح له في بعض المواقع الحاقا وانضماما المبين
وجوه المناسبة بين الايات في اكثر الاحزاب التزاما
الحالي بالحواشي المفيدة احتماء عن اطنابه منفصلا
ومراماة الخالي عن طرفي القصد فكان بين ذلك قواما
المسمى بمنتهى الايجاز لكشف الاعجاز فقد يشير اليه
منه تاريخه انتهاء وتماما المجعول مرصد العافية
عاقبة مصنفه عفا الله له عذابه واثاما ذريعة
لان يحشره تعالى في الذين يبيتون لربهم سجدا و
قياما في الذين يصرف عنهم العذاب وقد كان غراما
والذين اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما فانه
تعالى لا ينهر السائل ويعد له من الجنة مستقرا ومقاما
ويطيب له فيها مثوى ومقيلا وان لم تكن مرقدا
ومناما ويرحم الله تعالى العاثرين على خطأ فيه فا

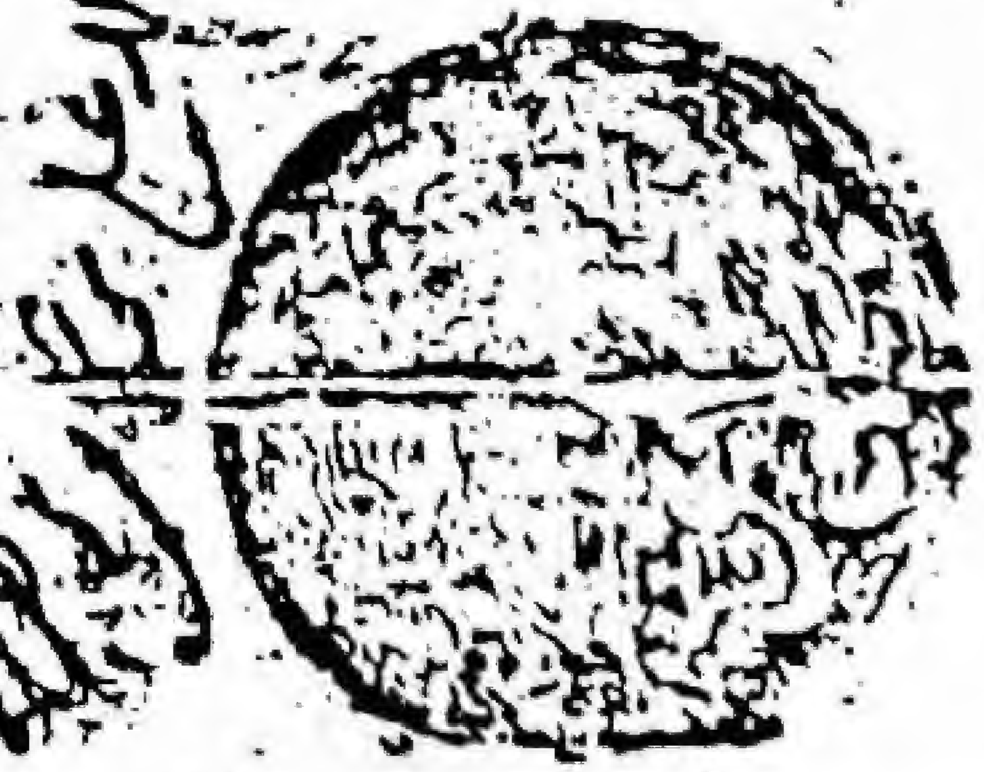
القاموس احتوى واحتوى عليه

۸- (تفسیر) منتہی الایجاز لکشف الاعجاز ۱۱۰۳ھ تصنیف شیخ محمد باقر لاہوری، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی لاہور۔

حسب تملیک مولانا عبدالرشید سیالکوٹی

کتب خانہ رشیدیہ

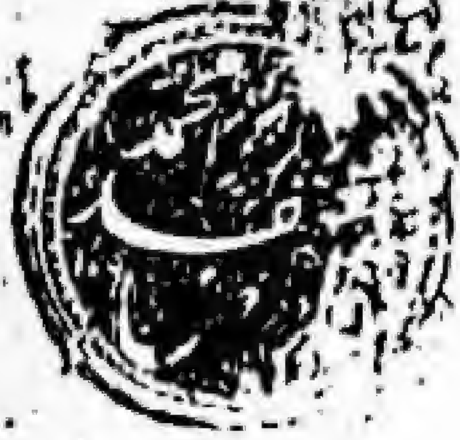


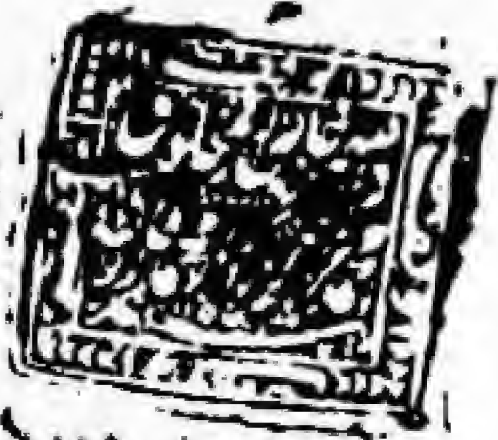


۹- مواہیر و استفتاء شیخ محمد باقر لاہوری، مفتی لاہور و خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مملوکہ جناب مولانا عبدالرشید قاسمی، شاہدرہ، لاہور (مقامات معصومی ۳/ ۴۵۲،

۱۰- حضرات القدس (جلد دوم) بخط عبدالرزاق بن محمد ہاشم ۱۱۲۶ھ کے پہلے زائد ورق پر حضرات نقشبندیہ کے قطعات تاریخ وفات خصوصاً قطعہ تاریخ وصال شیخ محمد یوسف (رابع) گردیزی ملتانی (ف ۱۰۹۳ھ) (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم) خطی مملوکہ جناب ڈاکٹر مہر عبدالحق، ملتان۔







۱۱- خلاصۃ المعارف از شیخ آدم بنوڑی پر تحریر و مواہیر شیخ محمد امین بدخشی (مؤلف نتائج الحرمین) مرید حضرت خواجہ محمد معصوم و خلیفہ شیخ آدم بنوڑی، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم، لاہور۔

هذه رسالة المفاضلة بين الانسان والكعبة
[redacted] النقشبندي رحمه الله

هذا اصل الواقعة والمباحثة
بين السيد آدم والشيخ احمد
القشاشي والتوفيق
بين كلامهما في المفاضلة
بين الانسان والكعبة
سنة







۱۱/۲ المفاضلہ پر شیخ محمد امین بدخشی کی مہر و تحریریں

۱۱ - اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط جو اس نے دارا شکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے نام سرہند ارسال کیا (خط کے متن کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا صفحہ ۱۳۱) ماخوذ از قلمی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانہ گنج بخش ۔ راولپنڈی ۔ پاکستان ۔ نمبر ۱۴۲۹ ۔ تحقیق محمد اقبال مجددی



۱۲- اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام۔ عکس مبنی بر خطی نسخہ مکتوباتِ حضرتِ مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانۂ گنج بخش، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

الآلهية بحر ين اطوار النقشبندية المتحلي بالحقائق الذوقية القدسية
المتفرد بالمعارف العجيبة اللدنية المتزين بالمحبة الذاتية المستعد
بحكمة القيومية الواصل الى اقصى مراتب الولاية
المتحقق بالكمالات الاصالية الفرد الكامل
والانسان الجامع العامل شيخنا
ومولانا الشيخ محمد المعصوم
السرهندي الفاروقي
النقشبندي سلمه
سبحانه وابقاه

۱۰۷۶

دوست محمد

۱۳- اذکار معصومیہ بخط صوفی دوست محمد بیگ پشاوری بسال ۱۰۷۶ھ (مقامات معصومی ۴/۵۰۳/۲۱-۲۲) خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی، لاہور

۱۴- دو اجازت نامہ ارشاد برائے شیخ محمد مراد تنگ کشمیری (ف ۱۱۳۱ھ) از شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی و شیخ علی رضا فاروقی سرہندی، مخزونہ کتاب خانہ ملی تہران (فہرست مائیکرو فلمہا مخزونہ کتاب خانہ مرکزی دانشگاہ تہران۔ ۱/ ۶۳۰)

۱۵- زبدۃ التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج وتخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور "طغیان" سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی، اس کے پہلے زاید ورق پر مؤلف کے خودنوشت الفاظ قابل توجہ ہیں:

وکانت کتابة فی عصر مصنفه وجاء به الی السلطان الزمان اورنگ زیب بهادر عالم گیر فی سنه احدی و سبعین والف من هجریة صلی الله علیه وسلم

خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور

المبعوث الی الانس والجان، هو الذی جعل الله دینه افضل الادیان، وجعل اصحابه خیر الامم بالحجة والبرهان، وکرم اولاده بالعزة والقرب واتباع آیات الرحمن، وعظم اصحابه بالایصال الی اوج العرفان، واکرم بعض اصحابه تحت الشجرة ببیعة الرضوان، وبشر من بینهم بدخول الجنان، ابابکر وعمر وعثمان، وعلیا وابا طلحة والزبیر وعبد الرحمن، وابا عبیدة وسعدا وسعید اهل الغفران مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین الامان نیرجو بشرابی اکرعری بلقائك وانت منی غیر غضبان، اکرم زلیدو مع قبری وارحم فی غربتی، ووحدتی اجابتی وخلانی واخوان، نشهد ان لا اله الا الله و نشهد ان محمد العبده ورسوله شهادة تنجینا من عذاب النیران، اما بعد فیقول العبد الضعیف النحیف المسکین المستعین بالفیاض المستعان معین الدین مسند صدیقة الارشاد والهدایة، جامع نعوت الخصایص والولایة، زبدة العارفین عمدة المحققین وارث الانبیاء والمرسلین خواجه خاوند محمود النقشبندی العلوی الحسینی غرقهما الله بحور الرحمة والرضوان، وجعل قبورهما روضة من ریاض الجنان، لما کان اکثر الناس فی ظلمة البدعة والکفر والخسران، ولا یدرون الحلال منها الا بتا المنان، وکنت فیما بینهم متردد تارة ازید الخروج من البلدة التی قد کثرت فیها البدعة والاهواء، وتارة آمر نفسی بالصبر فیما رجاء من الله کشف هذا البلاء العظیم، ومتی طال الله الی علی هذه الحالة عشرین سنة کنت فیهم البهت والحیران

۱۵- زبدۃ التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج وتخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور "طغیان" سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی، اس کے پہلے

فاذا فرج الله عنا وعن جميع المؤمنين المتقين بفضله العظيم وكرمه العميم
الحمد لله على كل حال وطهر هذه البلد وبلاد الهند عن البدعة والشرك واهل
الطغيان بوجود السلطان الاعظم المعظم المفخم الثابت على دين محمد المكرم
صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم وفي صاحب الهند والعراق في المحمود
المروج للشريعة الغراء والملة الحنيفية البيضاء قامع البدعة وقاتل الكفرة
والمرفضة محيي السنة عامر المساجد العامل بقوله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الرجل
يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالايمان فان الله يقول انما يعمر مساجد الله من آمن بالله
واليوم الآخر والمزين لمدارس العلماء بالله المستغني عن التوصيف بعناية الله
صاحب السيف والقلم ووزراء العالم يحتاجون الى تدبيره ورايه وحاله برهان
على استحقاق الخلافة ابو المظفر محي الدين محمد اورنگ زيب بهادر عالمگير بادشاه غازی سلمه الله
وابقاه خلد الله ملكه وسلطانه وافاض علينا بره واحسانه. اللهم اجعله
رحيما على العلماء والفقراء والغرباء والرعية والتائبين فحصلت الى جميع
المؤمنين نعمة عظيمة بوجوده الشريف المنيع العزيز فاردت ان اشكر نعمة الله
اذ خلصنا من شرور اصحاب البدعة والضلال بتاليف تفسير كلام الله وان لم اكن
اهلا لهذا رجاء ان ادخل في سلك المفسرين بسببه وانال حظا عظيما ببركته
فجعلته عراضة لحضرت السلطان الممدوح المؤيد بتائيد الله المكرم بتكريم الله
المعظم وهو الذي مشائخ زمانه معترفون بتقدمهم عن عبادتهم بعبادته

۱۵- زبدۃ التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری، بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج وتخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور "طغیان" سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی

۱۵۔ زبدة التفاسیر مؤلف خواجہ معین الدین کشمیری بن خواجہ خاوند محمود لاہوری۔ بسال ۱۰۶۹ھ مؤلف نے بتایا ہے اورنگزیب کی تخت نشینی سے بیس سال قبل ہندوستان کے مسلمانوں کے دینی اعتبار سے پریشان کن احوال تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اورنگزیب کو تاج و تخت دیا جس نے ملک کو شرک، بدعت اور طغیان سے پاک کیا تو مؤلف نے شکر نعمت کے طور پر یہ کتاب لکھ کر اورنگزیب کو ۱۰۷۱ھ میں پیش کی۔ اس کے پہلے ورق پر مؤلف کے خود نوشت الفاظ قابل توجہ ہیں:

وكانت كتابته في عصر مصنفه وجاء به الى السلطان الزمان اورنگ زيب بهادر عالم گير في سنة احدى و سبعين والف من هجرته صلى الله عليه وسلم

قلمی مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم لاہور

كتاب مستطاب اصح الكتب بعد كتاب الله

كتاب صحيح البخاري

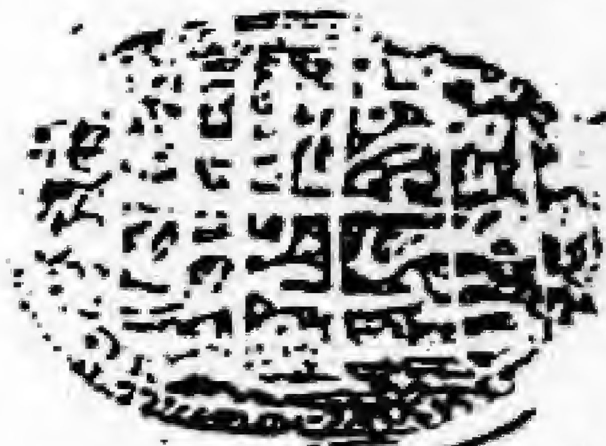
صحيح البخاري

۱۶- بخاری شریف کا وہ خطی نسخہ جو خواجہ معین الدین خاوندی کشمیری (مذکور شمارہ ۱۴) کی ملکیت رہا اور اس کے پہلے ورق پر ان کی تحریر و مہریں مع مہر کتاب خانہ اورنگ زیب
یہ خطی نسخہ جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے پاس ۱۹۸۵ء میں آیا تھا۔

می‌شنوانند و اندر روز کار وی تصرف نکند و مر او را بدان نیت او فشنجد که اندر آن
کلی وی برکتی بسیار باشد آزماینده را و باید که اگر قوال خوش خواند
او را نگوید که خوش میخوانی و اگر نا خوش خواند و یا شعر ناموزون گوید و طبع را
پراکنده گرداند نگوید که بهتر خوان و بدل با وی خصومت نکند و وی را اندر میانه
نبیند و حواله بحق کند و وی درست نبود و اگر کسی وی را سماع گرفته باشد
و وی را از آن نصیب نبوده باشد شرط نیست که بصحو خود اندر سکر ایشان نگرد
باید که بوقت آرمیده باشد و مر سلطان وقت را تمکین کند تا برکات آن
بوی برسد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه آن دوست دارم که
مبتدیان را بسماع نگذارند که طبع ایشان شولیده نشود که اندر آن خطرها
عظیم است و آفت آن بزرگ است که زنان از بامی و یا از جایی بدرویشان
ناظر باشند اندر حال سماع ایشان و ازین مر مستمع را حجابهای صعب افتد
و جوانی از احداث اندر میانه باشد از بعد آنکه جهال متصوفه این را مذهب ساخته
اند و صدق از میانه برانداخته و من استغفار کنم از آنچه رفته است بر من از
این جنس و از این آفت استعانت خواهم از خداوند تعالی تا ظاهر و باطن مرا از آفت نگاه
دارد و وصیت میکنم ترا و خوانندگان این کتاب را برعایت حقوق این کتاب و نویسنده
را بدعا حفظ ایمان یاد آرند و بالله التوفیق و الحمد لله رب العالمین و الصلوة
والسلام علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین و سلم تسلیما

تمام شد بتاریخ غره ربیع الثانی روز یکشنبه بوقت دو پهر سنه ۱۰۱۴

۱۷- کشف المحجوب بخط خواجہ خاوند محمود نقشبندی معروف بہ حضرت ایشاں لاہوری بسال ۱۰۱۴ھ مملوکہ جناب چودھری عبدالعزیز، کراچی اس سے قبل یہ خطی نسخہ دار العلوم دیو بند کے کتب خانہ کی زینت تھا۔



واقبال نشسته و بر آل کرام او که هر یک بساط
استخیر و سنت ذوج و اصحاب الکرام او که
هر کدام بر آسمان هدایت آفتابی ستند
غایت اوج الصلوٰۃ والسلام علیہ
اجمعین الی یوم الدین اما بر ضمایر ارباب
اولوالالباب مخفی و مستور نماند که چون
حضرت شهنشاهی خلافت پناهی ارشاد
دستگاه ظل اللہ فی الارض المختص
بعنایت رب العالمین عدیم المثل والنظیر
فی الآفاق جالس لسریر السلطنة بالارث
والاستحقاق حافظ بلاد اللہ و ناصر
عباد اللہ ماحی آثار البدعة والضلالة
قطب الاقطاب نسما الخلافة الذی یتلالا
شعاع سمانه بین صفوف الاعداء بعون اللہ
المظفر والمنصور علی اعدائه بفضل اللہ

۱۸- بازنامہ مولفہ شیر محمد کا وہ ورق جہاں اکبر بادشاہ کو "قطب الاقطاب" لکھا گیا ہے، خطی مملوکہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم، لاہور

۴۵۱

[illegible]

۱۹- مقامات معصومی، خطی مخزومی خانقاہ شاہ ابوالخیر، دہلی کا آخری ورق

مقامات معصومی

مقامات معصومی

محررہ سنہ ١٢٩٣ھ در مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ

سنہ ١٣٨٥

مقامات المعصومی تصنیف شیخ صفر احمد بن فضل اللہ بن عبد القادر بن [illegible]

بن عبد الرزاق بن مخدوم محمد عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

والدہ مصنف بی بی صفیہ دختر عروۃ الوثقی حضرت محمد معصوم

رحمۃ اللہ علیہما است تصنیف این کتاب در ١١٣٤ [illegible]

[illegible] این کتاب را سیدی الوالد حضرت شاہ

محی الدین عبد اللہ ابو الخیر فاروقی مجددی قدس اللہ سرہ

در مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ

[illegible] خریدہ و باز تصحیح فرمودہ [illegible]

[illegible] صفحات نہادہ

[illegible] مرتب کردہ — الحقہ اللہ تعالیٰ

[illegible] الکاملین العارفین — ابوالحسن زید [illegible]

مقامات معصومی کے پہلے ورق پر حضرت ابوالحسن زید فاروقی کی تحریر

والا با سماء کثیرہ و ممتازات چنانچہ در خطبہ کتاب به بشارت
قطب الاقطاب قبولیت مآب حضرت ایشان مرقوم گشته و این
از برکات معصومی بظهور پیوسته و نسبت قیومی برجا نشسته
والحمد لله رب العالمین قد حصل الفراغ من تصنیف هذا الکتاب
الذی هو لب اللباب

مقامات معصومی، قلمی مملوکہ پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ
موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا آخری ورق



۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله العلي الاعلى حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ومباركا عليه كما يحب ربنا ويرضى والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على عباده الذين اصطفى خصوصا على سيد الورى امام التقى شمس الضحى بدر الدجى محمد المصطفى صاحب قاب قوسين او ادنى وعلى اله شموس التقى وصحبه نجوم الهدى واتباعهم الى يوم الجزاء كما يليق لعلو شانهم ويحرى ما تعاقب الظلم والضيا بعد از ذکر کار خود شرمنده محمد الدین احمد ابن مجار الزمان شمس الاوتاد وقدوة اهل الاجتهاد الشيخ محمد فضل الله قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس السرهندي الفاروقي النقشبندي الاحمدي المعصومي بینا بد کر حرف میرت ...

۲۰- معدن الجواہر تالیف میر صفر احمد معصومی (مؤلف مقامات معصومی) کا ایک ورق، مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی، ٹنڈو سائیں داد، سندھ

تنزل الرحمة بذکر الصالحین 2024

الحمد لله والمنة

که درین ایام حسب ارشاد جناب فیضمآب حضرت فقیر عبدالقادر صاحب نقشبندی
مجددی سجاده نشین خانقاه [illegible] فضل خان




در مناقب قطب زمان غوث جهان حضرت جیو صاحب شاه
فضل احمد صوفی قدس الله سره که در سنه ۱۳۳۱ هجری [illegible] گردیده اند

در [illegible] نظام الدین طبع گردید
۱۹۱۲ء

۲۱- تحفۃ المرشد (در حالات شیخ فضل احمد پشاوری) تالیف نظام الدین بلخی مزاری مطبوعہ لاہور، ۱۹۱۲ء

بادی تکمیل کمالات محمد ولی در تنویر مطالب حضرت بی بی صاحب اکرم بود

زاد اللہ برکاتهم فی السالکین و بسط اللہ ظلالہم علی روس

المسترشدین که اسم مبارک در بین المہر

مرکوز و مرسوم است ۵۵

بلکم خطا دفتر بر نقیر حقیر الانام کثیر الاثام محمد ستمند چراغ

قلمی نموده شد و این کمالات از قدیم الایام دامن گیر این جناب

فیض مآب است مرجو عفو از یمن توجهات فیضی سمات

ایشان چنان است که بمطالعه این رساله غساله زنگ

و کدورت این بیاله گرد و این پر گناه روسیاه

که از گیاه فاتحه ذکر آگاه شاغل فسق و گناه از افعال ناپسندیده

و اقوال نا مرضی باز گشته بتهمد و جد را در عبادات مبذول

گرداند و بحسنات مشغول باشد خداوند الجناب مقدس

حضرت رسالت پناهی و آهل بیت عصمت پناهی

۲۲- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد معصومی پشاوری بن شیخ نیاز احمد بن میر صفر احمد معصومی کی تالیف اسباق طریقہ نقشبندیہ کا ترقیمہ اور ان کی مہر، ذخیرہ مولانا فضل صمدانی بنوڑی، کتاب خانہ مرکزی پشاور یونیورسٹی، پشاور (نمبر ۳۳۹)





۲۳- مہر و تحریر شیخ عبدالاحد معروف بہ میاں کالو بن حاجی غلام محمد معصوم بن شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم، اولین ورق خطی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد سجع مہر ''سرو باغ احمد و معصوم و قیوم الزمان- عارفین و حاجی و عبدالاحد، شد عیان (حدیقۃ الاولیاء ۲۷۴)

۲۱- مکتوب شیخ صفی اللہ ملقب بہ قیوم جہان بدست خود و مہر، مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی، گلزار خلیل، سامارو، تھرپارکر، سندھ

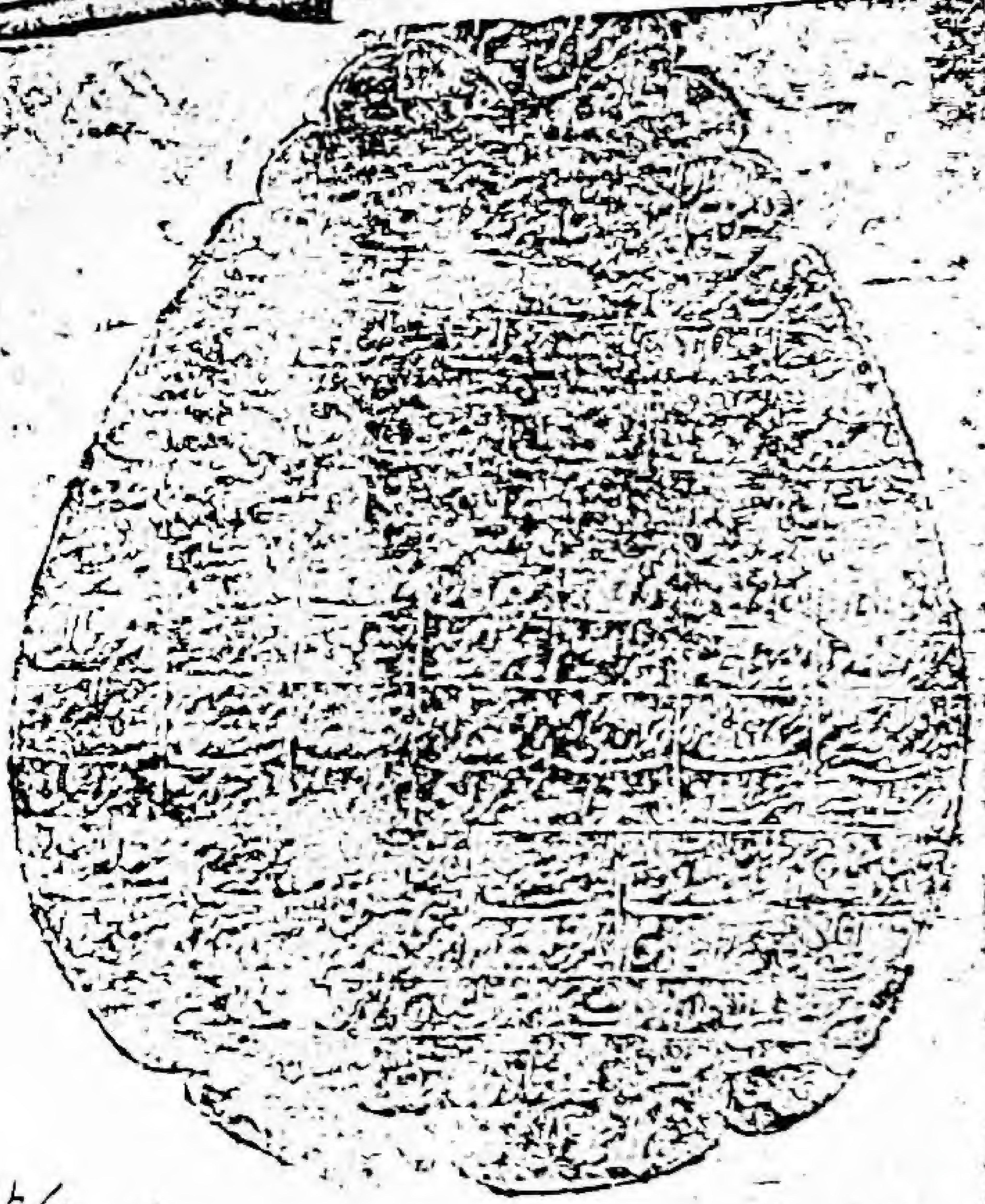
بسم الله الرحمن الرحیم نحمده [illegible] و نصلی و نسلم علی

حبیبه و آله و صحبه [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۴/۲- مکتوب شیخ صفی اللہ ملقب بہ قیوم جہان بدست خود و مہر، مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی، گلزار خلیل، سامارو، تھرپارکر، سندھ



۲۵- اجازت نامہ از شیخ صفی اللہ قیوم جہاں برائے شیخ محمد حیات و ملا محمد کاظم بسال ۱۱۹۶ھ

مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مجددی مذکور

۲۱

بسم الله الرحمن الرحیم والصلوة والسلام علی سیدنا محمد رسول الله
وآله وصحبه واولیائه وامته صلوة الله بر ذاته اما بعد
بر نقشبندان صحیفه انوار و نکته سنجان نقاط اسرار پوشیده نماند
در اینولا تاریخ [illegible] ماه [illegible] سنه ۱۱۹۶ بعد استخاره [illegible]
وحصول استبشارات [illegible] معارف و [illegible]
اسرار [illegible] برادر دینی جامع الحسنات والبرکات میان محمد حیات [illegible]
[illegible] طریقه که سیر الی الله و سیر فی الله [illegible] ازان
[illegible] وحصول کمالات [illegible] و [illegible] حضرات اولیاء
[illegible] علیهم التحیة والتسلیم والصلوات والبرکات [illegible]
[illegible] علی نبینا وآله [illegible] المقربین
[illegible] اجازت تعلیم
وتلقین طریقه علیه حضرات نقشبندیه وحضرات قادریه [illegible]
[illegible]
[illegible] حقائق و معارف [illegible]
اخذ نماید و تربیت جوید گویا بآن فقیر [illegible] حضرت [illegible] شیخ [illegible]
و [illegible] حضرت ایشان [illegible] الاجازة
الاستقامة علی الشریعة المطهرة والطریقة المرضیة والحقیقة [illegible] السلام
علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله [illegible]
افضلها و [illegible] ومن التحیات [illegible]



۲۶- اجازت نامہ ارشاد از علامہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال ۱۱۹۶ھ مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مذکور

بسم الله مصليا ومسلما اما بعد فيقول الفقير الى الله الكريم ابراهيم بن شيخه ومخدومه
عبد اللطيف بن المخدوم محمد هاشم السندي التتوي بدعو نسبه
[illegible] من آل حارث بن عبد المطلب ان الاخوة الكرام والاحبة العظام
والاجلة الفخام اولي الفضائل الجسام المولى محمد اكرم والشيخ محمد الحسيني
والشيخ محمد الكاظم والشيخ محمد الحيات قد استجاز ومني فاجزت لهم كما اجيز
بها من حضرة جدي المرحوم مجملا ومن حضرة ابي المغفور مفصلا
والي المبرور من ابيه اعني جدي المرحوم المذكور بعلو هو عن شيخه علامة الورى
مرجع الاكابر الشيخ عبد القادر مفتي مكة شرفها الله تعالى ورضي عنه اجازة
مسلسلة في جميع ما تيسر لي الاجازة مما اتى به الجد المرحوم في كتابه اتحاف الاكابر
في مرويات الشيخ عبد القادر من كتب التفاسير وام التلاوة القرانية و
التجويد والقراءات وعلم الحديث والفقه والكلام اصولا وفروعا
وغايته الى غير ذلك من الاثبات والقصائد والاوراد والاذكار والحمد
لله تعالى والصلوة والسلام على رسوله المعلى وآله وصحبه واوليائه وامته اولي العلى

[illegible]



۲۶/۲ - اجازت نامہ ارشاد از علامہ مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی برائے میاں محمد حیات مذکور بسال ۱۱۹۶ھ مملوکہ مولانا محمد ابراہیم خلیل مذکور

بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible]

از فقیر حقیر عبدالقیوم سرهندی [illegible]

حضرت حاجی محمد فضل اللہ [illegible]

[illegible]

۲۷- مکتوب شیخ عبدالقیوم بن حاجی محمد فضل اللہ مجددی قندھاری (مؤلف عمدۃ المقامات)

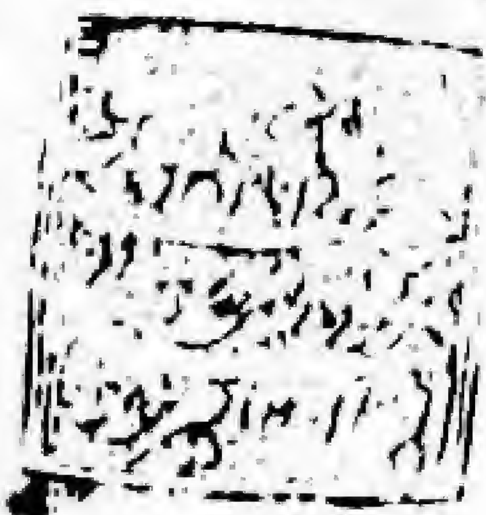
٥٢٢

ما الهم الله على نهمد الكلمات المصنفة
للمجدد الالف الثانی رضی الله تعالی عنه
الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا كما يحب
ربنا ويرضى وصلى الله تعالى على خير خلقه
محمد وآله واصحابه اجمعين

پاکیلچ

Acc. No. 482-83

رسالہ مکاشفات غیبیہ





۲۸- مکاشفات غیبیہ از حضرت مجدد الف ثانی کے خطی نسخہ پر شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغت اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۲۸۳) کی تملیکی مہر و تحریر، سجع مہر ابوالقاسم مرید معصوم مطلق''، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی۔

الجزء الثالث من المحيط

منتخب من منائح ... افقر عباده
فقیر الله بن عبد الرحمن ...
... تاسع رجب ...



هذا الكتاب ... غلام صديق
... نقشبندی فاروقی النصب

۲۹ - محیط برہانی (رک کشف الظنون ۲ / ۱۶۱۹) کے خطی پر شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری نقشبندی (ف ۱۱۹۵ھ) کی تحریر اور مہر اس خانوادہ کے دیگر افراد کی تملیکی مہریں یہ خطی نسخہ خانقاہ نقشبندیہ قلعہ جواد کابل کے کتاب خانہ کی زینت تھا، حالیہ انقلاب افغانستان کے دوران وہاں سے جناب خلیل الرحمن داؤدی مرحوم کے ہاں آیا ہے۔

۳- رسالہ مبداء و معاد تصنیف حضرت مجدد الف ثانی پر شیخ عبدالقیوم سرہندی مجددی اور دیگر حضرات مجددیہ کی تحریرات، مملوکہ جناب خلیل الرحمن داؤدی، م

۳۱- ظواہر (در حالات شیخ سعدی لاہوری خلیفہ شیخ آدم بنوڑی) تالیف میاں محمد عمر چمکنی کے آخر میں مؤلف کے دست مبارک کی تحریر۔

صفا قلبه مع الله سقط عنه كلفة التكاليف الا فمن هو سها والجبر لا
تزول عن احد ولو تربع فی الهواء غير انها تستضعف تارة وتقوى
والحرية من رق النفس جائزة فی حق الصديقين والصفا المذموم يعني
عن العارفين والعبد ينتقل فی الاحوال حتى يصير الى نعت الروحانيين
فيطوى له الارض ويمشي على الماء ويغيب عن الابصار ويصعد الى الهواء
ويظهر فی غير محله من القرى والصحارى والحب فی الله والبغض فی الله
من اوثق العرى الايمان والامر بالمعروف والنهی عن المنكر واجب
على من امكنه بما امكنه وكرامات الاولياء ثابتة وهی فی الحقيقة من جملة
معجزات الانبياء اذ فيها دلالة على كمال التابع وهو متوقف على كمال
المتبوع واكمل المتبوعين وافضل المحبوبين نبينا المصطفى ورسولنا
المجتبى المخصوص بالشفاعة الكبرى والوسيلة العظمى صاحب قاب قوسين
او ادنى وواقف اسرار دنى فتدلى صلى الله عليه وعلى آله وصحبه
البررة التقى وبارك وسلم صلوة وسلاما لا تعد ولا تحصى
حرره احقر عباد الله المجيد احمد سعيد المجددی النقشبندی عفی عنه
فی جواب كتاب مكتوب علی الجعفری ۱۲



۳۲- رسالہ اثبات المولد والقیام تالیف شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی کے بخط مؤلف کے آخری ورق کا عکس۔ مطبوعہ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی۔




فتوح الاوراد استملکہ الفقیر اضعف عباد
الله الاکبر محمد مظہر ابن شیخ احمد سعید رزقهما الله
سبحانہ رضوانہ الحمید بالاشتراء الشرعی
فی حضرۃ الدہلی فوقفہ للہ الغنی تعالیٰ المقدس



۳۳-فتوح الاوراد تالیف ملا فتح محمد برہانپوری کے اولین ورق پر شاہ محمد مظہر بن شاہ احمد سعید کی مہر و تحریر، خطی مملوکہ جناب پروفیسر محمد سعد سراجی مرشد بابا خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، مشمولہ رشحات عنبریہ، مطبوعہ شرقپور

ما شاء الله لا قوة الا بالله

درین ایام توفیق ... طالبان علم ربانی ... فیض جاودانی




حسب استدعای ... سعادت اقتران حافظ محمد ... خان

مطبع ... نظامی کانپور ...

۳۴-(i) مکتوبات معصومیہ جلد اول مطبوعہ مطبع نظامی کانپور، ۱۳۰۴ھ

هو الغنی

# وسیلۃ السعادت

مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مرحوم

حسب الارشاد جناب مولوی محمد ایوب صاحب ایم۔ اے۔ ایل

وکیل انبہٹوی حال سکونت شہر لودیانہ نے

واسطے مسلمانان ہندوستان و پنجاب کے فائدہ کی غرض سے

طبع کرائے

باہتمام خاکسار عبد الکریم مہتمم کے

ظہور پریس لودیانہ میں طبع ہوئے

۲۵۔ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ ہجری مطابق ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۶ء

تعداد جلد ۱۰۰۰ — طبع اول — قیمت فی جلد عہ

بلا اجازت کوئی صاحب قصد طبع نہ فرماوے۔ ورنہ نقصان اٹھانا پڑیگا۔

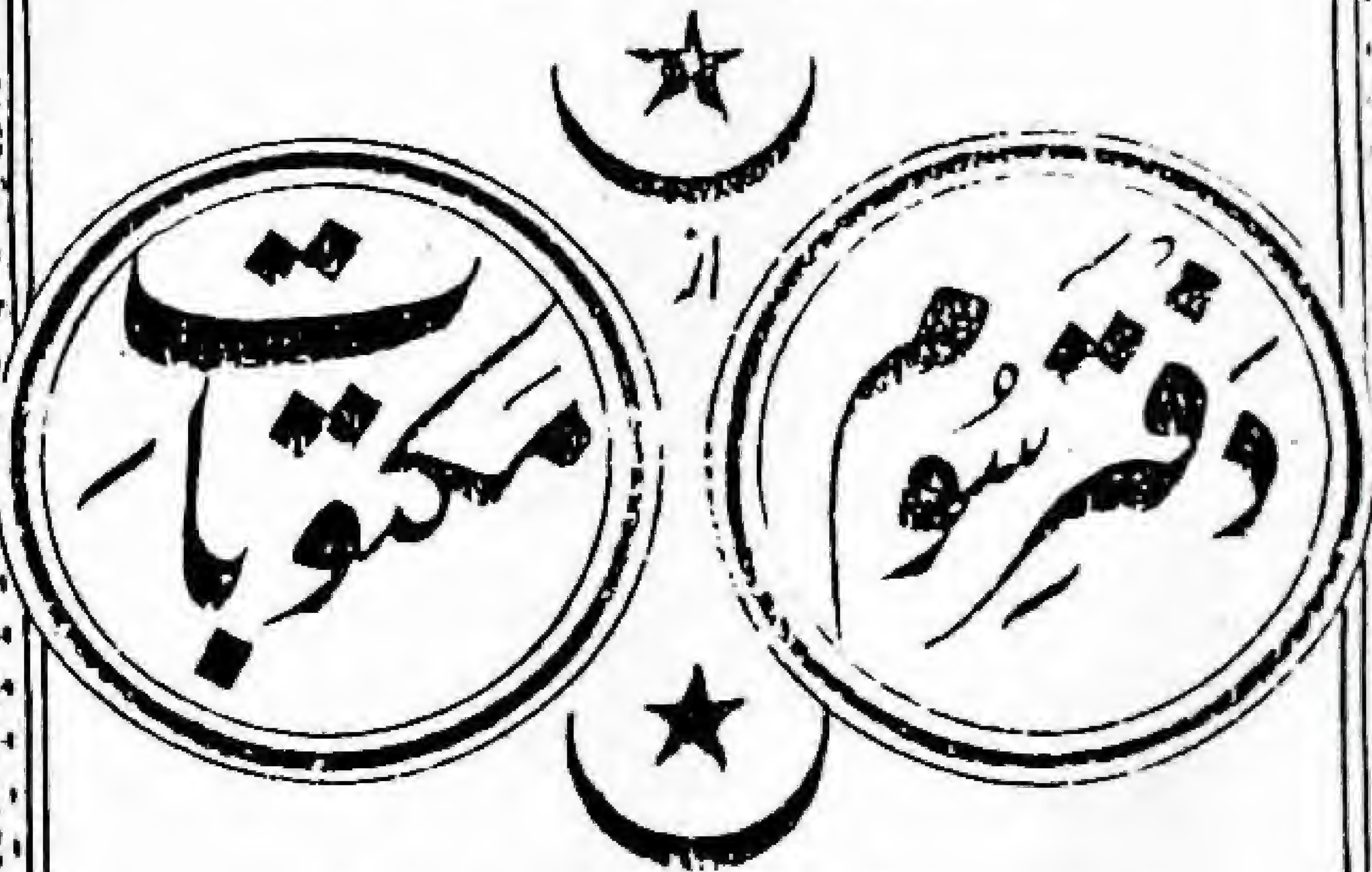
(ii) مکتوبات معصومیہ جلد دوم مطبوعہ ظہور پریس، لدھیانہ ۱۳۲۴ھ

کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست • آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

اعنی

بفضل رحمانی و امداد یزدانی



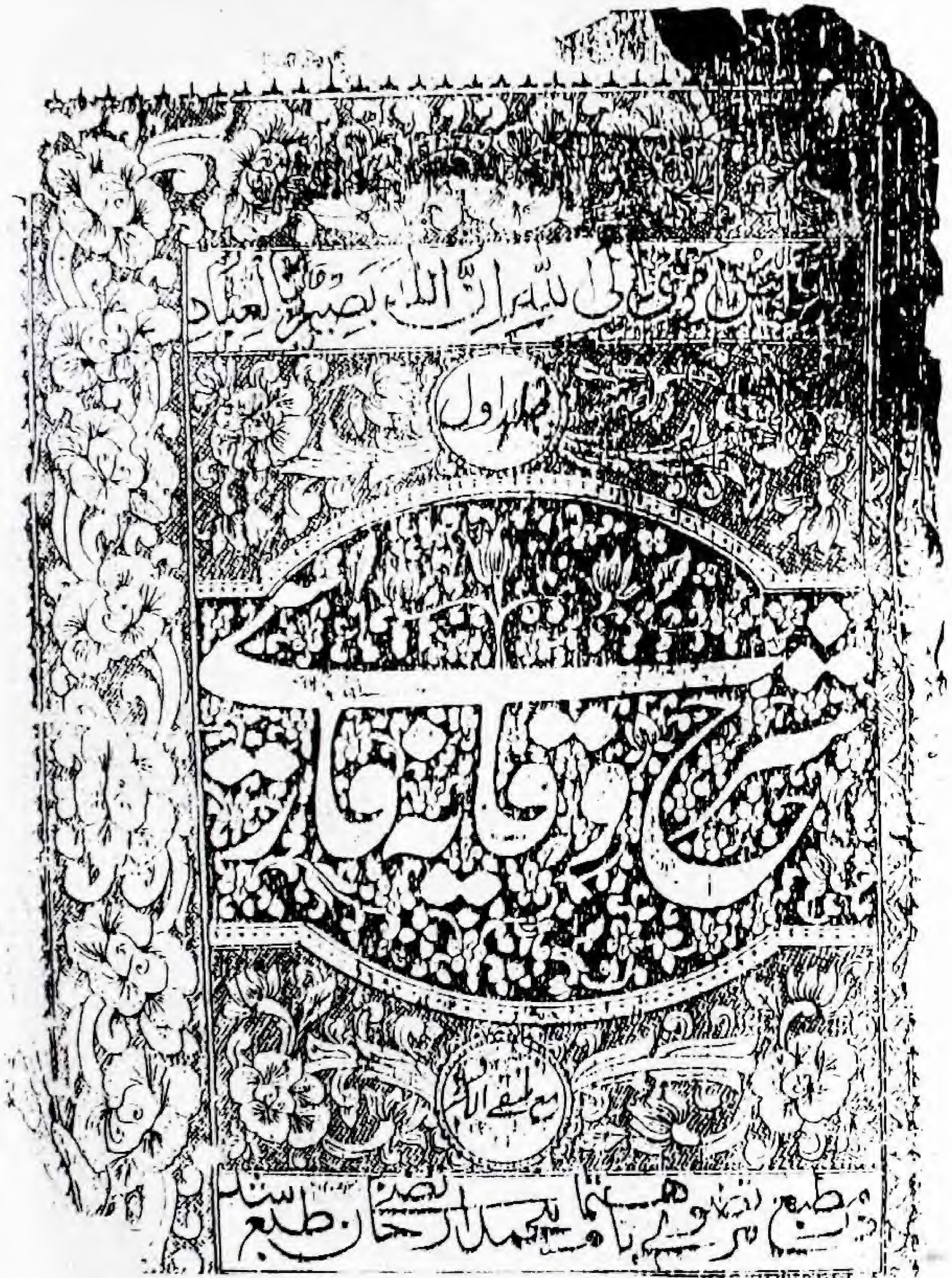

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

بآئین نوی

باہتمام و تصحیح خاکسار نور احمد عفا اللہ عنہ پسروری ثم امرتسری

در مطبع وزیر ہند امرتسر باہتمام شیخ عبد العزیز مالک و مینیجر پرنٹر مطبوع گردید

(iii) مکتوبات معصومیہ جلد سوم مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری، مطبوعہ روز بازار، امرتسر، ۱۳۴۰ھ



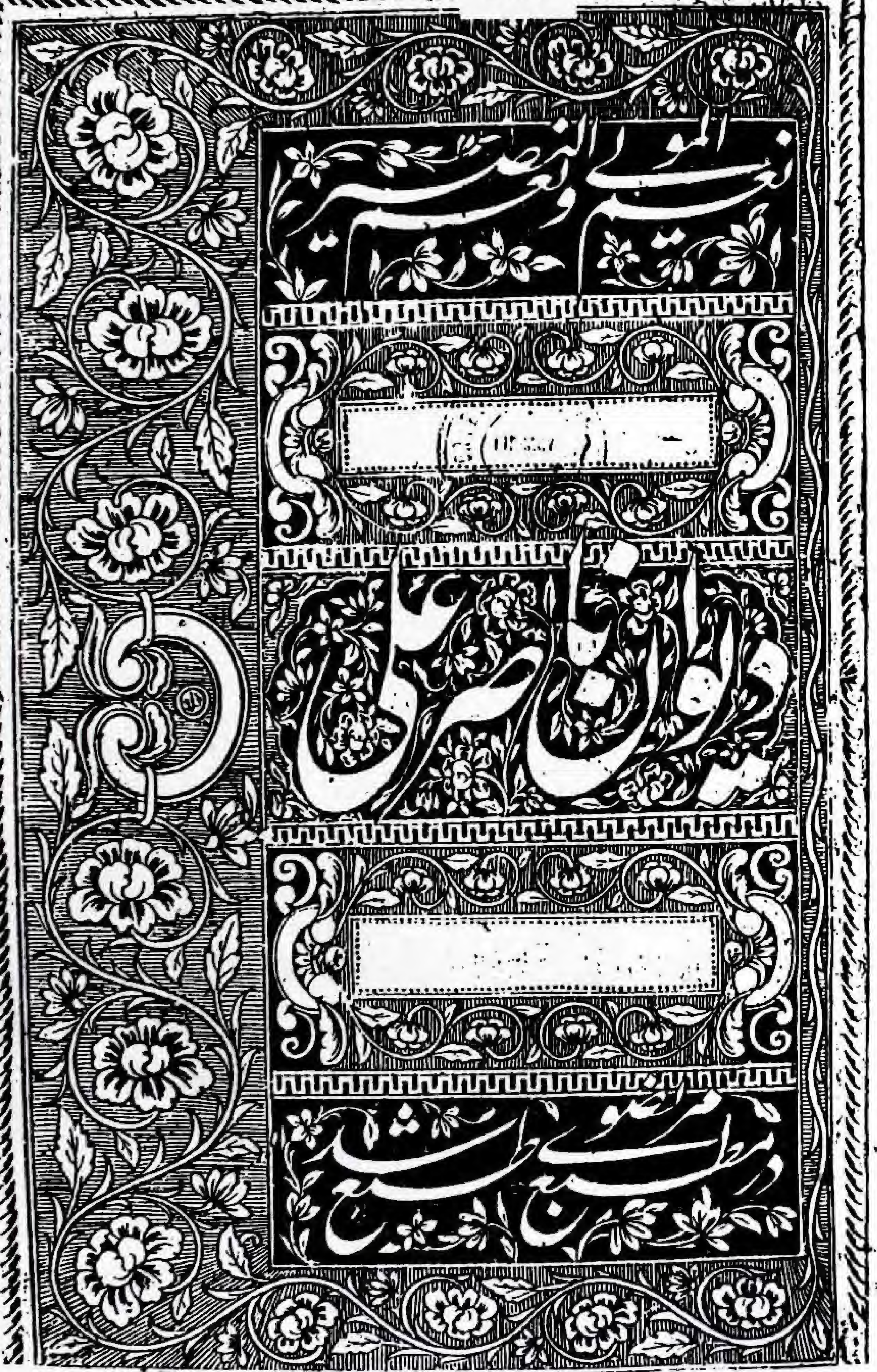

۳۵- شرح وقایہ فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجاول سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/ ۴۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بعد ہذا میگوید احقر عباد اللہ عبدالحق سجاول سرہندی کہ از عنفوان جوانی زمام اختیار این حقیر را قاید توفیق الٰہی عز شانہ بصحبت کثیر البرکت قبلۃ الاقطاب ملاذ الاوتاد موصل الطلاب الی نہایات الکمال شیخ العالمین وارث الانبیاء والمرسلین الشیخ الاکبر والامام الاعظم شیخنا وسیدنا حضرت شیخ محمد معصوم ادام اللہ تعالی ظلال افادتہ رسانید و بیمن انفاس آن حضرت اقدس سعادت از فوائد صحبت ای شگرف بہرہ مند شید بمرتبہ کہ تفصیل آن طولانی دارد بیت گر بر تن من زبان شود ہر موئی یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد با وجود آن نعمت عظمیٰ ایزدی جل شانہ ادر اوقات فراغ از ان صحبت بنابر مناسبت جبلی کہ بمطالعہ کتب دیگر از طالبعلم داشتم اشتغال بترجمہ شرح وقایہ موسوم بطریقیکہ در ضمن مطالعہ مبتدئین طلبہ علم بکار آید و توسل این ابنا از وقت و تکرار آن قوت واند چنانکہ حل عبارت و ترکیب آن و حل بعضی از الفاظ و اعراب آن از ان مفہوم می شود اما چون مقصود از ان این بود کہ مذکور شد رعایت وزن مردوان با نصرام نمی پیوست لہذا بعضے از اہل زمانہ بر مراد نارسیدہ بر عبارت آن گفتگو داشتند خصوصا بعضی از شاگردان این فقیر در گفتگو را دراز کردہ بودند تا آنکہ بعضی از مخلصان آمدہ از ان گلہ میکردند و خاطر این حقیر بی اختیار از ان در بار شد لیکن چون در ترجمہ مذکور سعی و مشقت کشیدہ بود دست داشتن از ان بر خاطر گران می آمد اما چون گفتگو ایشان بر نہایی بجای کشید کہ منصف آمدہ لہذا فقیر اکتفا کرد

۳۵- شرح وقایہ فارسی مترجم شیخ عبدالحق سجاول سرہندی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۳/۴۸۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی، ۱۲۸۵ھ انتساب بہ اورنگ زیب عالمگیر (آغاز کتاب صفحہ ۳)




۳۶- دیوان ناصر علی سرہندی مرید حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصومی ۴/۲۲/۹-۱۰) مطبوعہ مطبع مرتضوی (دہلی)، ۱۲۶۲ھ



۲- مرقد خواجہ محمد صدیق پشاوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم (مقامات معصوی ۳/
۴۳۲) در پشاور نزد ریلوے لائن ۱۹۸۵ء



ن کے ساتھ ان کے والد گرامی اخوند عبد الغفور سمرقندی (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی،
مات معصومی ۳/ ۴۳۲) کی قبر بھی قدیم اور اصل حالت میں ہے (ایضاً ۴/ ۳۲۳)



۳۸- حجرۂ اعتکاف خواجہ محمد صدیق پشاوری کی ایک دیوار، تباہ شدہ حجرہ کا ایک منظر۔



۳۹- مزار شیخ غلام محمد مجددی (متوفی ۱۱۷۸ھ) بن شیخ غلام محمد معصوم سرہندی در پشاور شہر



۴۰۔ مزار شیخ غلام حسن مجددی (ف ۱۲۴۰ھ) بن شیخ غلام محمد مجددی مذکور۔ پشاور شہر۔




۴۱- مؤلف مقامات معصومی کے پوتے شیخ فضل احمد پشاوری (ف ۱۲۳۲ھ) بن شیخ نیاز احمد بن شیخ صفر احمد معصومی کا مزار، واقع محلّہ فضل حق، پشاور شہر (مقامات معصومی جلد اول، مؤلف کے احوال)

کتاب نقد النصوص المورد
فی شرح نقش الفصوص
ابن علی العربی قدس

للسید الشریف قدس سره

نقصان ز قابل است وگرنه علی الدوام
فیض سعادت حق بکس مقابل است



نقد النصوص پر حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک صاحبزادے کی مہر (۱۱۰۹ھ)
خطی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد نمبر ۱۴۲۹

# محمد اقبال مجددی

(مرتب کتاب حاضر)

۱۔ پیدائش: ۱۵ر ستمبر ۱۹۵۰ء بمقام قصور (من مضافات لاہور) پنجاب، پاکستان

۱۔ تعلیم: ایم اے تاریخ (درجہ اول) پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۳۔ شغل: ایسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ تاریخ

گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

۴۔ تالیفات

تذکرہ علمائے ساہووالہ، احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، مقامات مظہری (تحقیق وتعلیق وترجمہ)، حسنات الحرمین (تحقیق وتعلیق ترجمہ)، ملفوظات شریفہ شاہ غلام علی دہلوی (تحقیق وتعلیق)، اثبات المولد والقیام (تحقیق وتقدیم) رشحات عنبریہ (تحقیق وتقدیم)، حدیقۃ الاولیاء (تحقیق وتعلیق)، لطائف المدینہ (تحقیق و تقدیم وترجمہ)، احوال مشائخ کبار (تحقیق وتعلیق)، زادالمعاد (تحقیق وتقدیم وترجمہ)، معمولات مظہریہ (تحقیق وتقدیم وتعلیق) کمالات مظہریہ (تحقیق وتعلیق) بشارات مظہریہ (تحقیق وتعلیق)، تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند (مجموعہ مقالات)

۵۔ مقالات

اب تک تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات دنیا کے موقر جرائد میں طبع ہو چکے ہیں یہ مضامین معارف (اعظم گڈھ، دارالمصنفین)، برہان (دہلی، ندوۃ المصنفین)، مجلہ علوم اسلامیہ (علی گڈھ)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور)، مجلۂ تحقیق (لاہور)، صحیفہ (لاہور) بصائر (کراچی)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور (۱۶۔ مقالات)، دانشنامہ جہان اسلام، تہران (۲۰ مقالات)، دانشنامہ زبان وادب فارسی درشبہ قارہ (۲۵۰ مقالات)، تہران، ایران۔

# Maqāmāt -i- Ma'sūmi

Life, works and Teachings of a prominent sufi
and reviver of seventeenth century,
Khawaja Muhammad Ma'sum Sirhindi
(c. 1007 - 1079 a.h. /1599 - 1668 a.d.)

Vol. (IV)
Explanatory Notes

By.
Muhammad Iqbal Mujaddidi

**2004**

**Zia-Ul-Quran Publications**
Lahore, Karachi, Pakistan

# Maqāmāt -i- Ma'sūmi

Life, works and Teachings of a prominent sufi
and reviver of seventeenth century,
Khawaja Muhammad Ma'sum Sirhindi
(c. 1007 - 1079 a.h. /1599 - 1668 a.d.)

Vol. (IV)
Explanatory Notes

By
Muhammad Iqbal Mujaddidi

2004

Zia-Ul-Quran Publications
Lahore. Karachi. Pakistan